جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب مستطاب در ابطال مذہب اہلسنت
واحقاق مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ الموسوم

اعلان الہدی

در جواب

اسرار الہدی

یکے از تالیفات عالیجناب فیض مآب حکیم مولوی شیخ احمد رضا صاحب دامت برکاتہ بن عالیجناب
مولوی شیخ وجیہ الدین صاحب مرحوم تاریخ ۲۰ جون سنہ ۱۹۲۳ع

لکھنؤ اثنا عشری کے کمترین علی کردیا
بمقام مطبع باہتمام بن علی طبع

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد لله على كمال الدين واتمام النعمة كه اين كتاب مستطاب محتوى بر تحقيقات عميقه وتدقيقات انيقه مذهب شيعه اماميه اثنا عشريه الموسوم به

اعلام الهدی

در جواب

اسرار الهدی

بتاريخ ۵ شعبان سنه ۱۳۱۲ هجری بمقام لکهنؤ محله فراشخانه وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باهتمام سید عابد علی رضوی حلیۂ طبع پوشید
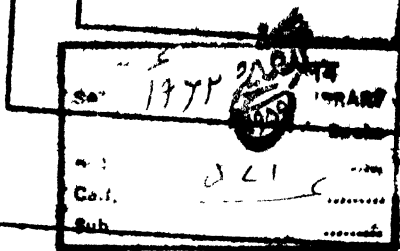
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر تعریف اور سب ستایشین اُس قادر مطلق کے لیے سزاوار ہین کہ جسنے اپنے نور سے
نورِ محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ کو پیدا اور پھر اُسی نور کے وسیلے سے ہژدہ ہزار عالم اور زمین
و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم جمیع موجودات کو ہویدا کیا اور تمام مشکلات دینی اور دنیوی
کا حلال اور ہر طرح کی حاجات ظاہری و باطنی کا عقدہ کشا اپنے برگزیدہ پیغمبر اور اُسکے
اوصیا کو بنایا - یہ اُسکی کمال شفقت ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین و جاہد الکفار والمنافقین
کو ہمارا پیشوا مقرر کیا اور نہایت پاک سرشت فرشتہ خصائل اماموں کے تقلید و تمسک کا
حکم دیا اور ہم شیعیان اہلبیت اطہار کو خطاب مستطاب خیر البریہ عطا فرمایا اور
ہمارے پیشواؤن کے مخالفون اور معاندون کو بُرے بُرے غضب آلود و تہدید آمیز
القابون سے یاد کیا - جل جلالہ و عم نوالہ -
اور ہر قسم کی نعت اور بزرگی کا سزاوار وہ پیغمبر ذوی الاقتدار ہے کہ جسکی قامت پر

خلعتِ لولاک لما خلقت الافلاک راست آیا بلکہ اُسکے وسیلے سے یہی خلعت
مبارک بقیۂ چہاردہ معصوم کے بدن مین بھی درست بیٹھا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ
بعد آپکے درود وسلام وہر طرح کی فضل واکرام کے مستحق اہلبیت پیغمبر صلعم ہین
جنکی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہوا جنکی امامت اور پیشوائی سے دین کامل ہوا سب سے پہلے
وہ مردِ میدان فتوت وولایت جسکو خدا تعالی نے نفس رسول اللہ سے تعبیر کیا جسکے ولی ہونے
سے اکمال دین واتمام نعمت ہم لوگون پر ہوا جسکا تمسک گمراہی سے بچانیوالا جسکی مودت
مومنین کا شعار جسکے دشمنون پر خدا کی پھٹکار یعنی حضرت حیدر کرار صاحب ذوالفقار
کرار غیر فرار حیدر نامدار صفدر کامگار قوت بازوئے نبی مختار خدا کا ہاتھ اللہ کا شیر رسول کا
بھائی ہمارا پیشوا سردار نبی کے بعد اُنکا وصی اور بلا فصل خلیفہ جسکی خدا ترسی اور
رحم دلی اور سخاوت اور شجاعت اور پاکیزگی اور طہارت اور بزرگی وامامت کا آیات
قرانی مین مذکور امیر المومنین امام المتقین قاعد الغر المحجلین سید الاولیا امیر الاوصیا
الصدیق الاکبر الفاروق الاعظم الیعسوب الامامت اسد اللہ الغالب الغالب علی
کل غالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب خدا کا درود وسلام اُنپر ہر دم نازل ہو
اور نیز اُس پاک اور مقدس بی بی پر جو دونون جہان کی بیبیون کی سردار ہین اور آپکے
دونون نور عینین رسولخدا کے بیٹے علی مرتضی کے دل کے چین یعنی سبطین الشہیدین
السعیدین ابی محمد الحسن و ابو عبد اللہ الحسین اُنکا قیامت تک نو سردار ہمارے پیشوا
رسولخدا کی نور نظر فاطمۂ زہرا اور علی مرتضی کے پارۂ جگر امام حسینؑ کے پسر علی زین العابدین سے
لیکر پشت در پشت حضرت قائم آل محمد مہدی آخر الزمان تک خدا کا درود وسلام روز و
شب وصبح وشام اُنپر نازل ہوتا ہے کما قولہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

خدا تعالیٰ نے ہر طرح کا شرف اور بزرگی ہم مومنین کو فقط انھین چودہ مقدسون کی بدولت عطا فرمایا ہی پس یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

سبب تالیف رسالۂ ہذا کا بندۂ شیخ احمد ابن جناب مولانا مولوی وجیہ الدین عثمانی دیوبندی عرض کرتا ہی کہ آخر ماہ جولائی ۱۹۰۳ء مین ایک رسالہ موسومۂ اسرار الہدی میرے پاس پہنچا جو مطبع اکبری مقام آگرہ سے طبع ہو کر شایع ہوا جسمین اول اہل تشیع کی جانب سے تین سوال قایم کرکے اُنکے جوابات منجانب اہل تسنن دیے گئے ہین اور اُنھین جوابات کے ضمن مین اکثر آیات و احادیث صحیحہ مرویہ اہل تسنن متعلقہ مناقب و فضائل حضرت علی مرتضی پر بہت اسرار کے ساتھ جرح اور قدح کی گئی ہی بعد اسکے بہت بڑے اعلان و اظہار کے ساتھ پچیس سوالات ایسے قایم کیے ہین کہ جسمین خاص ذات مقدس حضرت مرتضوی پر اعتراضات کیے گئے ہین اول ثابت کیا گیا ہی کہ حضرت علی مرتضی نعوذ باللہ کافر تھے امامت اور خلافت کے ہرگز سزاوار نہ تھے شرع کی خلاف حکم دیا کرتے تھے لوگون کا مال مفت کھا جاتے تھے خدائی کا دعویٰ کیا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ چونکہ اس رسالہ کے بحسب مندرجہ دیباچہ رسالۂ منشی جوہر علی صاحب مجھلی شہری ہین جو اپنے آپ کو جدید سنی کہتے ہین اور طرز تحریر عبارت بالکل مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کا ہی اور ہر فقرہ اور ہر مطلب سے انھین کے عقائد کی بو مہکتی ہی میرا دل اس بات کو قبول نہین کرسکتا کہ ایک مسلمان جسکے آبا و اجداد سے مذہب تشیع چلا آتا ہو یکبیک خاندان رسالت کا ایسا دشمن ہو جائے کہ اُن بزرگوارون کو قطع نظر ولایت و امامت کے دائرۂ اسلام سے بھی خارج سمجھنے لگے اگر ایسا ہی کسی بدنصیب ازلی کو شامت اعمال نے گھیرا ہی تو درجہ بدرجہ تنزل کرتا ہی مثلاً شیعہ سے سنی ہوا سنی سے وہابی ہوا

وہابی سے ناصبی ہوا ناصبی سے خارجی ہوا اور یون دفعتاً کہ شب کو تو ولائی اہلبیت
دل مین لیکر سوئے اور صبح کو بغض و عداوت اہلبیت سے معمور دل لیکر بیدار ہوئے بلاشبہ عجیب اور
نئی بات ہی۔ اگر یہ رسالہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کی تصنیف سے نہین ہی اور
منشی جوہر علی صاحب ہی اُسکے مصنف ہین اور ترک تشیع کرکے مدید سُنّی ہوئے ہین
تو شیعونکو شکر درگاہِ الٰہی مین بجالانا چاہیے کہ منشی صاحب اُنکی زمرہ سے بہت جلد علیحدہ ہوگئے
ہیت پورا پورا اندازہ اس امر کا نہین کرسکتا کہ وجود باجود جناب منشی صاحب سے جماعت حضرات
اہل تسنن کو کیا کیا منفعتین حاصل ہوئی ہین ہان اسقدر کہہ سکتا ہون کہ عوام اہلسنت کو کوئی فایدہ ذات
شریف منشی صاحب سے نہین پہونچا بلکہ اُنکی عقائد اور مذہب کو ضرر عظیم پہونچنے کا احتمال ہی البتہ خواص اہلسنت کو
بظاہر اسقدر فائدہ پہونچا کہ معارضہ و مناظرہ شیعیان مین جن الفاظ کو حضرات اہلسنت
بظاہر اپنی زبان سے نہین نکال سکتے تھے اور اُنکے زبان پر لانے سے خوفِ معصیت ہی
اُنکو منشی صاحب ادا کردیا کرینگے۔ یہ فقط میرا خیال ہی نہین ہی بلکہ کامل ثبوت اس میری
رائے کا موجود ہی جسکا جی چاہے رسالہ اسرار الہدیٰ کو پڑھ کر دیکھ لے کہ اُسمین صاف
صاف ایسے فضائل اور مناقبِ مرتضوی سے انکار کیا گیا ہی کہ جنکو قدیم سے علمائے
اہل سنت تسلیم کرتے چلے آتے ہین۔ نیز ایسے ایسے اعتراضات حضرت علی پر کئے گیے
ہین کہ وہ قابل امامت نہ تھے اور گنہگار تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ کفر تک کا الزام اُنپر عاید کیا
گیا باوجود اس سب و شتم اور طعن و تشنیع کے تین علما اہل سنت کے تقریظین خاتمہ
رسالہ مذکور پر درج ہین جنمین سرآمد علمائے سُنّیہ مولوی محمد لطف اللہ صاحب علی گڈھوی ہین
وہ اس رسالہ کی نسبت تحریر فرماتے ہین فہذہٖ رِسَالَۃٌ سَنِیَّۃٌ وَمَقَالَۃٌ بَھِیَّۃٌ
اور ایک موقع پر لکھتے ہین للہ دَرُّہٗ فقد اَفْحَمَ المُعَانِدِیْنَ بِتَحْقِیْقَاتٍ اَنِیْقَۃٍ

دُرِّیَّتِی وَانسکتھم بالزامات شنیعۃ قویۃ۔ ایک صاحب قطعہ عربی توصیف
و تاریخ رسالہ مین تحریر کرکے اپنا علم و فضل جتلاتے ہین ایک صاحب اُردو زبان مین ہی
تقریظ لکھ رہے ہین مگر ساتھ ہی اسکے ایک دو ٹوٹا پھوٹا فقرہ عربی کا بھی حمد و نعت مین مجبورًا انکو
لکھنا پڑا غرض اس ستایش بیجا سے وہی معلوم ہوتی ہی جو اوپر گذارش کر چکا ہون اگر حضرات
موصوفین کچھ بھی اپنے دلمین انصاف کرتے تو باعتبار اُنکے علم و فضل اور دیانت و تقوی کی لازم
تھا کہ منشی صاحب کو ایسی تحریرات سے باز رکھتے کیونکہ منشی صاحب نے اپنے آپکو اہل سنت
قرار دیکر یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا اور اغلب و اکثر مضامین مندرجہ رسالہ مذکور مخالف عقیدت
اہل سنت والجماعت کی ہین۔ کیا کم علم اہل سنت اس رسالہ کو پڑھکر یہ یقین نہ کر لینگے کہ حضرت
علی کی شانمین گستاخی کرنا اور اُنکو الفاظ نامناسب سے یاد کرنا اور اُنکے فضائل و مناقب سے انکار کرنا
مذہب اہل سنت مین جائز بلکہ مولوی لطف اللہ صاحب کا پسندیدہ مسئلہ ہی کیا جہلاء اہل
تسنن اس رسالہ کو پڑھکر یہ امر باور نکرینگے کہ جن جن علمائی اہل سنت نے معجزہ رد شمس کو اپنی
اپنی تصنیفات مین لکھا ہی وہ سب کے سب ابن سبا ملعون کے شاگرد اور چیلے تھے۔ کیونکہ منشی صاحب نے
جو اکیسوان اعتراض حضرت علی پر قایم کیا ہی اُسکے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ کتب معتبرہ اہل سنت
مین رد شمس کا ذکر ذرا بھی اثر نہین ہی نہ بروایت قوی و نہ بروایت ضعیف مگر اہل تشیع کے معتبر
کتب مین اس قصہ کا مذکور ہی۔ اور ملا جامی کے شواہد مین کسی شیعہ نے الحاق کرکے چھپوا دیا ہی۔ اگر
مولوی لطف اللہ صاحب کی تقریظ اس رسالہ پر نہوتی تو عوام سمجھ سکتے تھے کہ منشی صاحب کو اتفاق
ملاحظہ کتب اہل سنت کا نہین ہوا ہی نادانستگی اور کم علمی کیوجہ سے ایسا لکھدیا لیکن اب کتب معتبرہ
و علمائے اکابر اہل سنت مندرجہ ذیل کی نسبت جنھون نے واقعہ رد شمس کو اپنی کتب مین لکھا ہی
عوام اہل سنت کا کیا عقیدہ ہوگا ملاحظہ فرمائیے کہ امام طحاوی و صاحب مواہب لدنیہ امام احمد

بن صالح قاضی عیاض مالکی شیخ ابن حجر عسقلانی ابن حجر مکی ابن مندہ ابن شاہین ابن مردویہ
طبرانی صاحب معجم کبیر شیخ الاسلام ابن العراقی صاحب شرح تقریب علامہ جلال الدین سیوطی
صاحب رسالہ مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب مدارج النبوة
اور انکے علاوہ ایک جماعت کثیر محدثین اہل سنت نے اس معجزہ رد شمس کو اپنی اپنی تصانیف مین لکھا ہی
بموجب تحریر منشی صاحب وہ حسب شہادت مولوی لطف اللہ صاحب عوام کی نظرون مین دایرۂ
اہل تسنن سے خارج ہوگئے یا نہین آیندہ جب کبھی رد شمس پر مناظرہ ہوگا اور اقوال علما مندرجہ
بالا کا کوئی حوالہ دیگا تو فریق ثانی بند مولوی محمد لطف اللہ صاحب پکار کر کہیگا کہ یہ لوگ اہل سنت
کے عالم نہین ہین بلکہ رافضی ہین انکے قول کا کچھ اعتبار نہین اور چونکہ جہلا مین تہذیب کی پابندی
نہین ہوتی کیا بعید ہی کہ کوئی لفظ خلاف شان ان بزرگون کی نسبت رافضی اور ابن سبا کا
چیلہ سمجھکر کہہ بیٹھے تو فرمائے کہ کیا بات نکلی ہمارے منشی صاحب تو اپنی خطا کو خطا اجتہادی
قرار دیکر الگ ہوجائنگے لیکن مولوی صاحب سے یہ بھی نہوسکیگا کیونکہ وہ شرائط اجتہاد سے
واقف ہین اس ایک امر کو بطور نمونہ ذکر کیا ہی باقی اپنے اپنے موقع پر گذارش کیا گیا ہی۔
الغرض جب یہ رسالہ اسرار الہدیٰ اولاً میری نظر سے گذرا تو مینے اُسکو قابل جواب
دینے کے نہ پایا کیونکہ جو لوگ خواہ سنی ہون یا شیعہ کچھ بھی فن مناظرہ سے نسبت رکھتے ہین وہ
اس رسالہ کی وقعت کو بخوبی سمجھ سکتے ہین اور اہل انصاف جنکے دلون مین تعصب اور
طرفداری نہین ہی خود دیکھ سکتے ہین کہ مؤلف صاحب ہر سہ سوالات کے جواب سے
عہدہ برآ ہوگئے ہین یا نہین اور نیز یہ بھی خیال تھا کہ جسوقت معتبرین علمائے اہلسنت
اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائینگے ضرور اسکے تشہیر و اعلان کو روکین گے اور اسکے برخلاف
قلم فرسائی کرینگے مگر جبکہ خاتمہ رسالہ پر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب کی تقریظ

نظر پڑی اُسوقت ضرور ہوا کہ اس رسالہ کا جواب لکھا جاوے پہلے تو جہلا کی طرف
سے ہی گمان تھا کہ ہمارے سکوت کو محمول بہ عجز نہ کرلین اب علما اور خواص کیطرف سے
بھی اس گمان کا خدشہ ہوا اسلیئے خدا تعالی کے فضل و کرم اور معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی تائید پر بھروسہ کرکے قلم برداشتہ تردید لکھنی شروع کی از آنجا کہ رسالہ مذکور کی تردید
کرنے مین کوئی موقع غوض و تردد کا نہ تھا عرصہ بندرہ روز مین تمام و کمال مسودہ کرکے
تحریر سے فراغت پائی - اور چونکہ نام رسالہ رد کیئے گئے کا اسرار الہدیٰ ہی اور ظاہر ہی
کہ ہدایت سرًا اور خفیاً نہین ہوا کرتی بلکہ اس طرح کی ہدایت کو اغوا اور بہکانا کہتے ہین
ہدایت ہمیشہ اعلان کے ساتھ ہوتی ہی لہذا نام اس رسالہ مبارک کا
اعلان الہدیٰ فی ردِّ اسرار الہدیٰ رکھا گیا - خداوند کریم جمیع مسلمانونکو
اس سے مستفید کرے - بجاہ محمد و آلہ الامجاد

قبل شروع کرنے مقصد کے ایک بات اور قابل گذارش ہی کہ مولف صاحب نے
خاتمہ رسالہ پر ایک اطلاع واجب الاتباع کی سرخی لکھکر زیب رقم فرمایا ہی کہ جو صاحب
اس رسالہ کا جواب لکھین وہ سررشتہ تہذیب کو ہاتھ سے نہ دین جیسا کہ شیخ احمد صاحب نے
بمقابلہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہمارے معین کے واہیات کلمات لکھے ہین -
اس امر کا انصاف وہی شخص بخوبی کرسکتا ہی کہ جسنے ازہار الہدیٰ و بدر الدجیٰ مولفہ
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اُنکی تردید یعنی شمس الضحیٰ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہو
شروع سے لیکر خاتمہ تک مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنے رسالون مین کوئی
دقیقہ توہین علمائے شیعہ کا اُٹھا نہین رکھا یہانتک کہ ائمہ اہل بیت کی شان مین
برابر کلمات ہتک اور توہین کا استعمال کیا مگر ہمنے ہرگز اُسکا جواب نہین دیا ہر جگہ

اسمار صحابہ تعظیم کے ساتھ لکھے اور علما کی شان مین کوئی کلمہ توہین کا نہین لکھا اگر اسپر بھی تحکمات
ہین تو خدا کی مرضی اسکے تو یہ معنی ہین کہ ہم تو تمھین جو چاہین کہہ لین مگر تم ہمکو کچھہ نہ کہنا
پیچھا بات اس رسالہ مین بھی ہی کہ ماشاء اللہ جناب منشی صاحب نے عوام شیعہ اور علمائے شیعہ اور ائمہ اطہار کی
شان مین ایسے ایسے واہیات الفاظ اور توہین اور ہتک کی کلمات تحریر فرمائے ہین
کہ سننے والے کو ہرگز تحمل نہو سکے اور فوراً مناظرہ سے نوبت مجادلہ پہونچ جاوے اور
پھر طرہ یہ ہی کہ دوسرون سے یہ درخواست ہی کہ ہمارے ساتھ تہذیب کا عملدرآمد
رکھا جاوے۔ اگرچہ ہمکو یہ امر ہرگز منظور نہین کہ دوسرونکی بدتہذیبی دیکھکر ہم بھی نا
مہذب ہو جاوین لیکن فقط اسلیے یہ حال گذارش کیا گیا ہی کہ منصف مزاج لوگ
غور فرماوین کہ دوسرونکی توہین کرنا اور پھر اسنے امیدواری درگذر کی کرنا کیا ہٹ دھرمی
نہین اگر خوف طوالت نہوتا تو اس موقعہ پر اظہار الہدیٰ کے اُن مقامات کو نقل کرتا
کہ جہان ضلع اور جگت اور پھکڑبازی ختم ہوئی ہی۔ اور منشی جوہر علی صاحب کو جو دعویٰ
اپنی تحریر کی تہذیب کا ہی اسکی یہ کیفیت ہی کہ براہ کرم رد اسرار الہدیٰ کو ہاتھ مین لیجیے اور
جن جن صفحات کے مین حوالہ دیتا ہون اُنکو ملاحظہ فرمایئے کہ منشی صاحب نے کونسا
دقیقہ بدکلامی ہجو توہین بدتہذیبی کا باقی چھوڑا ہی۔ تفصیل بدتہذیبی کی یہ ہی

نمبر شمار صفحہ	مضمون نامہذب	نمبر صفحہ	مضمون نامہذب
۳۴	حساد باطل پرست	۳۴	سوالات واہیات کے جوابات
"	فی قلوبہم مرض		دندان شکن
"	اپنے عقیدہ کی تقویم پارینہ وابجد کی	"	اہل نفاق
	کتب دیرینہ	۳۹	انکو ملا صاحب میزان الا[illegible]

التماس بندہ

اب فرمائیے جناب منشی صاحب آپ یا ان مرحمت فرماکر امیدوار انعام تو ہو ہی چکے ہین لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ کیا مدرسۂ تہذیب اور دبستان ادب سے یہ ہی سبق حاصل کیا ہے اور اسی تہذیب کے بھروسہ پر دوسرون سے تہذیب کی درخواست ہی۔

اگر ایک ایک لفظ کے جواب مین ہزار ہزار لفظ اس سے بدتر آپکے علما اور عظما کی شان مین استعمال کیئے جاوین تو ہرگز ناواجب نہین بلکہ منصف مزاج لوگ ضرور مجیب کو معذور بلکہ مصیب قرار دینگے۔

ذرا آپ ہی اپنے دل مین انصاف کیجیے اور ان الفاظ کو جو قلم تہذیب رقم سے صفحۂ ادب پر جلوہ گر فرمایا ہے اپنے اور اپنے ہم مذہب اور اپنے علما اور فضلا و مشایخ کی شان مین ایک لحظہ بھر کے لیے عاید کر کے پھر دل مین غور فرمائیے کہ کیسے برے معلوم ہوتے ہین منشی صاحب اگر تھوڑی دیر کے لیے منصف بن جاوین تو آنکو ان لفظون کی قدر و منزلت معلوم ہو جائے ناظرین با انصاف اس امر کا انصاف کرین کہ اگر مین بھی اس قسم کے الفاظ بلکہ ایک ایک کی جگہ دس دس اور بیس بیس جواب مین استعمال کرون تو کیا انصاف کی رو سے منشی صاحب شکایت کر سکتے ہین پھر غور فرمائیے کہ اُس سرخی اطلاع واجب الاتباع سے کیا مطلب نکلا۔

آغاز کتاب

واضح ہو کہ تین سوال بجانب اہل تشیع قائم کیے گئے ہین وہ یہ ہی۔

اول خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہین اگر ہے تو کونسی

حدیث ہی اور کہاں ہے۔
دوم۔ اگر حدیث صحیح موجود ہی تو شوریٰ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوریٰ سے مخالف حدیث ہی یا اُسکے مطابق۔
سوم اگر ایسی حدیث صریح نہین ہی تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیون رکھا صاف صاف طور سے کیون نہین فرمایا کہ میری بعد فلان اُنکے بعد فلان سکے بعد دیگرے خلیفہ ہونگے جیساکہ وقوع مین آیا۔
مؤلف اسرار الہدیٰ نے اول سوال اہل تشیع کو لکھکر یہ سرخی رقم فرمائی (جواب اہل سنت) اور اُسکی ذیل مین چند احادیث غیر متعلقہ خلافت نقل کرکے حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل اور مناقب پر جرح کی ہی اب ہم اول سوال اہل تشیع کو نقل کرکے پھر جواب اہلسنت نقل کرتے ہین اُسکے شروع بلفظ قال لکھا گیا ہی بعد اسکے لفظ اقول لکھکر تشریح کے ساتھ تردید کیگئی ہی اگر پورا جواب اہل سنت کا ایک جگہ نقل کیا جاتا تو طوالت کے سوا ناظرین کو بھی کچھ لطف حاصل نہوتا اسلئے جدی جدی فقرات کو نقل کرکے تردید کیگئی ہی۔

سوال اول اہل تشیع

خلافت کے بارےمین کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہین اگر ہی تو کونسی حدیث اور کہان ہی۔

جواب اہل سنت

حدیث ق۔ ابوسعید ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابابکر ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ

لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر بخاری اور مسلم مین ابو سعید سے
روایت ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیون مین سے مجہپر بڑا احسان کرنے والا
ساتھ دینے مین اور اپنے مال کے خرچ کرنے مین ابو بکرؓ ہے اور اگر مین اپنے رب کے
سوا کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی
برادری اور محبت ہمارے اُسکے درمیان ہی مسجد کی طرف سے سبکے دروازے بند
کر دیے جاوین مگر ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رہے ف مسجد کے صحن سے لگے لگے
اصحاب کے دروازے تھے سو حضرتؐ نے وفات کے قریب سب دروازے بند
کروا دیے صرف حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رکھا اس حدیث سے ابی بکر صدیقؓ کی
سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اسمین صاف اشارہ کیا اُنکی خلافت کا۔
اقول و بہ نستعین اگر منشی صاحب بجائے نقل کرنے اس حدیث کے سکوت اختیار
فرماتے تو زیادہ مناسب تھا عیب ڈھپا رہتا عوام پر یہ بات ثابت نہوتی کہ اس
سوال کے جواب مین اہل سنت ایسے عاجز ہین کہ اگر کھیت کی پوچھو تو کھلیان کی
کہین کہا خلافت اور کہا یہ حدیث قدیمی اہل تسنن تو بوجہ تعصب و رعایت مذہب
غیر مذہب والون سے جان بچانے کے لیے ایسی حدیث بیان کر دین تو مضائقہ
نہین لیکن جو لوگ تحقیق مذہب کر کے سنی ہونا چاہتے ہین اُنکے حال پر کمال افسوس ہے
کہ ایسی حدیثون پر استدلال کر کے اور بھی قلعی اُکھڑوائین۔
اگر مین لکھون یا نہ لکھون یہ بات تو ہر شخص پر جسکے حواس خمسہ مین فرق نہین روشن ہی
کہ یہ حدیث خلافت سے کوئی علاقہ نہین رکھتی لیکن مین یہ کہتا ہون کہ یہ حدیث

موضوعی اور ساختہ ہی۔ مؤلف صاحب نے اگرچہ بحوالۂ صحیح بخاری و مسلم اس
حدیث کو نقل کیا ہی مگر ظاہر ہی کہ اسناد حدیث کو ترک کر دیا اور اسناد کے ترک کرنیکی
یہی وجہ نہین ہی کہ مؤلف صاحب نے یہ خوف کیا ہو کہ اسناد لکھنے سے حدیث کی موضوعیت
پہچانی جائیگی بلکہ طرز نقل حدیث سے ظاہر ہی کہ مؤلف صاحب نے صحیح بخاری اور مسلم کی
بذاتہ زیارت نہین کی کسی اور کتاب مین دیکھ کر لکھدی ہی یہ ہی وجہ غلطی عبارت
حدیث و ترجمہ کی ہی بعض محدثین نے صحاح ستہ کی احادیث کی فہرستین یادداشت
کیلئے مرتب کی ہین اُنمین اسناد اور معمولی عبارت قال رسول اللہ صلعم ترک کر کے
فقط مضمون احادیث کو نقل کر دیا ہی جیسے مشارق الانوار وغیرہ ہین اور اب اُنکی
ترجمہ بکثرت ملتے ہین ایسے ہی کسی ترجمہ سے منشی صاحب نے دیکھکر حدیث لکھدی
اور غلطی عبارت حدیث پر مطلع نہوئے۔ یہ شبہ کہ شاید کاتب سے غلطی ہوئے ہو
غلطنامہ مرتب ہونے سے زائل ہو گیا مودۃ الاسلام کی غلطی املا کو درست کیا ہی
جہانتک عبارت حدیث پر نظر کی جاتی ہی پایا جاتا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حدیث نہین بلکہ ابو سعید کی حدیث ہی کوئی لفظ حدیث مین ایسا نہین جسکے یہ معنی
ہون کہ رسول خدا نے فرمایا یہ کہ ابو سعید اس حدیث کا راوی ہی۔ ترجمہ حدیث کا صریحا
غلط ہی فقرۂ اول کا یہ ترجمہ نہین ہی کہ سب آدمیون مین سے مجھپر بڑا احسان کرنیوالا
ابو بکر ہی بلکہ لفظی اور صحیح ترجمہ یہ ہی کہ مجھپر بڑا احسان کرنیوالی آدمیون سے ابو بکر ہی
تبدیل و تحریف ترجمہ اسلیئے کیگئی تاکہ سب آدمیون پر اس امر خاص مین ابو بکر کو
ترجیح ہو۔ دوسرے اس فقرہ کا بھی ترجمہ غلط ہی۔ ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ
کیونکہ اسکا ترجمہ فقط یہ ہی۔ (اور لیکن بھائی چارا اور محبت اسلام کی) (یہ فقرہ

کہان سے لکھا گیا ہمارے اُسکے درمیان ہی، علاوہ اسکی اس تقریر سے اہلسنت کا وہ
دعوی بالکل ساقط ہوگیا جو بڑی شد و مد سے نسبت دوستی اور محبت پیغمبر خدا صلعم
اور حضرت ابوبکر کی کیا کرتے تھے۔ اب سبکو معلوم ہوگیا کہ وہ دعوی اہل سنت
کا کہ پیغمبر خدا اور حضرت ابوبکر مین بڑی بھاری دوستی تھی بالکل غلط نکلا۔ اگرچہ حدیث
عطائے رایت یوم خیبر سے یہ امر صاف ہوگیا تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر محبوب خدا
ورسول نہین تھی نہ وہ دونون صاحب خدا اور رسول کو دوست رکھتے تھے کیونکہ جب
تین روز تک شیخین قلعہ خیبر پر جنگ کرکے ناکام پسپا ہوئے تو چوتھی روز رسولخدا
نے یہ فرمایا کہ کل رایت لشکر ایسے کرار کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے
اور خدا ورسول اُسکو دوست رکھتے ہین الخ۔ اس سے پایا گیا کہ جو لوگ حضرت علیؑ
سے پیشتر سالار لشکر مقرر ہوئے تھے وہ محبوب خدا اور رسول نہ تھے مگر حضرات اہلسنت
براہ تعصب مذہب زبانی جمع خرچ مین یہ ہی کہتے چلے آیا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر
بڑے دوست رسولخدا کے تھے مگر الحمدللہ کہ اب خود ہی اُنکی زبان بند ہوگئی اور
ظاہر ہوگیا کہ جیسا اور عوام مسلمانون سے تعلق اخوت ومودت اسلامی کا رسولخدا کو تھا
ویسا ہی حضرت ابوبکر سے تھا اب اہل سنت حضرت ابوبکر کی فضیلت ابوسفیان اور
معاویہ عمرو عاص وغیرہ کے مقابلہ مین بھی ثابت نہین کرسکتے۔

اب ہم مضمون حدیث پر بحث کرتے ہین اور بعد اسکے موضوعیت اس حدیث کی
ثابت کرینگے۔ واضح ہو کہ واضع حدیث نے تین مطلب اس حدیث کے وضع
کرنیسے نکالے ہین۔ ایک یہ کہ حضرت ابوبکر اُن لوگومین سے ہین جو رسولخدا کی
صحبت وحاضر باشی اور مال صرف کرنے مین بڑے احسان کرنیوالے تھے۔

دوم یہ کہ رسولخدا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسیکو اپنا دوست بناتے تو حضرت ابوبکرؓ ہی کو بناتے۔
سوم یہ کہ سب لوگون کے گھرون کے دروازے جو مسجد نبوی مین ہو کر نکلے ہوئے
تھے بند کرا دیے اور فقط حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا۔
پہلے امر کی نسبت کتب اہل سنت مین صاف درج ہی کہ جب یہود جمع ہو کر حضرت
ابوبکر کے پاس آئے اور سائل ہوئے کہ آپ اپنے صاحب یعنی نبی صلعم کے اوصاف
اور خصلتین ہمسے بیان کرین تو حضرت ابوبکر نے جوابدیا کہ مین تو فقط حضرت کے ساتھ
غار مین تھا یا جبل حرا پر آپکی ہمراہ چڑھا تھا مین آپکی اوصاف اور خصلتین بیان نہین کرسکتا
حضرت علی کے پاس جاؤ کہ وہ ہر وقت اور ہر حالت مین حضرت کی پاس رہتے تھے
وہ بیان کرسکتے ہین۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین آواخر مقصد
دوم مین لکھا ہی۔ آب دہا احسان مالی اُسکا یہ حال ہی کہ حضرت ابوبکر نے ایام ہجرت
مین دو سو درہم کا اونٹ نو سو درم کو رسولخدا کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ مدارج النبوۃ
مین درج ہے۔ امر دوم مین خود ہی فضیلت حضرت ابوبکر کا انکار ہے۔ رہا تیسرا امر
کشادگی دروازہ کا اور امر اہم اس حدیث مین یہی ہی۔ دو فقرہ ابتدائی فقط تمہید
اس حکم کشادگی دروازہ کے ہین گویا مطلب اصلی حدیث کا یہ ہی کہ حضرت ابوبکر کا
دروازہ کھلا رہے اورون کے دروازے بند کیے جاوین اور ذکر احسان اور مودت
اسباب صدور اس حکم کے ہین یعنی مسجد مین کسی صحابی کا دروازہ نہ رکھا گیا فقط
حضرت ابوبکر کے دروازہ کھلا رہنے کا حکم اس سبب سے ہوا کہ وہ رسولخدا کے بہت
بڑے محسن اور دوست تھے۔
حقیقت مین یہ حدیث کسی ناصبی نے مناظرہ شیعے مین بنائی ہی کیونکہ اصل حال یہ ہی

کہ بعض اصحاب کے گھرونکے دروازے مسجد مین کھلے ہوئے تھے خداتعالی نے حکم دیا
کہ یہ مسجد طاہر ہے اسمین سواے طاہرین کے اور کوئی نہین آسکتا سب اصحاب سے
دروازے بند کردو فقط علی مرتضی کا دروازہ کھلا رکھو اور مسجد مین کوئی ساکن نہ ہو
سواے تمھارے اور علی اور پسران علی کے کیونکہ کسی فرد بشر کو حلال نہین ہے سواے تمھارے اور
علی کے کہ بحالت جنابت مسجد مین داخل ہوسکے اور ایسا ہی حکم ہمنے موسی کو بھی دیا تھا
ایک طاہر اور ایک پاک مسجد بناؤ اور اسمین کوئی ساکن نہو سواے تیرے اور تیرے
بھائی ہارون اور پسران ہارون کے چنانچہ حضرت نے منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے
کہ سب لوگ اپنے اپنے دروازے جو مسجد کے اندر ہین بند کرلین بعض اصحاب نے براہ
تمردی اسمین انکاری تعمیل حکم نکی اسپر رسولخدا نے یہ آواز دلائی یا ایہا الناس سدوا
ابوابکم قبل ان ینزل العذاب یعنی آگاہ ہوای لوگو قبل اسکے کہ تم پر خدا کا عذاب
نازل ہو اپنے اپنے دروازے بند کرلو اسپر حضرت حمزہ سید الشہداء روتے ہوئے
رسولخدا کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ اپنے چچا کو تو دور کیا اور چچازاد کو
نزدیک کیا تب رسولخدا نے فرمایا کہ اسمین میرا کچھ اختیار نہین مین مامور ہون خدا کیطرف سے
اسکی حکم سے سبکے دروازے بند ہوتے ہین اور علی کا کھلا رہتا ہی اسپر سب لوگون نے
اپنے اپنے دروازے بند کرلئے اور سوائے علی مرتضی کے اور کسی کا دروازہ کھلا نرہا
یہ حدیث اہلسنت کے نزدیک بہت ہی بڑی مشہور اور صحیح اور متواتر حدیث ہی اور
طرق اس حدیث کے بہت ہین بڑے بڑے محدثین متقدمین و متاخرین اہلسنت
نے اپنی معتبر کتابون مین اس حدیث کو روایت کیا ہی کہ عنقریب ہم بحول اللہ تعالی
روایات مذکورہ کو نقل کرینگے

سمجھنے والے تو سمجھ گئے ہونگے کہ جب حضرت حمزہ کی زندگی کا قصہ ہی اور جنگ احد سے پیشتر
سب اصحابون کے دروازے بند ہو چکے تھے پھر قریب ایام وفات آنحضرت علیہ السلام
کے کھلے ہوئے دروازے اصحاب کے کہان سے آئے جنکے بند کیے جانیکا
حکم ہوا اور حضرت ابو بکر کا دروازہ کھلا رکھا۔
اہل لغات واضعان حدیث اور مفتریان علی الرسول کے ایسے فروگذاشت سے
تعجب نکرین خداوند کریم ایسے مفتریان کی ذلت اور خواری کے لیے اُنسے ایسے بڑے بڑے
کی فروگذاشت کرا دیتا ہی کہ جس سے ہر صاحب عقل پر کذب و بہتان واضع کا روشن
ہو جائے اس راوی سے فقط یہ ہی فروگذاشت نہین ہوئی کہ اُسنے حدیث کے
وضع کیوقت یہ خیال نہین کیا کہ اُس زمانہ مین سوائے دروازہ علی مرتضی اور سبکے
دروازہ بند ہو چکے تھے بلکہ اُسنے بہت بڑی غلطی یہ کھائی ہی کہ اس امر کو بھی تحقیق نہین
کیا کہ مسجد کے قرب وجوار مین کوئی مکان بھی حضرت ابو بکر کا تھا یا نہین۔ شیخ ابن
حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے ایسی حدیث کی شرح مین بڑی محققانہ بحث کی
ہی اور نیز شیخ عبد الحق نے مدارج النبوة اور جذب القلوب مین اُس سے اقتباس کیا ہی
اور ہم بھی اُس عبارت کی نقل کرینگے اُس سے صاف ثابت ہی کہ حضرت ابو بکر کا کوئی مکان
قرب وجوار مسجد مین نہ تھا بلکہ وہ عوالی مدینہ محلہ سنح مین رہتے تھے اور جو ایک
مکان انکا اس نواح مین تھا اُسکو ام المومنین حفصہ کے ہاتھ زندگی رسولخدا مین فروخت
کر چکے تھے۔ ہمکو پہلے پہلے اس امر پر تعجب آتا تھا کہ مؤلف صاحب نے اس حدیث
کو بحث خلافت مین کیون لکھا ہی اگرچہ مؤلف نے اُس بحث کو نہین لکھا جس وجہ سے
بعض متعصبین نے اس حدیث کو دلیل خلافت گردانا ہی وہ یہی کہ جب فریقین کی

بحث مباحثہ مین یہ بات کھل گئی کہ حضرت ابوبکر کا کوئی دروازہ یا مکان مسجد کے قرب وجوار مین بھی نہ تھا تب صاحبان حسن ظن نے مضمون حدیث کو اسطرف چسپان کیا کہ دروازہ سے مراد دروازۂ طمع خلافت ہی کہ اور اصحاب اپنی طمع کے دروازے بند کرلین اور فقط حضرت ابوبکر دروازۂ طمع خود کھلا رکھین چنانچہ جذب القلوب مؤلفۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۹۸ مین درج ہی (وبعضی از علماء در باب تاویل درآمدہ ادعا کردہ اند کہ مراد باین حدیث ظاہرش نیست بلکہ مراد باب خلافت است وبستن ابواب دیگران کنایہ از منع طلب وتوقع اوست والا ابوبکر را متصل مسجد نبوی خانہ نبود بلکہ خانۂ او در عوالی مدینہ ودیگر در بقیع بود)۔

سخافت درکاکت اس تاویل علیل کی اصحاب فہم وذکا پر پوشیدہ نہین اور ایسی تاویل کرنیوالے مرتبہ عقل وفراست مین واضع سے کم نہین ہین۔

ترجمہ عبارت شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری۔ اسی حدیث مستدلہ مؤلف کی شرح مین شیخ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس باب مین اور حدیثین وارد ہین جو اس حدیث کے مخالف ہین از انجملہ حدیث سعد ابن ابی وقاص کی ہی کہ کہا سعد نے کہ حکم دیا نبی صلعم نے سبکے دروازون کے بند کرنیکا جنکا راستہ مسجد مین ہو کر تھا سوائے دروازہ علی مرتضیٰ کے۔ استخراج کرنیوالے اس حدیث کے امام احمد بن حنبل اور امام نسائی ہین اور اسناد انکے قوی ہین۔ اور طبرانی نے اوسط مین ثقات سے نقل کی ہی کہ سب اصحاب جمع ہوکر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ سبکے دروازے بند کردیے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا کہ نہ مین نے دروازون کو سبکے بند کیا نہ کھولا خدا نے سبکے دروازے بند کیے اور علی کا دروازہ کھلا میں

مامور ہوں سبکے دروازوں کے بند کرنے پر سوائے دروازہ علی کے۔
اور نیز امام احمد اور نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ
سب کے دروازوں کے بند ہونے کا حکم ہوا سوائے دروازہ علی مرتضی کے
کہ دروازہ انکا مسجد میں کو تھا اور کوئی دروازہ سوائے اسکے نہ تھا اور وہ
بحالت جنابت بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے۔ اور نیز امام احمد ابن عمر سے
روایت ہے کہ علی ابن ابی طالب کو تین فضیلتیں ایسی دیگئی ہین کہ اگر انمین سے
ایک بھی انکو حاصل ہوتے تو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر جانتے انمین سے ایک یہ ہے
کہ ہم سبکے دروازہ جو مسجد مین تھے بند کیے گئے اور انکا دروازہ کھلا رکھا۔ امام
نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر سے کسینے پوچھا کہ عثمان اور علی کے حق
مین کیا کہتے ہو پس انھون نے اسی حدیث کو پڑھا اور فرمایا کہ علی کی بابت کچھ نہ
پوچھو اور انکو کسی دوسرے پر قیاس مت کرو دیکھو کہ رسولخدا کی نزدیک انکی
کیا منزلت تھی ہم سبکے دروازون کو بند کر دیا اور فقط انھین کا دروازہ کھلا رکھا۔
شیخ ابن حجر فرماتے ہین۔ کہ ان حدیثون مین سے ہر ایک حدیث صلاحیت صحت
اور قبولیت کی رکھتی ہے خصوصاً یہ کہ بعض طرق بعضون سے تائید پاے
ہوئے ہین اور تقویت حاصل کیے ہوئے ہین۔
طرفہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ احادیث دروازہ علی علیہ السلام بکثرت اور متواتر
اور صحیح اور حسن ہین اور حدیث دروازہ ابوبکر اکیلی غیر صحیح غیر متواتر واقع کے خلاف
مگر ابن جوزی نے بحسب عادت خود حدیث دروازہ علی کو محض یہ توہم معارضہ حدیث
دروازہ ابوبکر کی [illegible] مین لکھدیا مگر محققین علمائے اہل سنت نے اس امر بت

کچھ شور مچایا اور ابن جوزی کے اس فعل کو خلاف تشنیع قرار دیا چنانچہ خود شیخ ابن حجر شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے خطار شنیع کی ہے کہ اس حدیث کو محض توہم معارضہ سے موضوعی لکھدیا کیونکہ اس حدیث کی طرق بہت ہیں بعضے ایمین سے بدرجہ صحت اور مرتبہ حسن کو پہونچی ہوئی ہیں اور دیگر روایات واحادیث اسکی تائید میں وارد ہیں جیسے کہ ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اس مسجد مین کوئی شخص حالت جنابت مین سوائے میرے اور تیرے نہ آسکے۔

ثبوت اس امر کا کہ حدیث باب علی مقدم اور زمانہ حیات حضرت حمزہ سید الشہدا کی ہے یہ ہے کہ شیخ عبد الحق جذب القلوب مین لکھتے ہیں رسید علیہ الرحمہ میگوید کہ از انچہ دلالت میدارد کہ قضیہ فتح باب علی مقدم ست آنست کہ ابن زبالہ می آرد کہ چون رسول خدا امر بسد ابواب جمیع اصحاب کرد غیر باب علی حمزہ بن عبد المطلب بعد از انکہ در ابتدائی حال در مبادرت امتثال این امر توقفی کرد بحضرت رسالت آمد و آب از چشم وی میریخت و گفت یا رسول اللہ عم خود را بیرون انگندی و پسر عم را درون خواندی فرمود یا عماہ من ماموم مرا درین اختیاری نیست۔

بعد اسکے شیخ عبد الحق نے بڑی مفصل حدیث جسمین اصل سبب بند ہونے اور کھلے رہنے دروازوں کا درج ہے اسطرح نقل کی ہے۔ واز انجملہ این حدیث است کہ ابن زبالہ ویحیی بسندی کہ دارند یکی از اصحاب رسول صلعم روایت آوردہ کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا در داد ایہا الناس سدوا ابوابکم انتباہی در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس برنخاست بار دیگر ندا آمد ایہا الناس سدوا

ابو الحکم قبل آن ینزل العذاب مردم ہمہ برآمدند وملازمت آنحضرت مبادرت
کردند علی مرتضی نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد فرمود توچہ ایستادی برو بخانہ خود بہ
نشین و در خانہ خود را بحال خود بگذارد و در میان مردم ازین معنی گفتگوی افتاد و در بعضے
مردم لہا راہ یافت آنحضرت در غضب شد و بمنبر رفت و حمد و ثنا بسوی گفت و گفت
حق سبحانہ تعالیٰ وحی فرستاد بر موسیٰ علیہ السلام کہ مسجدی بنا کن موصوف بصفت
طہارت و ساکن نشود در وی جز تو و ہارون و پسران ہارون شبر و شبیر و ہم حسنین حی کرد
بر من کہ مسجدی سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من و علی و پسران او حسن ؑ و
حسین ؑ پس من بدینہ آمدم و مسجدی گرفتم و مرادر آمدن مدینہ و گرفتن مسجد اصلا اختیار
نبود من تسلیم مگر آنچہ بگفتا نند و بمنید انم مگر آنکہ بدانا نند پس بر ناقہ خود سوار شدم و بیرون
آمدم و قبایل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من گفتم
ایشان فرود نیامدم و گفتم راہ بر ناقہ من تنگ مکنید او مامور ست ہر جا کہ بہ نشیند
منزل من ہمانست و اللہ من درہا را نہ بستہ ام و نکشادہ ام و علی را من درنہ
آوردہ ام او را خدا آوردہ من چہ کنم۔

اہل انصاف ذرا متوجہ ہو کر حدیث مندرجہ بالا کے مضمون غور فرماوین کہ ہمارے
حضرت کے اصحاب کیسے صدیق اور صاحب یقین تھے کہ جنکو ہر بار نبی صلعم
پر یہ شبہہ اور شک گذرتا تھا کہ آنحضرت صلعم بوجہ نفسانیت برعایت برادر خود
ایسے حکم دیا کرتے ہین اور ایسے تمردی اور سرکشی اختیار کرتے کہ جس سے رسولخدا
کو بہت رنج ہوتا اور غضبناک ہو جاتے اور اسیطرح یہ ہیکہ باوجود اسقدر تاکیدی
حکم کے حضرت عمر نے پھر بھی یہ کہا کہ مجھے ایک سوراخ ہی دیوار مین رکھنے دو مگر

آنحضرت نے بقول شیخ عبدالحق یہ ہی فرمایا۔ رواندارم اگرچہ بمقدار سر سوزن باشد
میرے نزدیک واضع حدیث باب ابی بکر کی بہت بڑی نادانی یہ ہی کہ اُسنے خواہ مخواہ
حضرت ابوبکر کو بھی زمرہ ستمزدگان اور رشک آرندگان مین داخل کر دیا۔ اگر در حقیقت
اُنکا مکان ہی قریب مسجد نہ تھا تو وہ اس زمرہ مین کیون شامل ہونگے کہ جنکے افعال
پر رسول خدا غضبناک ہوئے یہ راوی صاحب کی عنایت ہی اب ہم اس امر پر متوجہ
ہوتے ہین کہ [illegible] حدیث معتبرہ اہل سنت مین ان سد ابواب کی نسبت
کیسے کیسے [illegible] روایت وارد ہین تاکہ اہل انصاف کو موقع تمیز حق و باطل کا ملے۔
از انجملہ وہ روایات ہین جنکو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفا
مین نقل کیا ہے صفحہ ۲۶۱ مقصد ثانی۔
اخرج الحاکم والنسائی۔ قال ابن عباس وسد رسول اللہ صلعم ابواب المسجد
غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا وھو طریق لیس لہ طریق غیرہ۔ یعنی اس روایت
کو امام حاکم اور امام نسائی نے استخراج کیا ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ بند کرا دیے
رسول اللہ صلعم نے سب دروازے مسجد مین کے سوائے دروازہ علی کے پس وہ
بحالت جنابت مسجد مین داخل ہوتے تھے اور انکا راستہ اُسی دروازہ سے تھا
اور سوائے اسکے اور دوسرا راستہ اُنکا نہین تھا۔
واخرج الحاکم عن ابی ھریرۃ قال عمر ابن خطاب فقد اعطی علی ابن ابیطالب
ثلث خصال لان یکون فی خصلۃ منھا احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل
وما ھن یا امیر المومنین قال تزوجہ فاطمۃ بنت رسول اللہ
وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلعم یحل لہ فیہ ما یحل لہ والرایۃ یوم خیبر
یعنی سکونت در مسجد بحالت جنابت ۱۲

روایت کو امام حاکم نے ابو ہریرہ سے استخراج کیا ہی کہ کہا حضرت عمر ابن خطاب نے
کہ علی مرتضی کو تین خصلتیں یعنی فضیلتیں ایسی عطا ہوئی ہین کہ اگر انمین سے ایک
بھی مجھے ملتی تو حمر نعم سے زیادہ دوست رکھتا پوچھا گیا اُنسے کہ وہ تین فضیلتین
کون کون بولے ایک تو یہ کہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ کی شادی اُنسے ہوئی
دوسرے سکونت اُنکی مسجد مین ہمراہ رسولخدا صلعم کے حلال کیا گیا واسطے اُنکے
مسجد کے اندر جو کچھ کہ اُنکے لیئے حلال کیا گیا یعنی بحالت جنابت مسجد مین آمدورفت
کرنا اور تیسرے عطائے رایت یوم خیبر

واخرج الحاکم عن زید ابن ارقم قال کانت لنفر من اصحاب رسول اللہ
صلعم ابواب شارعة فی المسجد فقال یوما سدوا هذه الابواب الا
باب علی قال فتکلم فی ذلک ناس فقام رسول اللہ صلعم فحمد اللہ و
اثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت بسد هذه الابواب غیر باب علی
فقال فیه قائلکم واللہ ما سددت شیئا ولا فتحته ولکن امرت بشیء فاتبعته

استخراج کیا امام حاکم نے زید بن ارقم سے کہ کہا زید بن ارقم نے کہ چند اشخاص
اصحاب رسول اللہ صلعم کے دروازے مسجد کے اندر کو تھے پس فرمایا ایکدن
رسول صلعم نے بند کرلو سب دروازے سوائے دروازۂ علی مرتضی کے کہا زید
نے کہ اس بارہ مین آدمیون نے گفتگو کی (یعنی شکایت رسولخدا کی کری) پس
کھڑے ہوئے رسولخدا صلعم اور پہلے حمد وثنائے الٰہی بجالائے پھر فرمایا کہ مین نے
تملوگون کو حکم دیا تھا کہ ان سب دروازون کو سوائے دروازۂ علی مرتضی کے بند کرلو
اسپر تم مین سے بولنے والے نے بولیان ماری پس قسم ہی خدائے عزوجل کی کہ مین اپنی

طرف سے کچھ نہیں کھولتا نہ بند کرتا ہوں بلکہ میں مامور ہوں خدا کی طرف سے اور جس چیز کا مجکو حکم دیا گیا ہی اُسکا اتباع کرتا ہوں۔

واخرج النسائی عن ابی سعید خدری قال قال رسول اللہ صلعم یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک قیل معناہ لا یحل لاحد یستطرقہ جنباً غیری وغیرک۔ وعن ابن عباس ان النبی صلعم امر بسد الابواب الا باب علی۔ اور استخراج کیا امام نسائی نے ابو سعید خدری سے کہا ابو سعید نے فرمایا رسول خدا صلعم نے علی مرتضی سے کہ ای علی کسیکے لیئے حلال نہین کہ وہ بحالت جنابت اس مسجد مین جا سکے سوائے میرے اور تیرے یہ بھی کہا گیا ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ کسیکے لیئے حلال نہین کہ بحالت جنابت مسجد مین ہو کر راستہ چلے سوائے میرے اور تیرے اور ابن عباس سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے حکم دیا سب دروازون کے بند کرنے کا سوائے دروازہ علی کے۔ اب اہل انصاف ذرا متوجہ ہو کر غور فرماوین کہ جب بحسب مرویات اہل سنت قبل از واقعہ جنگ احد ہی سب اصحابون کے دروازے سوائے دروازہ علی مرتضی بند ہو چکے تھے پھر بزمانہ قریب وفات جناب سرور کائنات کھلے ہوے دروازے کہان تھے جنکے بند کرنیکا حکم ہوا اس سے صاف طور سے موضوعی ہونا روایت مستدلہ منشی جوہر علی صاحب ثابت ہو گیا اور علاوہ اسکے جب مکان ہی حضرت ابوبکر کا نواح مسجد یا اُسکے قرب وجوار مین نہ تھا تو کیسا بڑا اتہام اور افترا ہی۔ جمیع اہل سیر ومحدثین ومحققین اہل سنت کا اتفاق ہی کہ حضرت ابوبکر کا مکان جہان وہ بزمانہ مرض وقریب وفات حضرت سرور کائنات رہا کرتے تھے عوالی مدینہ مین بمحلہ سُنح واقع تھا دیکھو مدارج النبوت

فرمایا کہ پھر آنا اور حضرت نے اپنے ذمہ کے دام بھی حضرت ابوبکر کو دیدیئے کہ جب وہ عورت آوے تو اسکو بشمول اپنے ذمگی دام کے دیدینا۔

علاوہ اسکے ہم یہانتک منشی صاحب کو وسعت دیتے ہین کہ اگر آنحضرت صلعم یہ فرماتے کہ اگر مین مرجاؤن تو ابوبکر کے پاس آنا اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی فرماتے کہ ابوبکر میرے بعد حاکم یا خلیفہ ہوگا تو بھی مدعا حاصل نہوتا کیونکہ ایسا فرمانا آنحضرت صلعم کا بطریق اخبار ہوتا نہ بطریق نص اور اخبار کے نسبت کسیکو انکار نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت سارا حال جو اُنکے بعد ہونے والا تھا زندگی مین معلوم تھا یہانتک کہ سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کے حالات اور نام و لقب وغیرہ سے خبر دی ہی تو یہ کب ممکن ہی کہ یون کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے بعد کون خلیفہ ہوگا بحث اس حدیث کی نسبت ہی کہ جو نص خلافت ہو جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی بانسبت فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ و نیز است سی خطاب کیا نسبت علی علیہ السلام کے۔ وھو ولیکم بعدی۔ یا جیسا کہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین الخ یا اھلبیتی کمثل سفینة نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق۔

قال حدیث خ عائشة لقد ھممت ان ارسل الی ابی بکر و ابنہ و اعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنین اویدفع اللہ ویابی المومنون بخاری مین حضرت عایشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسیکو ابی بکر اور اُسکے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُسکو اپنا خلیفہ اور ولیعہد

کرون مبادا کہ کہنے ولے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنیوالے خلافت کی آرزو کرین پھر میںنے کہا کہ ابوبکر کے سوائے خدا تعالیٰ کسیکی خلافت نمانیگا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا کہ یون فرمایا کہ دفع کریگا خدا اور نمانینگے مومنین۔

اقول و بہ نستعین۔ بحث اس امر کی کہ یہ حدیث قابل اعتبار ہی یا نہین اُسوقت لکھے جاوینگے کہ جب اور دوسری حدیث اسی مضمون کی معارض اور مخالف بسبب استدلال سُولف نقل کیجائیگی۔ اس موقعہ پر اسقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ اہل انصاف منشی صاحب کی تحقیق کو ملاحظہ فرمادین اور اس تحقیقات کے بھروسہ پر تبدیل مذہب فرمانا بھی خیال کرین حدیث مین لفظ اعہد درج ہی منشی صاحب نے اسکا ترجمہ یہ لکھا کہ اُسکو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کرون اگر منشی صاحب نے بقصد دھوکہ دہی غلط ترجمہ نہین کیا ہی اور اُنکو کسی عالم اہل سنت نی یہی اسکی معنی بتلا دیے ہین اور منشی صاحب بوجہ صاف دلی اور سادہ لوحی اُس عالم کے کہنے پر یقین کر لائے اور اسی بنیاد خام پر تبدیل مذہب کر ڈالا تو لازم ہی کہ اپنی تحقیقات ناتمام پر غور فرماکر توبہ و انابت کرین۔ اور اگر منشی صاحب اعہد کے معنی سے خود واقف ہین اور دیدہ و دانستہ لوگون کے بہکانیکے لیے اسکا غلط ترجمہ لکھدیا تو دیانت کے بالکل خلاف ہی اور جدید سنی ایسا نہین کر سکتا ایسے دھوکہ دہی کسی بڑے خرانٹ سنی کی ہی لیکن ایسے دھوکہ دہی عقل سے نہایت درجہ بعید ہی کیا یہ خیال نہین کیا کہ کوئی عبارت حدیث کو بھی پڑھیگا اس امر کا فیصلہ ہم جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین کہ وہ انصاف فرمائین کہ اسطرح غلط ترجمہ لکھنا اور جہلا کو مغالطہ عظیم مین

تو الٹا کیا ہی اور ہمکو اس امر پر بھی تعجب ہی کہ جناب مولانا صاحب کی نظر بروقت
تحریر تقریظ ایسے مقامات پر کیون نہین پڑی۔ یہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ جناب
موصوف نے بغیر ملاحظہ کتاب کی تقریظ تحریر فرمائی ہی۔ اور اس بات کے کہنے
کو بھی جی گوارہ نہین کرتا کہ خدانخواستہ حضرت مولانا صاحب نے دیدہ و دانستہ اس
دھوکہ دہی کو جائز رکھا ہو اسلیلے اور زیادہ حیرانی ہی اگر ہم غلطی کتابت حدیث اور
بے ربطی عبارت اور سقوط الفاظ سے قطع نظر کرین تو صحیح اور لفظی ترجمہ اس حدیث کا
یہ ہی کہ عائشہ رض روایت کرتی ہین کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ مین نے ارادہ کیا تھا کہ کسیکو
ابوبکر اور اُسکے پسر کے پاس بھیجکر قول و عہد کرالون تا کہ نہ کہین کہنے والے یا تمنا نا کرین
تمنا کرنیوالی پھر مین نے کہا کہ خدا ایسا نہونے دے اور مومنین بھی انکو دفع کردین
یا خدا ہی دفع کردے اور مومنین ایسا نہونے دین۔ اگر اہل انصاف ذرا بچشم غور
ملاحظہ فرماوین تو اس مضمون حدیث سے صاف پایا جاتا ہی کہ آنحضرت صلعم یہ
چاہتے تھے کہ حضرت ابوبکر سے عہد اور قول اس بات کا لیلین کہ وہ معاملہ خلافت
مرتضوی مین دست اندازی نہ کرین کیونکہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جسکی خلافت کیلیے
سند لکھائے جاوی اُسکے مخالف کے ہاتھ سے لکھائی جاوے اور مخالف کا ہی
بندوبست لازم ہوتا ہی۔ حضرت ابوبکر کی تحریر سے یا حضرت ابوبکر کے قول و قرار سے
کیونکر کہنے والون اور تمنا کرنے والون کی زبان بند ہوگئی۔ اگر آنحضرت صلعم
کی مرکوز خاطر حضرت ابوبکر کی خلافت ہوتی تو یہ ارشاد فرماتے کہ علی مرتضی سے
قول و قرار لیلون کہ وہ کسی طرح کی مداخلت خلافت مین نہ کرین اور جبکہ حضرت
ابوبکر سے قول و قرار لینا درج ہی تو صاف طور سے منشا آنحضرت کا نسبت خلافت حضرت علی کے ثابت ہوگیا

یہ خدا کی قدرت ہی کہ واضع حدیث دروغ کبھی کامیاب نہین ہوا کرتا کچھ نہ کچھ ایسی
بات باقی رہجاتی ہی کہ نتیجہ واضع کے برخلاف پیدا ہوجاتا ہی۔ یہ امر تو عبارت
حدیث سے خود ثابت ہی کہ واضع حدیث نے ڈرتے ڈرتے ایسے الفاظ کا استعمال
کیا ہی کہ جنسے نتیجہ صاف پیدا نہو کیونکہ اس امر پر تو اجماع امت واقعہ ہی کہ کوئی
حکم نسبت خلافت حضرت ابو بکر کے صادر نہین ہوا اب یہ معجزہ معصومین علیہ السلام
کا ہی کہ واضع نے حدیث تو اثبات خلافت حضرت ابو بکر کے لیے وضع کی اور نتیجہ
اسکے برعکس یہ ظاہر ہوا کہ حضرت ابو بکر کو روک دیا جاوے کہ وہ کسی قسم کی
مداخلت خلافت مرتضوی مین نکرین اور موید اسی کے دیگر روایات
بھی وارد ہین کہ آن حضرت صلعم نے بنظر شفقت برحال حضرت
ابو بکر بارہا اس امر کو چاہا کہ یہ خود مرتکب غصب حقوق اہلبیت پیغمبر کے نہون اور
اسی غرض خاص کے لیے آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکر کو ماتحتی اسامہ بن زید
مدینہ سے باہر جانیکا حکم دیدیا اور تادم واپسین اسی امر پر اصرار کرتے رہے کہ یہ حضرت
ہمراہ اسامہ ملک روم کو چلے جائین اور معصیت غصب حقوق اہلبیت پیغمبر سے بری
رہین مگر تقدیر نے کسی امر مین پیش رفت ہونے دی نہ حضرت ابو بکر روم کو
گئے نہ وہ قول و قرارون سے لکھا یا گیا جسکا ذکر حدیث مستدلہ مین درج ہی
نہ وصیت آخری ضبط تحریر مین آئی۔

قال حدیث ق — عائشۃ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب
کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویأبی
اللہ والمومنون الا ابابکر۔ بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت

ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ بولا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو
تاکہ مین اُنکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ
آرزو کیے کوئی آرزو کرنیوالا یا کہتے کوئی کہنے والا کہ مین لایق تر ہون خلافت کا
اور نہ مانے گا خدا اور مسلمان مگر ابوبکر کو۔

ف اول حضرت نے چاہا تھا کہ صدیق اکبر کو خلافت نامہ لکھدین تاکہ دوسرے کو
دعوی نرہے پھر تقدیر اور اجماع مومنین پر چھوڑا۔ یعنی تقدیر مین تو یہی ہی کہ صدیق
اکبر خلیفہ ہونگے اور اجماع مومنین بھی انھین کی خلافت پر ہوگا پھر لکھنا کیا ضرور
ہی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ حضرت کو سوا صدیق اکبر کے کسیکی خلافت منظور نتھی

اقول بہ نستعین۔ اس حدیث و نیز اس سے پہلے حدیث کا موضوعی و نامعتبر
ہونا بوجوہ عدیدہ ثابت ہی۔ اول یہ کہ راویان دونون احادیث کے حضرت
عائشہ ہین اُنکی نسبت مؤلف صاحب نی اسی صفحہ پر ایک متفق علیہ حدیث یہ درج فرمائی ہی۔

حدیث ق عایشہ انکن لانتن صواحب یوسف الخ بخاری اور مسلم
مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ
والی عورتونکی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہوالخ یہ حضرت نے اُس
بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا۔ پس جن عورتونکی نسبت نبی صلعم یہ شہادت
دین کہ وہ مثل صواحب یوسف ہین باتین خلاف واقع ظاہر کرتے ہین تو اُنکے
قول پر اعتماد کرنا صریحاً کفر ہی کیونکہ جب اُنکے قول کو صحیح سمجھا گیا تو ضرور نبی
کو صادق نہ جانا اور نبی صلعم کو جھوٹا جاننے والا صریحاً کافر ہی پس مسلمانون کے
نزدیک ہر دو احادیث دروغ اور نامعتبر ہین۔ دوم اگر حدیث صواحب یوسف

خود حضرت عائشہ سے مروی ہوتی تو بھی دختر کی شہادت باپ کے حق مین بموجب
فقہ قابل قبول نہین ہوتی پھر کوئی مسلمان بی بی عائشہ کے بیان کو جو اُنکے والد کے نفع
رسانی مین ہی کیونکر قبول کر سکتا ہو خاصکر جبکہ حضرت ابو بکر نے معصومین کی شہادت
کو اِس عذر فقہی کیوجہ سے فدک کے معاملہ مین قبول نکیا تھا جو منشی جوہر علی صاحب
کیسے مقلد اور پیرو خلفا ہین کہ دختر کے بیان کو باپ کے حق مین قبول کرتے ہین۔
سوم صریح دلیل دروغ ہونے ہر دو روایات کی یہ ہی کہ وہ باہم ایک دوسرے کے
معارض ہین یعنی ایک روایت مین تو بی بی عائشہ یہ فرماتی ہین کہ حضرت نے کسی
دوسرے کو بھیجنے کا ارادہ کیا تھا مگر کچھ سوچکر خدا کے سپرد کر دیا۔ اور دوسری روایت
کے بموجب یہ فرماتے ہین کہ مجھے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بُلا لا۔ پہلے
روایت کے بموجب تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فقط ارادہ بُلانے ابو بکر و پسر
ابو بکر کا کیا تھا اور پھر کچھ سوچکر خاموش ہو گئے اور سپرد خدا کر دیا۔ اور دوسری
روایت کے بموجب یہ ظاہر ہوتا ہی کہ خود بی بی عائشہ کو بلانے کا حکم دیا مگر واضعین نے
اس حدیث مین کوئی نتیجہ اُس حکم کا نہین نکالا کہ بی بی عائشہ بُلا کر لائین یا نہین اگر
لائین تو کیا دستاویز لکھی گئی اور اگر بُلا کر نہین لائین تو کیون نتیجہ مین جو یہ فقرہ
لکھا ہی کہ اور نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابو بکر یہ اس حکم کا نتیجہ نہین ہو سکتا
کیونکہ یہ فقرہ تو ترک ارادہ طلب ابو بکر کو ظاہر کرتا ہی نہ کہ حکم طلبی کو پس جبکہ
ہر دو روایات باہم معارض ایک دوسرے کے ہین تو دونون ناقابل اعتبار
ہین۔ چہارم یہ بات بھی تعجب سے خالی نہین کہ اگر تعلق خلافت تھا تو حضرت
ابو بکر سے تھا پھر اُنکے فرزند ارجمند کی طلبی اور اُنسے عہد و پیمان کا کون نفع تھا

اور چونکہ ان ہر دو روایات مین حضرت ابوبکر کے ساتھ آنکے پسر کا بھی طلب کیا جانا
مذکور ہی تو ظن غالب یہ ہی کہ بی بی عائشہ نے اس حدیث کو اس غرض سے بیان
کیا کہ بعد میرے باپ کی خلافت کا مستحق میرا بھائی سمجھا جاوے اور مسلمان لوگ اس
امر پر یقین کر لین کہ حضرت رسولخدا صلعم کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت ابوبکر کے بعد
عبدالرحمن خلیفہ ہووین مگر چونکہ زمانہ کی چال کے پرواز مقتضی اس امر کی ہوئی کہ
کہ حضرت ابوبکر چار ناچار اپنا ولیعہد حضرت عمر بن الخطاب کو کرنا پڑا اس لیے
ان احادیث سے کوئی نفع واضع کو نہ پہونچا اور خود یہ خود کذب اور افترا کھل گیا
اب ہم متوجہ ہوتے ہین عبارت اور مضمون حدیث مستدلہ کی طرف اور اہل الفہم
کو بھی توجہ دلاتے ہین کہ وہ مکرر مضمون حدیث پر غور فرمادین کہ صاف طور سے
وہ جملہ علامات موجود ہین جو موضوع روایات مین ہوا کرتی ہین - قائل کا خائف
و متردد ہونا الفاظ کا متعلق اور گول مول ہونا صریح دلیل کذب ہی ہم کہتے ہین کہ جب
رسولخدا صلعم نے بی بی عائشہ کو حکم دیدیا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلالا پھر اس
کلمہ کے فرمانے کا کیا موقعہ تھا کہ یابی اللہ والمومنون اسلیئے ثابت ہی
کہ واضع کو خیال اسی روایت کا رہا جسمین فقط ارادہ اور ترک ارادہ کا اظہار کیا گیا تھا
غلطی عبارت حدیث پر ہم منشی صاحب کو الزام دینا نہین چاہتے کیونکہ انھون نے
اصل کتاب بخاری یا مسلم سے نقل نہین فرمائی مگر ترجمہ کی بابت البتہ ہم منشی
صاحب سے شکایت کرتے ہین کہ دیدہ و دانستہ ترجمہ غلط لکھدیا اور آیات
و حدیث کا قصداً غلط ترجمہ کرنا گناہ عظیم ہی بلکہ ایسا شخص اشرار یہود و نصارا
کے ساتھ محشور کیا جاویگا - جو دیدہ و دانستہ خدا و رسول کے کلام مین تحریف و تبدیل

کرے خواہ اصل عبارت ہو یا ترجمہ مین ہو۔ اب مجھے منشی صاحب سے پوچھنا ہو کہ حدیث نمبر ۳ مین وہ کون لفظ ہی جسکا ترجمہ یہ ہو کہ اسکو اپنا خلیفہ و ولیعہد کرون ۔ اور حدیث نمبر ۴ مین خلافت نامہ کس لفظ کا ترجمہ ہی اور نیز وہ کونسا قاعدہ صرفی یا نحوی ہو جس سے یابی اللہ والمومنون الا ابابکر کا ترجمہ تحریر فرمایا نمانیگا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو ۔ ہم لفظ ذکو کس قاعدے زیادہ کیا گیا ہمنے بارہا اس بات کو جتلایا ہی کہ مفتری علی اللہ والرسول کبھی کامیاب ہوا نہین کرتا ضرور ایسے الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہین کہ جس سے مطلب اسکی غرض کے برخلاف پیدا ہو جاتا ہی ۔ آب اہل انصاف اس حدیث کے مضمون پر غور فرماوین کہ صاف یہ مطلب نکلتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے واسطے انتظام خلافت حضرت علی کے بی بی عایشہ کو یہ حکم دیا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بلا لا کہ انکے ملنے مین ایک نوشت لکھواؤن تاکہ تمنا کرنیوالے آرزو نکرین اور کہنے والے یعنی تیرے باپ اور بھائی یہ نہ کہین کہ ہم مستحق خلافت ہین اور نمانے خدا اور مومن لوگ مگر ابوبکر یعنی خدا تعالیٰ اور مومن لوگ میری مخالفت کو روا نہ رکھینگے مگر ابوبکر میری مخالفت کرینگے اور جبکہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت یہ بات معلوم ہو گئی کہ ابوبکر برخلاف خدا تعالیٰ و مومنین کے میرے حکم کی مخالفت ضرور کرینگے تب آپ نے انکا بلانا اور تحریر لکھانا ضروری جانا۔

علاوہ اسکے ہر معاملہ مین قرینہ بھی ہوتا ہی مگر حضرت ابوبکر کی خلافت پر کوئی قرینہ بھی دلالت نہین کرتا بلکہ تمام قراین اسکے برعکس ہین ۔ اگر حضرت ابوبکر مثل حضرت علی کے تہذ نور یا نسب رسول خدا سے رکھتے یا مثل نبی صلعم کے طاہر و معصوم ہوتے یا مدینہ علم الٰہی

سے باب ہوتے یا دیگر کمالات انسانی مین مثل شجاعت و سخاوت و عبادت و تقوی
کے ہم پلہ حضرت علی کے ہوتے یا کبھی رسول خدا نے انکو اپنا خلیفہ بیان کیا ہوتا
جیسا کہ حضرت علی کی نسبت بیان کیا یا کبھی انکی نسبت امت کو حکم تمسک و
پیروی کا دیا جاتا یا مثل حدیث ثقلین کے یا کسی آیت قرآنی مین مثل خدا و رسول
خدا صلعم ولی مومنین قرار دیے جاتے - یا مثل رسول خدا صلعم کے مولائے مومنین
مقرر ہوتے یا وصی پیغمبر کا خطاب حاصل کرتے تو مضائقہ نہ تھا کہ ایسے مہمل
روایات کو انکے خلاف پر دلیل گردان سکتے اور جبکہ کبھی کوئی رسوخ اسلام
مین انھون نے حاصل نہین کیا کبھی زندگی رسولخدا صلعم مین نائب یا خلیفہ
رسولخدا کے مقرر نہین ہوئی بلکہ تبلیغ رسالت متعلقہ سورہ برات سے باین حکم
روکے گئے کہ تبلیغ رسالت خاص پیغمبر خدا صلعم کا کام ہی غیر شخص بہ نیابت
انکے اس کام کا انجام نہین ہو سکتا حضرت ابوبکر کو اس کام سے بند کرنا چاہیے
اور حضرت علی کو اس کام پر مامور کرنا چاہیے - تا دم واپسین پیغمبر خدا صلعم اس
امر کا استحکام مصر رہے کہ حضرت ابوبکر مع حضرت عمر ماتحتی اسامہ بن زید روم کو جائین
وہ بایں آخری جو ہر پیغمبر اپنے نائب اور وصی سے کیا کرتا ہی حضرت ابوبکر
کو کوئی حصہ نہین ملا کفن دفن مین بھی شرکت حاصل نہین ہوا پھر کون
ایسا ذریعہ ہی کہ جس سے ہم لوگ یہ سمجھین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ مقرر کرنا
چاہتے تھے - جن روایات کو منشی صاحب نے نقل کیا ہی اگر یہ روایات موضوعی ہوتین
تو ضرور تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین انپر استدلال کیا جاتا پس اہل انصاف کتب اہل السنۃ مین
حالات سقیفہ کو ملاحظہ فرماوین کہ انمین سے کسی روایت پر بھی حضرت ابوبکر یا حضرت عمر نے استدلال نہین کیا

قال حدیث ق عایشہ انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس قاله فی مرضه الذی توفی فیه بخاری اور مسلم مین حضرت عایشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہوکر نماز پڑھا دے یہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا وقت حضرت عایشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہ کہو ابوبکر سے لوگونکو نماز پڑھا دوے مین نے کہا کہ ابوبکر نرم [illegible] اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانیکو کھڑا ہوگا رونے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنینگے عمر کو کو فرمائیے کہ نماز پڑھا دے حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز لوگون کو پڑھا دوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے بھی حضرت سے یہی کہا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت سے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرت کا خاص تھا یعنی نماز کی امامت کا تو اپنی زندگی مین صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسیکو تخت و تاج دیوے تو یہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اُسکو اپنا ولیعہد کیا۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم قبل از شروع کرنے تردید استدلال مؤلف اسرار الہدی کے ہم مؤلف صاحب کے اُس تصرف ناجائز کو جتلاتے ہین جو اُنھون نے عبارت حدیث یا ترجمہ مین کیا ہے حذف مفصل عبارت مین سے تو ایک فقرہ کا فقرہ نکال دیا کیونکہ یہ حدیث اس طرح ہے لانکن صواحب یوسف

وآن کیدکن عظیم۔ یعنی البتہ تم صواحب یوسف ہو اور تحقیق کہ مکر تمھارا بڑا ہی۔
اور ترجمہ مین یہ تصرف کیا گیا ہی فلیصل بالناس کا ترجمۃ لکھا خود امام ہو کر نماز پڑھاے
حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہی (لوگون کے ساتھ نماز پڑھے) وجہ اس تصرف ناجائز کی
اہل انصاف پر پوشیدہ نہین ہی پھر مجھے گذارش کرنا کیا ضرور ہی عاقلان خود میدانند
اب نسبت استدلال منشی صاحب کے گذارش کرتا ہون کہ اس حدیث کے نقل کرنیسے
کوئی بہتر نتیجہ منشی صاحب نی برآمد نہین کیا بلکہ برعکس اسکے دو روایات سابقہ کو
بھی نامعتبر ثابت کر دیا۔ منشی صاحب نے اس موضوعی روایت سے جو اشارہ خلافت
حضرت ابوبکر کا نکالا ہی اول تو اشارہ و کنایہ سے بحث نہین حدیث مفصل کا سوال ہی
دوم اشارہ بھی خود نامعتبر اور روایت موضوعی ہی۔ محدثین نقاد اصلیت و موضوعیت
احادیث کو انکی راویان کے احوال سے دریافت کیا کرتے ہین رُوات حدیث
مین سے اگر ایک بھی جھوٹا یا مکار یا کیا دھوتا ہی تو اس حدیث کو خارج از اعتبار قرار
دیدیتے ہین اور جبکہ اس حدیث کی راویہ اول بشہادت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
مثل صواحب یوسف کے مکار خلاف گو ثابت ہوگئے پھر اس روایت پر
کس قاعدہ سے اعتبار کیا جاوے۔

یہ معاملہ مذہبی اور دین وایمان کا ہی رعایت کسیکی نہین کرنی چاہیے منشی صاحب
آپ ہی انصاف کیجیے کہ جب اس روایت کے آغاز ہی سے راویہ کا عدم وثوق
مروی ہی پھر آپکو روایت نقل کرتے ہوئے کچھ بھی خیال نہ آیا۔ ایسی روایت پر کون
اعتبار کر سکتا ہی اگر تعصب کو ذرا دل سے دور کیجیے تو آپ پر روشن ہو سکتا ہی کہ در صورت
صحت اس روایت کے حضرت عائشہ کے تمام اقوال اور جملہ روایات محض کذب

دروغ گو قرار پاتے ہین اور انکی کسی روایت پر بھی مسلمان اعتبار نہین کر سکتے۔
اگر منشی صاحب اس روایت کی نقل سے پشیمان ہوکر اسکو واپس لین تو البتہ
مذہب اہل تسنن پر بہت بڑا احسان ہوگا کیونکہ ایک چہارم کے قریب صحاح ستہ مین بی بی
عائشہ کی مرویات ہین اور جملہ روایات ام المومنین ساقط عن الاعتبار ہوگئین
تو ظاہر ہی کہ مذہب اہل تسنن کی پوری بیخ کنی ہوگی۔ ہم تو پہلے ہی سمجھ رہے
تھے کہ حضرات علمائے اہل سنت کیا خوش ہو ہو کر بڑی لمبی چوڑی تقریظین
لکھ رہے ہین ضرور انکو ستایش بیجا کی وجہ سے سخت پشیمان ہونا پڑیگا ابھی تو
ماشاء اللہ منشی صاحب کا پہلا وار ہی آگے دیکھیے حضرات اہلسنت سے کسطرح بنتی ہی
اب ہم اصل قصہ پیش نمازی کی طرف رجوع ہوتے ہین کہ در واقع اسکی کچھ اصلیت
نہین پیغمبر خدا صلعم نے ہرگز ہرگز حضرت ابوبکر کی پیش نمازی کو فرمایا نہ حضرت عمر
کی بلکہ روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت سے صاف ظاہر ہی کہ فقط عورتون کی سازش
سے بلا حکم و بلا اجازت رسول خدا صلعم پہلے حضرت عمرؓ اور پھر حضرت ابو بکرؓ
پیش نمازی پر کھڑے ہوئے مگر آنحضرت صلعم نے اطلاع پاتے ہی دونونکو
معزول کیا مفصل بحث اسکی ہمنے شمس الضحی مین اور اس سے بھی زیادہ
تاریخ الانبیا کی مجلد ثانی مین کی ہی اور اس موقعہ پر بھی بقدر حاجت گذارش کیا جائیگا
صحاح ستہ اہل سنت مین اس قصہ سے زیادہ اور شاید کوئی معاملہ مختلف فیہ نہ ہوگا
جس قدر روایات اس قصہ کے متعلق مروی ہین انکے راوی فقط تین شخص ہین
ایک خود بی بی عائشہ دختر حضرت ابوبکر دوم بلال غلام آزاد کردہ حضرت ابوبکر
سیوم عبداللہ بن زمعہ ہاشمی مضمون ہر روایت کا ایک دوسرے سے مخالف اور

برعکس ہی مگر نتیجہ سب نے یہی نکالا ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر و حضرت ابو بکر کو
بلکہ مسجد نبوی ہی سے اسیوقت معزول کر دیا۔ در حقیقت اس قصہ مین سازش
دو نون کی پائی گئی کہ اول بی بی حفصہ نے موقعہ پا کر بلا اجازت حضرت پیغمبر خدا صلعم
اپنے باپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہہ دیا اور بعد ازان بی بی عایشہ نے اپنے باپ کی
نیوچھالی اسی پر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تم صواحب یوسف ہو اور مکر تمھارا عظیم ہی
بی بی عایشہ کی روایت کی کیفیت گذارش ہو ہی چکی ہی کہ اگر آنحضرت صلعم وہ
الفاظ بھی اُنکی شان مین نہ فرماتے تو بھی یہ روایت قابل قبول نہوتی کیونکہ دختر کی
شہادت باپ کے حق مین شرعًا نامسموع ہی ایسے ہی بلال کی روایت بھی معتبر نہین
ہوسکتی رہے عبد اللہ بن ربیعہ وہ قسمیہ بیان کرتے ہین کہ مجھے رسول خدا صلعم نے
کسیکی پیش نمازی یا امامت کا حکم نہین دیا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ مین اسوقت مسجد مین نہین جا سکتا
جو لوگ مسجد مین موجود ہون اُنسے کہدو کہ وہ نماز پڑھ لین۔
روایت عبد اللہ ابن ربیعہ مدارج النبوت مین اس طرح مرقوم ہے۔
ودر روایت ست از زہری کہ فرمود آن حضرت صلعم عبد اللہ بن ربیعہ را کہ بیرون
آمده بگوید مردم را کہ نماز بگذارید پس بیرون آمد عبد اللہ بن ربیعہ و ملاقات کرد کہ
عمر بن الخطاب را و گفت بادی بگذار نماز با مردم (بگذار نماز با مردم) پس دی بود وی رضی اللہ عنہ جہیر الصوت
پس شنید آنحضرت صلعم علیہ السلام آواز عمر را تا آخر مضمون۔
دوسری روایت مین شکایت کرنا حضرت عمر کا عبد اللہ ابن ربیعہ کی قسم سے
مجھے ناحق ذلیل کیا اسطرح درج ہی۔
گفت عمر مر عبد اللہ بن ربیعہ را بدکاری کہ کردی تو من دانستم کہ آنحضرت

امر کردند اکہ امر کنی مرا گفت عبد اللہ لا واللہ امر نکردم اکہ امر کنم کسی را۔ بعد اسکے یہ حال بھیلے حضرت عمر کو نماز پڑھانے سے منع کیا اور جب پھر آواز حضرت ابوبکرؓ کی سنی تو خود آنحضرت صلعم حضرت علی اور عباس کے سہارے سے مسجد مین تشریف لائے اور خود نماز پڑھائی مدارج مین درج ہی۔

پس طلبید علی و عباس را و تکیہ کرد بر ایشان و بیرون آمد بسوئے مسجد و نماز گزارد۔ علاوہ ازین اسی روایت مین جسکو مولف صاحب نے بی بی عائشہ سے روایت کیا ہی بیان درج ہی کہ بعد کھڑے ہونے حضرت ابوبکر کے خود جناب سرور کائنات مسجد مین تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور حضرت ابوبکر امام سے مقتدی ہوگئے چنانچہ مدارج النبوت کے صفحہ ۲۵۰ مین درج ہی۔ فرمود آن حضرت علیہ السلام شما ای زنان صواحب یوسف اید الخ بعد اسکے درج ہی۔ پس چون در آمد حضرت ابوبکر در نماز یافت آنحضرت در نفس خود خفتے را برخاست در حالیکہ میرفت میان دوکس و پاہای مبارک او خط میکشیدند در زمین تا در می آید مسجد تشریف را و چون شنید ابوبکر پس آن حضرت را خواست کہ پس رود پس اشارہ کرد آن حضرت کہ بجای خود باش پس آمد آن حضرت و بہ نشست در جانب چپ ابوبکر و ابوبکر ایستادہ است اقتدا می کند ابوبکر بنماز رسول خدا صلعم و اقتدا می کنند مردم بہ نماز ابوبکر یعنی بواسطہ تکبیر وی بر افعال و انتقالات آنحضرت صلعم وقوف می یافتند۔

کمال تعجب ہی کہ منشی صاحب نے بیسوچے سمجھے کسطرح حضرت ابوبکر کی پیشنمازی پر یقین کر لیا اس موقعہ پر یہ ذکر بھی خالی از فائدہ نہوگا کہ مسئلہ مسلمہ اہل سنت ہی کہ پیغمبر کی نماز امتی کے پیچھے ہو جاتی ہی جیسا کہ اسی صفحہ پر مدارج النبوت مین

کام پر مامور ہوا وہی قابلیت خلافت پیغمبر کی رکھتا ہے اور جو شخص بوجہ عدم قابلیت نیابت پیغمبر اس کام سے معزول ہو چکا ہے وہ کسی طرح قابل خلافت عام نہین سمجھا جا سکتا۔

پس جبکہ تعصب کا یہ حال ہی تو ایسے لوگون سے حق جوئی کی کیا امید ہو سکتی ہی اہل انصاف ذرا اپنی دلون مین غور کرین کہ خدائتعالی نے جس شخص کی نیابت وخلافت کو فقط ایک حکم کی تبلیغ مین بھی منظور نہ رکھا ہو وہ ہمیشہ کے لیے تبلیغ رسالت مین کسطرح خلیفہ اور جانشین پیغمبر صلعم کا مقرر ہو سکتا ہی۔

قال۔ علی ہذا القیاس اور بھی احادیث صحیحہ بطریق پیشین گوئی حضرت رسولخدا صلعم نے درباب خلافت صدیق اکبرؓ کی فرمائی ہین وہ محل شوری نہین اسلیے کہ ظہور انکا حسب ارشاد نبوی کے واقع ہوا۔

اقول۔ اہل خبرت پر یہ امر پوشیدہ نہین ہی کہ جو حدیث بطریق اخبار یا پیشین گوئی کے ہوتی ہی وہ کسی معاملہ پر حکم نص کا نہین دیسکتی مثلاً رسولخدا نے بطریق پیشین گوئی حالات خلفاء مروانیہ وعباسیہ بیان فرمائے تو اس حدیث سے نعوذ باللہ جواز خلافت خلفائی جور کا نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس دجال کی بابت بھی پیشین گوئی واقع ہی تو اُس پیشین گوئی سے دجال برحق نہین ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے حضرت عمر نے اپنے خطبہ مین قبول کیا ہی کہ بیعت ابوبکر ایک واقعہ ناگہانی اور خلاف توقع تھا مگر خدا نے اُسکے شر سے محفوظ رکھا یعنی نکوئی حکم تھا نہ حسب قاعدہ اجماع تھا۔ فقط ہماری چالاکی اور تدبیر سے واقع ہوگئی اگر آئندہ اور کوئی ایسا کرے تو قتل کیا جاوے۔ فلکن اعبار تہ کانت بیعۃ ابوبکر فلتۃ وقی اللہ

شاہرھا فمن عاد الی مثلہ فاقتلوہ - اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ خلافت ابوبکر نہ بنص تھی نہ اجماع بلکہ ایک ایسا فعل تھا کہ جسکا فاعل واجب القتل ہے -
اور نیز حضرت عمر نے بوقت وفات ظاہر کیا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے بعد ترک استخلاف کیا اور کسیکو خلیفہ مقرر نہین کیا جیسا کہ سیوطی نے تاریخ الخلفا کی فصل دوم مین بخاری مسلم سے روایت کی ہی - واخرج الشیخان عن عمر انہ قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابا بکر وان اترککم فقد ترککم من ھو خیر منی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیز دوسری روایت مستدرک حاکم ومسند بزار سے اسی فصل مین نقل کی ہی - قالو یا رسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال انی ان استخلف علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب یعنی لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آیا آپ ہمپر کسیکو اپنا خلیفہ نہین کرتے ہو فرمایا اگر مین خلیفہ کرون اور تم اُس خلیفہ کو نہ مانو تو تمپر عذاب الٰہی نازل ہو در حقیقت یہ حدیث سر نبوی ہی اور اشارہ خلافت مرتضوی سے ہی کیونکہ ابوبکر کی نسبت تو گمان نہ تھا کہ امت خلیفہ نمانیگی بلکہ حضرت کو معلوم تھا کہ امت میرے بعد ابوبکر کو حاکم کریگی البتہ حضرت مرتضی کی خلافت پر گمان تھا کہ لوگ نمانینگے اور عذاب الٰہی نازل ہوگا پس صاف ثابت ہوگیا کہ خلیفہ حضرت کا سوائے حضرت علی مرتضی کے اور کوئی شخص نہ تھا -

قال المنشی السید جوہر علی - اسی ضمن مین اُن احادیث کا ذکر کرنا بھی ضرور ہی جنسے اہل تشیع اہل سنت کی کتب سے استدلال کرتے ہین وہو ہذا - **حدیث**

براء بن عازب سے صحیح بخاری اور مسلم مین روایت ہی کہ جب رسول خدا نے قصد غزوۂ تبوک کا کیا جناب امیر کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینۂ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیر کو طعن کی کہ رسولخدا آپکو اپنے ساتھ کیون نہین لیے جاتے جناب امیر کو یہ بات ناگوار گذری یہ حکایت رسولخدا سے کی اور کہا۔

یارسول اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی ای رسولخدا آپ خلیفہ کرتے ہو آپ مجکو عورتون اور بچون مین تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔

اما ترضی ان تکون منی بمنزلہ ھرون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یعنی آیا راضی نہین ہوتا ہی تو یہ کہ تو ہو مجہسے بمنزلہ ہارون کے موسی سے مگر تحقیق شان یہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔ اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بچند دلائل معقول انکا دعوی صحیح نہین ہی۔ اول یہ کہ خلافت جناب امیر کے مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔ دوم جب حضرت موسی کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نرہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسیطرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیے۔ سوم اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹے یا داماد کو ہی سپرد کی جاتی ہی پس جناب امیر کا چندروز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہو سکتا چہارم کتب سیر فریقین مین مرقوم ہی کہ حضرت ہارون نے حضرت موسی کی حیات ہی مین وفات پائی پھر خلافت کیسی۔ پنجم حضرت ہارون حضرت موسے کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان جب ان جملہ مراتب مین سے ایک بھی جناب امیر کو حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفۂ بلا فصل ہو سکتے تھے۔ ششم

حضرت رسولخدا صلعم نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہی اس سے
ثابت ہی کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب
امیر بھی حیات مبارک رسولخدا صلعم مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰ
حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اسیطرح سے بعد وفات
رسولخدا صلعم حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے ۔ ہفتم جب رسولخدا صلعم نے انہ لا نبی بعدی
کو کہ جملہ خبریہ ہی استثنار فرمایا تو منصب یعنی نبوت در صورت حیات حضرت ہارون
بعد وفات حضرت موسیٰ ہرگز جدا ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے
قطعاً جدا ہوا ۔ ہشتم ولو فرضنا حضرت ہارون بعد حضرت موسیٰ کے زندہ بھی ہوتے
بلاشبہہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت
فرماتے چونکہ جناب امیر مین یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کا کیسا ۔ نہم حدیث
شریف مین استثنا منقطع موجود ہی اگر اسکو شیعہ استثنار متصل فرض کرین تو اس صورت
مین حدیث رسولخدا کی صریح تکذیب ہوتی ہی ۔

قطع نظر ان جملہ امور کے شیعہ بتاوین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہی جس
سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیر پائی جاتی ہو ہان اگر
فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب اہل سنت والجماعت کا ہی ۔

فاقول انا العبد الضعیف بحول اللہ الخبیر اللطیف ۔ واضح ہو کہ مؤلف
اسرار الہدیٰ نے اصل عبارت حدیث کو تو غلط اور بے سروپا بوجہ عدم بصیرت
و نہ ملاحظہ کرنے صحیحین کی نقل کیا مگر ترجمہ مین جو کچھ تصرف کیا گیا ہے وہ
محض بوجہ عناد اور تعصب کی ہی بوقت لکھنے حدیث مذکورہ بالا کے ضرور یہ امر

پیش نظر مولف تھا کہ مناقب اور فضائل جناب امیر کو ایسے الفاظ سے تحریف و تبدیل کیا جائے کہ جو ظاہرا بے وقعت ہون اور اُنکے مناقب و مراتب مندرجہ حدیث ناظرین کی نگاہ مین با وقعت معلوم ہون۔ مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مولف کی یہ کارروائی خود اُنکے ذاتی عقیدہ کی وجہ سے ہی یا مذہب اہل السنن کے مطابق اُنکو ایسا کرنا پڑا۔ لیکن اسقدر تو ظاہر ہو گیا ہی۔ کہ علماء کبار اہلسنت نے مؤلف صاحب کی اس تحریف و تبدیل کو ناپسند نہین کیا بلکہ بڑی خوشی کیساتھ مولوی لطف اللہ صاحب نے مولف کی ایسی کارروائیون کی اپنی تقریظ عربی مین داد دی ہے

مولف صاحب نے جو یہ ارقام فرمایا ہی کہ صحیح بخاری مین برار بن عازب سے یہ روایت ہی کہ بوقت قصد غزوہ تبوک کے آنحضرت صلعم نے جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا محض تحریف ہی صحیح بخاری مین نہ برار بن عازب سے روایت ہی نہ اُس روایت مین یہ غرض درج ہی کہ اپنی بیبیون اور بچون کی نگرانی مقصود تھی نہ لفظ محافظ مروی ہی مؤلف صاحب نے محض بوجہ تعصب و عناد حضرت علی کی خلافت کو کم وقعت کرنے کے لئے لفظ محافظ سے بدلا اور لفظ نگرانی بیبیون اور بچون کا اپنی طرف سے ملایا اور استخلاف کو بالکل درمیان سے نکال دیا۔ صحیح بخاری مین یہ حدیث مصعب بن سعد سے اس طرح مروی ہی۔ وعن مصعب بن سعد عن ابیہ ان رسول اللہ صلعم خرج الی تبوک واستخلف علیا۔ فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھٰرون من موسیٰ الا انہ

للیس نبی بعدی ہی صریح اور صاف ترجمہ اسکا یہ ہی کہ مصعب نے اپنے باپ سعد سے روایت کی ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم بقصد غزوۂ تبوک نکلے اور علی مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تو علی نے عرض کی کہ کیا آپ مجکو بچون اور عورتون پر خلیفہ کرتے ہو (یعنی مردم شہر تو اکثر آپکے ساتھ جاتے ہین پیچھے شہر مین بچہ اور عورتین باقی ہین) اسپر رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ کیا تو راضی نہین ہی اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔

اگرچہ اس حدیث کے طرق بکثرت ہین اور بوجہ صحیح و متواتر ہونے کے قریب قریب تمام کتب صحاح اہل سنت مین منقول ہی اور ہم موقعہ پر اور طرق سے بھی اس حدیث کو بھی نقل کرینگے مگر یہان ہماری مراد صحیح بخاری سے نقل کرنے کی یہ ہی تھی کہ اہل انصاف پر ظاہر ہوجاوے کہ حضرات اہل سنت کے تعصب کی اہلبیت رسالت کے ساتھ کیا کیفیت ہی۔

جناب منشی صاحب کیا ایمان داری اسی کا نام ہی کہ استخلف علیاً کے معنی محافظ اور چوکیدار ہون اور حضرت ابوبکر کے قصہ مین اعہد کے معنی خلیفہ اور ولیعہد اور اکتب کتاباً کا ترجمہ خلافت نامہ ہو۔ مجھے سخت تعجب ہے کہ مولوی لطف اللہ صاحب نے منشی صاحب کے اس نامحققانہ بلکہ معاندانہ تحریر کو کس وجہ سے بایں الفاظ منسوب فرمایا۔ فہذہ رسالۃ سنیۃ و مقالۃ بہیۃ مشتملۃ علی تحریرات تطرب الاذہان الذکیۃ و محتویۃ علی تقریرات تعجب الآذان النقیۃ۔ للہ درہ فقد افحم المعاندین

موسیٰ الا انہ لیس بعدی نبی ان اذہب الا وانت خلیفتی - یعنی ابن عباس
نے کہا ہے کہ جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو چلے اور سب آدمی اُنکے
ساتھ جانے کو نکلے تو علی مرتضیٰ بولے کہ مین بھی آپکے ساتھ چلونگا حضرت نے فرمایا
کہ نہین اسپر حضرت رونے لگے پس فرمایا رسول صلعم نے حضرت علی سے کہ آیا راضی نہین ہو تو
اس مرتبہ سے کہ ہوے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسے کے نزدیک
الا یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہی اگرچہ لائق نہین ہی تجکو چھوڑدن لیکن تو میرا خلیفہ ہی -
اگر مولف صاحب کے اب بھی اطمینان نہوئی ہو اور یہ ہی شبہ ہو کہ حضرت علی
فقط پیغمبر خدا کے اہل و عیال پر خلیفہ تھے اور اہل و عیال عوام مدینہ آپکی خلافت
و حکومت سے مستثنیٰ تھے تو یہ بات بہت ظاہر اور روشن ہی کہ پیغمبر خدا کے اہل و
عیال سے عوام مدینہ یا اُنکے اہل و عیال زیادہ شرف نہین رکھتے تھے جو شخص
نبی صلعم کے اہل و عیال پر نبی کا خلیفہ ہی وہ بدرجہ اولیٰ عوام پر بھی خلیفہ ہے
اور جبکہ نبی صلعم نے نظیر موسیٰ و ہارون کی دی ہی تو قوم کسیطرح مستثنیٰ نہین ہوسکتی
اور نیز جبکہ پیغمبر خدا صلعم نے صاف الفاظ مین یہ فرمایا انی خلفتک لما ترکت من ورائی
یعنی بتحقیق کہ مین نے تجکو اپنا خلیفہ اُسپر مقرر کیا کہ جسکو اپنے بعد مدینہ مین چھوڑا
تو پھر کوئی بھی مستثنیٰ نہین ہوسکتا - بعض متعصبین اہل سنت نے جو معارضہ
و مناظرہ مین یہ لکھدیا ہی کہ حضرت علی فقط اہل و عیال پیغمبر پر خلیفہ تھے اور پیش
نمازی اہل مدینہ متعلق ابن ام مکتوم تھی اسکو محققین نے خود غلط قرار دیدیا
اور صاف لکھدیا کہ بروایت پیشنمازی حضرت علی مرجح ہی جیسا کہ مدارج النبوت
کے صفحہ ۴۰۸ مین بحوالہ ابن عبد البر صاف طور سے روایت پیشنمازی حضرت علی کو

اصح قرار دیا گیا۔ مولف صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے (اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لگاتے ہین مگر بجند دلائل معقول اُنکا دعوے صحیح نہین ہے) واجب تھا کہ اس موقعہ پر ذکر اس معنی کا کیا جاتا کہ جو شیعہ اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین اور جبکہ تشریح معنی مذکورہ سے اعراض کیا گیا ہے تو صاف طور سے لغویت اعتراض کی ثابت ہے لیکن ہم قبل از تردید دلائل مولف اسرار الہدیٰ کی اول بحث معنی حدیث سے کرتے ہین۔

بحث معنی حدیث منزلت

واضح ہو کہ جمیع علمائے اہل سنت و امامیہ اثنا عشریہ معنی حدیث مین متفق ہین اور سب یہی کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے یہ فرمایا کہ تو میرے نزدیک ایسا ہی جیسا ہارون موسیٰ کے نزدیک تھا۔ اب بحث طلب یہ امر ہے کہ باہم حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام کی کیا کیا نسبتین تھین سوائے نبوت ہارون کے کیونکہ فقط ایک نبوت کی نسبت کو مستثنیٰ فرمایا ہے اور باقی تمام نسبتون کو ذات علی مرتضیٰؑ مین ثابت کیا ہے۔ اور رتبۂ خلافت صاف ہی منزلت ہارونی کی طرف کیونکہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے اول نسبت ہارون و موسیٰ کی تشبیہ دیکر خلافت کو اسطرح مرصّع کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب عازم میقات ہوئے تو اُنھون نے اپنے بھائی ہارون کو قوم بنی اسرائیل پہ اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اور چونکہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اس لیئے مین بھی تمکو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہون۔ اب ہمکو دیکھنا اس امر کا باقی رہا کہ باہم حضرت موسیٰ و ہارون کے کیا کیا نسبتین ثابت ہین

اسلیئے اس مقام پر وہ عبارت نقل کرتا ہون کہ جو اس بندۂ حقیر نے جلد ثالث تاریخ الانبیا مین ذکر امامت حضرت امام الاجمعین. امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین لکھا ہے وہو ہذا۔

نقل عبارت از جلد ثالث تاریخ الانبیا مولفہ صے

پس اکنون مارا بتحقیق باید کرد کہ منزلت ہارون نزد موسی علیہما السلام چہ بود پس بمطالعہ کلام ربانی ہویداست کہ موسی بخداوند تعالی خواستگاری نمود کہ ثابت کرد۔ تعالی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی واشدد بہ ازری واشرکہ فی امری۔ یعنی موسی بخداوند تعالی مسالت نمود کہ بار الہا گردان برای من از اہل من ہارون برادرم را وزیر من وقوی گردان بوجود وی پشت مرا و شریک گردان او را در امر من یعنی در رسالت۔ و خداوند تعالی سؤل ویرا بدرجہ اجابت رسانید کہ در قرآن مجید وارد ست قد اوتیت سؤلک جعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا وقال فی سورۃ الاخری سنشد عضدک باخیک۔ حاصل معنی ہر سہ آیات این ست کہ فرمود خدای تعالی بتحقیق عطا کردیم ترا ای موسی آنچہ تو سوال کردی (در بارۂ ہارون) و در سورۂ دیگر میفرماید البتہ بتحقیق دادیم موسی را کتاب و کردیم باوی برادرش ہارون را وزیر وی و در جای دیگر فرمودہ کہ بہ زود سے استوار سازیم عضد ترا بہ برادرت۔

پس ظاہر شد کہ منزلت ہارون از موسی یکے من حیث الوزارت ست کہ ہارون وزیر موسی بود۔ و وزیر مشتق ست از یکے از معانی ثلثہ کہ

یکی از آن وِزر بکسر واؤ و سکون زاء معجمہ است و آن بمعنی ثقل ست و بر این تقدیر معنی وزیر آنست کہ تحمل اثقال نماید و سبکبار گرداند و معنی دیگر از وَزَر بفتحہ واو و زا بمعنی مرجع و ملجا رست چنانچہ در قول حق سبحانہ تعالی وارد ست کَلَّا لَا وَزَرَ و بر این تقدیر مراد از وزیر این ست کہ راجع شوند بجانب رای وی و تکیہ کنند بر وی در استعانت از وی و معنی ثالث مشتق ست از اَزَر و آن بمعنی پشت و ظہر ست ہمچنانکہ در کلام باری تعالی وارد ست اشدد بہ ازری پس حاصل میشود از وزیر قوت امر و اشتداد ظہر ہمچنانکہ قوی و شدید میشود بدن از پشت پس بود منزلت ہارون از موسی آینکہ قوی گرداند پشت موسی را و معاضدت وی نماید و سبکبار گرداند موسی را از بارہای گران بنی اسرائیل و بر دارد بارہای ایشان بقدر استطاعت خود ۔ و این جملہ منزلت ہا باعتبار وزارت بود ۔

و اما منزلت ہارون از موسی یکی من حیث از شرکت ست در امر موسیٰ و آن شرکت در نبوت و رسالت ست ۔ و دیگر منزلت ہارون از موسیٰ این ست کہ بوقت توجہ بجانب میقات موسی علیہ السلام ہارون را بر قوم بنی اسرائیل خلیفہ خود گذاشت کہ قرآن کریم بر آن ناطق ست پس تلخیص منزلت ہارون با موسیٰ آنست کہ بود وی علیہ السلام برادر موسیٰ و وزیر و عضد او و شریک او در نبوت و خلیفہ او بر قوم او عند سفر میقات و ہمچنانکہ گردانید رسول خدا صلعم منزلت علی را نسبت بخود و

ثابت کرد برای وی علیہ السلام ہمہ چیزہا را کہ ہارون میداشت غیر از نبوت
زیرا کہ در اواخر حدیث استثناء نبوت واقع ست باین عبارت غیر انہ لا نبی
بعدی و مراد ازین استثناء ہمین ست کہ بعد از رسو لخدا صلعم کسی بنبوت
و رسالت مبعوث نخواہد شد ولیکن شرکت در رسالت امری دیگر ست و
آن ثابت ست در ذات حضرت مرتضی صلواۃ اللہ علیہ بچند وجوہ ۔
اول اینکہ در قرآن مجید آنحضرت را بنفس رسول صلعم تعبیر کردہ اند و
نفس شی جدا نمی باشد از شی واکثر احادیث صحیحہ و متواترہ نیز موید این تعبیر
وارد اند چنانچہ فرمود رسول صلعم بعلی مرتضی ۔ انت منی و انا منک
یا علی منی و انا منہ ۔ و فرمود ۔ انا و علی من نور واحد ۔
و ہمچنان در وحدت و شرکت طینت و خلقت و گوشت و خون روایات کثیرہ
وارد اند وازین حیث در غدیر خم فرمود من کنت مولاہ فعلی مولاہ
و قصہ تبلیغ رسالت متعلق بسورۂ برات و تعین حضرت مرتضی بعد عزل
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و فرمان نبوی ۔ لا یودی عنی الا انا او
علی ۔ و غیر ذلک اشارہ الیست ازین شرکت ۔ و نیز در اکثر صفات
نبوت حضرت مرتضی را بہرہ و نصیبی دادہ اند مثل عصمت و طہارت
و علم لدنی و اعجاز و کرامات و در آمدن در مسجد بحالت جنابت و مختار
بودن در مال خمس و فی و غیرہم پس ظاہر شد کہ حضرت مرتضی جزو یست
از ذات حضرت مصطفی صلعم و شک نیست کہ جزو در حد مشترک میباشد
کل را پس جدائی در ذات نبی و علی ممکن نیست چنانچہ شاعری فرمودہ است

شعر نبی و علی ہر دو نسبت بہم ٭ دو تا و یکی چون زبان قلم ٭ پس بر این تقدیر مفہوم حدیث منزلت این ست کہ رسول خدا میفرماید ای علی تو نزد من بہمہ وجوہ چنان ہستی کہ ہارون نزد موسیٰ بود غیر از نکہ ہارون نبی بود و بعد من نبوت منقطع گردید یعنی تو برادر من و وزیر من و عضد و قوت بازوی من و پشت پناہ من و خلیفۂ من و شریک من ہستی ۔ و این کمال فخر و مباہات ست برای حضرت مرتضیٰ کہ کسی را از طبقۂ صحابہ میسر نشدہ است و این منزلت عظمی صریحاً دلالت میکند بر خلافت بلا فصل وی علیہ السلام زیرا کہ چنین منزلت غیر در ذات وی علیہ السلام ثابت نیست و کسی را از خلفاء ما سبق میسر نشد و خلافت نبی در حقیقت شرکت در منصب رسالت ست پس ہر کہ با پیغمبر صلعم چنین منزلت ندارد خلافت را نشاید ۔ الخ۔

وجہ تقرر علی مرتضیٰ بر خلافت ہنگام عزیمت تبوک

جن لوگون کو حق سبحانہ تعالیٰ نے چشم بصیرت اور قلب نورانی عطا فرمایا ہے اُنکو حق و باطل مین تمیز کرنا دشوار نہین تھوڑے سے خوض و فکر سے ہر معاملہ کی ماہیت کو دریافت کر سکتے ہین ۔ جو لوگ فن سیر و تاریخ مین مہارت رکھتے ہین اس بات کو اچھی طرح جانتے ہین کہ رسولخدا صلعم نے بوقت عزیمت کسی سفر کے اہتمام تقرر خلافت کا نہین فرمایا بجز اسکے کہ کسی ایک ضعیف یا معذور صحابی کو امامت نماز کے لیئے مدینہ مین چھوڑ اکرتے تھے اور اکثر ابن ام مکتوم کہ نابینا و معذور تھے اس کام پر مقرر ہوتے تھے اور خاصکر حضرت مرتضیٰ کو کبھی کسی غزوہ مین آنحضرت صلعم نے اپنے سے

جدا نہیں کیا پھر اسی غزوۂ تبوک کی عزیمت کیوقت کیا ضرورت اور وجہ
لاحق ہوئی کہ حضرت علی کو خلیفہ مقرر کرکے مدینہ میں چھوڑا پس جو لوگ حالات
غزوات سے ماہر ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس غزوۂ تبوک کو دیگر غزوات
سے کیا نسبت ہی تمامی غزوات آنحضرت صلعم میں بعض اقوام و قبائل
عرب سے مقابلہ ہوتا تھا کسیوالی ملک یا بادشاہ سے جنگ مقصود نہوتی تھی اور اس غزوۂ
تبوک میں مقابلہ قیصر روم سے تھا جو ایک بہت بڑا شہنشاہ اپنے وقت کا تھا لاکھوں فوج
اپنے زیر حکم رکھتا تھا عوام لوگ مسلمانوں کو کسیطرح مد مقابل قیصر کا نہیں جانتے تھے بلکہ
کفار اور منافق اس ارادہ پر پیغمبر خدا کے مضحکہ کرتے تھے خصوصاً بعضے سردار
نفاق ہمیشہ مثل ابن ابی سلول وغیرہ علی الاعلان کہا کرتے تھے کہ گویا ہم
دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان لوگ قیصر کے لشکر کے ہاتھوں میں اسیر ہیں اور
قتل کیے جا رہے ہیں اور عوام لوگوں کے دلوں میں لشکر قیصر کا ایسا رعب
پڑ گیا تھا کہ ایک جماعت کثیر خلیفان و تابعان ابن ابی سلول پہلی ہی
منزل سے لشکر رسولخدا کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اگرچہ رسولخدا صلعم کے
ہمراہ بھی چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے لیکن ظاہر ہے کہ قیصر روم
کے مقابلہ میں اس تعداد لشکر کو کیا وقعت ہوسکتی ہے اس لیے ظاہر ہے
کہ اس غزوہ سے زیادہ کوئی غزوہ محل خطر نہ تھا بلکہ اسکے عشر عشیر بھی
اور غزوات میں احتمال خطر نہ تھا۔

پس جبکہ رسولخدا صلعم نے ایسی جنگ عظیم کی تیاری کی تو حسب قوانین حزم
و احتیاط و بہ حسب قواعد سلطنت و ملک داری آنحضرت صلعم پر واجب ہوا

کہ اُسوقت تک عزیمت جنگ پر کوچ نکرین جبتک کہ اپنا ولیعہد اور خلیفہ نامزد نکرین جو لوگ بنظر غائر اسطرف توجہ نہین کرتے وہ تو یہی جانتے ہین کہ منجملہ سب سے غزوات کے ایک غزوہ تبوک بھی تھا اور جسطرح حضور ہمیشہ کسی ضعیف و معذور کو مدینہ مین پیشنمازی وغیرہ کیلیئے چھوڑ جایا کرتے تھے اُسی طرح اس مرتبہ بھی حضرت علی کو مدینہ مین اپنا خلیفہ مقرر کر دیا لیکن خوض و فکر کرنیسے معلوم ہوتا ہی کہ نظر بحالات غزوہ مذکور رسولخدا صلعم پر واجب ہوگیا تھا کہ جبتک کسیکو اپنا مستقل خلیفہ نامزد نفرماوین اُسوقت تک عزم سفر نکرین اسلیئے صاف ظاہر ہی کہ یہ خلافت مرتضوی مثل اُن چندروزہ خلافتون کے نتھی جو آنحضرت بوقت عزیمت سفر کسی ایک صحابی کو پیشنمازی وغیرہ کے لیئے مقرر کیا کرتے تھے بلکہ یہ خلافت مستقل اور دائمی خلافت تھی اور مطلب اس تقرر خلافت سے یہی تھا کہ اگر جنگ پیش آوے اور اتفاق سے معاملہ منعکس ہوجاوے تو اسلام بے سردار نہ رہے اور نیز عوام الناس پر ظاہر ہوجاوے کہ نبی کا جانشین برحق علی مرتضی ہے صلواۃ اللہ علیہ۔

اب ہم اُن دلائل صاحب اسرار الہدی کی تردید کرتے ہین جنکو عدم صحت دعوی شیعیان پر سند لائے ہین۔

قولہ اول - یہ کہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

اقول وبہ نستعین - جو منزلت ہارون کی موسی سے تھی اُسکو ہمنے مشرحًا بحوالہ آیات قرآنی اوپر لکھا ہی وہ جملہ منازل تا وقت وفات حضرت ہارون

قایم و برقرار رہیں انھیں منازل و مراتب کو باہم رسولخدا و علی مرتضی کے ثابت کرنا چاہیے خلافت حضرت ہارون کی کسی خاص زمانہ کے لیئے محدود نہیں تھی بلکہ وہ روز بعثت حضرت موسیٰ سے تا وفات خود نایب و شریک و پشت پناہ و وزیر و خلیفہ حضرت موسی کے رہے حضرت موسی کی حضوری و موجودی مین نائب اور وزیر کہلاتے تھے اور غیبت مین خلیفہ سمجھے جاتے تھے اور ان منازل سے کبھی عزل واقع نہین ہوا یہانتک کہ وفات پائی حضرت ہارون نے اسیطرح حضرت علی کو بھی سمجھنا چاہیے کہ یوم بعثت سرور کائنات سے تامین وفات خود آنحضرت صلعم کے بھائی وزیر نائب شریک و خلیفہ و وصی رہے اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ اصحاب موسیٰ علیہ السلام مین سے کسیکا رتبہ اور منزلت حضرت ہارون کے برابر نہ تھا اور حضرت ہارون کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت حضرت موسی کا نہ رکھتا تھا پس جبکہ بشہادت نبی صلعم حضرت علی آنحضرت صلعم کے نزدیک بعینہ وہی منزلت اور نسبت رکھتے تھے جو ہارون کو حضرت موسی سے تھی تولا محالہ اس امر کو بھی ضرور ماننا پڑیگا کہ اصحاب محمد صلعم مین سے کسیکا رتبہ و منزلت حضرت علی کے برابر نہ تھا اور حضرت علی کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت حضرت پیغمبر خدا صلعم کا نہین رکھتا تھا۔ اور اسی منزلت کو خلافت بلافصل کہتے ہین۔

اثبات خلافت بلافصل حضرت علی مرتضی مین صدہا روایات اہل السنن مین بہ تائید اس حدیث کے وارد ہین اور ثابت ہے کہ حضرت علی کی صغرسنی کے زمانہ سے آنحضرت صلعم نے انکو اپنا خلیفہ اور وصی و نائب گردانا اور ہمیشہ

بار بار امت کو اسکی اطلاع دی دیکھو شروع زمانہ بعثت مین بوقت نزول آیہ کریمہ
وانذر عشیرتک آنحضرت صلعم نے تمام بنی عبد المطلب کو جمع کرکے حضرت
علی کی نسبت فرمایا ھذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا لہ یعنی
یہ میرا بھائی ہے اور میرا خلیفہ ہے تم مین پس سنو بات اسکے اور فرمان برداری
کرو اسکی۔ استخراج کیا ہے اس روایت کو محمد ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن ابی
حاتم و ابن مردویہ و حافظ ابو نعیم و بیہقی نے اور اسی تمام قصہ کو امام نسائی نے
کتاب الخصائص مین ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا ہے۔ پوری تفصیل ان
روایات کی انوار الہدی مین مندرج ہین بعد ازان بروز ہجرت آنحضرت
صلعم نے حضرت علی کو مکہ مین اپنا خلیفہ چھوڑا۔ بعد اسکے سال بیعت الرضوان
مین حضرت علی کی خلافت سے بہ انکار خلافت ابوبکر و عمر لوگون کو اطلاع
دی کہ امام حاکم اور نسائی نے حدیث خاصف النعل کو روایت کیا ہے۔
اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین بلفظ نسائی نقل کیا ہے۔ پھر بوقت
تبلیغ سورۂ برات اس امر کو بہت صاف کیا گیا کہ سوائے علی مرتضی کے
اور کوئی شخص اصحاب رسولخدا صلعم مین سے خلافتًا یا نیابتًا ادائے رسالت
نہین کر سکتا اور پیشتر جو حضرت ابوبکر اس کام پر مقرر کیے گئے تھے بحکم وحی
الٰہی معزول ہوئے اور پیغمبر خدا صلعم کو صاف حکم دیا گیا کہ ادائے رسالت
تمھارا کام ہے تم خود جاؤ یا علی کو بھیجو۔ یہ قصہ غایت شہرت سے محتاج ثبوت
نہین۔ دیکھو ازالۃ الخفا و مدارج النبوت وغیرہ کو۔ علاوہ بارہا امت کو مطلع
کیا گیا کہ علی مرتضی بعد رسول صلعم تمام مومنین و مومنات کے امام اور والی ہین۔

وہو ولیکم بعدی وفی ازالۃ الخفا عن ابن عباس قال لعلی رسول اللہ صلعم انت ولی کل مومن من بعدی و مومنۃ - ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ بمقام غدیر خم ستر ہزار آدمیون سے خطاب کرکے فرمایا۔ علاوہ برین آنحضرت صلعم حضرت علی کو ان القابون سے یاد کرتے تھے سید العرب امیر المومنین امام المتقین قاعد الغر المحجلین یعسوب الامہ وغیرہ غرض کہانتک شمار کراؤن کوئی انصاف کرنیوالا بچشم غور ملاحظہ کرے اور کتب اہل سنت کو بغور دیکھے کہ ان فضائل و القابون سے ایک بھی حضرت ابوبکر یا عمر کو حاصل ہوا ہی۔ یا کبھی بھولکر بھی انمین سے کسیکو اپنا خلیفہ یا امام فرمایا ہی۔ اب ہم بطریق تنزل یہانتک تسلیم کرتے ہین کہ اگر اس حدیث منزلت سے فقط ایک وقت مخصوص کی ہی خلافت مرتضوی ثابت ہوتی ہی تو بھی خلافت بلافصل حضرت علی مرتضی کی ثابت ہوگئی کیونکہ خلفاء ثلثہ مین سے تو کسیکو ایک ساعت کے لئیے بھی رسولخدا نے کبھی خلیفہ مقرر نہین کیا کہ انکی لیاقت خلافت کی شہادت حاصل ہوتی بلکہ خاص حضرت ابوبکر کی عدم قابلیت خلافت برنص وحی نازل ہوگئی اور حضرت مرتضی کو خود رسولخدا اپنی زندگی مین خلیفہ مقرر کرچکے اور انکی لیاقت برنص صریح نازل ہوچکی تو صاف ظاہر ہوگیا کہ سوائے علی مرتضی کے اور کوئی اصحاب پیغمبر خدا مین سے نہ خلیفہ رسول ہوا اور نہ ہوسکتا تھا پس علی مرتضی بیشک خلیفہ بلافصل ہین۔

قولہ دوم جب حضرت موسی کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نرہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسیطرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیے

اقول بحول اللہ و قوتہ ۔ قول معترض بوجوہ عدیدہ غلط اور برخلاف تحقیق
ہی کیونکہ یہ امر مسلمہ جمیع اہل اسلام ہی کہ حضرت ہارون معین و شریک و نائب
و وزیر و خلیفہ حضرت موسیٰ کے تھے بذاتہ علحدہ رسول نہ تھے فقط حضرت
موسیٰ کی امداد کے لئے مبعوث ہوئے اور باعتبارات مختلف اُنکے مراتب و
منازل نامزد ہوئے مثلاً جب وہ حضرت موسیٰ کی طرف سے ادائے پیغام ورسالت
کرتے تو اُنکو حضرت موسیٰ کا نائب اور خلیفہ کہا جاتا۔ اور جب وہ امورات
اہم میں رائے زنی کرتے تو موسیٰ کے وزیر کہلاتے اور جب حضرت
موسیٰ کے شامل ہوکر قوم کا انصاف کرتے تو موسیٰ کے معین و شریک کہلاتے۔ ان
تمام مناصب میں سے کبھی کسی منصب سے معزول نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے
تھے یہ قول کہ جب موسیٰ میقات سے واپس آئے تو حضرت ہارون خلافت
سے معزول ہوگئے محض لغو ہی کیونکہ حضرت ہارون اپنی وفات کے
وقت تک حضرت موسیٰ کے خلیفہ برحق تھے کیونکہ تمام اعمال و افعال حضرت
ہارون کے دو منصب پر منقسم ہوتے تھے۔ ایک وہ افعال جو معیت موسیٰ علیہ السلام
کرتے تھے وہ من حیث شرکت و الوزارت ہوتے تھے۔ دوسرے وہ افعال و
اعمال جنکو بہ غیبت موسیٰ علیہ السلام انجام دیتے تھے وہ تمام افعال من حیث الخلافت
ہوتے تھے۔ پس اسی پر قیاس کرنا چاہیے منزلت حضرت علی مرتضیٰ کو کہ جبتک وہ حضرت
زندہ رہے نبی صلعم کے برحق خلیفہ رہے اور جو کام بمعیت رسول صلعم کرتے وہ
من حیث الشرکت و وزارت ہوتا اور جو کام بغیبت رسولخدا صلعم من انجام
دیتے وہ من حیث الخلافت ہوتا حضرات اہل تسنن لفظ شرکت سے یہ جو نکلیں

اس سے مراد بعثت نبوت نہین ہی بلکہ امور رسالت مین شرکت دوسری بات
ہی جسکی تشریح روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت مین موجود ہی جیسے کہ قصہ تبلیغ سورۂ
برات مین حضرت ابوبکر کو تبلیغ رسالت کی ممانعت ہوئی اور بحکم وحی قرار پایا
کہ اس کام کو خود آنحضرت کر سکتے ہین یا حضرت علی انجام دیسکتے کیونکہ وہ
انسے ہین اور یہ اُنسے۔ اسی کا نام شرکت ہی ورنہ غور کا مقام ہی کہ آیت تطہیر کی
مصداق مین کوئی صحابی کیون شامل نہوا حضرت علی کی کیا خصوصیت تھی
کہ معصوم وطاہر کیے گئے وجہ اسکی فقط یہ ہی تھی کہ امور ومناصب رسالت مین
شرکت بغیر طہارت ممکن نہین ہی۔ ایک بحث اس موقعہ پر اور قابل تذکرہ ہی
کہ مؤلف اسرار الہدیٰ کے طرز تحریر سے یہ پایا جاتا ہی کہ شاید اُنھون نے غلطی
سے یہ سمجھ رکھا ہی کہ آنحضرت صلعم نے فقط اس خلافت وقت عزم تبوک
کے لیئے حضرت علی کو ہارون سے مثال دی ہی کہ جسطرح موسیٰ نے اپنی
غیبت مین ہارون کو اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اُسیطرح مین بھی اپنے بھائی علی کو
خلیفہ کرتا ہون اور دیگر تعلقات جو باہم موسیٰ وہارون کے مستقل اور دائمی
تھے اُنسے حضرت علی کو مثال نہین دی۔ اس امر کا فیصلہ اول تو ایسی حدیث
سے ہو سکتا کہ اسمین تمام منازل ومناصب ہارونی سے سوائے نبوت
کے مثال دیگئی ہی علاوہ اسکے یہ بات ہی کہ آنحضرت صلعم نے کچھ اسیوقت
یعنی بوقت عزیمت تبوک ہی حضرت علی کو ہارون سے نسبت نہین دی
بلکہ ہمیشہ آپ اسی طرح فرماتے کہ علی میرے نزدیک ایسا ہی جیسا کہ
ہارون موسیٰ کے نزدیک دیکھو سنہ ۲ ہجری سے قبل جب مسجد کے دروازے

بند کئے جانے کا حکم ہوا تو رسول خدا نے یہی فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے موسی
کو حکم دیا کہ ایک مسجد طاہر و پاک بنا اور اسمین سوائے تیرے اور ہارون
اور پسران ہارون کے کوئی ساکن ہو اسیطرح مجھے بھی حکم دیا کہ مسجد طاہر
پاک تعمیر کر اور اسمین سوائے تیرے اور علی و پسران علی کے کوئی ساکن نہو
اگرچہ ہمارا ایمان یہ ہی ہے کہ جو کچھ رسول اکرم صلعم نے زبان مبارک سے فرمایا
وہ ہی عین حکم خدا ہے لیکن اس روایت سے صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ خود
جناب باری نے محمد و علی کو موسی و ہارون سے مثال دی ہے۔ اور یہی
وجہ تھی کہ پیغمبر خدا صلعم نے حضرات امام حسن و امام حسین علیہما السلام
کے نام پسران ہارون کے نام پر شبر و شبیر رکھے۔

پس جبکہ یہ امر محقق ہو چکا کہ حضرت ہارون کا منصب خلافت موسوی
مستقل اور دائمی تھا اور بعد واپسی موسی از میقات عزل ہارون واقع نہین
ہوا تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ حضرت علی بھی دائمی اور مستقل خلیفہ پیغمبر خدا صلعم
کے تھے اور عزل انکا واقع نہین ہوا اگر کسیکو عذر مناظرہ کا ہو تو ایک ہی
روایت اس قسم کی اپنے ہی کتب سے نشان دہی کہ جس سے عزل خلافت
ثابت ہو ورنہ ہم صدہا روایات کتب اہل سنت مین ایسی نشان دیتے ہین کہ
بعد واپسی غزوہ تبوک کے آنحضرت صلعم نے اس خلافت حقہ کی تائید مین
باصرار و تاکید تمام احکام صادر کئے دیکھو بعد واپسی غزوہ تبوک کے حضرت
علی یمن کو بھیجے گئے اور مردمان خالد رسول خدا سے نسبت حضرت مرتضی شاکی
ہوئے تو آنحضرت صلعم نے بعد تہدید اُن لوگون سے فرمایا وھو ولیکم بعدی

یعنی علی میرے بعد تمھارا حاکم اور مالک ہی۔ اور نیز بارہا فرمایا حضرت علی کی شان مین * و ولی کل مومن من بعدی و مومنة۔ یعنی علی میرے بعد ہر مومن و مومنہ کا حاکم اور امام ہی۔ اور آنحضرت صلعم نے کچھ اپنی ہی طرف سے نہین فرمایا بلکہ حکم الٰہی کا اظہار فرمایا ہی جو آیتہ انما ولیکم اللہ مین نازل ہوا ہی اسی غزوہ تبوک کے بعد تمام امت کو تمسک اور پیروی حضرت علی کا حکم دیا گیا کہ حدیث ثقلین شاہد ہی پھر اسکے بعد خطبہ غدیریہ تائید اسی خلافت کے فرمایا کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون علی اُسکا مولا ہی۔ اسکے بعد حضرت ابو بکر کو معہ تحتی اسامہ بن زید روم جانے کا حکم دیا گیا اور وہ حکم نافذ رہا دم واپسین آنحضرت صلعم تک بعد ازان عین قریب وقت وفات مثل طریقہ سنت پیغمبران حضرت علی کو برکت دی وصی اپنا مقرر کیا مہر نبوت اور ملبوس خاص سے اعزاز بخشا۔ اور جو کچھ موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کیا تھا وہ سب کچھ محمد مصطفےٰ صلعم نے حضرت علی سے کیا پھر امت محمدی مین اور کون شخص ہی کہ خلافت پیغمبر کا نام بھی لے سکے۔ اہل سنت جو یہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے کسیکو بزمانہ قرب وفات خلیفہ نہین کیا اگر یہ قول اُنکا صحیح ہی تو بظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہی کہ جب جنگ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کر دیا تھا تو دوبارہ تقرر کے کوئی حاجت نہین سمجھے کیونکہ یہ بات تو قطعی ناممکن ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے غیبت چند روزہ کے لیئے اپنا خلیفہ مقرر کرنے مین دریغ نہین فرمایا تو غیبت دائمی کے لیئے کسطرح خلیفہ مقرر نہ فرماتے۔ اور اگر بطریق تنزل ہم قول معترض کو مان بھی لین تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت

ہوگی اسلیے کہ جب دیگر مدعیان خلافت مین سے کسیکو بھی کبھی منصب خلافت
چند روزہ حاصل نہین ہوا تو لامحالہ خلیفہ برحق وہی مانا جائیگا جسکو پیغمبر خدا نے
اپنی حیات مین کبھی اپنا خلیفہ مقرر کیا ہو کیونکہ اُسکی لیاقت خلافت منصوص من اللہ
ورسولہ ہے اور دیگر مدعیان کو یہ فضیلت حاصل نہین۔
قال صاحب اسرار الہدیٰ۔ سوم اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹے یا داماد کو ہی سپرد
کیجاتی ہے پس جناب امیر کا چندروز کیلئے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہوسکتی۔
اقول بحولہ تعالیٰ۔ معترض صاحب کے اس قول سے یہ امر تو ثابت ہوگیا کہ دنیا مین
خدمات دو طرح کی ہوتی ہین۔ ایک وہ خدمات جنسے رازداری متعلق ہے اور دوسری
عام خدمات۔ اور یہ امر بھی صاف روشن ہے کہ جو شخص رازداری کی خدمات کو انجام دیسکتا
ہے عام خدمات کو بدرجۂ اولیٰ انجام دے سکیگا اور جو شخص فقط عام
خدمات کو انجام دیسکتا ہے وہ ناقابل انصرام خدمات رازداری کی ہے پس
اگر خدمات سپرد کرنیوالا مجنون نہین ہے تو بجائے دو خادم مقرر کرنیکے فقط ایک
ایسے شخص کو مقرر کریگا جو دونون قسم کی خدمات کو انجام دیسکتا ہے پس یہ طریقہ
مثل قاعدہ کلیہ اور قانون تقرر خلافت کے ہوگیا یعنی عقل نے اس امر کو واجب
کردیا کہ جو کوئی شخص اپنا ولیعہد یا خلیفہ مقرر کرنا چاہیے تو لازم ہے کہ ایسے شخص کو
مقرر کرے جس سے رازداری کی خدمات کا انصرام بھی ہوسکے اور غیر شخص
جس سے رازداری کی خدمات متعلق نہین ہوسکتے ہین عقلاً خلیفہ بھی مقرر نہین
ہوسکتا۔ اور یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہے کہ جسکو نہ فقط منشی جوہر علی صاحب نے ہی
تسلیم کیا ہے بلکہ علی العموم تمام دنیا کے آدمی اس قاعدہ کو تسلیم کئے ہوئے ہین

اور ہمیشہ اسی پر عمل درآمد ہوتا ہی۔ منشی صاحب نے جو دوسرا فقرہ یہ تحریر فرمایا کہ
جناب امیر کا چند روز کے لئے بطریق محافظ مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہو سکتا
بالکل بے معنا ہی اور ایسا ہی جیسے کوئی یون کہے کہ آفتاب کا نصف النہار پر
ہونا دلیل دن ہونے کی نہین ہی۔ ہم پوچھتے ہین رسول صلعم کو تبوک جاتے
وقت جن جن اسباب سی ضرورت محافظ مقرر کرنے کے ہوئے تھے کیا وہ اسباب
رسولخدا صلعم کی وفات کے بعد فوت ہو گئے تھے کیا رسول صلعم اپنی حین حیات
زوجات کو طلاق دیگئے یا آپکی وفات کے باعث جمیع زوجات آپکے نکاح سے
باہر ہو گئین تھین کہ جو انپر محافظ کے مقرر کرنے کی حاجت نہ رہی پس مسلمانونکو
اسکا ماننا پڑیگا کہ آنحضرت صلعم کی وفات سے کوئی فرق اُنکی خانہ داری مین
نہین پڑا برابر آپکی زوجات بعد وفات بھی نکاح مین رہین اسلئے بہ نسبت تبوک
کے سفر آخرت کیوقت محافظ کا مقرر ہونا ضرور تھا اور اس امر سے معترض صاحب
کو بھی انکار نہین کہ یہ کام فقط حضرت علی کے سپرد ہو سکتا تھا حضرت ابوبکر سے
کوئی علاقہ نہ تھا۔ اب یہ کہنا تو مالیخولیا سے کم نہین کہ رسولخدا نے انتقال کے
وقت دو آدمیون کو اپنا خلیفہ یا وصی کیا ایک کو رازداری اور خاص الخاص
خدمات کی انجام دہی کے لئے اور دوسرے کو امورات غیر رازداری کے
لئے اور اس امر کو کہ خدمت رازداری حضرت ابوبکر کے سپرد کی منشی صاحب
تو کیا کوئی اہلسنت بھی نہین کہہ سکتا۔ اب ضرور یہ ماننا پڑا کہ جسکو رسول صلعم
نے اس رازداری کے کام پر مقرر کیا تھا وہی اُنکا خلیفہ برحق اور امام است ہی
قال چہارم۔ کتب سیر فریقین مین مرقوم ہی کہ حضرت ہارون نے حیلت حضرت

سو ہی ہی مین وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

اقول وبہ نستعین۔ منشی صاحب کو یہ اعتراض رسولخدا سے کرنا چاہیے کہ حضرت ہارون تو حیات موسیٰ ہی مین فوت ہوگئے تھے پھر حضرت علی کو آپ کیون خلیفہ کرتے ہین اسلئے کہ مثال ہارون بھی حدیث مین موجود ہی اور خلیفہ کرنا بھی اُسی حدیث مین درج ہی۔

آب مین گذارش کرتا ہون کہ وفات ہارون جب خود اُنکی ہی خلافت مین خارج نہوئے تو زندون کے حق مین کیون مانع ہوگی کیا حضرت ہارون کی مثال دینے سے یہ بھی لازم آتا ہی کہ بنابر تطبیق نظیر زندون کو مردہ فرض کرلیا جاوے حضرت علی کی نظیر کو حضرت ہارون پر کیون نہ اس طرح قیاس کرلیا جاوے کہ اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ علیہ السلام زندہ رہتے تو کوئی دوسرا شخص بجائے اُنکے مستحق خلافت نہوتا۔ پس انتقال ہارون حیات موسیٰ مین حضرت ابوبکر کی خلافت کو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا ۔ ہان اگر حضرت علی کا انتقال حیات رسولخدا مین ہوجاتا تو اگر یوشع بن نون کی نظیر حضرت ابوبکر پر چسپان کی جاتی تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ ہارون کے جیتے جی حضرت یوشع کی قدر و منزلت ایکخادم سے زیادہ نہ تھی اسی پر منزلت علی اور رتبۂ ابوبکر قیاس کرلو۔ مگر لطف یہ ہی کہ حضرت ابوبکر یوشع بن نون کے مصداق بھی نہین ہوسکتے کیونکہ یوشع ابن مریم بنت عمران خواہرزادی حضرت موسیٰ و ہارون کے ہین اور حضرت موسیٰ کی عترت مین داخل ہین اور حضرت ابوبکر محض غیر شخص ہین۔ منشی صاحب ذرا اپنو دل مین انصاف کیا ہوتا کہ اگر حضرت ہارون حیات موسیٰ مین

فوت ہوگئی تو ظاہر امجبوری موجود تھی کہ جنکو خلیفہ مقرر کرنا چاہیے تھا وہ پہلے ہی فوت ہو چلی اسلیئے دوسرے کو تلاش کیا اور جبکہ حضرت علی بوقت وفات رسول صلعم زندہ موجود رہین تو ظاہر ہی کہ بموجودی اُنکے کوئی دوسرا شخص خلیفہ نہین ہوسکتا پھر آپ ہی اپنے دل مین غور فرمادین کہ ایسے فضول اعتراضات کی کیا وقعت کسی کی نظر مین ہوسکتی ہی۔

قال نجم۔ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان جب ان جما مراتب مین سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلا فصل ہوسکتے تھے۔

اقول وبہ نستعین۔ ان اعتراضات کا صاف مفہوم یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے جو حضرت علی کو حضرت ہارون علیہ السلام سے مثال دی ہو اُسمین رسو لخدا نے غلطی کھائی۔ اگر مولف صاحب دراصل اس حدیث کو موضوعی قرار دیتے تو بظاہر اس کلمۂ کفر سے بچ جاتے اور جبکہ اُنکے نزدیک حدیث صحیح ہی تو یہ اعتراض صاف صاف رسو لخدا پر عاید ہوا اور رسو لخدا کے قول کو خلاف واقع سمجھنا صریحًا کفر ہی منشی صاحب ذرا غور فرمائین کہ جب رسو لخدا صلعم نے یہ فرمایا کہ علی میرے نزدیک ایسا ہی کہ جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے تو اسمین ایسے لغو اعتراضات کرنا کہ ہارون ایسے تھے اور علی ویسے صریحًا کفر ہی اگر اسپر یقین نہو تو مولوی لطف اللہ صاحب سے ہی فتوی لیجیئے علاوہ ازین رسو لخدا صلعم نے جبکہ حضرت علی کی شان مین یہ فرمایا یا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ اگرچہ آپ ابن عم بھی ہوتے تو بھی بھائی شمار ہوتے۔ پھر جب صحابہ مین باہم ایک

دوسرے کے مواخات واقع ہوئے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا
عمر کی کلانی وخوردی خلافت مین معتبر نہین بلکہ اگر خلیفہ عمر مین چھوٹا ہو تو زیادہ
مناسب ہی افصح البیانی حضرت ہارون کی بمقابلہ حضرت موسی کی بھی کہ آپکو
ثقل زبان عارض تھا اور ہارون صاف زبان رکھتے تھے نہ کہ دنیا مین کوئی
آدمی حضرت ہارون سے زیادہ فصیح نہ تھا مگر حضرت علی مرتضی جمیع صحابہ
سے زیادہ تر افصح البیان تھے جن لوگون نے آپکے خطبات دیکھے اور سنے
ہین اُنسے پوچھیے جو لوگ فقط ترجمہ مشارق الانوار کو دیکھکر ترجمہ احادیث لکھدیتے
ہین اور صحت وغلطی ترجمہ سے بھی آگاہ نہین ہین وہ حضرت علیؑ کی
فصاحت سے کب واقف ہو سکتے ہین۔
اب ہم ان سب باتون سے قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ اگر خلافت انھین تین
باتون مین منحصر ہو تو بھی حضرت علی ہی خلیفہ بلافصل ثابت ہونگے کیونکہ اگر
کسیکے برادر حقیقی نہو تو قائم مقام اُسکا ابن عم حقیقی ہوتا ہی نہ کہ سسر اور سسرا بھی
عرب کا۔ دوم اگر خردی عمر مانع خلافت ہو تو حضرت ابوبکر اور عمر دونون رسول خدا
سے عمر مین چھوٹے تھے اگر عذر کمی عمر کو نظر انداز کیا جائیگا تو بہر حال ابن عم بنسبت
شخص غیر کے خلافت کیلئے اولی ہوگا۔ فصاحت کلام حضرت مرتضی مین کسیکو
کلام نہین بہر حال حضرت ابوبکر وعمر دونون سے افصح البیان تھے۔ رہی
شرکت نبوت وہ بہ نص صحیح شیخین کی ذات مین ممتنع اور حضرت علی کی ذات مین
جمع تھی جیسا کہ صحاح اہلسنت مین قصۂ تبلیغ سورۂ برات بشرح وبسط مروی ہی
در قول مخبر صادق صلعم مین وارد ہی لا یؤدی عنی الا انا او علی۔ تطہیر و

عصمت جو لازمہ نبوت ہے بابت شیخین اُس سے محروم ہیں اور علی مرتضیٰ طاہر و معصوم ہیں اسلئے خلیفہ بعد نبی علی مرتضیٰ ہیں نہ کہ حضرت ابوبکر۔

قال ششم۔ حضرت رسولخدا صلعم نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہی کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی حیات میں خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیر بھی حیات مبارک رسولخدا میں خلیفہ رہے ہیں چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسی طرح سے بعد وفات حضرت رسولخدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

اقول بحولہ تعالیٰ۔ اعتراض چہارم میں مؤلف صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہی کہ جب حضرت ہارون نے حیات موسیٰ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی اور اس اعتراض میں برخلاف قول سابق خلافت حضرت ہارون کیساتھ اقرار کیا۔ یہ امر طریقہ حزم و احتیاط سے بہت دور اور دانشمند مصنف و مؤلف سے بہت بعید ہی عرف عام میں کہا جاتا ہی اسی سے مراد ہی بعد وفات حضرت موسیٰ کے جو حضرت یوشع اور کالب دو شخصوں کو خلافت ملنا درج ہی صریحاً واقع کے خلاف اور برعکس اقوال صحیحہ کے ہی نہ مسلمانوں کی تفاسیر و تواریخ میں اسکا وجود نہ اہل کتاب کی بیان اسکا مذکور نہ قاعدہ عقل کے موافق صحیح۔ حضرت یوشع بن نون بعد موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبری پر مبعوث ہوئے اور خلافت یا امامت جس منصب سے مراد ہو سکتی ہی وہ منصب بعد انتقال ہارون علیہ السلام کے اُنکے بڑے بیٹے الیعازر کو اور پھر نسلاً بعد نسل نبی الیعازر میں منتقل ہوتا رہا۔ حضرت یوشع

ہین نون فقط مجازًا اس وجہ سے حضرت موسیٰ کے خلیفہ کہلا سکتے ہین کہ کتاب
اُنکی ناسخ توریت نہین اور جن ملکونکا وعدہ خداتعالی نے بنی اسرائیل سے
معرفت موسی علیہ السلام کے کیا تھا اُنکی تکمیل حضرت یوشع کے زمانہ مین
ہوئی ورنہ تمام نبی اسرائیل کے انبیا تابع توریت ہین۔ علاوہ اسکے حضرت
یوشع کے مثال حضرت ابوبکر پر صادق نہین آسکتی کیونکہ اول تو حضرت
یوشع داخل عترت حضرت موسیٰ وہارون ہین دوسرے اُنکو یہ رتبہ بعد وفات
حضرت ہارون کے ملا اور جبتک حضرت ہارون زندہ رہے حضرت
یوشع بہ حیثیت اُنکے خوردون کے تھے اور تمام امت موسوی حضرت ہارون
کو مثل حضرت موسیٰ کے اپنا مولا جانتے تھے جیسا کہ جمیع صحابۂ امت محمدی
حضرت علی کو مثل رسولخدا اپنا مولی سمجھتے تھے پس بزرگ یا آقا کی زندگی مین
خورد یا خادم آقا کے منصب کو نہین پا سکتا اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ
زندہ رہتے تو غیر شخص کو اُنکا منصب ہرگز حاصل ہوتا اسلئے ثابت ہے کہ
حضرت علی کی زندگی مین بھی منصب خلافت محمدی کسی غیر شخص کو حاصل نہ
ہو سکتا تھا دوم یہ کہ اگر حضرت یوشع خلاف مرضی حضرت موسی اپنے
ہوا خواہون کی مدد سے مثل قصۂ سقیفہ بنی ساعدہ خلیفہ بن جاتے تو البتہ
حضرت ابوبکر پر اُنکی مثال صادق آجاتی لیکن کتب سماویہ کے پڑھنے سے
صاف ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ نے اُنکو اپنی زندگی مین دعا اور برکت دیکر
سردار امت بنایا اور امت کو جمع کرکے اُنکی متابعت اور فرمانبرداری کا حکم
دیا اور اس جانشینی اور ولیعہدی کی مثال سوائے حضرت علی کے اور کسی

مین نہین پائی گئی جو جو طریقہ حضرت موسی نے یوشع بن نون کے لیئے قبل از
وفات خود استعمال کیا تھا بعینہ وہ سب عمل خم غدیر مین واقع ہوا ہی جسطرح موسی
علیہ السلام نے یوشع بن نون کے حق مین امت سے فرمایا کہ اسکو بجائے میرے
سمجھو ویسے ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ پھر
جسطرح حضرت موسی نے یوشع بن نون پر ہاتھ رکھا اُسیطرح روایات اہلسنت
مین علی مرتضی کی نسبت درج ہی فاخذ بید علی پھر جسطرح موسی علیہ السلام
نے حضرت یوشع کے حق مین دعا اور برکت چاہیے ویسے پیغمبر خدا نے فرمایا۔
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ
اللھم دار الحق معہ حیث دار پس اگر کسیکو اس بات کا حوصلہ
ہو کہ حضرت ابوبکر کو مصداق حضرت یوشع کا بنادے تو اول اُسپر یہ فرض
ہی کہ مثل جانشینی و دعا و برکت حضرت یوشع کی حضرت ابوبکر مین اس طرح
ثابت کرے جیسے ہمنے حضرت علی کے حق مین صحیح روایات کے ذریعہ سے ثابت
کیئے ہین بعد ازان روایات مندرجہ ذیل کی تردید کرنا فرض ہوگا۔ اول ایام
مرض الموت مین آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو لشکر اسامہ مین نامزد کیا۔ اور
تادم واپسین رسولخدا اسامہ بن زید حضرت ابوبکر کا سردار رہا اور رسولخدا
صلعم اپنے آخری دم تک لشکر اسامہ کے کوچ کرجانے پر بغایت درجہ مصر
رہے اور تادم واپسین حضرت ابوبکر کا نام جریدہ لشکر اسامہ سے علیحدہ نہین
کیا گیا دوم قصہ طلب قرطاس مین جھگڑا کرنے پر جن اصحاب کو رسولخدا
صلعم نے اپنے مکان سے نکلوا دیا اور پھر اُنکو تادم آخر ملنے نہین دیا جسکا

ذکر صحیح بخاری مین ان الفاظ سے ہی تو مواعنی۔یعنی میرے پاس سے نکل جاؤ انمین حضرت ابو بکر نہین تھے۔یعنی اس بات کو ثابت کرین کہ حضرت ابو بکر اُس گروہ سے علیحدہ تھے پھر اسکے بعد اس بات کا ثبوت دین کہ آیا مثل قصہ غدیر حضرت ابو بکر کے لئے بھی کوئی مجمع فراہم کرکے حضرت نبی نے فرمایا کہ مثل میرے ابو بکر کو سمجھنا اور اُنکا محب محب خدا ہی اور اُنکا دشمن دشمنِ خدا ہی اور جو نصرت اُنکی کرے خدا اُنکا ناصر ہو اور جو انکو مخذول کرے خدا اُسکو مخذول کرے اور الہی پھیر دے حقکو جدھر کہ وہ پھرے پس اگر امور متذکرہ بالا کو ثابت نکرین اور پھر بھی حضرتِ ابو بکر کی خلافت کا دعویدار ہو تو صریحًا جہل مرکب مین گرفتار ہی۔ قولہ ہفتم وہشتم ونہم ان ہر سہ اعتراضات کا مطلب یہ ہی کہ حضرت علی کی شان مین استثنا نبوت وارد ہی اگر حضرت ہارون بعد موسی زندہ بھی رہتے تو نبی مستقل تھے اور حضرت علی چونکہ نبی نہ تھے پھر خلافت کے مستحق کس طرح ہوتے۔ ان ہر سہ اعتراضات کی جو کچھ وقعت ہی وہ اہل علم اور اہل انصاف کی نگاہونمین ظاہر ہی حاجت گذارش نہین مگر تاہم متعصب لوگونکی سمجھ علیحدہ ہوتی اس لئے تردیدًا عرض کرتا ہون۔کہ اگر نبوت مانع خلافت ہوتی تو حضرت ہارون ہی کیون خلیفہ کئے جاتے اور اگر خلافت منحصر بر نبوت ہوتی تو رسولخدا صلعم ہی کیون حضرت علی کو باوجود دینے مثال ہارون اور مستثنے کردینے نبوت کے اپنا خلیفہ اپنی حین وحیات مین مقرر کرتے علاوہ ازین اگر خلیفہ کے لیے نبوت شرط ہی تو پھر حضرت ابو بکر کی خلافت پر مؤلف کو کیون استدلال ہی وہ تو نبی تھے نہ نبی کے بھائی نہ مثل برادر نبی کے شرکت صفات نبوت مین رکھتے تھے۔

اب رہا مؤلف صاحب کا یہ سوال کہ شیعہ بتادین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے نفی خلافت خلفائے ثلثہ واثبات امامت جناب امیر کی پائی جاتی ہو۔ اسکا صاف جواب یہ ہی کہ کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین کونسا لفظ ایسا ہی کہ جس سے اورونکی نبوت کی نفی ہوتی ہو اور یہ پایا جاتا ہو کہ بعد رسول صلعم کے اور کوئی نبی نہو گا حالانکہ ہم لوگون کا ایمان یہ ہی کہ کلمۂ شریف پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کو ثابت کرتا ہی اور اُنکے بعد اوروں کی نبوت کی نفی کرتا ہی۔

اور جبکہ حدیث موصوفہ مین حضرت علی کی خلافت کا ذکر ہی تو ظاہر ہی کہ اورون کی خلافت کی نفی اُس سے نکلتی ہی جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہی کہ داؤد نے جالوت کو مارا تو صاف بات ہی کہ اس سے مراد یہ ہی ہی کہ سوائے داؤد کے جالوت کو کسینے نہین مارا پس جبتک مؤلف صاحب کوئی دوسری حدیث اس مضمون کی پیدا نکرین کہ حضرت نے فرمایا کہ ابو بکر یا عمر یا عثمان میرے نزدیک ایسے ہین جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اُسوقت تک تو یہ ہی کہا جائیگا کہ یہ حدیث مثبت مدعا ہی واسطے منزلت علی مرتضیٰ کے اور نفی کرتی ہی اس منزلت کے اوروں سے اور جبکہ اجماع اہل سنت کا اس امر پر واقع ہی کہ آنحضرت صلعم نے سوائے علی مرتضیٰ کے ایسی منزلت کی حدیث حضرت ابو بکر یا عمر یا عثمان کے لیئے نہین فرمائی تو خود بخود نفی خلافت خلفائے ثلثہ کی ثابت ہی اسمین کوئی موقعہ شک وشبہ کا نہین منشی صاحب نے جو یہ ارشاد فرمایا ہی کہ اس حدیث سے خلافت مرتضوی فی وقت من الاوقات ثابت

ہوتی ہے اور یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے اگر ہم اس مقولہ کو بھی
بفرض محال مان لیں تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت ہوگی کیونکہ
مشایخ سہ گانہ کا جب حضرت علی سے مقدم اور افضل ثابت ہونا تو کجا مساوات
بھی ثابت نہوگی تو حضرت امیر کو بہرحال ترجیح رہینگے پس اگر کسیکو دعوی ہو تو
ایسی ہی خلافت فی وقت من الاوقات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور
حضرت عثمان کے حق مین ثابت کرے اور اگر ایسی کوئی حدیث مشایخ ثلثہ
کے حق مین ثابت نہ کرسکے تو اپنے عقیدہ فاسدسے توبہ کرکے تصدیق
ولی خلافت بلافصل جناب امیر پر ایمان لاوے ورنہ اپنے متعصب
عنید ہونے کا اقبال کرے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ - حدیث خم غدیر۔ یا معشر المسلمین
الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی قال من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ - ترجمہ ای گروہ مسلمانان
مقرر ہے کہ مجکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجکو
دوست رکھے علی کو دوست رکھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو
جو دوست رکھے اُسکو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے اُسکو۔ اس
حدیث کو مورخین واہل سیر نے اس طرح پر لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر
ہے کہ حضرت رسولخدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے
قیام مقام خم غدیر مین کہ یہ موضع درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی واقع
ہے وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر المومنین علیہ السلام

سبب سے جو لبسر گردہی جناب موصوف کی مہم ملک یمن پر مامور ہوئی تھی شکایت جناب امیر کی حضور مین رحمۃ للعالمین کے کی حضرت نے بنظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین خلل پڑجائیگا اور بسبب بین بینی کے حضرت نے یہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جائیگا تو تمام لوگ متنبہ نہونگے اسلیئے خیرخواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کی نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کریگا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہریگا اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی تحصیلدار کسی موضع مین جمعدار کو بھیجے اور اُسکے ہمراہ چند چپراسی کردے اور کہدے کہ زمیندار سے سرکاری قسط کا روپیہ لے آ جب وہ جمعدار اپنے کام پر پہونچے اُسوقت چپراسی تعمیل مین کمی کرین یا تحصیلدار سے آکر جھوٹی شکایت کرین تو ضرور ہی کہ تحصیلدار جملہ اپنے ماتحتون کو جمع کرکے عام طور پر حکم سنادے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کریگا تو وہ مجرم قرار پاویگا اسلیئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار کے ہی مگر مراتب فیمابین مین زمین وآسمان کا فرق ہے اسیطرح سے مراتب رسولخدا اور حضرت مرتضیٰ مین بھی بعد المشرقین کا فرق ہی الی آخرہ۔

اقول انا العبد الحقیر بعون اللہ العلیم الخبیر منشی جوہر علی صاحب نے اس حدیث کو بے سروپا غلط کہین سے نقل کرلی بہت سے فقرات اسکے نکالڈالے ترجمہ بالکل ہی غلط اور خلاف عبارت حدیث کے لکھا ہی اگرچہ تمام احادیث مندرجۂ اسرار الہدیٰ غلط اور بے جوڑ ہین اور ترجمہ خلافِ عبارت درج ہی مگر

ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ منشی صاحب نے قصداً براہی تعصب احادیث کو تحریف و تبدیل
کردیا۔ اور ترجمہ غلط تحریر فرمایا۔ کیونکہ تبدیل عبارات حدیث اور ترجمہ عربی کے
لیئے بہرحال کسیقدر تو لیاقت عربیت ضرور درکار ہی مگر طرز عبارت اسرار الہدے
سے صاف ظاہر ہو رہا ہی کہ مؤلف صاحب نے تالیف رسالہ مذکور مین گھر کی عقل
صرف نہین کی بلکہ دوسرونکی بھروسہ پر احادیث و ترجمہ کو نقل کردیا ہی اسوقت
تک جسقدر احادیث جو قبل از حدیث غدیر نظر سے گذری ہین بظاہر ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ فی الحال جو بعض کتب احادیث کے ترجمہ شایع ہورہے ہین اُنہین منشی
صاحب نے دیکھ کر بغیر خوض و فکر نقل کردی ہی اور اغلباً وہ تمام بے سروپا حدیثین
اور ترجمہ مشارق الانوار سے نقل کردی گئی ہین جس شخص نے مشارق الانوار کو
اُردو مین ترجمہ کیا ہی دراصل کتاب کو مسخ کردیا ہی ترجمہ کی فاحش غلطیون کے
علاوہ شان نزول حدیث اکثر غلط ہین تعصب مذہب مترجم کے ہر ہر لفظ سے ظاہر ہی
جابجا شیعون اور صوفیون سے مجادلہ کیا ہی بہرحال اعتبار مین اسرار الہدی سے
زیادہ نہین اصل کتاب مشارق الانوار کے مؤلفکی غلطیونکی کوئی شمار نہین ہوسکتے
اکثر احادیث جو فقط صحیح مسلم یا صحیح بخاری کی ہین اُنکو متفق علیہ لکھدیا ہی۔ مثلاً حدیث نمبر ۲
حدیث زید بن الخالد الجہنی اصل نسخہ مشارق مین متفق علیہ بخاری اور مسلم درج
ہی اور مترجم نے علامت م صحیح مسلم درج کررکھی ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۴ پر علامت
مسلم غلط ہی حدیث نمبر ۱ مین بھی علامت م غلط ہی حدیث نمبر ۲۶ روایت صحیح
مسلم اصل نسخہ مشارق مین عن عائیشہ ہی اور مترجم نے عن ابن عباس لکھا ہی
مترجم مشارق نے جو مشارق کے معتبر ہونے مین نہایت درجہ اصرار کیا ہی اور بیانتک

یا دہ گوئی کو کام مین لیا ہی کہ کوئی حدیث ضعیف اسمین مندرج نہین اسکی یہ کیفیت ہی
کہ اکثر ایسی ایسی احادیث درج ہین جنکو حضرت امام اعظم سفیان نے اور نیز بڑی
بڑے اکابر علما حنیفہ نے مخالف کلیات شرع اور مخالف احادیث صحیحہ لکھا ہی
جیسے کہ حدیث نمبر ۲۹ متفق علیہ کی نسبت امام اعظم کے مقلد کہتے ہین کہ یہ حدیث
دیگر احادیث اور کلیات شرع کے مخالف ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۳۱ و نمبر ۳۲
کی کیفیت ہی کہ امام اعظم صاحب نے انکو رد کر دیا۔ یہ حالات مشارق الانوار کے فقط
ابتدائی پانچ سات ورق کے ہی دیکھنے سے معلوم ہو جاتے ہین اگر ساری کتاب کو ملاحظہ
کیجئے اسیوقت خود کہد یجیگا کہ اس سے بڑھکر شاید دوسری کوئی کتاب نامعتبر ہو۔
اب ہم غلطیان منشی صاحب کی ظاہر کرتے ہین کہ اول تو انھون نے حوالہ کسی
کتاب کا نہین دیا کہ جس سے اسکو نقل کیا کیونکہ کسی حدیث کا معتبر کتاب مین
اس عنوان والفاظ سے یہ حدیث درج نہین ہی دویم راوی اول کا ذکر نہین لکھا
اور کوئی کتاب حدیث کی ایسی نہین کہ جسمین احادیث بغیر اندراج نام راوی لکھے
ہون سویم حدیث کی عبارت مخالف روایت صحیحہ اہلسنت کی ہی کہ آگے ہم صحیح
روایت کو نقل کرینگے چہارم ترجمہ ایسا غلط ہی کہ کوئی صرف ونحو جاننے والا
ایسا غلط ترجمہ نہین کر سکتا الست اولی بکم من انفسکم کا یہ ترجمہ
لکھا ہی۔ مقرر ہی کہ مجھکو جان اپنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم۔ معلوم نہین
ہوتا ہی کہ کس قاعدہ سے یہ ترجمہ لکھا گیا ہے۔ افسوس ہی کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
نے باوجود اظہار سعادت خود کیون ترجمہ کی صحت پر لحاظ نہین فرمایا۔ ہم اس
ترجمہ کا فیصلہ جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین کیونکہ انھون نے

اس رسالہ اسرار الہدی کو نہایت غور اور خوض سے ملاحظہ فرما کر تقریظ تحریر فرمائی
ہی بعد اسکے فقرہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کا یہ ترجمہ تحریر فرمایا۔
پس جو کوئی مجکو دوست رکھے علی کو دوست رکھے اہل انصاف اس ترجمہ پر
عزم تالیف کتب سناساہ کو ملاحظہ فرمائین ۔
علی ہذا القیاس شان نزول حدیث کا جو لکھا ہی وہ محض افترا اور بہتان ہی کسی
کتاب سیر یا تاریخ مین یہ شان نزول نہین ہی نہ آجتک کسی عالم سنی نے قصۂ شکایت
علی مرتضی کو خم غدیر مین بیان کیا ہی بلکہ اس قصۂ شکایت کو جمیع اہل سیر اور تواریخ
اہلسنت نے مدینۂ منورہ مین حجۃ الوداع سے بہت دن پیشتر لکھا ہی روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوت حبیب السیر وغیرہ جمیع کتب اہلسنت مین اس واقعہ شکایت کو
اسطرح لکھا ہی کہ خالد بن الولید نے چار شخصون کو اغوا کر کے مدینہ مین رسولخدا
کے پاس حضرت علی کی شکایت کرنے کو بھیجا کہ مال غنیمت مین سے آپ نے باختیار
خود خمس جدا کر کے مال خمس پر تصرف کیا جسوقت بریدہ بن الخصیب اور اُسکے
ہمراہیون نے یہ شکایت رسولخدا سے کی تو سنتے ہی رسول صلعم کا چہرہ مارے غصہ
کے سرخ ہوگیا اور فرمایا ما تریدون من علی ما تریدون من علی انہ ولی
کل مومن و مومنۃ من بعدی۔ یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ
رکھتے ہو علی سے وہ میرے بعد تمام مومنین و مومنات کے حاکم اور سردار ہین
اور نیز فرمایا کہ علی کا حق اُس خمس مین اُس سے زیادہ تھا جسپر اُنھون نے تصرف
کیا علماء اہل سنت اس روایت سے استنباط کرتے ہین کہ حضرت علی کو مثل
رسولخدا کے اختیار جدا کرنے اور تقسیم کرنے خمس کا حاصل تھا۔ یہ روایت

حدیث غدیر سے بھی زیادہ مفصل اور مشرح ہی اور اسمین اہلسنت کو نزاع لفظی کرنیکی بھی گنجائش نہین کیونکہ اسمین صاف طور سے لفظ ولی اور بعدی وارد ہی جسکے معنی سوائے امام اور حاکم کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتے بلکہ کتاب غنیہ مین تجا ہو ولیکم بعدی یا ہو ولی کل مومن و مومنہ بعدی سے یہ فقرہ درج ہی ھو اولی الناس بکم بعدی اہل سنت جب استدلال غدیر کے مخالفت کرکے حیلہ جوئی کرتے ہین تو معنی لفظ مولا پر بحث لاتے ہین کہ اسکے معنی متعدد ہین آقا غلام ناصر محبوب وغیرہ ہم آقا کے معنی کیون استعمال کرین اگر بجائے مولی کے لفظ اولی ہوتا تو البتہ ہم معنی امام اور حاکم کے سمجھتے مگر چونکہ حق چھپتا نہین خود اہل تسنن کی ہی روایات مین لفظ اولی بکم بھی وارد ہے بلکہ ازالۃ الخفا مین جو روایت حدیث غدیر کی درج ہے اسمین بجائے مولی کے ولی وارد ہے اسلیے معنی مولا مین اہل سنت کو جائے تکلم نہین رہی۔

ذکر صحیح روایت حدیث غدیر کا معہ صحیح قصہ شان نزول بروایات اہل تسنن۔ امام ابو الحسن الواحدی اپنی کتاب مسمی بہ اسباب النزول مین بسند خود مرفوعاً ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ جس وقت حضرت سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے خم غدیر کے مقام پر پہونچے تو جبرئیل امین یہ وحی علی مرتضی کے حق مین لائے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی ای رسول پہونچا دے اپنی امت کو وہ پیغام جو تیرے رب کی طرف سے بجانب تیرے نازل ہوا اور

اگر یہ نہین کرتا تو تبلیغ رسالت الہی نہین کی تو نے اور اللہ جل شانہٗ تجکو محفوظ رکھیگا آدمیون سے جمیع اہل سیر و تواریخ اہلسنت متفق ہین کو موضع خم غدیر بوجہ فقدان آب و علف قابلیت نزول نہین رکھتا تھا سر راہ جاتے ہوئے جبتٔ وحی نازل ہوئی تو رسولخدا صلعم مرکب سے اتر پڑے اور جو لوگ آگے چلے گئے تھے اُنکو واپس بلایا اور جو لوگ پیچھے آتے تھے اُنکا انتظار کیا جب سب جمع ہوگئے آنحضرت صلعم نے بعض درختون کے سایہ کے نیچے زمین صاف کراکر چند کجاوۂ شتران جمع کرکے منبر بنایا اور بلال نے بحکم آنحضرت صلعم باواز بلند تمام لشکر مین ندا کی الصلوۃ جامعۃ اور بروئے بعض روایات یہ ندا دی حی علی خیر العمل یہ ندا سنکر تمام لشکر خیر البشر جمع ہوگیا اور رسولخدا صلعم منبر پر تشریف لیگئے اور علی مرتضی کو بھی منبر پر اپنے پاس بلاکر داہنے ہاتھ کیطرف کھڑا کیا اور خطبہ مشعر بحمد و ثنا باری تعالی ادا کیا۔ یہانتک خلاصہ کتب معتبرہ حدیث و تفسیر اہل سنت کا ہی۔ اب پوری صحیح روایت کتب حدیث لکھی جاتی ہی اگرچہ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی و ترمذی و امام حاکم و ابو عمر و ذہبی وغیرہ ہم نے بلکہ ایک جماعت کثیر محدثین نے روایت کیا ہے مگر ہم اس موقعہ پر فقط اُس روایت کو نقل کرتے ہین کہ جسکو مشکواۃ شریف مین امام احمد بن حنبل سے بروایت براء بن عازب و زید بن ارقم لکھا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یا معشر المسلمین الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم۔ فرمایا رسولخدا صلعم نے کیا ای مسلمانون آیا تم نہین جانتے ہو اس بات کو کہ مین اولیٰ تر ہون مومنین کے نزدیک اُنکی نفسون اور

جانون سے۔ سب لوگون نے جب یہ سنا تو قالو بلی بولے ہان ایسا ہی۔ اور ایک
روایت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے تین بار اس فقرہ کو معہ اسکے معنی کے تکرار
بیان کیا ہی اور تفسیر اسکی یہ فرمائی کہ دیکھو اللہ جل شانہٗ نے اپنے کلام مجید مین
فرمایا ہی۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم یعنی نبی مومنین کے نزدیک
اُنکی نفسون اور جانون سے اولی تر ہی۔ اور وجہ اسکی یہ ہی کہ انسان کا نفس
کبھی اُسکو خیر کیطرف دلالت کرتا ہی اور کبھی شر کی طرف اور نبی صلعم ہمیشہ خیر کی
طرف دلالت کرتے ہین اور شر سے بچاتے ہین اسلیئے مومن وہ ہی کہ رسولخدا
صلعم کو اپنی نفس سے اولی تر سمجھے۔ بعد اسکے آنحضرت صلعم نے اپنی قرب وفات کی بابت
خبر دی۔ کانی قد دعیت فاجبت یعنی گویا مجکو اُس عالم مین بلایا ہی
اور مین نے اُس دعوت کو اجابت کرلیا ہی یعنی دنیا سے انتقال ہونا منظور کرلیا ہی
انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ تعالی
وعترتی ان تمسکتم بھما لم تضلو بعدی فانظروا کیف تخلفونی
فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردعلی الحوض ثم قال ان اللہ تعالی
عز وجل مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی و قال
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ودار الحق
معہ حیث دار۔ یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ تحقیق کہ مین اپنے بعد تم مین
دو چیزین گرانی قیمتی عظیم الشان چھوڑتا ہون کہ وہ آپس مین ایک دوسرے سے بڑی ہین
وہ ایک تو خدا کی کتاب یعنی قرآن ہی اور دوسرے عترت میری اگر تم لوگ

ان دونون سے متمسک رہوگے یعنی انکی پیروی و تقلید کروگے اور انھین سے
ہدایت طلب کروگے تو ہرگز ہرگز گمراہی مین نہ پڑوگے پس خیال کرو اور نگاہ
رکھو کہ میرے بعد اُن دونون گرامی منزلت چیزون سے کسطرح پیش آوٴگے
پس تحقیق وہ دونون گرامی مرتبت آپس مین ایکدوسرے سے ہرگز جدا
نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین (یہ شہادت نبوی ہی نسبت
عصمت عترت پیغمبر کی) بعد اسکے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی علیشانہ
میرا مولا یعنی اولی بتصرف و حاکم ہی اور مین جملہ مومنین کا حاکم ہون بعد اسکے
آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے علی مرتضی کو پکڑا اور فرمایا۔ اے بار خدایا
جس کسیکا کہ مین مولا ہون علی اُسکا مولا ہی یعنی وہ شخص جسکا مین مولا و حاکم
ہون علی مرتضی کو اپنا مولا اور حاکم سمجھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اور نصرت کر
اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور مخذول کر اُسکو جو علی کی نصرت ترک کرے
وائے برحال مہاجرین و انصار کے کہ جنھون نے باوجود طلب کرنے نصرت
علی مرتضی کے نصرت ترک کری) اور اے بارتیعالی حق کو اُسی طرف
پھیر دے جدھر کو علی پھرے۔ بعد اسکے مشکوۃ مین مروی ہے
فقال عمر ابن الخطاب بخ بخ لک یا ابن ابی طالب [illegible]
ومولی کل مومن ومومنۃ یعنی اس منزلت [illegible]
کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب نے حضرت علی مرتضی سے [illegible]
گوارا اور مبارک ہوا اے پسر ابو طالب کہ صبح کی تم نے درانحالیکہ ہوئے تم

میرے مولا اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ابن المغازلی اور خطیب اخدرادی لکھتے ہیں کہ بعد مبارکباد ہونے کے اُسیوقت اور اُسی جلسہ میں یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی آج کے دن کامل کیا مین نے واسطے تمھارے دین تمھارے کو اور تمام کی تمپر نعمت اپنی اور راضی ہوا مین اس سے کہ تمھارا دین اسلام ہی (لفظ اسلام مین ایک باریک اور لطیف نکتہ ہی کہ اسلام کے معنی گردن نہادن اور اطاعت نمودن کی ہین یعنی جو کوئی حکم ولایت علی مرتضی کی تابعداری اور اطاعت کریگا اُسسے خدا کی رضامندی ہی) بعض مشاہیر و عظماء و علماء اہلسنت مثل خوارزمی ابن مردویہ لکھتے ہین کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم بعد بیان کرنے خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے اور قبل دعا اللھم وال من والاہ کے نازل ہوئی ہی۔ علمائے موصوف لکھتے ہین کہ بعد نازل ہونے اس آیۂ مبارکہ کے رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی وولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی یعنی اللہ بزرگتر ہی اور سب تعریفین ثابت ہین واسطے اللہ تعالی کے اوپر کامل کردینے دین اور اتمام کردینے نعمت کے اور رضامندی رب کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن طالب کی میرے بعد (اس قول نبی صلعم سے اگرچہ صاف طور پر فیصلہ معنی مولا کا ہو گیا لیکن جو نکتہ لطیف اوپر مذکور ہوا ہی اُسکا بھی صاف اشارہ اس سے نکلتا ہی یعنی اسلام

کے معنی یہ ہین کہ خدا کے بعد رسالت پیغمبر اور ولایت علی بن ابیطالب کا مقر ہو۔ مؤلف نے جو دعائے نبوی کے فقرات خذل معد وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کو درج نہین کیا اسکی وجہ فقط یہ ہی کہ ان فقرات سے معنی لفظ مولی مین اہل سنت کو بحث کرنیکی گنجائش باقی نہین رہتی کیونکہ نصرت کسیکی واجب نہین ہوسکتی بجز امام کے اور شاید مؤلف صاحب نے کسی سنی مناظر متعصب کی قول پر اعتبار کرکے اس فقرہ کو حدیث سے نکالا ہی کیونکہ بعض لوگون نے مناظرہ اہل حق سے تنگ آکر اس فقرہ کی نسبت موضوع ہونا لکھدیا تھا مگر محققین اہلسنت نے اُنکے قول کو مردود کردیا جیسا کہ شیخ عبد الحق محقق دہلوی نے مدارج النبوت مین صاف لکھدیا ہی کہ جو لوگ فقرہ وانصر من نصرہ کو موضوع کہتے ہین اُنکا قول مردود ہی ہرگز لائق التفات نہین پس منشی صاحب نے جو قول مردود پر اعتبار فرمایا ہی جولی سے بہت ہی دور ہی اب دیکھنا چاہیے اس امر کو کہ منشی صاحب نے یہ لکھا ہی کہ وجہ اس خطبہ کی فرمانے کی یہ ہوئی کہ حضرت صلعم نے بنظر دور اندیشی اپنے دل مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین خلل واقع ہوگا — اس مقولہ کو کوئی صاحب عقل تسلیم نہین کرسکتا کیونکہ اگر حضرت علی کے ساتھ امت کو محبت ہی رکھنے کا حکم دیا جاوے تو اور سرداران کی نسبت بدگمانی کرنے کا کیا انتظام ہوا ہان اگر یہ بات لین کہ اسلام مین سوائے حضرت علی کے اور کوئی سردار ہی نہین تھا اسلئے آنحضرت صلعم نے فقط حضرت علی کی ہی نسبت بدگمانی کرنیکی ممانعت فرمائی تو البتہ ہوسکتا ہی لیکن اگر

ہم اس مقولہ کو تسلیم بھی کرلین تو بھی وہ ہی مطلب نکلا کہ سوائے رسول صلعم
اور علی مرتضی کے اور کوئی شخص مسلمانون کا سردار نہین ہی اور یہ ہی اثبات
خلافت بلا فصل ہی۔ اگرچہ علمائے اہلسنت یہ کہا کرتے تھے کہ آیہ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین مراد اولی الامر سے وہ حکام ہین جنکو رسول خدا
صلعم بطور چند روزہ کے سریہ پر امیر لشکر کرکے بھیجتے تھے مگر انصاف والون کے
دل مین ضرور یہ کھٹکا پیدا ہوتا تھا کہ غیر معصوم کی اطاعت کسطرح فرض کردی
گئی ضرور اولی الامر سے ایسے لوگ مراد ہین کہ جنکی نسبت خدا ورسول نے
امت کو اطمینان اس قسم کا دلا دیا ہی کہ وہ ہر قسم کی معاصی سے پاک
ہین اور ہمکو ہدایت سے نہ نکلنے دینگے اور نہ گمراہی مین پڑنے دینگے جیسے کہ
حضرت علی مرتضی کہ بشہادت آئیہ تطہیر ہر قسم کے گناہ سے پاک ہین
اور رسول خدا نے انکی نسبت امت سے یہ فرمایا لن یخرجکم من ہدی ولن
یدخلکم فی ضلال مگر اب اس توجیہ سے جو منشی صاحب نے تحریر فرمائی یہ معاملہ
بہت صاف ہوگیا کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم کے مرکوز خاطر یہ امر تھا
کہ عوام سردارون کی نسبت ماتحتون کی گستاخی اور بدگمانی کو بند کیا جاوے
مگر آنحضرت صلعم عام سردارون کی نسبت اس انتظام کو منسوب نہ کر سکے
اور سردارون مین سے سوائے علی مرتضی کے اور کسیکو اس قابل نہ پایا
کہ اُسکی نسبت بھی ایسی اطاعت کا حکم دین جو مثل اطاعت پیغمبر کے ہو
کیونکہ سوائے حضرت علی کے اور کوئی معصوم نہ تھا نہ کسیکی نسبت باطمینان
یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے ماتحتون کو گمراہی مین نہ ڈالیگا پس جبکہ اطاعت

سنتی سوائے علی مرتضےٰ کے اور کسی شخص کی نہین ہو سکتی تھی تو اطاعت
واجب کی مدرجہ اول عوام غیر مستحق ہین اسلیئے ثابت ہوا کہ آیۂ اطیعوا مین اولی
الامر سے مراد حضرت علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ معصومین ہین منشی صاحب نے ذاتی
بہت باریک بات پیدا کی ہے اور ظاہر ہے کہ کیا رسول اللہ صلعم کو فقط اتنی بات
کہدینے مین (کہ ہر دار کوئی شخص اپنے سردار کی شکایت نکرے نہ اُس سے
بدگمان ہو نہ اُسکی گستاخی کرے) کچھ دشواری معلوم ہوئی تھی کہ حضرت
علی پر ہی ڈھالکر لوگون کو تنبیہ کیا۔ دقیقہ اس کا لوگ ہی سمجھ سکتے ہین کہ اگر
عام سردارون کی نسبت ایسے الفاظ کہے جاوین تو ضرور انتظام مین خلل
پڑجاوے کیونکہ اور سردار تو معصوم نہین فرض کیجئے کہ کوئی سردار مرتکب
خیانت کا ہو اور مال غنیمت کو چوری کرلے تو ماتحتون کا تو منہ بند کردیا گیا
پھر کونسا ذریعہ ایسا باقی رہا جس سے رسول خدا صلعم کو سردارونکی خیانت
اور چوری کی اطلاع ہو اور آئندہ کے لیئے بندوبست کیا جاوے اسلیئے
خود منشی صاحب کی توجیہ سے ثابت ہو گیا کہ سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی
شخص سردار امت نہین ہو سکتا اور اسکی خلافت بلا فصل کہہ سکتے ہین۔
منشی صاحب نے جو حدیث غدیر سے خلاف مفہوم عبارت حدیث کے
معنی لیئے ہین کہ آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے
وہ علی کو دوست رکھے اگرچہ یہ حکم بھی دیگر احادیث مین موجود ہے لیکن
اس موقع پر محبت کے معنی کسطرح چسپان نہین ہو سکتے ہان اگر حدیث
کے یہ ہی الفاظ ہوتے جیسا کہ ترجمہ مین منشی صاحب نے لکھا تو ہم ضرور
اس حدیث کو اس معنی مین قبول کر لیتے لیکن من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے

معنی صاف ہین (ہر شخص ہون مین مولا جسکا پس علی ہی مولا اسکا) یعنی جسکا مین سردار و حاکم ہون علی اسکا سردار و حاکم ہی۔ اگر مولا بمعنی دوست قرار دین تو منشی صاحب کی شان نزول کسیطرح چسپان نہین ہو سکتی بلکہ صاف طور سے مخالفت اسکی ظاہر ہوتی ہی۔ ہان اگر جناب امیرؑ کی نسبت لوگ شاکی اس امر کے ہوتے۔ کہ آپ ہمسے عداوت رکھتے ہین اور دشمن ہین تو البتہ اس گمان کے دفع کرنے کے لیئے یہ کہا جاتا کہ علی تمھارے دوست ہین پس جبکہ حدیث کے الفاظ کا تو یہ ترجمہ نہین ہو سکتا۔ کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ علی کو دوست رکھے تاکہ علی سے دشمنی کرنے والے باز آوین اور نسبت حضرت علی کے یہ ثابت نہین کہ وہ اُنھین سے کینہ کیکے دشمن ہوتے اور اُنکو جتلایا گیا کہ علی تمھارے دوست ہین تو ثابت ہوا کہ مولا بمعنی دوست نہین بلکہ بمعنی اولی بتصرف ہی اور اگر اس حدیث مین لفظ مولا بمعنی دوست و محبوب ہوتا تو بھی مذہب شیعہ کی ہی تائید ہوتی یعنی جبکہ حضرت علی کی محبت مثل رسولخدا صلعم کی محبت کے امت پر واجب ہوئی تو اقتضائے محبت یہ ہی ہی کہ اُنکے دشمنون سے تبرا کرے اور اُنسے تولا رکھے اور یہ ہی اصول مذہب شیعہ کا ہی اور نیز جبکہ تمام گروہ صحابہ مین سے حضرت علی اس امر مین منفرد ہین کہ فقط اُنھین سے مثل رسولخدا صلعم محبت رکھی جاوے اور سوائے اُنکے اور کسی عمر دیگر کی محبت کے لئے ہم مامور نہین کئے گئے تو ظاہر ہی کہ ہم درمیان محمد اور علی کسی شخص کو داخل نہین کر سکتے اور اسیکو خلافت بلا فصل کہتے ہین۔

منشی صاحب نے جو نظیر تحصیلدار اور جمعدار کی دی ہی وہ صریحًا بے محل ہی کوئی تحصیلدار
ایسا ہو توقف نہین ہوگا کہ اپنے سب ماتحتون کو جمع کرکے جمعدار کی اطاعت کا
حکم دے کیونکہ تحصیلدار کے ماتحتون مین جمعدار سے بڑے درجے لوگ بھی
ہین مثل محرر جوڈیشل سیاہہ نویس و آصل باقی نویس قانونگوی نائب تحصیلدار
ہان یہ ہوسکتا ہی کہ تحصیلدار اپنے سب ماتحتون کو جمع کرکے یہ حکم دی کہ نائب
تحصیلدار کی اطاعت کرو اور اسکی اطاعت کو مثل میری اطاعت کے سمجھو اور
چونکہ درمیان تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کے کوئی حد فاصل نہین ہی تو جملہ ملازمان
تحصیل ماتحت نائب تحصیلدار کی ہین بموجودی نائب تحصیلدار اور کوئی ملازم تحصیل قائم
مقام تحصیلدار کا نہین ہوسکتا پس حضرت علی کو رسولخدا سے وہ ہی نسبت ہی
جو نائب کو تحصیلدار سے ہوتی ہی اسلئے علی مرتضی بلافصل خلیفہ رسولخدا ہین ۔
اور منشی صاحب نی جو یہ لکھا ہی کہ مابین رسول خدا اور علی مرتضی کے فرق بعد المشرقین
کا ہی یہ لفظ منشی صاحب کی کم فہمی کی بات ہی اگر وہ معنی مراد بعد المشرقین کو
سمجھتے تو ایسا لفظ ہرگز زبان سے بھی نہ نکالتے یہ بات کسی ادنی مسلمان کے
لئے بھی نہین کہہ سکتے کہ اسکو رسولخدا سے فرق بعد المشرقین کا ہی کیونکہ جس شخص
مین رسولخدا سے بعد المشرقین کا فرق ہی وہ کافر ہی جیسے رسولخدا کی محبت
فرض ویسے ہی بعد المشرقین والے کی دشمنی ہمپر فرض ہوئی فرق بعد المشرقین
تقابل تضاد ہی جو شخص رسولخدا کی پوری ضد ہی اسکو رسولخدا سے بعد المشرقین
حاصل ہی مصنف کو واجب ہی کہ ہر لفظ کو سوچ سمجھ کر لکھے اور تقریظ نویس پر
بھی واجب ہی کہ بے فکر وخوض ہر کتاب کی تقریظ لکھنے نہ بیٹھ جائے اول اسکے

یون کہتے ہین کہ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین حضرت علی کو نفس رسول اللہ سے تعبیر کیا ہی مگر جو کچھ کسی سے سنا تھا یاد نہین رہا اب اُسکے لکھنے کی ضرورت پڑی تو اُسکو اس عبارت مین ظاہر کیا جو مؤلف کے قول شرع مین ہی نقل کیا گیا ہی کہ رسولخدا کو نفس جناب امیرؑ سے مناسبت کلی تھی۔ منشی صاحب نے معاملہ نفس کو فقط شیعون کا مقولہ سمجھ کر اُسکی مخالفت پر کمر باندھی تھی مگر تقدیر مین اللہ جلشانہ سے مخالفت کرنا منشی صاحب لکھوا کر آئے تھے اسلئے اس معاملہ کو کسی عالم سے تو صاف نہ کیا خود ہی شوق تالیف مین آکر قرآن مجید کی مخالفت کرنے لگے۔ اصل قصہ یہ ہی کہ نصاریٰ نجران سے مباحثہ رسولخدا صلعم کا ہوا تو نصاریٰ الوہیت مسیح پر اڑے ہوئے تھے اپنے عقیدہ فاسدہ سے باز نہ آتے تھے حکم باری نازل ہوا۔ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ یعنی کہہ اے محمدؐ نجران سے کہ بلاوین ہم اپنی بیٹون کو تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتونکو اور تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنے نفسون کو اور تم اپنے نفسون کو پھر آپس مین مباہلہ کرین اور کہین کہ جھوٹے پر خدا کی پھٹکار رہو۔ تفاسیر اور کتب احادیث اہلسنت مین بالاتفاق روایت کی گئی ہی کہ بعد نزول اس آیہ کے رسولخدا صلعم نے ابنا مین حسنین علیہما السلام کو اور نسا مین حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو اور انفسنا مین حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ یا رخدایہ میرے اہلبیت اور عترت ہین منشی صاحب یہ فرماتے ہین کہ اگر حضرت علی نفس رسول اللہ سے تعبیر کیگئی تو کوئی فخر کی بات نہین ہی کیونکہ نفس سے مراد ہم جنس ہوتی ہے

جیسا کہ تفسیر کاشانی میں رسول کے ہم جنس تمام مسلمان تسلیم کئے گئے ہیں۔ مگر اس اعتراض کے لکھتے وقت منشی صاحب نے دور اندیشی کو خیال نہیں فرمایا کہ اس اعتراض سے تمام صحابہ کے اسلام پر بہت بڑا حرف آئیگا یعنی اگر ہر ادنی مسلمان بھی نفس رسول سے بتعبیر ہو سکیگا تو ثابت ہوا کہ حضرت کے صحابہ ادنی درجہ کی مسلمان بھی نہ تھے اور سوائے علی مرتضی کے اور کوئی بھی مسلمان نہ تھا کہ بتعبیر رسول اللہ میں شامل حضرت علی کے ہو سکتا دیکھو لو حکم خدا میں ایک ہم جنس کے بلانے کا حکم نہیں بلکہ بصیغہ جمع انفسنا کہا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کی امت میں سوائے حضرت علی کے اور کوئی مسلمان بھی نہ تھا۔ منشی صاحب مناظرہ بہت سہل و آسان چیز نہیں ایک ایک لفظ کے لئے خون جگر پینا پڑتا ہے آپنے کیوں اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا۔ دیکھیے اب ہم آپکو سمجھائے دیتے ہیں کہ نفس کے معنی بیشک ہم جنس کے ہیں مگر جنسیت ہمیشہ اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے جدی جدی ہوتی ہے بھلا آپ بھی فرمایئے کہ پیغمبروں کے ہم جنس پیغمبر ہونگے یا شیاطین دیکھیے اس اعتبار پر کہ جملہ مخلوقات خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں آدمی فرشتہ جن پتھر درخت حیوان مطلق سبکے سب ہم جنس ہیں مگر دیکھیے اگر کوئی آپکو حیوان مطلق کا ہم جنس کہنے لگے تو آپ ضرور برا مان جائینگے کیونکہ یہ جنسیت بہت ہی بعید دا لبعد ہے پھر اس اعتبار سے کہ سب آدمی آدم و حوا سے پیدا ہوئے ہیں جنس بشریت میں سب برابر ہیں اور با ہم اس اعتبار سے سب ہم جنس ہیں لیکن انبیا کے تو بہت بڑے درجے ہیں کوئی شخص اگر آپ کو ہی کسی کافر کا ہم جنس بتلائے تو ہرگز آپکو پسند نہو گا پھر

جنسیت کبھی قوم کی اعتبار سے مشخص ہوتی ہے کبھی مسکن کے اعتبار سے کبھی صفات اور جوہر ذاتی کے لحاظ سے کبھی پیشہ اور کسب کے اعتبار سے دیکھئے قریشی بھی آدمی ہی اور حبشی بھی آدمی ہی سید بھی آدمی ہی جولاہہ بھی آدمی اور اسلام کا شریک مگر جب کبھی جنس کا ذکر آئیگا سید کا ہم جنس سید ہی کو کہا جائیگا نہ کہ جولاہہ کو ایسا ہی جنسیت رسولخدا صلعم کو قیاس کرنا چاہیے کہ گو باعتبار بنی آدم ہونے کے سب آدمی خواہ مسلم ہوں یا کافر سب آپکے جنس کہلا سکتے ہین مگر جنس بعید اور جنس قریب کا فرق ہوتا ہی جسطرح قریش بہ نسبت غیر قریش حضرت کے ہم جنس ہین اور بنی ہاشم بہ نسبت دیگر قبائل قریش کے ہم جنس قریب ہین اور بنی عبدالمطلب بمقابلہ دیگر بنی ہاشم کے اور آل ابو طالب بہ نسبت دیگر بنی عبدالمطلب کے حضرت کے قریب تر ہمجنس ہین - ایسا ہی حال صفاتی جنسیت کا ہی کہ پیغمبر کے ہمجنس پیغمبر ہی ہو سکتے ہین یا ایسے لوگ جو پیغمبر سے ہون اور پیغمبر سے آشنے ہو - اب نظر کرو حال حضرت ابو بکر و عمر پر کہ ایک قبیلہ تیم سے ہین دوسرے عدی سے اور بمقابلہ انکے بنی ہاشم تو در کنار تمام بنی امیہ اور بنی عبدالمطلب اور بنی زہرہ رسولخدا کے ہمجنس ہین پس جبکہ اصحاب گرد رسولخدا کے جمع ہون تو انہین سے فقط حضرت علی کو ہی کہا جائیگا کہ وہ نفس رسول اللہ ہین یا انکے بھائی جعفر و عقیل بھی باعتبار ظاہر نسب رسولخدا کے ہم جنس متصور ہونگے اب باقی رہی صفاتی جنسیت جو زیادہ معتبر ہی اسکی نسبت آپ ہی ارشاد فرمائین کہ زمرۂ اصحاب پیغمبر خدا صلعم میں سے کون شخص ایسا ہی جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا انہ منی و انا منہ

یعنی وہ مجھسے ہی اور مین اُس سے ہون جس سے پوچھیگا وہ یہی کہیگا وہ شخص نفس علی
مرتضیٰ ہی کہ جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا کہ مین اُس سے ہون اور وہ مجھسے ہی جبکہ
جعفر و عقیل بھی اس شرف مین داخل نہین ہین چہ جائیکہ حضرت ابوبکر یا عمر کی نسبت
ایسا خیال کیا جائے اب ایسا پھر کون شخص ہی کہ حضرت علی کے نفس رسول
ہونیسے انکاری ہو یا اسکو ایسی حقیر شئی سمجھے کہ اسمین کوئی فخر کی بات ہی
نہین ہی اور ہر ادنی مسلمان بھی نعوذ باللہ نفس رسول اللہ ہی منشی صاحب
کوئی مسلمان کیا کوئی صحابی کوئی خلیفہ رسولخدا صلعم کا نفس نہین ہوسکتا
جب تک کہ وحدت نور وحدت خلقت وحدت نسب وحدت گوشت
وخون نرکھتا ہو نبی صلعم کے مانند معاصی اور جس سے پاک نہو اختیارات
رسالت مین شرکت حاصل نہو اگر اب بھی کسی قسم کا دعوی باقی ہو تو کسی صحابی مین
یہ جملہ اوصاف ثابت کیجئے۔ ورنہ ایسے عقیدہ فاسدہ سے توبہ کیجئے۔

قال المؤلف اسرار الهدی۔ باقی رہی بحث مولا پر مجتہدین شیعہ فرماتے
ہین کہ مولا بمعنی اولی ہین ابن حجر عسقلانی نے جواب دیا کہ مولی بمعنی غلام بھی
ہین شیعون نے بغیر ملاحظہ کتب لغت بیچارے ابن حجر کو سنگدل وغیرہ الفاظ
سبیہ دلیر جواب الجواب مین لکھا کہ پھر غلام کے معنی صحیح نہین ہین اسیر بفضل خدا
قول فیصل ملا فتح اللہ کاشانی نرم دل کی تفسیر سے لکھا جاتا ہی جیسا کہ خلاصة
المنہج مطبوعہ طہران کے صفحہ ۱۲۰۳ سورۂ مائدہ پارہ لایحب اللہ مین مرقوم ہی
کہ بسیار کہ مولا رسول بود یا حیدر نفر از عقب ایشان رفتم دیکھو بخوبی ثابت
ہوگیا کہ مولی بمعنی اولی نہین ہین بلکہ بمعنی غلام ہین۔

اقول و بہ نستعین جبتک منشی جوہر علی صاحب کے سے تحقیق حاصل نہ ہو
واقعی لطف مناظرہ بھی نہین ملسکتا - ہائے افسوس اس زمانہ مین لوگون نے تصنیف
وتالیف کو کیسا بے وقعت کر دیا ہی خود اصلیت معاملہ سے واقف نہین اورون
سے سن سُنا کر جو منہ مین آیا کہدیا - کوئی منصف مزاج منشی صاحب سے دریافت
کرے کہ معنی لفظ مولا مین بحث تو کیا ہے اور آپ کیا فرما رہے ہین - ابن حجر نے
یہ کس کتاب مین لکھا ہی کہ اس حدیث مین مولا بمعنی غلام ہے اور شیعون نے
یہ جواب کس کتاب مین دیا ہی کہ لغت عرب مین مولا بمعنی غلام نہین آتا کہ آپنے
فوراً برجستہ حوالہ تفسیر کا دیا - اگر منشی صاحب انوار الہدی و شمس الضحی کو
پڑہتے تو اُسی مین مفصل بحث معنے لفظ مولی کی موجود ہی - جو لوگ لغت عرب سے
آگاہ ہین یا جنھون نے مناظرہ کی اُردو کتابین بھی دیکھی ہین اچھی طرح جانتے
ہین کہ مولا بمعنی آقا و مالک کے بھی آتا ہی اور غلام آزاد کردہ کے معنی مین
بھی اور علاوہ انکے اور بھی متعدد معنون ناصر و کارساز وغیرہ مین مستعمل ہی
جیسا موقع اور محل عبارت کا ہوتا ہی اُسکے موافق مولا کے معنی لگائے جاتے ہین -
بقول منشی صاحب شیعون نے تو ابن حجر کو سنگدل ہی لکھ دیا تھا مگر منشی صاحب
نے غریب ابن حجر کو کافر مطلق بنا دیا کیونکہ ابن حجر پر کیا موقوف ہی جو کوئی شخص
اس بات پر اصرار کرے کہ اس حدیث مین لفظ مولی بمعنی غلام ہے وہ کافر
مطلق ہی منشی صاحب کو اگر ہمارے قول پر اعتماد نہو مولوی لطف اللہ صاحب
سے کہ جنھون نے تقریظ اسرار الہدی لکھی ہی دریافت فرمالین بالیقین وہ
بھی صاف فتوے دینگے کہ جو کوئی شخص اس حدیث مین مولی بمعنی غلام کہتا ہی

وہ قطعی کافر ہی منشی صاحب اتنی بات تو آپ بھی سمجھ سکتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم
نے فرمایا ان اللہ عزوجل مولائی وانا ولی کل مومن تو کیا اسکے یہ معنی
لگاؤگے کہ نعوذ باللہ خدا تعالی میرا غلام ہی اور مین مومنین کا ولی ہون۔
اور پھر یہ فرمایا۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کہ جس شخص کا مین غلام ہون علی
بھی اسکا غلام ہی منشی صاحب ایسے ہزلیات سے ضرور اجتناب کرنا چاہیے
ایسا عقیدہ بدر رکھنے والا ضرور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا ہوتا ہی۔ یعنی
مولا کے معنی غلام لگانے سے ادھر تو ایمان بالکل جاتا رہا کافر ہوگیا اُدھر
جس مطلب سے ایمان فروشی کی تھی وہ ہاتھ نہ آیا یعنی اگر مولی کے معنے
غلام بھی قرار دیے جاوین تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت ہوجاتی ہی
کیونکہ جب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کا مین مولا ہون علی اُسکا مولا
ہی۔ بس ظاہر ہی کہ جس معنے مین مسلمان لوگ رسولخدا کو اپنا مولی سمجھتے ہین اُنھین
معنی مین حضرت علی کو مولا سمجھنا پڑیگا اگر سنی رسولخدا کو نعوذ باللہ اپنا غلام
سمجھتے ہین تو حضرت علی کو بھی مثل رسولخدا کے سمجھنا پڑیگا اور اسی کو خلافت
بلافصل کہتے ہین۔ کیونکہ من کنت مولاہ مین تمام صحابہ اور مسلمان لفظ
من کے تحت مین آگئے حضرت ابوبکر یا عمر یا حضرت عثمان کوئی بھی اس سے
مستثنی نہین رہا۔ اور اگر مؤلف کو اس بات کا دعوی ہو کہ اصحاب ثلثہ لفظ
مَن سے نکال دیے گئے اور رسول خدا صلعم اُنکے مولا نہین تھے تو اُس
امر کا صاف اقرار کرین تاکہ ایک بڑے امر اہم کا فیصلہ ہوجاوے جو باہم
شیعہ وسنی متنازعہ فیہ ہی اور جبکہ اصحاب ثلثہ منشی صاحب کے نزدیک

زمرۂ مومنین یا مسلمین مین شامل ہوکر لفظ من کے تحت مین آگئے تو علی مرتضی اصحاب ثلثہ کے بھی ویسے ہی مولا ہوگئے جیسے سب مسلمانون کے رسول خدا مولا تھے پس جبکہ وہ لوگ جو غلط فہمی یا ہٹ دھرمی ہی مابین رسول خدا و علی مرتضی فاصل سمجھے جارہے ہین خود محکوم اور ماموم ثابت ہوگئے تو حضرت علی مرتضی اسی حدیث سے رسول اللہ کے خلیفہ بلافصل ثابت ہوگئے۔ منشی صاحب اب تو معلوم ہوگیا کہ اس حدیث مین کونسا لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلافصل سمجھے جاتے ہین یا ابھی پردہ پڑا رہ گیا جو شخص ایسی صاف صاف باتون کو نہ سمجھے اسکو یقین کرلینا چاہیے کہ وہ مثل اُنھون لوگون کے ہی کہ جنھون نے خطبۂ غدیر پر عمل نہین کیا اور مصداق اس آیت کے ہوئے ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین ۝۔

قال فی اسرار الہدی اگر اسپر بھی قدح کی جاوے تو مولی بہ معنی ولی نہین اولی ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کردین کہ اس حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلافصل سمجھے جاتے ہین اگر اس آیۂ کریمہ کو اپنے مطلب براری کے واسطے استدلال بکرمین جیسا کہ خلاصۃ المنہج مین مذکور ہی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ۝ ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔ ترجمہ ای فرستادہ بحق برسان یکانہ خلقان جمیع آنچہ فرد فرستادہ شدہ تبواتر نزد پروردگار تو از احکام شرعیہ و اگر نرسانی تمام آنرا پس تبلیغ نکردہ باشی پیغام ہائے او را و

خدای نگاہدار د ترا از شر مردمان بدرستیکہ خدای راہ نہ نماید کافران را۔ اگرچہ ملا صاحب نے ترجمہ ٹھیک کیا ہی کہ حکم خدا حضرت رسالتمآب کو یہ تھا کہ تبلیغ احکام شرعیہ مثل صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ کے فرمادین مگر براہ تعصب اپنی روایات موضوعہ تحریر فرماتے ہین کہ ابن مردویہ در کتاب مناقب آوردہ کہ عبداللہ مسعود فرمود کہ ما در حیات حضرت این آیات چنین خواندیم کہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ پس جملہ معترضہ موضوعہ حشویہ ملا کاشانی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسالت رسول مقبول منحصر نصب خلافت بلا فصل امیر المومنین پر تھی نہ ابلاغ احکام شرعیہ پر اس روایت سے ترجمہ صحیح نہ رہا اور حقیقت حال یہ ہی کہ ترجمہ ہی صحیح ہی کیونکہ خدا تعالی نے آیۂ موصوفہ مین وان لم تفعل فرمایا یعنی ای رسول مقبول احکام شرعیہ کو اپنی ذات سے انجام دے اگر ایسا نکریگا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نہ کی۔ اگر آیۂ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت خلافت بلا فصل جناب امیر سے ہوتی تو خدا تعالی بجائے وان لم تفعل وان لم تبلغ فرماتا اس سے معلوم ہوا کہ آیۂ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔

اقول بحولہ تعالی صاحب اسرار الہدی کے اس فقرہ سے کہ شیعہ صرف یہ تبلادین کہ اس حدیث مین ایسا کونسا لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلا فصل سمجھے جاتے ہین یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ اس حدیث کو نص خلافت مرتضوی تسلیم کر چکے ہین فقط کلام خلافتِ بلا فصل مین ہی۔ اور یہ بات

ہم اوپر ثابت کر آئے ہین کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اس حدیث مین بہ تحت
لفظ منکنت مولاہ کے آگئے ہین اور ہرسہ خلفا کی خلافت کے بارے مین
کوئی حکم نہین ہی تو یہ حدیث بالضرور خلافت بلا فصل پر دلالت کریگی کیونکہ
اہلسنت جنکی تقدیم ثابت کرتے ہین وہ سب ماموم ثابت ہوگئے اب رہی
بحث معنی آیہ کریمہ بلغ ما انزل پس منشی صاحب نے جو مراد اس سے
سمجھی ہی وہ محض غلط بلکہ اُسپر یقین کرنے والا بھی کافر مطلق ہوجاتا ہی اسلئے
کہ اگر یہ مراد منشی صاحب صحیح ہو کہ مراد خداتعالی کی اس آیہ مین تبلیغ احکام
شرعیہ و فرائض چہارگانہ سے ہی تو ضرور اس بات کو بھی ماننا پڑیگا کہ خداتعالی
نے اس آیت سے پیشتر جسقدر احکام بابت نماز و روزہ و حج و زکوۃ کے نازل
فرمائے اُنمین سے کسیکی بھی رسول خدا نے تبلیغ نہین فرمائی نہ خود اُنکو بذات
خاص بجالائے پس یہ وسوسہ شیطانی صریح البطلان اور جمہور اہل اسلام کے
عقیدہ کے برخلاف ہی۔ تو گویا منشی صاحب صاف عقیدہ یہ ہی کہ رسولخدا صلعم نے سال
۱۰ ہجری تک نہ مسلمانون کو احکام شرعیہ سے مطلع کیا نہ آپ بجالائے
اور یہ عقیدہ صریحاً کفر ہی۔ اگر کسیکو اس شیطانی عقیدہ پر اصرار ہو تو اس بات
کو ثابت کرے کہ فلان حکم شرعی فلان زمانہ مین نازل ہوا تھا اور آنحضرت
صلعم نے اُسکو چھپا لیا تھا اس آیت کے نازل ہونے پر اُسکا اعلان و اظہار
کیا ورنہ اپنے کفر کا مقر ہو یا معترض اس بات کو ثابت کرے کہ فلان حکم نازل
ہوا تھا یا نماز روزہ حج زکواۃ کا حکم تھا اور آنحضرت صلعم بذات خود اُسکو
بجا نہین لاتے تھے اگر انسان تمام عمر اپنی اس کیفیات مین بسر کرے تو بھی

وہ کوئی ایک ایسا معاملہ دریافت نہین کر سکتا کہ باوجود حکم الٰہی نازل ہونیکے
آنحضرت صلعم نے تعمیل اسکی کسی مصلحت سے روکی ہو ہان اگر دریافت ہوگا تو
فقط یہ ہی حکم خلافت حضرت علی کا ہی جسکو آنحضرت صلعم نے بخوف اہل شر و نفاق
حیز التوا مین ڈال رکھا تھا منشی صاحب جو الٹا استدلال وان لم تفعل
پر کہا ہی یہ ہی دلیل گمراہی کی ہی کیونکہ وان لم تفعل بہت بڑی دلیل خلافت
کی ہو اور اس سے مراد خلیفہ اور ولیعہد کرنا ہی یعنی خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ اگر
تونے علی کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد نہ کیا تو گویا ہماری مراسلت کی تبلیغ نہین کی
جو شخص اسکے مخالف کرے اُسکے ذمہ ثابت کرنا اسکا ضرور ہوگا کہ نماز روزہ
وحج و زکوٰۃ مین سے فلان فریضہ کو رسول خدا نے بذات خود نہین ادا
کیا تھا اور اس آیت کے بعد اُسپر عمل کیا ہی اور اگر اس بات کو ثابت نکرسکیگا
تو ضرور رسول خدا صلعم پر تہمت رکھنے والون کے زمرہ مین محشور ہوگا۔ آجتک
ہزارہا علمائی اہل سنت اسی جستجو مین مر گئے کہ ایک حکم ایسا معلوم کرین کہ
رسول خدا نے اُسکی تعمیل مین تعلل یا تساہل کیا ہو تاکہ اُسکو وجہ نزول اس آیۃ
کے قرار دین لیکن ہرگز یہ بات میسر نہ ہوئی بہرحال اُنکو یہ ہی لکھنا پڑا۔
نزلت فی علی۔ قطع نظر روایات کے خاص آیت مین ایسی صریحی دلائل خلافت
مرتضوی کے موجود ہین کہ اگر انسان شقی ازلی نہین ہی تو ضرور ہدایت پا سکتا ہی
کیونکہ اول تو مضمون آیت سے پایا جاتا ہی کہ یہ حکم صرف امت کو سنانیکی ہی
بات نہین ہی بلکہ کوئی فعل بھی اُس سے متعلق ہی کیونکہ اول لفظ بلغ ہی اور بعد
مین وان لم تفعل پس سوائے خلافت کے کوئی ایسا معاملہ نہین ہی کہ جسمین

تبلیغ حکم کے علاوہ کوئی فعل متعلق ہو وہ خاص معاملہ خلافت ہی ہی کہ امت کو جمع کرکے تبلیغ حکم الٰہی کہیا دے اور اُن سبکے روبرو حضرت علی کو رسول خدا صلعم اپنا خلیفہ اور ولیعہد مقرر کرین دوم اس آیت مین جو یہ فقرہ موجود ہی واللہ یعصمک من الناس یعنی خداوند کریم تجکو لوگون کے شر سے بچاویگا۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اُس حکم الٰہی کی تعمیل رسول خدا صلعم بخوف مردم اشرار نہین کرتے تھے جبکہ خداوند تعالی نے وعدہ اُنکے شر سے بچانیکا کیا تب آنحضرت صلعم نے تبلیغ رسالت بھی کی اور حکم کی تعمیل بھی فرمائی۔ اب منشی صاحب فرمائین کہ سال دہم ہجری مین رسول خدا صلعم کو کونسے حکم شرعی یا فریضہ کی بجا آوری مین لوگون کا خوف تھا آیا آپکے اصحاب باصفا نماز روزہ سے چڑھتے تھے یا حج زکواۃ کو منع کرتے تھے اب فرمایئے کہ سوائے خلافت مرتضوی کے اور کوئی معاملہ متصور ہی نہین ہوسکتا۔ اسی آیہ مین انجام اور مالکار کی بھی خبر رسول صلعم کو دیگئی ہی کہ صاف نازل ہی۔ ان اللہ لا یهدی القوم الکافرین۔ یعنی تحقیق خداوند کریم قوم نافرمانبردار کو ہدایت نہین کرتا۔ اس سے صاف مراد یہ ہی کہ یہ امت سرکش اس حکم کی متابعت نکریگی اور خلافت مرتضوی کو قبول نہ کریگی مگر تو ای رسول ہماری تبلیغ رسالت کی کردی اور علی کو اپنا خلیفہ مقرر کردے اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خلافت بلافصل مرتضوی کے قائل نہین ہین وہ مسلمان نہین ہین۔ نسبت روایت ابن مردویہ جو ملا صاحب پر یہ الزام لگایا ہی کہ براہ تعصب اپنی روایات موضوعہ تحریر فرماتے ہین یہ منشی صاحب کی ناواقفیت کی دلیل ہی کہ اُنھون نے

نادانستگی سے ابن مردویہ کو شیعہ سمجھا ہی اور بغیر تحقیق کئے جو منہ مین آیا فرما گئے۔ لیاقت کے تو یہ معنی سمجھے کہ روایت ابن مردویہ کی صحت پر جرح اور قدح کرتے اسمین کوئی عیب نکالتے کیونکہ یہ تو خاص آپکی اہل جماعت کی ہی روایت ہی منشی صاحب کے دل مین جو یہ وسوسہ آیا ہی کہ کیا رسالت آنحضرت صلعم کے منحصر بر نصب خلافت جناب امیر تھی اور دیگر احکام شرعیہ پر کیون منحصر نہین تھے جو لوگ دقیقہ رس ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ یہ خلافت جز داعظم رسالت کا ہی کوئی رسول یا پیغمبر ایسا نہین گذرا کہ جسنے اپنی زندگی مین اپنا خلیفہ مقرر نہ کیا ہو اس خلافت کی وقعت اسی پر سمجھ لو کہ جب نماز روزہ یا حج زکواۃ یا دیگر حدود فرائض کے احکام نازل ہوئی تو اُنکی نسبت کبھی یہ فرمان نازل نہین ہوا کہ آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کر دیا جبکہ حضرت علیؑ کی خلافت کا حکم نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے اُنکو خلیفہ مقرر کیا اُسی پر یہ خوشخبری نازل ہوئی کہ آج ہمنے تمھارا دین پورا کیا بس اسی پر قیاس کر لو کہ جب تکمیل دین منحصر اس خلافت پر تھی تو ظاہر ہی کہ تکمیل رسالت کیون منحصر نہ ہوگی اس خلافت کے سوائے ایسا بڑا امر اہم اور کونسا ہی کہ جسکی بابت ایسا تہدیدی حکم نازل ہوا۔

قال فی اسرار الہدیٰ پھر دوسری روایت مین مفسر نے یون لکھا ہی عیاشی از جابر بن عبداللہ نقل کردہ کہ حضرت رسول مامور شد بہ نصب امیر المومنین ترسید کہ اگر مردمان را بآن خبر دہد گویند بالپسر عم خود محابا میکند واز نزد خود منصب ولایت می دہد واو را طعن کنند خداوند این آیت فرستادہ

در غدیر خم و حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر خاص و عام رسانید الخ
اگرچہ روایت جابر مین بھی صرف یہی دعویٰ ہی کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ خود ساخت
نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت جب بقول جابر جناب امیر کی خلافت
بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر
اصرار و تکرار کیون ہے اسکا تو اہل سنت کو بھی بدل وجان اقرار ہے
بلکہ اہل سنت کا تو یہ عین ایمان ہے کہ بے شک آپ خلیفہ برحق مگر
فی وقت من الاوقات نہ بلا فصل۔
اقول وبہ نستعین ہمارے منشی صاحب کا طرز مناظرہ دنیا سے نرالا ہی
کہین لفظ بلا فصل سن پایا ہی اُسکو خلافت کی ایک قسم خاص سمجھ رکھا ہے
اور یہ نہین جانتے کہ خلیفہ ہی اُسکو کہتے ہین کہ بلا فصل ہو۔ جبکہ منشی صاحب
نے روایت جابر سے خلافت جناب امیر کو تسلیم کر لیا تو اب بحث
فصل و بلا فصل کی محض نادانی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جب روایت
حضرت امیر کی خلافت کے سوائے اور کسی کی خلافت کا ذکر نہین ہی
تو اسی کو بلا فصل کہتے ہین۔
ہان اگر اس روایت مین اور ونکی خلافت کا بھی اسطرح مذکور ہوتا ہے
کہ پہلے پہل مین خلیفہ اپنا ابوبکرؓ کو مقرر کرتا ہون اور پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ کو
اور اُنکے بعد علی مرتضیٰ کو تو البتہ کہہ سکتے تھے کہ اس روایت سے خلافت
بلا فصل ثابت نہین اور جبکہ تینون خلیفون مین سے کسی کی خلافت کا ذکر
ہی نہین اور فقط حضرت علی کی خلافت ہی منصوص ہی تو معلوم نہین کہ منشی صاحب

سنے یہ قاعدہ استدلال کس مدرسہ مین تعلیم پایا ہے کہ باوجود تسلیم خلافت بلاشرکت غیری کے بلافصل کا سوال باربار کیا جاتا ہی۔ منشی صاحب خلیفۂ رسول اللہ فقط وہی شخص ہی کہ جسکو رسول صلعم نے اپنے روبروئے اپنا خلیفہ مقرر کردیا اور جو ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد دوسرا برضامندی خلیفہ سابق مقرر ہوا وہ خلیفۂ رسول نہ تھا بلکہ پہلے خلیفہ کا خلیفہ تھا دیکھو قول حضرت عمر کا اپنے صحاح مین کہ اگر لوگ مجکو خلیفہ خلیفۂ رسول اللہ کہینگے تو بہت طوالت ہو گی اسلئے مجکو امیر المومنین کہو۔ منشی صاحب کبھی یہ خیال تو کیا ہوتا کہ کیا وجہ کہ خلیفہ چہارم کے لئے تو بار بار رسولخدا صلعم نص خلافت فرماتے ہین اور خلفأ ثلثہ کا جو متقدم ہین کہین نام ونشان نہین۔

قال فی اسرار الہدی اگر کلام ہی تو صرف اولی بتصرف پر ہی سو یہ گمان بھی شیعون کا غلط ہی اسلئے کہ جب مولی بتصرف بمعنی اولے ہین تو ضرور لازم آیا وال والاہ یہی بتصرف ہو کیونکہ یہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف صحیح ہوتا تو بجاے اولے منک کے مولی منک بولا جاتا چونکہ یہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا مولے بہ تصرف اولے بھی باطل ہے۔

اقول بحولہ تعالی سعدی صاحب کیا خوب فرماگئے ہین۔ تا مرد سخن نگفتہ باشد ٭ عیب و ہنرش نہفتہ باشد ٭ کہان ہو انصاف کرنے والو چلو دین حق کے تحقیق کرنیوالو ذرا ادھر متوجہ ہو کہ خداوند کریم کا حضرات اہل سنت پر بڑا ہی فضل ہوا کہ ایسا پلا پلایا اور پڑھا پڑھایا محقق اس چودھوین

صدی مین اُنکو ملا کیا عجب ہی کہ ان حضرت کا وجود مجدد دین الوف و صدیات مین شمار ہوکر چودھوین صدی سے مجدد قرار دیدیے جاوین دیکھیے منشی صاحب فرماتے ہین کہ حضرت علی کی خلافت مین تو ہمکو کلام نہین مگر اولی بتصرف مین کلام ہی۔ اور وجہ اسکی فقط یہ ہی کہ منشی صاحب اسکے معنی تو جانتے نہین مگر شیعون کی زبان سے چونکہ اکثر سنا ہی اسلیئے اسکو تبرا سمجھے ہوئے ہین اب اگر آسمان و زمین زیر و زبر ہو جاوین مگر اولی بتصرف کا کیسے اقرار کرلین کہ صریحًا تبرا کا لفظ ہی منشی صاحب کی تقریر مندرجہ بالا کی داد اہل انصاف سے چاہتا ہون دیکھیے منشی صاحب مولی بتصرف کو ہنوز سمجھے نہین اور والی بتصرف کا سوال کر بیٹھے بھلا مین کہانتک سمجھاؤنگا اور جبکہ وہ حضرت تصرف کے کوچہ مین ہی ہوکر نہین نکلے وہ کیا خاک سمجھینگے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مؤلف صاحب اول اس بحث کو خود سمجھ لین بعد اسکے پھر اگر کوئی اور رسالہ تصنیف کرنے کا اتفاق ہو اسمین درج فرماوین۔

قال فی اسرار الہدی دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلا فصل جناب امیر کی ثابت نہوئی تو آیۃ یاایھا الرسول بلغ الخ بھی جناب کی شان مین بلا فصل راست نہین آتے۔

اقول و بہ نستعین حضرت منشی صاحب یہ لفظ بلا فصل بھی مثل اولی بتصرف تبرا کا لفظ ہی ایسا نہو کہ کثرت استعمال سے آپ اسکے عادی ہوجائین اور اسکا جواب تو ہم آپکو پیشتر ہی دیچکے کہ خلیفہ وہ ہی ہی جو بلا فصل ہو اور

جبکہ فصل واقع ہو تو خلیفہ نہین کہلاتا پس آنحضرت صلعم کا اصحاب ثلثہ کو چھوڑکر
حضرت علی کو خلیفہ کرنا صاف دلیل خلافت بلا فصل کی ہی اگر روایت جابر مین
حضرت علی سے پیشتر اور خلفا کی خلافت کا ذکر نہین ہے تو ہر معقول پسند
اسکو خلافت بلا فصل ہی قرار دیگا پر نا معقول پسند جو جہل مرکب مین
گرفتار ہو اُسکی کہی نہین جاتی ۔

قال فی اسرار الهدیٰ بلکہ در صورت تسلیم چند آیۃ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی
چنانچہ اسی تفسیر مین ملا صاحب نی اُن آیات بنیات کو اسطرح تحریر فرمایا ہے۔
اول آیت رکوع ۵ پارہ ۱۷ سورۂ حج الذین ان مکناهم فی الارض الخ یعنی آنجماعت
بازونان اانند کہ اگر جای دہیم ایشانرا و تمکین اقتدار بخشیم ایشانرا در زمین و زمام
حکومت بکف کفایت ایشان وہم فی خلاصۃ المنهج ۔ دوم آیت
وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف
الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من
بعد خوفهم امنا الخ وعدہ داد خدای انانرا کہ گرویدہ اند از شما و کردند کارہای
شائستہ ہر آئینہ البتہ ایشان را در زمین کفار از عرب وعجم خلیفہ گرداند ہمچنانکہ خلیفہ
گردانیدہ شدہ اند پیش از ایشان یعنی کہ زمین مصر وشام بدیشان داد
بعد از ہلاکت جبابرہ تا تصرف کردند در آن چنانکہ تصرف ملوک در ممالک
خود در اندک زمانی حق تعالی وعدہ مومنان وفا نمودہ جزائر عرب و دیار
کسری وبلاد روم بدایشان ارزانی نمود ہر آئینہ متمکن وساکن سازد وبا قوت
گرداند برای مومنان صالح دین ایشان را آن دینیکہ پسندیدہ وبرگزیدہ است

برای ایشان یعنی اسلام را بر ہمہ ادیان غالب گردانند و ہر آئینہ بدل دہد ایشانرا از بس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی الخ فی خلاصۃ المنہج۔ سوم آیت ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ترجمہ۔ پس باگردانیدیم شمارا ای گروہی کہ محمد بشما مبعوث شدہ خلیفہای گذشتگان و جانشینان در زمین از پس قرونی کہ ہلاک شدند تا بہ بینیم در صورت شہادت بعد از انکہ دانستہ ایم درغیب کہ شما چگونہ عمل خواہید کرد از خیر و شر تا با شما بمقتضای آن کردار جزا دہیم۔ انتہی فی خلاصۃ المنہج دیکھو اگر آیۃ یا ایہا الرسول بلغ کو خلافت بلافصل جناب امیر پر قیاس کیا جاوے تو صریح تنسیخ آیۃ الذین ان مکناھم۔ و وعد اللہ الذین۔ ثم جعلناکم خلائف فی الارض۔ وغیرہم کی ہوتی ہی بلکہ تمام کارخانہ ہی اسلام کا درہم برہم ہوا جاتا ہی بلکہ وعدہ خدا کا بھی معاذ اللہ خلاف سمجھا جاتا ہی اگر ان تینون آیتون کا بھی مصداق جناب امیر کو ہی ٹھہرایا جاوے تو یہ معنی بھی آپکی شان مین درست نہین آتے کیونکہ تنزیۃ الانبیا والائمہ مصنفہ شریف مرتضی مجتہد شیعی المذہب مین یہہ عبارت بلفظہ مرقوم ہی۔ یا آنکہ حضرت امیر شیعہ او ہمیشہ دین خودرا اخفا فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گذرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان را بلاد کثیرہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر ماندند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوگیا کہ مصداق ان

آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ مین امن کامل اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے اہلبیت کا خون کیا پھر بھی آپکی نسبت دعوی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کا بڑے طمطراق سے ضرور ہی کہا جائیگا اور شد و مد سے آپ کو مصداق کنتم خیر امۃ۔ و رحماء بینھم کا ٹھہرایا جاویگا پس بعقیدہ محبان مولی مشکل کشائے عالم آیۂ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی دو شق سے خالی نہین یا یہ کہ نعوذ باللہ خدا تعالی خلفاء ثلثہ سے اسد اللہ الغالب کے ڈرتا تھا یا یہ کہ جناب امیر بقول شیخ حلی الجبان لایستحق الامامہ کے مستحق خلافت مطلق نہ تھے سوائے اسکے آیۃ موصوفہ کا اور مطلب نہین ہو سکتا۔

اقول بحول اللہ و قوتہ معلوم ہوتا ہی کہ منشی صاحب نے نادانستگی سے ان آیات کو متعلق بخلافت نبوی یا متعلق بحکومت جو بعد نبی صلعم پنچائت اور شوری وغیرہ سے قائم ہوئی نہین سمجھ لیا ہی حالانکہ شمس الضحی رد ازہار الہدی مین بحوالہ تفاسیر معتبرہ اہل تسنن بخوبی اس امر کو ثابت کردیا ہی کہ یہ آیات نہ خلافت نبوی سے متعلق ہین نہ خلفاء جور کی مدح اسنے پائی جاتی ہی بلکہ عوام مسلمانون کے حق مین ہین۔ دیکھو تفاسیر مواہب علیہ فارسی اور یہ جو منشی صاحب سے کسینے کہدیا ہی کہ آیۂ بلغ سے ان ہر سہ آیات کی تنسیخ ہوتی ہی یہ محض غلط ہی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص ترجمہ قرآنمجید کو

نہین سمجھا آیات مذکورہ مین فقط تہدید اور نصیحت ہی عام مسلمانون کو جو
لوگ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور ہمیشہ کافر اُنکو ستایا کرتے تھے
اُنکو اذن جہاد دیا گیا اور اب وہ زمین کے مالک ہونگے تو اُنکو تقوی اور
پرہیزگاری لازم ہی اور اگر وہ لوگ زمین کے مالک ہوکر تکذیب پیغمبر خدا
کی کرین تو مثل قوم عاد و ثمود کے سمجھے جائینگے یا جو کفران نعمت کریگا وہ
بہت بڑا فاسق سمجھا جائیگا یا یہ کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو تمکین
فی الارض اسلیئے دی ہی کہ تمھارے دلون کے نفاق و شقاق جواب تک
پوشیدہ ہین ظاہر ہو جاوین۔ چنانچہ یہ سب باتین وقوع مین آچکین۔
انمین سے کسی آیۃ کا یہ مطلب نہین کہ تمام مسلمان بے دینی سردار کے
مثل رمہ بے چوپان رہینگے اور برخلاف اسکے آیۃ بلغ مین نبی کیا اپنا نائب
مقرر کرنیکا حکم دیا جاتا معارض اور مخالف احکام آیات مذکورہ کا ہوتا۔
اگر مراد مولف ان آیات کے معنی سے یہ ہی کہ جنکو تمکین فی الارض دیگئی
وہ ہی برحق نائب پیغمبر خدا کے تھے۔ یہ خود اُنکے مفسرون کے قول
کے برخلاف اور نیز خود آیت مین تمام مومنین سے وعدہ ہے اس
حالت مین مومن فقط وہ لوگ قرار پائینگے جنکو یکے بعد دیگرے تسلط
ملک مین حاصل ہوا اور اس اعتبار پر معاویہ اور یزید و مروان وغیرہ سب
مومن اور اکابر صحابہ غیر مومن قرار پائینگے اور یہ امر بالاجماع باطل ہے۔
اب اگر مؤلف کو یہ آرزو ہو کہ ان آیات کے یہ معنی ہو جائینگے کہ جو جو لوگ
خلیفہ ہوسے وہ مومن مخلص تھے اور اُنکی نسبت خدا نے پیشتر سے یہ

بات بتقرر کردی تھی کہ وہ ہمیشہ امر معروف اور نہی منکر کے عامل رہینگے یہ بھی صریحًا غلط اور بدیہیات کی مخالف ہی کیونکہ آیات مین بطریق اخبار و پیشین گوئی یہ ذکر نہین ہی بلکہ حکم اور نصیحت ہی کہ تمکین اور تسلط کی حالت مین اُنکو ایسا کرنا چاہیے اور اگر ایسا نکرینگے اور نبی کی تکذیب کرینگے تو وہ مثل قوم عاد و ثمود سمجھے ہونگے اور وہ ہی بڑے بھاری فاسق قرار پائینگے چنانچہ خلفائے جور کے حالات سب پر روشن ہین کہ کس کسطرح نبی کی تکذیب کی کیسی کیسی عدول حکمیون کے مرتکب ہوئے ملک پر تسلط پاکر کسطرح صلہ رحم کے مخالف عمل کئے اہلبیت پیغمبر پر کیا کیا ظلم و ستم کئے۔ اب مؤلف صاحب یا تو فرمائین کہ فقط اصحاب ثلثہ مصداق ان آیات کے ہین اور دیگر متسلطین اسمین داخل نہین ہین یا یہ تسلیم کرین کہ جن جن مسلمانون کو تمکین فی الارض اور تسلط بر مملکت حاصل ہوا ہی وہ سب ان آیات کے مصداق ہین پس صورت اول مین ارشاد فرمائین کہ حضرات خلفائے ثلثہ مین سے کون کون صاحب ہین جو مصداق آیۂ وان یکذبوک فقد کذبت الخ و آیۂ ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون کے ہین کیونکہ آیات نمبر۱ و نمبر۲ کے آخری فقرات یہی ہین اور آیت نمبر۳ کے مصداق کون صاحب ہین جنکی نسبت جناب باری یہ ارشاد فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو تسلط ملک فقط آزمائش کے لئے دیا ہی تاکہ تمھاری وہ باتین جنکو ہم مخفی طور سے جانتے ہین تم سے ظہور مین آجاوین تاکہ مطابق اُمکے تمکو جزا دیجاوے منشی صاحب خود ہی اپنے دل مین انصاف کرین کہ ان ہر سہ آیات مین

کونسی ایسی آیۃ ہی کہ جسکا مصداق پیغمبر خدا صلعم کا برحق جانشین ہو سکے۔ درحقیقت
یہ آیات جمیع اہل اسلام کیلئے نازل ہوئی ہین مگر ہم منشی صاحب کی خاطر سی کہہ سکتے
ہین کہ اپنی اپنی زمانون مین جن جن لوگونکو اپنا سردار بنایا ہی وہ سردار ضرور مصداق
ان آیات کی ہونگے اسلیئے کہ جب عام مسلمان اسمین داخل ہین تو انکے سردار بدرجہ
اولی داخل ہونگے مگر مسلمانونکا بنایا ہوا سردار نبی صلعم کا خلیفہ نہین ہو سکتا منشی
صاحب جو فقط لفظ خلیفہ پر فریفتہ ہوے ہین ٹھیک نہین کیونکہ خلیفہ تو کئی طرح
کے ہوتے ہین جیسے اُستاد معلم کا خلیفہ کشتی گیر پہلوان کا خلیفہ حجام خلیفہ لیکن
یہ لوگ بسبب شرکت نام خلیفہ کے رسولخدا صلعم خلیفہ نہین ہوسکتے ہین نبی صلعم کا خلیفہ
تو فقط وہ ہی ہوگا جسکو نبی صلعم نے اپنی زندگی مین اپنا جانشین مقرر کیا ہو
خود اُسکو حکم دیا ہو کہ تو میرا خلیفہ ہی یا امت کو فہمائش کی ہو کہ فلان شخص میرا خلیفہ
ہی یا وہ میرے بعد تمھارا سردار ہی یا اُسکو میرے مانند سمجھو یا میری بعد اُسکی پیروی
اور اُسی سے تمسک کرنا۔ آیات مذکورہ بالا مین جو لفظ استخلاف مستعمل ہوا ہی وہ
بمعنی خلیفہ رسول نہین ہی بلکہ خلیفہ بمعنی متسلط بجائے شخصے ہی مثلا پیشتر زمین
پر کافر متسلط تھے اور خدا تعالی نے انکا ملک چھین کر مسلمانونکو دیا تو مسلمان
اُن کافرونکے خلیفہ ہوئے کیونکہ اُنکے جانشین ہوئے۔ اور عبارت تفسیر سے بھی
جسکا حوالہ مولف نے دیا ہی ایسا ہی ظاہر ہی پس یہ امر کب ممکن ہی کہ جو آیات حالات
خلفاء کافران وجباران نازل ہوئی ہون وہ اُس آیت کے معارض سمجھے
جاوین جو خلیفہ رسول کے حق مین نازل ہوئی ہو۔ البتہ ایک یہ بات ضرور
ہی کہ مسلمانون نے آیۃ بلغ کے مخالفت کرکے وعدہ ہائے مندرجہ آیات

متذکرہ بالا سے اپنے آپ کو محروم کر لیا اسمین کوئی شک نہ تھا کہ اگر مسلمان حکم
خدا و رسول کا اتباع کرکے خدا کے مقرر کیے ہوئے خلیفہ کو اپنا سردار
بناتے تو روئے زمین پر حسب وعدہ الٰہی تمکین تمام حاصل ہو جاتی چونکہ
وعدہ تمکین مشروط تھا اعمال حسنہ کے ساتھ اور مسلمانون نے رسولخدا کا انتقال
ہوتے ہی تکذیب رسولخدا کی شروع کردی اسلئے خدا نے بھی اپنے وعدہ کو
پورا نہ کیا۔ وہ اعمال حسنہ جنکی مخالفت مسلمانون نے کی اور جسکی بابت
رسولخدا کی تکذیب کے سوائے معاملہ خلافت حقہ کے اور کوئی نہین ہی اور
ایسی بدیہی بات ہی کہ اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ اس بات کو ہر صاحب
عقل تسلیم کریگا کہ بعد وفات رسول خدا صلعم مسلمانون کی ترقی کو روکنے
والی شے یہی مخالفت اور نزاع خلافت ہی اگر خلافت پر بحث اور
نزاع نہ ہوتا تو اسلام کی ترقی کبھی بند ہونے والی نہ تھی۔ یہان ایک
یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہی کہ ریاست اور امارت ایسی شے ہی کہ کسی کا
نفس دوسرے کے لئے قبول کرے اور خود اس سے کنارہ کش ہو جائے ہرگز
نہین ہر شخص کو یہی خواہش ہوتی ہی کہ مین رئیس ہو جاؤن خدا و
رسول نے اسکی بابت کوئی ایسا قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا کہ جس سے
مسلمانون کا یہ نزاع باہمی دور ہو۔ اسکے جواب مین مین بہت زور کے ساتھ
کہہ سکتا ہون کہ خدا و رسول نے بہت ضروری سمجھکر اس قاعدہ کو مقرر
کیا تھا اور اسی نزاع کے پیدا ہونے کی غرض سے تقرر امامت کو امت کے
اختیار مین نہین رکھا تھا اور خدا تعالی نے رسول صلعم کو مومنین پر وہ

اقتدار بخشتا تھا کہ اگر آپکی ساری امت مومن ہوتی تو کبھی نزاع کی نوبت نہ آتی
یعنی خدا تعالی کا یہ حکم تھا کہ مومن وہ ہی کہ نبی صلعم کو اپنی نفس سے اولے تر
سمجھے پس اگر صحابہ آنحضرت صلعم کو اپنے نفسون سے اولی تر سمجھتے تو کبھی اُنکے
فرمان سے مخالفت نکرتے اور جیسا کہ رسول خدا نے مسلمانون کے روبرو غدیر خم
مین اسی اقتدار کو جتلا کر اپنا خلیفہ حضرت علی کو مقرر کر دیا تھا اوس حکم کی پابندی
کرتے نہ تو کبھی مسلمانون مین نزاع ریاست برپا ہوتا نہ مسلمان جدی جدی فرقے
ہو جاتے - جن لوگون نے اول اس حکم مین رسول خدا صلعم کی مخالفت
کی ہی وہ لوگ اسلام کی تخریب اور جڑ سے اُکھیڑ دینے والے ہین مین سچ
کہتا ہون کہ اب جو کچھ اسلام کا نام دنیا مین باقی ہی یہ فقط اس حجت اللہ کے
صائب تدبیر کا نتیجہ ہی کہ جنے اُسوقت نہایت صبر اور تحمل سے کام لیا اگر
حضرت امیر المومنین اُسوقت صبر نہ فرماتے تو معاندین اسلام کا کام تمام
کر چلے تھے - اجماع اور شورے وغیرہ جنے نکالے ہین وہ ضرور باطن مین
دشمن اسلام تھا - اور فقط واسطے تخریب اسلام کے یہ تدابیر کی گئین یقین
کیونکہ ہر شخص جو کچھ بھی عقل تمدن رکھتا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ عرب کی لوگون کو
بلا کسی قانون واجب الاتباع کے سردار کے مقرر کرنے کا اختیار دیدینا
برابر اسی کے ہی کہ گویا ہر ایک کے ہاتھ مین تلوار دیکر حکم دیا جاوے کہ باہم
ایکدوسرے کو قتل کر دے بعضے نادان لوگ اہلسنت جو یہ کہنے لگتے ہین کہ خلافت
کے بارے مین جو صاف تصفیہ پیغمبر خدا نے نہین کیا اُسکی یہ ہی وجہ تھی
کہ آپنے یہ خیال فرمایا کہ جس سے سب لوگ راضی ہونگے اُسکو آپ سردار بنا لینگے

یہ صریحاً رسول خداؐ پر تہمت ہے ہرگز رسول خدا صلعم ایسا نکرتے کیون کہ
یہ حرکت تو بالکل عقل اور حکمت کے خلاف ہے پیغمبر لوگ اعلیٰ درجہ کے
حکیم ہوتے ہین کوئی فعل اون کا حکمت کے خلاف نہین ہوتا یہ کب ممکن تھا
کہ آنحضرت صلعم روز بعثت سے تو ایسے تدابیر کرتے ہین غایت سعی اور
کوشش فرمارہے ہین کہ جس سے بعد آپکے خلاف اور نزاع پیدا ہو اور
خصوصاً دو سال پیشتر وفات سے بار بار امت کو حکم سنا دیا گیا کہ میرے
بعد میرا جانشین علی مرتضیٰ ہین اور آخر وقت مین ایسا حکم دین کہ جس سے
اسلام بھی مستاصل ہو جاوے - ابھی تک اس بات کو مین بر دی عقل ثابت
کر رہا تھا کہ موجب خلاف و نزاع اختیار امت تھا اور نزاع کے دور
ہونے کی سبیل فقط یہ تھی کہ تقرر خلیفہ و امام منحصر حکم پر ہو کہ چار و ناچار
امت کو ماننا پڑے لیکن میری اس راے کی تائید مین جناب فاطمہ زہرا
صلواۃ اللہ علیہا کا ایک خطبہ ہے جسکو آپنے بعد وفات رسول صلعم
مسجد نبوی مین بیان فرمایا اور اوس مین تمام احکام اور فرایض نماز
روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے وجوہ اور اسباب بیان فرمائے ہین اُس
مین ارشاد فرماتے ہین کہ ہماری امامت اور حکومت اسلیئے تم پر واجب
کی گئی کہ تمھارے درمیان نزاع اور مخالفت نہ پڑے -

ہر عقلمند اسبات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ اگر امت محمدی بعد وفات
رسول خدا صلعم اپنی اعتراض نفسانی کو علیحدہ کرکے بپابندی حکم
رسول خدا صلعم حضرت علی کو اپنا سردار بناتے اور غیر مستحق لوگونکا

درمیان مین نہ گہسنے دیتے تو ضرور ہے کہ جو جو صدمات اور سوانح عظیمہ اوایل اسلام سے ہی اسلام پر پڑے وہ ہرگز واقع نہوتے اور جو جو اختلافات اور منزاعات اور ایک دوسرے کے بغض وعداوت دلون مین جاگزین ہوئی جس سے مسلمان فرقے فرقے ہوکر ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوگئے یہ ہرگز نہوتا۔
اور چونکہ یہی اسباب اسلام کے روز افزون اور موعودہ ترقی کے روکنے والے تھے جب یہ واقع نہوتے تو ضرور اسلام شرق سے غرب تک پہیل جاتا اور خدا کی ذات مین شریک کرنے والا پردہ دنیا پر نظر نہ پڑتا۔ اور یہ امر فقط اہل بیت رسالت کی سرداری اور خلافت پر منحصر تھا چنانچہ سبکو معلوم ہے کہ یہ گیا ہوا وقت اور بگڑی بات پہر بہی اہلبیت پیغمبر کے خلیفہ سے ہی ہاتھ آسکے۔ نزاع وخلاف مذہبی اہل اسلام کا دور ہونا اور روی زمین سے کفر وشرک کا دفع ہونا بغیر ظہور حضرت صاحب الامر کے ممکن نہین۔ پس ظاہر ہے وعدہ ہاے مندرجہ آیات مشروط باطاعت اوسی شخص کے تھے جنکے لئے آیتہ بَلِّغْ نازل ہوی مگر مسلمانون نے اوس شرط کے بجا آوری مین غفلت کی مگر آیندہ پہر جب کبہی مسلمان لوگ اوس شرط کا ایفا کرینگے تو ضرور وعدہ الہی پورا ہوگا اور روی زمین پر سوائے مذہب حقہ کے کسے مذہب باطل کا وجود نہ رہیگا اور ظاہری کہ وہ زمانہ حضرت قائم آل محمد کا ہوگا صلواۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین گویا زمانہ حضرت امام

آخرالزمان مین تسلط اسلام کا بجز اُسی نقصان کے ہی جو زمانہ امام اول علیہ السلام
امت خود غرض کے ہاتھ سے واقع ہوا لیس اس اعتبار پر ہر سہ آیات محولہ سوید آیت بلغ
کے ہین **واما قولہ** ـ مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل
خدا کفار عرب واشرار عجم سے روی زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ مین امن
کامل اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا ـ
فاقول ـ منشی صاحب نے یہ ارقام فرمایا کہ وہ کون لوگ ہین جنھون نے
کفار و اشرار سے روئے زمین کو پاک کیا ہم بھی یہی کہتے ہین کہ بیشک
ان آیات کے ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہین نہ کہ اصحاب ثلثہ اور بحث اس موقعہ پر
فقط اصحاب ثلثہ سے ہی جنھون نے اپنی زندگی بھر مین کبھی ایک کافر کو بھی
نہین مارا نہ کسی سے میدان داری کی نہ کبھی خدا کی راہ مین آپ زخم سوزن
تک کھایا معارک جنگ مین سب سے پہلے فرار ہو جاتے خود تو ڈرپوک تھے
ہی اورون کو بھی بیدل کرتے جنگ احد پر میدان کارزار سے تینون صاحب
فرار ہو کر غار مین جا چھپے خلیفہ سیوم تو رسول خدا سے منہ موڑ کر دشمنون مین جا ملے
تیسرے روز جب یہ تحقیق ہو گیا کہ آنحضرت صلعم زندہ ہین تب آپ اپنے
عم بزرگوار ابو سفیان کے لشکر سے جدا ہو کر مدینہ مین آئے شیخین احد سے
بھاگ کر کسی غار مین چھپے بعضے کہتے ہین کہ ابن ابی منافق کے پاس جا کر
ملتجی ہوئے کہ ابو سفیان سے ہماری سفارش کرکے قصور معاف کرادے
جنگ خیبر مین ایک ہی شریر حارث نام نے تین روز تک متواتر شیخین کے چھکے
چھڑا دیے اور ہر روز باوجود علمدار لشکر ہونے کے مفرور ہو گئے ـ جنگ

خندق مین عمر ابن عبدود نے شیخین کے چہرون کے رنگ اُڑا دیے مرحب خیبری کے خوف سے رات کو سوتے مین چونک چونک پڑتے تھے جنگ حنین مین ایسے بھاگے کہ باوجود اس سخت طعنہ کے کہ یا اصحاب السمرہ کہان بھاگے جاتے ہو لوٹ کر تشریف نہ لائے ہمنے تو آجتک کسی تاریخ یا سیر کی کتاب مین یہ بات نہین دیکھی کہ اصحاب ثلثہ مین سے کبھی کسی نے ایک ادنی کافر کو بھی قتل کیا ہو رہا امن وامان اسکے یہ صورت ہی کہ بدترین خلائق بنیک بڑے عیش و عشرت مین بسر کرتے تھے جیسے حکم مروان ابوسفیان وغیرہ اور بہترین خلائق یعنی اہلبیت پیغمبر خدا جو کچھ مصائب اور خوف وخطر رہا وہ پوشیدہ نہین۔ حضرت شیر خدا علی نجفی قبر نبی سے لپٹ کر کسکے تظلم کی فریاد کرتے تھے یابن ام ان القوم یستضعفونی وکادو یقتلوننی۔ اور جناب فاطمہ زہرا کس ظلم کی دادخواہی مین یہ استغاثہ کرتی تھین کہ یا رسول اللہ تمھارے بعد ہم کیا کیا مصیبتین ابن ابوقحافہ اور ابن خطاب کے ہاتھ سے اُٹھا رہے ہین۔ مفصل تذکرہ اسکا ابن قتیبہ نے کتاب الامامت والسیاست مین لکھا ہی اور حقیر نے بھی جلد ثالث کتاب تاریخ الانبیا مین اُسکو نقل کیا ہی۔ علاوہ اہلبیت پیغمبر کے اصحاب اخیار حضرت احمد مختار پر کیا گذری ابوذر غفاری سا بزرگ صحابی شہر بدر کیا جاوے عمار بن یاسر عبداللہ ابن مسعود کا ہتک حرمت کیا جاوے اور مروان اور حکم طرید رسول کو جلاوطنی سے بُلا کر ایک لاکھ دینار انعام اور خراج مملکت فارس عطا کیا جاوے اصحاب اہل تقوی ذلیل وخوار کئے جاوین اور معاویہ ویزید وابوسفیان امراء مملکت شام بنائے جاوین۔ رسول خدا کی روح بھی ان افعال سے کیا خوش ہوئی ہوگی

بعد زمانہ اصحاب ثلثہ کے جو لوگ خلیفہ اور متسلط فی الارض ہوئے ہین معاویہ سے
لیکر بنی عباس کے آخری خلیفہ تک کسی کا حال پوشیدہ نہین انکے افعال سے
نبی صلعم کی قبر تو کیا تھا لرزا عرش الہی بھی کانپ گیا ہی حدود الہی کو توڑ ڈالا اہلبیت
رسالت کو قتل کیا حرم الہی کو آگ لگائی کعبہ کو گرایا حرم رسالت پناہ مین گھوڑے
باندھے بلد امین مین قتل عام کیا مسلمانان مدینہ کی زنان محصنہ سے اسقدر جبراً
زنا کیا کہ کئی ہزار بچے زنا سے پیدا ہوئے۔ کسی خلیفہ نے جنگ بدر کا عوض
لینے کیلئے حضرت حمزہ کی قبر کھودی کسی نے اپنے بزرگوں کا عوض لینے کے لئے اہلبیت
رسالت کو قتل کر ڈالا۔ اگر ان خلفاء متسلطین فی الارض کے حالات سنکر
اب بھی انکے تابعین کو شرم اور غیرت نہ آوے اور پھر بھی بڑے طمطراق سے
انکی نسبت ان آیات کے مصداق ہونیکا دعوی کرین اور جو آیات اخیار
صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین ہٹ دھرمی سے انھون کی نسبت
منسوب کرین تو بلاشبہ طریقۂ شرم و حیا کی منافی ہی۔ اور مولف صاحب کا
یہ مقولہ (نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا)
طنز ہی جناب علی مرتضیٰ اور امام حسین علیہما السلام پر۔ مؤلف کے نزدیک
ان دونون حضرت نے خلافت کی طمع سے فتنہ و فساد برپا کیا۔ ناظرین
باانصاف کو یہی گمان نہین کرنا چاہیے کہ یہ عقیدہ فقط مؤلف صاحب کا
ہی ہی بلکہ ثابت ہوگیا کہ اس زمانہ کے اکابر اہلسنت کا نسبت حضرت امیر المومنین
و امام حسین علیہما السلام سے یہی عقیدہ ہی کیونکہ مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈھی
نے اس رسالہ پر تقریظ لکھی ہی اور راقم منشی جوہر علی صاحب کے ان تحریرات کی

نہایت درجہ مدح اور ثنا لکھی ہی غرضکہ یہ عقیدہ کسیکا ہو فقط احلام شیطانی ہی
تردیداً گذارش کیا جاتا ہی کہ طمع اسکو کہتے ہین کہ کسی دوسرے کے حق یا ملک کے لینے
کی خواہش کرے اور خود اسکا مستحق نہو جیسے شیخین اور خلیفہ ثالث اور معاویہ اور
یزید وغیرہ ان لوگون کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ انھون نے باوجود عدم استحقاق
خود خلافت کی طمع کی اور جن لوگون کا خلافت حق تھا اگر انھون نے اسکے
استرداد یا حصول مین کوشش بھی کی ہو تو وہ طمع نہین کہلاتی منشی صاحب اسکی
مثال تو بہت صاف ہی مثلاً کوئی شخص آپکا گھر یا اسباب چھین لے اور آپ
اُسپر نالشی ہون تو کیا آپکو ہی اُلٹا طامع اور لالچی کہا جائیگا۔ ہر شخص جو کچھ
بھی عقل رکھتا ہی اُس شخص کو طامع کہیگا جسنے آپکا گھر بلا کسی استحقاق کے چھین
لیا ہی پھر آپ ایسی الٹی بات کسوجہ سے بیان فرماتے ہین یہ تو کتب اہل سنت
مین آپنے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ خدا اور رسول نے بوقت قصہ تبلیغ سورۂ برات
اس امر کو صاف کر دیا تھا کہ حضرت ابوبکر اور نیز جملہ اغیار قابلیت خلافت
پیغمبر خدا صلعم کے نہین رکھتے ہین فقط حضرت علی خلافت پیغمبر خدا کا استحقاق
رکھتے ہین اور خود حضرت ابوبکر کا متعلقہ خلافت سے بحکم وحی الٰہی ممنوع
کی گئی۔ کبھی پیغمبر خدا نے اُنکو اپنی زندگی مین اپنا خلیفہ نہین کیا کبھی بزبان سے
نہین فرمایا اور خاص اُنکے روبرو دس بیس مرتبہ حضرت علی کی نسبت اپنا خلیفہ
اور نائب ہونا زبان مبارک سے پیغمبر خدا نے فرمایا۔ خود آپ ہی ان احادیث
کو تسلیم کر چکے ہین پھر ذرا لوئے خجالت سے ذرا سر اونچا کرکے تو فرمائیے کہ
حضرت ابوبکر کا بلا کسی استحقاق کے اور باوجود ممنوع ہونے کے سر خلافت

پر پہنچانا داخل طمع ہے یا اس شخص کا طالب و دعویدار خلافت ہونا داخل طمع ہے کہ
جسکی نسبت مخبر صادق خود حضرت ابو بکر سے فرماتے ہین کہ بعد روانگی تمہارے جبرئیل
امین نازل ہوئے اور یہ وحی لائے کہ یہ کام رسالت کا ہے اسکو تم خود انجام دیسکتے ہو
یا علی مرتضی انجام دیسکتے ہین۔ اور نیز تبوک جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ مقرر
کیا اور فرمایا انت منی بمنزلہ ہارون من موسی اور بریدہ وغیرہ کی شکایت کرنے پر
سب کے روبرو اُنسے فرمایا کہ میرے بعد علی تمھارا حاکم اور والی ہے اور لفظ امام اور
سید اور امیر ہمیشہ حضرت علی کو اپنی زبان سے فرماتے۔ دس بارہ مرتبہ جلسہ عام
کرکے اظہار خلافت حضرت علی کا کیا کہ انوار الھدی مین بتشریح تمام مندرج کیا ہے
حجۃ الوداع مین بروز عرفہ عام امت کو حکم دیدیا کہ میرے بعد اہلبیت تمھارے پیشوا
ہین تمکو فقط اُنسے اور قرآن سے تمسک کرنا چاہیے بعد اسکے غدیر خم پر بڑا اجلاس
اور مجمع کرکے امیر المومنین کو خلافت پر نصب کردیا۔ اُسکے بعد مدینہ مین تشریف
لاکر حالت بیماری مین جن جن لوگون کی طرف سے گمان فساد اور فتنہ پردازی کا
برخلاف حضرت امیر المومنین کے تھا اُنکو بماتحتی اسامہ بن زید روم کیطرف جانیکا
حکم دیدیا اور وفات سے چند ساعت بیشتر یہ سب لوگ کوچ پر تیار ہوگئے حضرت
ابوبکر و حضرت عمر باوجودیکہ اُنھون نے بہت کچھ واویلا کیا مگر دفتر ماتحتان اسامہ سے
انکا نام خارج نفرمایا اور قرب وفات سید عالم صلعم نے ملبوس خاص اور اسب
و شتر و اسلحات و دیگر البسۂ مخصوصہ و انگشتر خاتم حضرت علی مرتضی کو عطا فرماکر
اور وصایائے معمول پیغمبران سے مشرف و ممتاز کرکے اپنا خلیفہ اور وصی بنایا۔
منشی صاحب اگر آپکے مزاج مین کچھ بھی انصاف ہے تو ذرا اس بات پر غور

فرمایئے کہ ان باتون مین سے جو بندہ نے اوپر گذارش کی ہین ایک بھی
حضرت ابوبکر یا کسی دوسرے صحابی کو کبھی عمر بھر حاصل ہوئی ہی بھلا خلافت
ایسی شی ہی کہ کسیکو بالا بالا مالک کی بلا مرضی حاصل ہو جاوے ادنی ادنے
درویش بھی جسکو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین تو جبہ و دستار یا خرقہ تو ضرور ہی دیتے ہین
آپ اور تو سب باتون کو جانے دیجئے اسی کی تحقیقات کیجئے کہ انتقال سے پیشتر
حضرت رسول خدا نے جب اپنا عمامہ و جبہ و ردا و اسلحہ و اسپ وغیرہ حضرت
علی کو عطا فرمائے تو حضرت ابوبکر کو بھی ان تبرکات مین سے کچھ دیا اور تین روز پیشتر سے
گھر مین گھسنے دیا یا نہین اور خطاب آخری مرویہ صحیح بخاری قوموا عنی بعد یہ
حضرت شرف خدمت حضرت رسالت سے تا وقت وفات مشرف ہوئے یا نہین
اور مولف کا یہ قول کہ آیۂ بلغ کے معنی دو شق سے خالی نہین کہ یا تو خدا تعالی
بھی اصحاب ثلثہ سے مثل حضرت امیر کے ڈرتا تھا۔ یا حضرت امیر جبان تھے
اور اس وجہ سے وہ قابل امامت نہ تھے بالکل مجنونون کے بڑ ہے۔ مولف صاحب کو
نہ استدلال کرنا آتا ہی نہ الزام دینا۔ کوئی پوچھے کہ جب تمنے معنی آیت مین دو شق
قرار دین پھر ایک ہی شق لکھکر کیون خاموش ہوئے اور نصف نتیجہ شق اول کو
کس طرح شق ثانی قرار دیا۔ شق اول مین جب تم حضرت امیر اور خدا تعالی
کو مساوی درجہ کے ڈرنے والے قرار دیکیے تو نتیجہ مین ایک کی جبانت کو کیون
ترک کر دیا صاف لکھا ہوتا کہ خدا تعالی بھی بوجہ جبانت مستحق خدائی نہ رہا اور جبکہ
شق اول مین حضرت امیر کو ڈرپوک قرار دیکیے اور شق ثانی مین بھی اسیکا اعادہ کیا پھر
جدا شق کس طرح ہوئی یہ تو رجعت قہقری یعنی فی کرکے پیا نا ہی اور حضرت منتہی

صاحب یہ کونسا قاعدہ استدلال کا ہی کہ آپنے جناب امیر کی نسبت تو الزام جبانت
لگا کر غیر مستحق امامت قرار دیا اور خدائتعالی کی نسبت بھی وہ الزام جبانت کا لگایا
اور اُسکو خدائی کا غیر مستحق نہ لکھا کیا امامت خدائی سے بڑی ہی کہ مرد جبان خدائی
خدائی تو کر سکے اور امامت نہ کر سکے۔ علاوہ اسکے مضمون آیت سے خدائتعالی
یا علی مرتضی کی جبانت ثابت نہین ہوتی پھر آپنے کسطرح خلاف مراد آیت
خدائتعالی کو جبان قرار دیا خدائتعالی تو اپنے رسول سے یون فرماتا ہی کہ ہمارے
پیغام کو پہونچا دے اور مردم اشرار کا خوف نکر ہم تجکو اُنکے شر و فساد سے بچا دینگے یہ
کلمات تو بہادری کے ہین پھر تمنے کسطرح خدائتعالی پر الزام ڈرپوک ہونیکا لگایا۔
کیا آپکو ہنود کی صحبت زیادہ رہی ہی وہ لوگ البتہ ایسے مقولہ کہہ دیتے ہین بچے
بڑے پن میشر سے یعنی بچہ اور حرامزادہ سے پرمیشر بھی ڈرتا ہی۔ سوائے اسکے
لغو ہونا آپکے استدلال کا اسی سے ظاہر ہی کہ حجت بے محل ہی جہان یہ الزام
عاید نہین ہو سکتا تھا وہان تو آپنے الزام عاید کیا اور جہان اُسکا محل تھا اُسکو
بھول گئے دیکھیے اگر کوئی شقی ازلی براہ شقاوت آیتہ بلغ سے کسی پر الزام ڈرپوک
ہونیکا لگادے تو وہ بے ایمان ہمون رسولخدا صلعم پر اس الزام کو اسوجہ سے
لگائے کہ آپنے بخوف بعض اشرار امت پیغام آلہی کو ظاہر نہین فرمایا تھا خدائتعالی
نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ ہم تجکو آدمیون کے شر سے بچائینگے اُسوقت آپنے
اُس حکم کی تعمیل کی۔ خدائتعالی کی تو صاف بہادری اور شجاعت ظاہر ہوتی
ہی اور کسی لفظ یا کلمہ سے خدائتعالی یا علی مرتضی کی جبانت پائی نہین جاتی
پھر فرمائیے تو کیا خدائتعالی اور علی مرتضی ہی آپکے دشمن ہین کہ کہین اُنکی جبانت کا

ذکر ہی اور نہ مذکور ہی اور آپ زبردستی اُنکو جبان قرار دیتے ہین۔ رسولخدا صلعم کو اس زمرہ سے خواہ آپ سہواً چھوڑ گئے ہین یا اُنکی بھی رعایت مرکوز خاطر ہوئی ہی مگر استدلال آپکا نامعقول ہوگیا اور ایمان بھی سلامت نہ رہا یعنی جب خداتعالی آپکے نزدیک قابل خدائی نہ رہا تو حضرت کی رسالت کب باقی رہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ مؤلف صاحب جبانت اور شجاعت کی تعریف سے بھی آگاہ نہین ہین اور احتیاط اور بددلی کے فرق سے بھی مطلع نہین ہین۔ رسول خدا صلعم نے جو تبلیغ حکم امامت علی مرتضی کو براے چندے حیز التوا مین ڈالا محض بنظر احتیاط تھا۔ اور احتیاط ایک خصلت شریف ترین خصائل سے ہی اور شجاعت کے تحت مین ایسے ہی داخل ہی جیسے بزدلی تحت جبانت ہی جناب رسول خدا صلعم اور حضرت علی مرتضی کا اغماض کرنا طرح دیجانا ہمیشہ بنظر احتیاط ہوتا تھا ہان البتہ غار کے اندر رونا احد کے میدان سے بھاگ جانا خیبر مین حنین مین فرار ہونا داخل جبانت ہین اور اسی کی بابت یہ مقولہ ہی الجبان لا یستحق الامامت۔

قال صاحب اسرار الہدی حدیث قال رسول اللہ صلعم یا ایھا الناس انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی۔ ترجمہ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ای آدمیو تحقیق مین تمھارے درمیان دو چیزین جلیل القدر چھوڑتا ہون ایک قرآن دوسرے اہلبیت مرحومہ دوسرے عترت میری اگر تم ان دونون سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے بعد میرے۔

اقول بحولہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب کچھ مفصلا ارشاد نہ ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے نصوص مین آپنے کیون اس حدیث کو تحریر فرمایا۔ ہان پہلے تو یہ فرمایئے کہ آپکے نزدیک حضرت ابوبکر بھی زمرۂ ناس مین داخل ہین یا نہین اگر نہین ہین تو پھر کن مین داخل ہین اور اگر ہین تو فرمایئے کہ انھون نے تمسک عترت پیغمبر خدا کیا یا نہین اگر تمسک کیا ہی تو وہ خلیفہ اور امام کس طرح رہے خلیفہ اور امام تو وہ ہوئے کہ جنکو رسول خدا نے واسطے تمسک امت کے اپنے بعد چھوڑا اور خاص معنی خلیفہ کے یہی ہین یعنے پیچھے چھوڑا ہوا اس حدیث سے توقطعًا خلافت حضرت ابوبکر کی باطل ہو گی۔ اور اگر حضرت ابوبکر نے آپکے نزدیک عترت پیغمبر سے تمسک نہین کیا تو بشہادت اسی حدیث کے آپکو قبول کرنا پڑا کہ وہ گمراہ ہو گئے۔ دیکھئے یہ معجزہ اہلبیت پیغمبری کہ دشمن کی زبان پر بھی حق جاری ہو جاتا ہی۔ کتب مخالفین مین جو مناقب اور فضائل اہلبیت پائے جاتے ہین اُسکی یہی وجہ ہی۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ۔ اس حدیث صحیح سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پیغمبر خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی مین جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ اور اپنی عترت کے فرمایا پس جو کوئی بدنصیب ان دونون جلیل القدر چیزونکا مخالف ہوگا وہ بالیقین مخالف خدا اور رسول سمجھا جائیگا۔

اقول بحولہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب جبکہ مقدمات دینی اور احکام شرعی مین تو تمسک عترت پیغمبر کا واجب ہوا پھر حضرات خلفاء ثلثہ کس کام پر متعلق رہے اسکی بابت مفصل ارشاد ہو۔ اور بعد اسکے یہ فرمایئے کہ جن لوگون نے یا جن بدنصیب

لوگون نے اہلبیت پیغمبر کو ترک کرکے اپنے آپکو دینی پیشوا ظاہر کیا یا بجائے اسکے کہ اہلبیت کی اطاعت و پیروی کرین اُنسے اپنی اطاعت اور پیروی کرائے - یا جنھون نے عترت کے جمع کئے ہوئے قرآن کو قبول نہ کیا یا جنھون نے تقلید عترت کو ترک کرکے اجماع اور پنچایت سے مسلات شرعی جاری کیئے یا جنھون نے ترک عترت غیر لوگون مثل ابو موسیٰ و ابن مسعود وغیرہ کو اپنے مفتی مقرر کیئے وہ خدا اور رسول کے مخالف ہوگئے یا نہین اور آپ اُن لوگون کو کیسا سمجھتے ہین -

قال صاحب اسرار الہدیٰ اب یہ امر تحقیق طلب ہی کہ فریقین یعنے اہل سنت و اہل تشیع مین سے کونسا فرقہ ناجیہ متمسک کتاب اللہ و عترت رسول اللہ کا ہی اور کون ان دونون مستحکم حبل متین کو ایمان و دین سمجھتا ہی اس لیئے کتب فریقین کو بلا التعصب ملاحظہ کرنا ضروری سمجھا گیا جیسا کتب اصول و فروع اہل سنت مین کوئی روایت قوی یا ضعیف ایسی نہ دیکھی گئی کہ جسمین اہانت کتاب اللہ یا عترت رسول اللہ کی صراحتًا یا کنایتًا پائی جاوے اس سے معلوم ہوا کہ فرقہ اہل سنت بلا شبہہ متمسک حدیث ثقلین کا ہے -

اقول بحول اللہ العلی العظیم امر تحقیق طلب مین منتی صاحب نے بہت دھوکہ کھایا ہے فرقات اہل سنت و اہل تشیع کی بابت پیشتر ہی تحقیقات کرنا کیا ضرور ہے پہلے اُن لوگون کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کہ جنسے مخاطب ہوکر رسول خدا صلعم نے یہ حکم دیا تھا اور جن کے زمانہ مین وہ عترت پیغمبر

موجود تھے جنکو رسولخدا نے اپنے بعد دنیا مین چھوڑا تھا اور جنکی پیروی اور تمسک
کی بابت پیغمبر خدا صلعم نے اپنے اصحابون کو حکم دیا تھا انکے بعد تابعین اور تبع
تابعین ائمہ اہل جماعت بانیان مذہب اہل تسنن کی نسبت تحقیقات فرمائی
جب اس سے فارغ ہو جاوین اُس وقت عوام اہل سنت واہل تشیع
کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کیونکہ اول اصل کی تحقیقات ضروری ہے
اگر اصل ہی مخالف خدا و رسول ثابت ہو گئی تو فرع کا تمسک بھی
اگر ثابت ہو جاوے تو کیا فائدہ ہے۔
اس تحقیقات کی تکمیل کے لئے اول تو قرار دینا اس بات کا ضروری ہے کہ آنحضرت
صلعم نے جو اس حدیث مین لفظ عترت فرمایا ہی اُس سے مراد علیہم السلام کون
کون شخص ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ جن لوگون کو مخاطب کر کے رسول خدا نے
یہ حکم دیا تھا وہ کون لوگ ہین اور کوئی مسلمان اُس سے مستثنی ہو سکتا ہی یا نہیں
پھر یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ تمسک کے کیا معنی ہین اور اُس سے رسول خدا نے
کیا مراد لی ہی آیا فقط بحسب مزعوم منشی صاحب عدم توہین کو ہی تمسک کہتے
ہین یا تمسک کوئی اور شی ہی جب یہ ہر سہ امور قرار پا جاوین اسوقت کتب
فریقین سے دیکھا جاوے کہ کون فرقہ متمسک باہلبیت پیغمبر ہی اور کون فرقہ
غیرون کا متمسک اور عترت کا مخالف ہی اس لیئے واجب ہوا کہ ہم اول ان
ہر سہ امور کی تنقیح کرین اُسکے بعد فیصلہ قطعی دین۔

اول یہ کہ مراد عترت پیغمبر سے کون لوگ ہین

تحقیقات اس امر کی کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم کون شخص ہین بہت

آسان ہی اگرچہ اکثر معاندین خاندان رسالت نے بوجہ بغض و عداوت کہ اُنکے دلون مین حضرت علی مرتضیٰ اور حسنین علیہما السلام کی طرف سے جاگزین تھے بہت غیر لوگون کو داخل اہلبیت کر کے ان چارتن کے شامل کیا ہی لیکن کوئی ثبوت کامل انکو آجتک ہاتھ نہین لگا یہانتک کہ بعضون نے نہایت تعصب اور عداوت سے حضرت کے دیگر بھائیون اور بھیپون کی اولاد کو بھی اہلبیت اور عترت مین معدود کیا مگر ہم یہ کہتے ہین کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم فقط وہ لوگ ہین کہ جنکی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے یہ لفظ فرمایا ہو کہ وہ میری عترت اور اہلبیت ہین بلکہ محدود کر دیا ہو کہ یہی میری عترت ہین اور جنکی نسبت کبھی زبان مبارک سے لفظ عترت یا اہلبیت نہین فرمایا ہی خواہ کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو ہم داخل عترت نہین کر سکتے حتی کہ اہلسب گو آپکا چچا ہے مگر ہم شامل عترت نہین کر سکتے اب ہمکو فقط یہ بات دریافت کرنی چاہیے کہ آنحضرت صلعم نے بھی کبھی اظہار اس امر کا کیا ہی کہ فلان فلان شخص میرے عترت ہین چنانچہ صحاح اہل سنت کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہی کہ صد ہا مقامات پر رسول صلعم نے امت پر اظہار اس امر کا کیا ہی کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام میری عترت اور اہلبیت ہین اور سوائے انکے کبھی کسی اور شخص کے لئے اظہار عترت و اہلبیت ہونیکا نہین فرمایا حتی کہ دیگر بنات و ازواج کے لئے کسی جگہ یہ لفظ نہین فرمایا چنانچہ بطور نمونہ چند روایات صحاح ستہ درج کیجاتی ہین اخرج المسلم عن عائیشہ قالت خرج النبی صلعم غداۃ و علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین

موجود تھے جنکو رسولخدا نے اپنے بعد دنیا مین چھوڑا تھا اور جنکی پیروی اور تمسک
کی بابت پیغمبر خدا صلعم نے اپنے اصحابون کو حکم دیا تھا انکے بعد تابعین اور تبع
تابعین ائمہ اہل جماعت بانیان مذہب اہل تسنن کی نسبت تحقیقات فرمائی
جب اس سے فارغ ہو جاوین اُس وقت عوام اہل سنت و اہل تشیع
کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کیونکہ اول اصل کی تحقیقات ضروری ہے
اگر اصل ہی مخالف خدا و رسول ثابت ہو گئی تو فرع کا تمسک بھی
اگر ثابت ہو جاوے تو کیا فائدہ ہے۔
اس تحقیقات کی تکمیل کے لئے اول تو قرار دنیا اس بات کا ضروری کہ آنحضرت
صلعم نے جو اس حدیث مین لفظ عترت فرمایا ہی اُسنے مراد علی التعیین کون
کون شخص ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ جن لوگون کو مخاطب کر کے رسول خدا نے
یہ حکم دیا تھا وہ کون لوگ ہین اور کوئی مسلمان اُس سے مستثنی ہو سکتا ہی یا نہین
پھر یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ تمسک کے کیا معنی ہین اور اُس سے رسول خدا نے
کیا مراد لی ہی آیا فقط بحسب مزعوم منشی صاحب عدم توہین کو ہی تمسک کہتے
ہین یا تمسک کوئی اور شی ہی جب یہ ہر سہ امور قرار پا جاوین اسوقت کتب
فریقین سے دیکھا جاوے کہ کون فرقہ متمسک باہلبیت پیغمبر ہی اور کون فرقہ
عیزون کا متمسک اور عترت کا مخالف ہی اس لیئے واجب ہوا کہ ہم اول ان
ہر سہ امور کی تنقیح کرین اُسکے بعد فیصلہ قطعی دین۔

اول یہ کہ مراد عترت پیغمبر سے کون لوگ ہین

تحقیقات اس امر کی کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم کون شخص ہین بہت

آسان ہی اگرچہ اکثر معاندین خاندان رسالت نے بوجہ بغض و عداوت کہ اُنکے
دلون مین حضرت علی مرتضی اور حسنین علیہما السلام کی طرف سے جاگزین ہے تھے
بہت غیر لوگون کو داخل اہلبیت کرکے ان چارتن کے شامل کیا ہی لیکن کوئی
ثبوت کامل اُنکو آجتک ہاتھ نہین لگا ہیانتک کہ بعضون نے نہایت تعصب
اور عداوت سے حضرت کے دیگر چچاؤن اور بھیبون کی اولاد کو بھی اہلبیت
اور عترت مین معدود کیا۔ مگر ہم یہ کہتے ہین کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم
فقط وہ لوگ ہین کہ جنکی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے یہ لفظ فرمایا ہو کہ وہ میری عترت
اور اہلبیت ہین بلکہ محدود کر دیا ہو کہ یہی میری عترت ہین اور جنکی نسبت
کبھی زبان مبارک سے لفظ عترت یا اہلبیت نہین فرمایا ہی خواہ کیسا ہی
قریبی رشتہ دار ہو ہم داخل عترت نہین کرسکتے حتی کہ ابولہب گو آپکا چچا ہے
مگر ہم شامل عترت نہین کرسکتے اب ہمکو فقط یہ بات دریافت کرنی چاہیے
کہ آنحضرت صلعم نے بھی کبھی اظہار اس امر کا کیا ہی کہ فلان فلان شخص میرے
عترت ہین چنانچہ صحاح اہل سنت کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہی کہ صدہا مقامات
پر رسول صلعم نے امت پر اظہار اس امر کا کیا ہے کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام
میری عترت اور اہلبیت ہین اور سوائے انکے کبھی کسی اور شخص کے لئے
اظہار عترت و اہلبیت ہونیکا نہین فرمایا حتی کہ دیگر بنات و ازواج کے لئے کسی
جگہ یہ لفظ نہین فرمایا چنانچہ بطور نمونہ چند روایات صحاح ستہ درج کیجاتی
ہین اخرج المسلم عن عائیشہ قالت خرج النبی صلعم غداۃ و علیہ
مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین

فادخل معه ثم جاءت فاطمه فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید
الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الخ-
واخرج النسائی فی الخصائص عن ابن عباس رض ان رسول الله صلعم اخذ الحسن
والحسین وعلیا وفاطمة فمد علیهم ثوبا فقال هؤلاء اهلبیتی وخاصتی
فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا یعنی مسلم نے تو عائشہ سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ایک روز صبح کو جناب سرور کائنات ایک سیاہ گلیم اوڑھے
ہوئے گھر سے باہر نکلے کہ حسن بن علی آئے اور آپنے انکو گلیم مین لیلیا پھر حسین
آئے انکو بھی گلیم مین لیلیا پھر فاطمہ اور علی آئے انکو بھی گلیم مین داخل کیا اور آیۃ
تطہیر قرات فرمائی کہ خداوند تعالی چاہتا ہے کہ ای اہلبیت رسالت تمسے رجس کو
دور کرے اور تمکو ایسا پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہے- اور امام نسائی
اپنی کتاب خصائص مین حضرت ابن عباس سے جو آنحضرت کے چچا زاد بھائی
ہین یہ روایت کرتے ہین کہ بولایا آنحضرت صلعم نے حسن اور حسین
او فاطمہ علیہم السلام کو اور انپر ثوب اوڑھا دیا اور فرمایا کہ مخصوص یہ ہی
اہلبیت میرے ہین بارخدایا دور کر انسے رجس اور پاک کر انکو جیسا کہ پاک
کرنے کا حق ہے- اور حضرت ام سلمہ زوجۂ رسول خدا صلعم نے اس سے
بھی زیادہ مفصل روایت کی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ازواج آنحضرت اس
شرف مین داخل نہین ہوسکتی ہین جیسا کہ امام واحدی نے اسباب نزول
مین روایت حضرت ام سلمہ کو لکھا ہے- پھر بوقت مباہلہ اظہار اس امر کا ہوا
کہ اہلبیت اور عترت پیغمبر خدا صلعم کے فقط یہی چارتن ہین جیسا کہ صحیح مسلم

مین سعد بن وقاص سے مروی ہی۔ لما نزلت ھذہ الآیۃ قل تعالوا
ندع الخ دعا رسول اللہ صلعم علی وفاطمۃ والحسن والحسین
فقال اللھم ھولاء اھلبیتی۔ یعنی بوقت نزول آیۂ مباہلہ کے آنحضرت
صلعم نے حضرت علی وفاطمہ وحسنین علیہم السلام کو بلایا اور یہ فرمایا کہ بارخدایا
یہی میرے اہلبیت ہین۔ ایک روایت مین حضرت ام سلمہ فرماتی ہین
کہ بحالت جنابت مسجد مین جانا سب پر حرام ہی مگر محمد و اہلبیت محمد پر کہ
کہ وہ علی وفاطمہ وحسنین ہین۔ وعن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال
لما نزل قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
قالوا یا رسول اللہ من ھولاء الذین وجبت علینا مودتھم
قال صلعم علی وفاطمہ وابناھما۔ یعنی وہ یہی چار تن ہین جنکی مودت
مسلمانون پر فرض ہے غرض کہان تک شمار کیا جاوے ہزارہا روایات
کتب اہلسنت مین اس قسم کی موجود ہین کہ جنمین لفظ عترت اور اہلبیت
ذوی القربیٰ فقط ان چہارتن پاک مین محدود کیا گیا ہی۔ اگر کسیکو اسکے
خلاف دعویٰ ہو تو اپنی ہی کتب سے سوائے ان چہارتن کے دیگر اعمال
دینی اعمام و نہات وازواج کی نسبت ایسا ہی فرمان نبوی تلاش کرکے
پیش کرے جسمین انکی نسبت یہ لفظ ہو کہ یہی میری عترت ہین یا یہی
میرے اہلبیت ہین یا انکو بحالت جنابت مسجد مین جانا حلال ہے
یہی رجس سے پاک ہین۔

دوم حدیث ثقلین مین مخاطب کون ہین۔ عبارت حدیث مین

خطاب کل آدمیون سے ہی جسمین تمام مسلمان اور حاضرین وقت داخل
ہین اور جو اس حدیث مین مثل دیگر احادیث کے خطاب فقط مومنین سے
نہین ہی بلکہ ہر مومنین ومسلم ومنافق وکافر اہل ذمہ لفظ ناس مین شامل کئے
گئے ہین اسکی مراد یہی ہی کہ کوئی شخص اس خطاب سے مستثنی نہین ہو سکتا
البتہ وہ لوگ جو آدمیت سے خارج ہین وہ اس خطاب سے مستثنی ہو سکتے
ہین پس خلفاء ثلثہ اور جمیع صحابہ ومسلمانان قدیم وجدید اس حدیث
مین مخاطب ہین اور ان سبکو ثقلین سے تمسک کرنا واجب ولازم
ہی۔ جو کوئی متمسک بہ ثقلین نہین ہوا وہ گمراہ اور اسلام سی خارج ہوا۔
سوم تمسک سے کیا مراد ہی۔ اگرچہ مراد تمسک وہ ہی ہی جسکا کچھ
اشارہ حدیث کے ترجمے کے بعد مولف صاحب نے لکھا کہ پیغمبر خدا نے
مقدمات دینی اور احکام شرعی مین جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ
اور اپنی عترت کی کیا لیکن بعد اسکے وہ تمسک کے معنی سے بالکل
گذر گئے اور جب اُنھون نے ذکر کتب اہل سنت کا کیا تمسک کو چھوڑ کر
توہین وعدم توہین مین جا گھسے اور فقط عدم توہین کو تمسک سمجھ لیا حالانکہ
عدم توہین کو تمسک نہین کہتے اس اعتبار پر بلکہ ہنود کے شاستر مین بھی
توہین اہلبیت پیغمبر نہین مثل حضرات اہل سنت وہ بھی کیا متمسک
باہلبیت پیغمبر سمجھے جائینگے۔ ہم منشی صاحب پر یہ الزام قائم نہین کرسکتے
کہ وہ تمسک کے معنی نہین سمجھے کیونکہ جبتک اہل سنت کے کتب کا ذکر
نہین ہوا تھا اُسوقت تک وہ تمسک کے معنی جانتے تھے مگر جب البتہ

کے کتب سے تمسک ثابت کرنیکا وقت آیا تب مجبوراً انکو اصل معنی تمسک
کے چھپانے پڑے اور یہ لکھنا پڑا کہ دیکھو ہماری کتب مین توہین قرآن واہلبیت
کی نہین ہی اسلیئے ہم متمسک بہ ثقلین قرار پائینگے۔ مگر ہم صاف ثابت کرینگے
کہ ثقلین کی توہین خاص اصول مذہب اہل تسنن ہی اور اُنکے پیشواؤن نے
ثقلین کی توہین کی ہی اور اُنکے کتب مین صاف توہین ثقلین موجود ہی مگر یہ
موقعہ صرف تمسک کی بحث کا ہی کہ درحقیقت تمسک کسکو کہتے ہین اور اس
سے مراد کیا ہی۔ واضح ہو کہ تمسک ثقلین سے مراد رسول خدا صلعم کی یہ ہی
کہ جبتک مین تمھارے درمیان تھا تو تمھارے مصالح امور دینی دنیوی مین بموجب
احکام آلہی وحسب رائے واجتہاد خود حکم کرتا تھا اب مین وفات پانے والا
ہون بہرحال میرے بعد محتاج ایسے ہی قاضی اور حاکم کے ہو جیسا کہ مین تھا
اسلیئے تمکو ہدایت کرتا ہون کہ میرے بعد ثقلین کو اپنا قاضی حاکم سمجھنا۔ قرآن تو وہی قرآن
ہی جو رسول صلعم پر نازل ہوا اللہ تعالیٰ نکے زمانہ مین موجود تھا اُسکی تعلیم دینے والے اسکے معنی اور مراد
سمجھانیوالے قائمقام رسول خدا صلعم کے اُسکے اہلبیت ہین کیونکہ وہ بھی رسول خدا کیطرح
معصوم اور گناہون سے پاک ہین تخصیص اہلبیت کی تمسک کیلیئے فقط اسوجہ سے ہی کہ وہ
طاہر اور گناہون سے پاک ہین اور لوگون کا اعتبار نہین ہوسکتا خواہ کیسے
ہی نیکبخت ہون چنانچہ مسلمانون کے اطمینان کے لیئے رسول خدا نے یہ بھی
فرمادیا کہ میرے اہلبیت کبھی قرآن سے جدا نہونگے غرضکہ معاملات
دین و دنیا مین فقط اہلبیت پیغمبر کی پیروی اور تقلید کرنی چاہیئے اور احکام
شرعی جو وہ اپنی زبان سے فرمادین اُسی پر عمل کیا جاوے جسطرح کہ زمانہ

رسول خدا صلعم کے اقوال وافعال کی پیروی کرتے تھے اسیطرح انکی اہلبیت
کی پیروی کی جاوے۔ ایسا نکرنا چاہیے کہ ابن مسعود نے یون کہا اور عمر بن
خطاب نے یون کیا اور ابو حنیفہ کی یہ رائے ہی اور شافعی کا یہ حکم ہی اور ان
غیرون کے اقوال وافعال کو اپنے لئے شریعت بنا کر عمل کرو بلکہ فقط اہلبیت
پیغمبر کے اقوال وافعال کو شریعت جانو جبتک وہ ہم مین موجود رہین بالمشافہ
انکی تقلید و پیروی کرو انکے زمانہ کے بعد انکے اقوال وافعال پر تمسک کرے واسیکا
نام تمسک ہی۔ اب سب سے پہلے تو حالات خلفاء اور صحابہ کی پڑتال
کرنی چاہیے کہ کس کس نے پیروی کس کسکی کی وہ راہ راست پر رہے یا
یا گمراہ ہوگئے بعد اسکے اہل تسنن اور اہل تشیع کی کتابین نکالکر دیکھو تاکہ
معلوم ہوجاوے کہ کون فرقہ متمسک بہ ثقلین ہی اور کون غیر متمسک اور
گمراہ ہی اگر منصف مزاج آدمی تمام نزاعات اور بحث وتکرار کو چھوڑکر
فقط اسی ایک حدیث کے تحقیقات کرے تو ممکن نہین کہ حق
صریح اسپر فوراً ظاہر نہو۔

تحقیقات تمسک باہلبیت پیغمبر بنسبت خلفاء ثلثہ و دیگر صحابہ۔

واضح ہو کہ جہانتک غور اور فکر کیا جاتا ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب ثلثہ
وغیرہم نے یہ تعمیل ارشاد نبوی تمسک ثقلین سے نہین کیا۔ حضرات اہلسنت
کو اس بحث مین نہایت درجہ تردد ہوتا ہی کیونکہ اگر اس امر کو تسلیم کرتے ہین
کہ خلفائے ثلثہ نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک کیا تب تو خلافت باطل ہوتی
ہی اور اگر یہ کہین کہ انحضرات نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک نہین کیا تو صاف

گمراہ ثابت ہوتے ہیں گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل اسی سے مراد ہے اسلئے حضرات اہلسنت سے تو امید نہیں کہ منصفانہ اور آزادانہ طور سے اس امر پر بحث کریں اسلئے مجبوراً ہم ہی واقعی حال گذارش کرتے ہیں کہ یہ حدیث ثقلین اواخر سال دہم ہجری بروز عرفہ حجۃ الوداع رسول خدا صلعم نے فرمائی اور اسکے فرمانے کے دو ماہ کے بعد آپ بیمار ہوئے اور تیسرے ماہ میں وقت انتقال سے دو تین روز پیشتر جناب سرور کائنات نے جب وصیت نامہ لکھوانا چاہا اور یہ فرمایا ھلموا اکتب لکم کتابا لم تضلوا بعدی یعنی آؤ تمھارے لئے ایسی تحریر لکھواؤں جس سے میرے بعد گمراہی میں پڑنے سے بچ جاؤ چونکہ یہ امر پیشتر معلوم ہو چکا تھا کہ نبی صلعم کے انتقال کے بعد فقط تمسک ثقلین گمراہی سے بچانے والا ہے اسلئے حضرت عمر وغیرہ نے عقل سے معلوم کیا کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم اب اسی حکم کے پروی تحریر پختگی کرتے ہیں اس لئے مانع تحریر وصیت نامہ ہوئے اور حضرت کے روبرو صاف یہ کہا حسبنا کتاب اللہ - یعنی ہمکو فقط قرآن کافی ہے - ظاہر ہے کہ اہلبیت کے تمسک سے انکار کیا - اور چونکہ بقول مخبر صادق گمراہی سے بچانے والی دو شئے ہیں اور حضرت عمر نے اپنے لئے ایک شئے کو کافی بتلایا گمراہی سے بچنا تو معلوم آنحضرت صلعم نے اپنے مکان سے بھی اٹھوا دیا - پس ثابت ہے کہ گروہ خلفاء ابتداء سے ہی مخالف عترت تھا اور جو شخص مخالف عترت ہے وہ قرآن کا بھی متمسک نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ دونوں ایک ساتھ ہیں - پس جو لوگ تاریخی حالات سے واقف ہیں وہ جانتے

ہین کہ بعد انتقال پیغمبر خدا صلعم شیخین اور دیگر اُنکے ہمساز صحابہ نے کوئی دقیقہ ایذا رسانی و توہین عترت پیغمبر کا اُٹھا نہین رکھا حقوق اُنکے غصب ہر طرح پر آزار اُنکو پہونچایا حضرت علی علیہ السلام نے جو قرآن جمع کیا اُسکو قبول کیا خود بیلے اجرت دیکر لوگون سے قرآن جمع کرایا چندے ازبعد خلیفہ سوم نے اوسکو ناقص قرار دیکر جلوایا خود اپنے نویسندون اور محررون سے جمع کرایا پھر مسلمات شرعی مین باوجود ناواقفیت خود غیر لوگ مفتی اور قاضی مقرر کیے اُبی بن کعب ابن مسعود زید بن ثابت ابو موسی وغیرہ چند اشخاص کی پنچایت مقرر کی مسائل شرعیہ مین اجتہاد کرایا جسکو علمائے اہلسنت اجتہاد و مذہب فاروقی کہتے ہین۔ ثبوت اس امر کا کہ خلفاء ثلثہ نے ثقلین سے تمسک نہین کیا اور آپ بطور خود پیشوا نبکر اجماعی اجتہاد سے حل مسائل شرعی کرتے تھے اور پھر یہی مذہب مخالف ثقلین موسوم بمذہب سنت ہو کر عوام مین جاری ہوا۔ اور اسیکا نام مذہب تسنن ہی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء سے حاصل ہی۔ وہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۸۷ مطبوعۂ بریلی مین حسب ذیل تحریر فرماتے ہین۔ و شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذوالنورین مسلط شدند بر روی زمین و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع کردند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتند و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند۔ (ہم آجتک اسی شک مین تھے کہ مذہب سنت و جماعت مین شاید لفظ سنت طریقہ پیغمبر خدا سے مراد ہو

مگر یہ بات اب معلوم ہوئی کہ سنت سے مراد طریقہ خلفا ہی) فرمائیے اب تو کسی سنی مسلمان کو شک نہین رہیگا کہ خلیفہ صاحبان مخالف ثقلین تھے اور حضرات اہلسنت متمسک بطریقہ خلفا ہین۔ پس حضرات اہلسنت حدیث پیغمبر خدا کی نسبت کیا فتوی دیتے ہین آیا جو کچھ اُسمین ارشاد فرمایا ہی وہ سچا ہی اور واقعی یہ بات سچ ہی کہ جو متمسک بہ ثقلین نہین ہی وہ گمراہ ہوگیا یا کوئی تاویل نکل سکتی ہی رسول خدا صلعم نے جو حدیث ثقلین مین یہ فرمایا ہی۔

فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ یعنی وے دونون یعنی قرآن و اہلبیت آپس مین ایک دوسرے سے جدا ہونگے تا آنکہ میرے حوض پر وارد ہون۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ قرآن سے متمسک ہونا مسلمانونکا اُسیوقت صحیح سمجھا جائیگا کہ جب وہ تمسک بذریعہ اہلبیت پیغمبر کے حاصل ہو۔ خو بخود قرآن جمع کر کے عمل کر لینا ہرگز داخل تمسک نہین اسلئے ثابت ہوا کہ خلفاء موصوف قرآن سے بھی متمسک نہ تھے اور جیسے مخالف عترت تھے اُس سے زیادہ مخالف قرآن تھے اب ہم ظاہر طور سے بھی صحابہ و خلفاو ثلثہ وغیرہ کا قرآن مجید سے باصرار تمام مخالفت کرنا کتب اہلسنت سے ہی ثابت کرتے ہین۔

دیکھئے قرآن مجید مین حکم نازل ہوا کہ نبی صلعم کی حضور مین شور نکرو زور سے مت بولو جھگڑا تکرار مت کرو۔ اور صحیح بخاری مین مروی ہی کہ حضرت عمر وغیرہ نے تحریر وصیت کے دن رسول خدا کی حضور مین ارتکاب اُنھین امور ممنوعہ کا کیا جسپر رسولخدا نے انکو اپنے گھر سے نکلوا دیا بایں عبارت۔ قوموا عنی لا ینبغی عند التنازعه۔ قرآن مین حکم آیا کہ نبی صلعم کی اطاعت کرو

اُنکے حکمون کو مانو۔ نبی صلعم نے حضرت ابوبکر رض و عمر رض و عثمان رض و غیرہم کو ماتحتی
اسامہ بن زید روم کو جانیکا حکم دیا اور ان حضرات نے اول حکم پیغمبر خدا پر
اعتراض کئے کہ غلام کو ہم رؤسا پر امیر کر دیا۔ جب آنحضرت نے یہ باتین سنین
تو صاف فرمایا کہ زید اسکا باپ بھی تمسے افضل تھا اور اسامہ بھی تمسے افضل
ہے۔ اور یہ حدیث فرمائی۔ جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف
عنہا۔ یعنی تیاری کرو لشکر اسامہ کی اور جو کوئی تخلف کریگا اُسپر خدا کی
لعنت ہوگی لیکن باوجود اس حکم کے مہاجرین مین سے کوئی شخص آمادہ نہوا اور
تادم واپسین رسول صلعم کے حکم سے عدول حکمی کرتے رہے اور بعد وفات
آنحضرت صلعم بھی اصحاب ثلثہ نے تعمیل اس حکم کی نین کی۔ نبی صلعم نے
حکم دیا کہ بعد میرے اہلبیت سے تمسک کرو۔ صحابہ و خلفانے بجای تعمیل اسکے خلافت
چھینی فدک ضبط کیا حضرت سیدہ کو ایذا پہونچائی حضرت علی سے لڑی امام
حسن کو زہر دیا امام حسین علیہ السلام کو مع اُنکے عزیز و اقربا کے نہایت ظلم و ستم کے
ساتھ شہید کیا۔ اور پھر مونچھون پر تاؤ دیکر کہتے ہین کہ ہم مسلمان ہین قرآن
مجید مین حکم آیا کہ حاملہ رجم نہ کیجاوین حضرت عمر نے رجم کیے جانے کا حکم
دیا۔ قرآن مجید مین اقل مدت حمل چھ ماہ قرار پائے اور حضرت عثمان نے چھ
ماہ کے حمل کی جننے والی کو زانیہ قرار دیکر رجم کر ڈالا ایک خلیفہ صاحب نے
مجنون سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ قرآن مجید مین ثعلبہ سے زکوۃ لینےکی ممانعت
آئی حضرت عثمان نے بمخالفت حکم آلہی اُس سے زکوۃ لیلی قرآن مجید مین
صاف حکم آیا کہ فی اور خمس کے مالک خدا اور رسول اور پیغمبر خدا کے ذوی القربیٰ ہین

اور نہایت تاکید کیگئی کہ خبردار غنی اور مالدار لوگ اسکو اپنی جاگیر قرار ندین کہ فرمایا۔ کی لا یکون دولتہ بین الاغنیاء حضرت خلفا نے برخلاف حکم قرآنی تمام اموال نی اور خمس کو خود تصرف کیا اور اقربا پیغمبر کو اس سے محروم کیا آپس مین مالدار لوگ تقسیم کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے تمام خمس افریقہ مروان کو عطا کیا فدک اسکی جاگیر مین دیا۔ قرآن مجید مین حکم آیا کہ لوگون کی احوال کا تجسس مت کرو بغیر دروازہ کی راہ سے گھر مین نہ جاؤ۔ جب کسی گھر مین داخل ہو اہل خانہ پر سلام کرو۔ حضرت عمر نے ان سب احکام کی مخالفت کی چنانچہ ایکروز آپ کسی گھر مین دیوار پھاند کر گھسے اور مالک خانہ کو مع شراب اور شاہد کے گرفتار کیا اور بہت کچھ اسکو ملامت کی اُسنے جلکر یہ بات کہی کہ اگرچہ مجسے ایک فعل حرام سرزد ہوا ہی مگر تمسے تین فعل حرام سرزد ہوئے یعنی ایک تو تمنے خلاف حکم خدا میرے حال کا تجسس کیا دوسرے دروازہ کی راہ چھوڑ کر دیوار پھاند کر آپ مکان مین داخل ہوئے اور پھر داخل ہو کر اہلخانہ پر سلام نہ کیا۔ قرآن مجید مین حکم متعہ نساء و متاع حج نازل ہوا حضرت عمر و حضرت عثمان رضی خلاف حکم الہی اسکو حرام کیا۔ یہ سخت توہین کلام پاک کی ہی۔ قرآن مجید مین صاف حکم مسح رجل صادر ہوا خلفا نے اسکو ترمیم کر کے غسل قدم جاری کیا۔ قرآن مجید مین چند مقامات پر خبر موت حضرت سرور عالم صلعم نازل ہوئی جیسا کہ۔ انک میت وانہم میتون۔ یا۔ افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اور تمام اہل سیر سنت و جماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ حضرت عمر بوقت وفات سرور کائنات تلوار برہنہ ہاتھ مین لیکر گھماتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلعم

وفات نہین پاسکتے نہین جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلعم نے وفات پائی مین اُسکو قتل کرڈالونگا - اور جبتک حضرت ابو بکر اپنے دولتخانہ سے تشریف نہ لائے حضرت عمر برابر یہ ہی حرکت کرتے رہے پھر مخالفت قرآنین کیا کلام ہی اگر کوئی یون کہے کہ کہ انکو اُسوقت ان آیات کا حال معلوم نہوا ہوگا اور دلین اُنکے یہ ہی سُولہ مستحکم ہو گیا کہ حضرت کی وفات نہوگی تو یہ کسی طرح عقل مین نہین آسکتی - کیونکہ روز حجۃ الوداع سے تو اکثر اور بارہا نبی صلعم کی زبان سے اس لفظ کو سنتے تھے - کانی قد دعیت فاجبت - یعنی مجھے پیغام اجل آیا ہی اور مینے اُسکو قبول کرلیا ہی پھر شدت بیماری مین بقول اہل تسنن آپ اسی وجہ سے عازم غزا روم نہوئے کہ مبادا ہمارے پیچھے آنحضرت صلعم کا انتقال ہوجائے پھر جب بالکل ہی موت قریب آگئی اور آنحضرت صلعم نے وصیت نامہ لکھے جانیکا حکم دیا تو حضرت عمر نے یہ ہی فرمایا بقول صاحب مدارج کہ یہ آخری وقت آنحضرت صلعم کا ہی تحریر مین مشغول ہونا نہین چاہیے - اس سے ثابت ہوا کہ وہ کامل طور پر یقین واثق وفات پیغمبر خدا صلعم کا رکھتے تھے - پھر حضرات اہلسنت فرمائین کہ حضرت عمر نے یہ حرکت تلوار کھمانے کی کیون کی تھی - اس رمز کو جاننے ہی والے جانتے ہین کہ حضرت عمر نے اس حرکت مین کیا کیا فوائد سوچے تھے - مطلب اس حرکت سے فقط یہ تھا کہ مبادا کوئی شخص استقرار خلافت کی بابت گفتگو کرے کیونکہ اُسوقت یہ اکیلے تھے حضرت ابو بکر رح اور ابو عبیدہ وغیرہ صلاح کارون مین سے کوئی موجود نہ تھا اس لئے اُس نازک وقت کو اس حرکت مجنونانہ مین تمام کردیا اور حضرت ابو بکر وغیرہ کے آتے ہی تلوار نیام مین ہوگئی

اور ایسا بڑا بھاری مسئلہ کہ نبی کی وفات نہو گی خود بخود فوراً حل ہو گیا اگرچہ یہ کہا جاتا ہی کہ حضرت ابو بکر سے آیۂ انک میتٌ وانھم میتون سنکر حضرت عمر قائل ہو گئے لیکن واقعات کے دیکھنے سے صاف ثابت ہی کہ اُنکو درواقع کسی قسم کا گمان یا شک وفات مین نہین ہوا تھا اور نہ ایسا شک ہونا ممکن تھا فقط دفع الوقتی کے لیئے یہ سارا سانگ تھا مگر قصداً مخالفت کرنا آیات قرآنی سے نسبت اُنکے ثابت ہو گیا۔

قرآن مجید مین بطور التجا اور اصرار کیا گیا ہے امت سے کہا گیا کہ نبی صلعم کے اقربا سے محبت رکھو اور آنحضرت صلعم نے سب صحابہ سے بیان کر دیا کہ بموجب اس آیہ کے جنکی محبت فرض ہی وہ علی رح و فاطمہ رح و حسن رح و حسین رح ہین۔ مگر حضرت عمر نے اس محبت کا یہ برتاؤ کیا جیسا کہ معتبرہ کتب اہل سنت مثل تاریخ طبری روضۃ الاحباب و کتاب الامامۃ والسیاست مین مفصلاً جانا حضرت عمر کا دروازہ سیدہ پر اور زیادتی کرنا اور حضرت علی کے قتل کا ارادہ کرنا اور گستاخی پیش آنا درج ہی جیسا کہ مروی ہی کہ گروہ ہمراہیان حضرت عمر سے بہت لوگ گریہ و زاری فاطمہ زہرا کو سنکر روتے ہوئے واپس ہوئے مگر حضرت عمر کو مطلق رحم نہ آیا گویا دوسری آیت قرآنی رحماء بینھم کے مخالفت اُنکے لئے اسی معرکہ مین مقدر ہوئی تھی۔ اس تمام بحث کو بندہ نے اپنی زبانی یادداشت سے لکھا ہی اگر کتب دیکھکر لکھا جاتا تو اسرار الہدیٰ سے زیادہ ضخامت کی کتاب فقط اسی خاص امر مین مرتب ہو جاتی کیونکہ خلفا کا کوئی فعل بھی ایسا نہین ہے کہ جس سے قصداً مخالفت ثقلین پائی نجاوے اگرچہ عدم تمسک ثقلین بنسبت

خلفا ہم ثابت کر چکے مگر چونکہ مؤلف نے فقط توہین کو عدم تمسک سمجھا ہی گو توہین کو بھی
وہ مطلق نہین سمجھے کہ کسکو کہتے ہین اسلئے ہم توہین کو بھی ثابت کرتے ہین۔ دیکھو
کتب سیر و حدیث اہلسنت کو لکھا ہی کہ بعد وفات آنحضرت صلعم حضرت علی نے
قرآن جمع کرنے مین اسدرجہ کد کی کہ ردا بھی دوش پر ڈالنے کی قسم کھالی تھی
مگر جب وہ قرآن کو لیکر مسجد مین آئے تو شیخین و دیگر اُنکی معاونان نی کلام پاک کو
اُنکے ہاتھ سے قبول نہ کیا جو حوض کوثر پر پہونچنے تک قرآن سے جدا نہوگا۔
یہ سراسر توہین قران اور توہین عترت پیغمبر ہے۔ اسکو توہین ثقلین کہتے ہین
حضرت عثمان نے ہزار ہا نسخہ کلام پاک کے تمام مملکت اسلام سے منگوا کر
نہایت توہین کے ساتھ جلوا دیے جسپر بی بی عائشہؓ نے فتوی دیا کہ اقتلوا
النعثل یعنی اس یہودی نعثل کو قتل کر ڈالو دیکھئے کتنی بڑی توہین کلام پاک
کی ہے۔ اگر قرآن مروجہ سابق ناقص یا خلاف تنزیل یا مضوعی یا جعلی تھا تو
جنھون نے اُسکو جمع کیا یا کرایا تھا بڑی بھاری توہین کے مرتکب ہوئے اور
اگر وہ قرآن ان عیوب سے مبرا تھا تو حضرت عثمان نے واقعی اُسی درجہ کی
توہین کی جیسا کہ ام المومنین نے فتوی دیا۔ احکام قرآنی کو نہ مانا عترت
پیغمبر کی فرمان برداری نہ کرنا صریحا توہین ثقلین ہی اور یہ ہر سہ خلفا کی نسبت
ثابت ہے۔ حضرت معاویہ حضرت یزید و حضرت مروان وغیرہ خلفا
مابعد کی نسبت توہین ثقلین ایسی ظاہر و روشن ہی جیسا کہ ٹھیک دوپہر کی
وقت کا سورج کہ کسیکو مجال اُسکی اخفا کی نہین اُنسے لڑائیان لڑے
اُنکی شان مین علانیہ ممبر دن پر سب و شتم کیا اُنکو قتل کیا اُنکے حرمون کو

قید کیا کوئی دقیقہ ظلم وستم کا باقی نہین رہا ہیا تک کہ جو لوگ بحسب وصیت پیغمبر خدا صلعم ثقلین سے تمسک رکھتے تھے اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر قتل کیا اور غالبا منشی صاحب کو بھی ان امور سے انکار نہوگا اسلیئے زیادہ لکھنا فضول ہی۔

اب تحقیقات طلب یہ امر ہیکہ اہل تسنن کی جو چار مذہب ہین اور اُنکے بانی امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے مذہب اہلبیت پیغمبر کو تدوین کیا یا انکے برخلاف ہوکر مذہب عمر فاروق وزید بن ثابت وعبد اللہ ابن سعود کو تدوین کرکے رائج کیا۔

جو شخص کتب فقہ اور حدیث اہل تسنن سے واقف ہی وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ائمہ رابعہ نے کس مذہب کو مدون کیا اور اہلسنت کے محدثین نے کس سے حدیث کو اخذ کیا جو لوک ناواقف ہین وہ اہلسنت کی کسی کتاب حدیث اور فقہ کو اُٹھا کر ایک نظر دیکھین تو اُنکو معلوم ہوجائیگا کہ اُنکی روایات کے چار حصہ ہین ایک چہارم مرویات ابوہریرہ کے اور ایک چہارم بی بی عائشہ رض کی اور ایک چہارم انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عمر کے اور ایک چہارم مین تمام صحابہ۔ اور اس چہارم مین سو حصہ ہین جسمین ننانوے حصہ مخالفان اہلبیت کی روایات ہین اور ایک حصہ مین عبد اللہ ابن عباس اور حضرت علی اور حسنین کو سمجھنا چاہیے اور ان حضرات کی روایات مجبور ہوکر لکھی ہین یعنی جبکہ کسی مخالف اہلبیت کی روایات دستیاب نہین ہوئی اُس وقت مجبور ہوکر اُنکی روایات کو لیا ہی جیسے تفسیر کلام مین حضرت ابن عباس کی روایات اور ان ابواب فقہ مین کہ جملہ صحابہ عاجز ہوگئے ہین اور کسی کو

حدیث یاد نہین ہوئی اُن ابواب مین حضرت علی کے چند روایات کو لیا ہی
طبقہ تابعین مین سالم عبد اللہ نافع مجاہد عزوہ ابوقلابہ حمید اعرج وغیرہ
اولاد وشاگردان ابن عمر تلامذہ ابوہریرہ وانس وعائشہ وغیرہ بانی مبانی
مذہب تسنن کے ہین حضرت علی امام حسن وامام حسین وامام زین العابدین
وامام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام کے اجتہاد پر عمل کرنا تو کجا انکی
روایات کو بھی قبول نہین کیا۔
اب ہم بحوالہ تحریرات اجلہ علمائے اہلسنت اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ
محققین اہلسنت خود معترف اس امر کے ہین کہ مذہب اہل تسنن خلفائے
ثلثہ اور دیگر صحابہ معاونان ثلثہ کا بنایا ہوا مذہب ہی۔ تمام آفاق مین
اصحابون کا مذہب پھیلا۔ مذہب تسنن کو حضرت علی سے کچھ علاقہ نہین۔
اُنکا مذہب فقط اُنکی اولاد اور بعض اہل لشکر مین جاری ہوا۔ اور بعد
انتقال حضرت علی کے اُنکے مذہب کو خلفاء سنیہ مروانیہ نے استیصال کردیا
اور اُسکے شیوع کے خارج رہے۔
ہم ان تمام امور کو شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبد العزیز کی کتاب ازالۃ
الخفا سے ثابت کرتے ہین۔
ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۸۷ مقصد اول مین ہی دوشک نیست کہ صدیق اکبر وفاروق
اعظم وذی النورین مسلط شدند بر روی زمین در روم وفارس را فتح کردند وقران
را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است ومسائل اجماعیہ ایشان
در جمیع آفاق منتشر گشتہ واکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ

محدثین چہ فقہا و قرا و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین ہمہ صحیح اقبال کہ جمیع اہلسنت وجماعت متمسک باصحاب ثلثہ ہین اُنھین کے جمع کیے ہوئے قرآن کو اور اُنھین کے اجماعی مسائل کو مانتے ہین۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اصحاب ثلثہ خود قدرت اجتہاد نہ رکھتے تھے بلکہ اجماع اور پنچائت سے حل مسائل کرتے تھے۔ بعد اسکے اُسی صفحہ مین ہے و بر سادات اہلبیت گاہی خلافت منتظم نشد الا خلافت حضرت مرتضی فقط و معلوم ست کہ حضرت مرتضی در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشید اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت خدا و رسول کے حکم کے ماننے والے نہین ہین بلکہ بادشاہان وجباران کے حکم پر چلنے والے ہین اگر اہلبیت رسالت سلطنت پر قابض ہو کر جبر وتعدی سے تیغ کو لی کرتے تو اُنکا مذہب قبول کرتے مگر چونکہ اُنکی سلطنت قائم نہوئی اُنکے دشمن مالک سلطنت ہوئے اسلیے ضرور ہوا کہ تمسک اہلبیت کو ترک کرکے خلفا سے تمسک کیا۔ لیکن مین کہتا ہون کہ پھر اپنے آپکو مسلمان یا محمدی کیون کہتے ہین ابوبکری یا عمری یا عثمانی یا سفیانی یا یزیدی یا مروانی یا عباسی کہنا چاہیئے تاکہ جسکے مذہب پر قائم ہین اُس سے نسبت درست رہے دین اسلام کو ناحق کیون بدنام کرتے ہین۔

پھر شاہ صاحب فخریہ فرماتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی خلافت مین جو کچھ بنیاد مذہب اہلبیت کے قائم کی تھی اسکو ہمنے مستاصل کر دیا۔ دیکھو اُسی بحث مین ہے و بعد از چہار سال کہ وی رضی اللہ عنہ بدار بقا

انتقال فرمود بنو امیہ در اخفار و استیصال مراوچہ کوششہا نمودہ اند و بعد از حضرت مرتضی ہیچگاہ خلافت بر سیدی مستقر نشد خروج میکردند و در اول جمع رجال و نصب قتال کشتہ می شدند۔

اب ہم یہ بات ثابت کرتے ہین کہ اہلسنت کے چارون امام بحیثیت مجتہد منتسب ہین اور عمر فاروق اور معاونان اُنکے بہ حیثیت مجتہد مستقل کے ہین۔ اور مذہب فاروقی گویا متن ہی اور مذاہب اربعہ اُسکے شروح ہین اور مذہب علی مرتضی اس مذہب کے علاوہ ہی اور اُسکو اہلسنت نے قبول نہین کیا۔ دیکھو صفحہ ۳۰ مقصد دوم کتاب مذکور دکہ شرح این اجمال آنکہ علم فاروق اعظم در بلاد اسلام منتشر شد و جمیع مسلمین بوی اخذ کردند و علم علی مرتضی خبر در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران مجلس او رضی اللہ عنہ غالبًا لشکریان بودند علم او منقح نگشت ناظرین کتاب کو یہ گمان نہو کہ حضرت فاروق عالم تھے یا لیاقت اجتہاد رکھتے تھے شاہ صاحب نے علم اور مذہب فاروقی اُسی پنچایت کے اجتہاد کو قرار دیا ہی جسکے ممبر زید بن ثابت اور عبداللہ ابن مسعود وغیرہ تھے چنانچہ شاہ صاحب نے اسی صفحہ مین چند مقامات پر تصریح اسکی کی ہے واخرج محمد بن الحسن فی کتاب الاثار عن ابی حنیفہ عن الهیثم عن الشعبی قال کان ستة من اصحاب النبی صلعم یتذاکرون الفقه بینهم علی ابن ابی طالب وابی وابو موسی علی حدة وعمر وزید وابن مسعود رضی اللہ عنهم اجمعین۔ یعنی صحابہ مین سے چھ فقیہ ہین حضرت علی و ابی و ابو موسی تو علیحدہ علیحدہ

اور عمر و زید اور ابن مسعود شامل ہین - پھر اسی صفحہ مین لکھتے ہین - (عبد اللہ
ابن مسعود اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم) اور پھر لکھتے ہین -
(زید بن ثابت نیز در اکثر متبع عمر فاروق ست)
صفحہ ۹۵ - رسالۂ مذہب فاروق اعظم کے شروع مین لکھتے ہین -
والمذاهب الاربعة منه بمنزلة الشروح من المتون والمجتهدون
من صاحبه بمنزلة المجتهد المنتسبين من المجتهد المستقل
اسی کتاب مین زمانۂ خلفاء ثلثہ کے مجتہدین کا ذکر کیا ہی اور بشمول زید
بن ثابت ابو موسیٰ و ابن مسعود وغیرہ کے معاذ بن جبل اور عبد اللہ ابن
عباس و عبد اللہ ابن عمر و حضرت عائشہ کا ذکر کیا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ
کہ آئمہ اربعہ نے انمین سے کس کسکے اجتہاد کی پیروی کی اور کسکو چھوڑ دیا
چنانچہ لکھتے ہین کہ معاذ بن جبل تو عہد فاروق اعظم مین ہی فوت ہوگیا
اُسکی احادیث دستیاب نہین ہوئی اور ابی بن کعب سے روایات سوا
تفسیر کے موجود نہین ہی - ابو موسیٰ باوجود اپنے کمال کے بہت مسائل مین
عاجز ہوگئے - بی بی عائشہ اور ابن عمر نیم مجتہد ہین اسلیئے یہ بھی قابل تقلید
نہ رہے - اب باقی رہی ابن عباس اُنکی تقلید اسلیئے ترک کی کہ وہ اقربائ
پیغمبر مین داخل ہین اور حضرت علی کے شاگرد ہین مبادا اتباع حدیث ثقلین
مین داخل ہوجاوے مگر بظاہر اُنپر یہ الزام لگایا کہ وہ اکثر مسائل مین
مخالف دیگر مجتہدین یعنی زید و عبد اللہ وغیرہ کے ہین یعنی متعۃ الحج اور
متعۃ النسا کو حلال جانتے ہین اور مسئلہ غسل قدمین کے منکر ہین اور بدل

بعمرہ وبیع صرف وطلاق ثلث دفعتًا واحدۃً مین مخالف فاروق اعظم کے ہین چنانچہ
عبارت صفحہ ۲۰۳ مقصد دوم کی یہ ہی درو ہم چنان در مسئلہ عول و مسئلہ متعۃ الحج
ومتعۃ النساء وبیع صرف وغیرہا چنانچہ بر متتبعین حدیث مخفی نیست
ودر بسیاری از مسائل شک پیدا کردہ مانند غسل قدمین وطلاق ثلث
دفعۃً واحدۃً ۔) اور طرفہ یہ ہی کہ ان مسائل کی نسبت خود قبول کرتے
ہین کہ مجتہدین اہلسنت یعنی آئمہ اربعہ کو کوئی حدیث جلی یا نص صریحی
دستیاب نہین ہوئی فقط حضرت عمر کی تقلید ہی اہلسنت نے ان مسائل کو
قائم کیا ہی دیکھو صفحہ ۲۰۴ دو بسیاری از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ
نشود بلکہ ایمائی از کتاب وسنت موافق حضرت فاروق یافتہ نشود یا خبر
واحد بغیر آنکہ بروایت جماعہ عن جماعہ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین
صورت نیز اتباع فاروق اعظم میکنند دبسیاری از مسائل ہست کہ احادیث
مختلف میشود وحضرت فاروق تطبیقی مقرر کردہ البتہ تابع ہمان تطبیق میشوند
چنانکہ در مسائل فسخ حج بعمرہ ومسئلہ غسل قدم ومسئلہ متعہ ومسئلہ صرف دیہ جملہ
مسائل قرآنی ہین اور حضرت عمر نے انسے صریحًا مخالفت کی) اُس تمام
عبارت مندرجہ کتاب ازالۃ الخفا سے جو نقل کیگئی یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا
کہ منجملہ خلفاء ثلثہ کے دو خلیفہ اول وسیوم تو اجتہاد وغیرہ کے جھگڑے سے
ہی قطعی مستثنیٰ ہین حضرت عمر نے اپنے وقت مین چند لوگ اس کام پر مقرر
کرکے اجتہاد شرعی شروع کیا اور بموجب وصیت پیغمبر خدا صلعم اُنکے اہلبیت
سے کینے تمسک نہین کیا ۔ اجتہاد مرتضوی کو منجملہ پیشوایان اہلسنت کے

سکنے قبول نہین کیا فقط اُنکی اولاد یا بعض اہل کوفہ جو شیعہ تھے وہ متمسک رہے اور پیشوایان اہلسنت نے یہانتک عترت پیغمبر سے مخالفت اختیار کی کہ اُنکے عزیزون اور شاگردون کے اجتہاد کو بھی قبول نہ کیا اور نیز یہ امر بھی ثابت ہوگیا کہ جسقدر مسائل اب مابین شیعہ وسنی مختلف فیہ ہین وہی اہلبیت رسالت کے اجتہادی مسائل ہین۔ اور سکے سب قرآن سے ماخوذ ہین ازالۃ الخفا سے یہ ہی ثابت ہوتا ہی کہ حدیث ثقلین کا سب سے بڑا مخالف کون ہی۔ یعنی یہ امر تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے امورات شرعی مین صحابہ کو قرآن مجید اور عترت کی پیروی وتقلید کا حکم دیا۔ اگر خلفا اور صحابہ تابع اور فرمانبردار محمد علیہ السلام کے ہوتے تو خود بھی ثقلین کی پیروی کرتے اور اورون کو بھی یہ ہی حکم دیتے لیکن اُنھون نے رسولخدا صلعم سے کھلم کھلا مخالفت کرکے غیر لوگون کو شرع کے کام پر مقرر کردیا اور چونکہ وہ لوگ ایسے جاہل تھے کہ اُنکو طریقہ استنباط مسائل کا بھی معلوم نہ تھا اسلئے اُنکو طریقہ بتلایا گیا کہ جس مسئلہ مین تمکو ضرورت ہو پہلے قرآن دیکھا کرو اُسمین اگر نہ ملے تو حدیث تلاش کیا کرو اور جب حدیث بھی نہ ملے تو باہم بحث کرلیا کرو یا اپنے قیاس سے کام لیا کرو۔ مگر یہ بات کبھی زبان سے نہ نکلے کہ رسولخدا صلعم کی وصیت کی موافق حضرت علیؑ سے مسائل دریافت کیا کرو اور اُنکی ہی تقلید کیا کرو۔ دیکھو صفحہ ۶۸ مین ہی روایت دارمی کی شریح سے کہ اُسکو حکم دیا عمر ابن الخطاب نے ان چارون ادلہ شرعی کا اور مجتہدین متاخرین نے

اصحیین اربعہ ادلہ شرعیہ کو اپنا دستور العمل بنایا اور نتیجہ اس مخالفت ثقلین کا
یہ ہوا کہ تمام مسائل قرآنی ہین وہ صحیح اور آئمہ اہلسنت جماعت مخالف قرآن
کے ہوگئے بعد اسکے بھی اگر حضرات اہلسنت اپنے آپ کو متمسک بہ ثقلین
بیان کرین اور اہل حق پر الٹا طعنہ دین جیسا کہ نکٹون نے ناک والونکو
ناک ہونے کا طعنہ دیا تھا تو خدا کی مرضی مگر اہل انصاف پر سارا معاملہ کھلگیا
کہ کون حق پر ہی اور کون ناحق پر ہی۔

قال صاحب اسرار الهدی جب کتب حضرات تشیع کا مطالعہ کیا گیا تو
فروع در کنار اصول ہی مین بہ نسبت قرآن پاک بکثرت روایات مختلفہ در
باب تحریف آیات ربانی و تبدیل کلمات سبحانی و نسیخ احکام شرعیہ و ترمیم
حدود شرعیہ وغیرہ کے لکھی ہوئی دیکھی گئین جسکو شبہ ہو وہ اصول کافی کلینی
کو کہ ثقہ الاسلام اصول اربعہ اہل تشیع سے ہی بچشم عبرت معائنہ کرے یہ کتاب مطبع
اودھ اخبار میں موجود ہی اور جو صاحب کہ عربی عبارت مین مہارت نرکھتے
ہون وہ اسکا ترجمہ فارسی جسکا نام صافی کلینی ہی مطبع مذکور سے منگا کر
دیکھ لین اور بنظر انصاف داد دین کہ حق کسکی جانب ہی اور کون صادق اور
کون کاذب ہی اگرچہ اس بارے مین بحث طویل ہی مگر ہم بنظر اختصار صرف
اُسکا ایک نمونہ کتاب میرزا صاحب شیعونکی قبلہ و کعبہ ہی ہدیہ ناظرین کرتے ہین
چنانچہ حدیقہ سلطانیہ کے باب سیوم مین بحوالہ صوارم جو اُنکے پدر بزرگوار کی
کتاب ہی یہ عبارت بلفظہ مرقوم ہی کہ تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز
یکی تبدیل لفظے بہ لفظی آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجائی کنتم خیر امة خیر ائمة

بودو لکن بعضی از اعداء اہلبیت آنرا تبدیل نمودہ اند پھر آخر عبارت مین آپنے
اپنا قول فیصل بھی بڑی دھوم دھام سے درج کردیا ہی کہ وجہ اول بعید ست
یعنی لفظ امۃ غلط ہی بلکہ صحیح ائمۃ ہی عام لوگ تو فقط مولوی شیخ احمد صاحب
دیوبندی کی ہی تحریر نامناسب پر جو اُنھون نے درباب قرآن پاک کی اپنی
انوار الہدیٰ مطبوعۂ عترت حسین مین درج کی ہے تعجب کرتے تھے اب تو
خاص صاحب اجتہادون سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ درحقیقت
قرآن ناقص ہے۔ پس شیعون کو دعوائے تمسک قرآن کرنا محض
اُنکے اصول کے مخالف ہے۔

اقول بحولہ تعالیٰ یہ امر تعجب سے خالی نہین کہ جن لوگون نے قرآن مجید
کی آیات کو تحریف و تبدیل کیا موقع نزول اُنکا بدل دیا وہ مرتکب توہین
قرآن پاک کے نہ سمجھے جاوین اور جو اہل حق بوجہ کمال ایمانداری اُن
خائن لوگون کی بددیانتی کو بیان کرین اُنپر الزام توہین قرآن پاک کا
لگا دیا جاوے۔ ایسا ہی جن بدترین خلائق نے اہلبیت و عترت پیغمبر
صلعم کو ایذا پہونچائی اُنکو قتل کیا اُنکی اولاد اور حرمون کو قید کرکے شتران
بے کجاوہ پر سوار کرکے بے مقنع و چادر شہر بشہر تشہیر کیا اور حضرات اہلسنت
کے نزدیک وہ ملزم توہین اہلبیت اطہار کے نہوئے اور جن اہل صدق
وصفا نے اُن اشقیا کے ظلم و ستم بیان کئے اُنپر الزام توہین کا لگایا۔ جو لوگ
مرض تعصب سے بری ہین اور عقل سلیم رکھتے ہین وہ ضرور سمجھ جاینگے کہ
اہلسنت کا ان بیجا الزامات لگانے سے کیا مطلب ہی۔ صاف طور پہ

ثابت ہی کہ انھین حضرات یا انکے پیشوایان مذہب نی ضرور قرآن کو تحریف
و تبدیل کیا اور اہلبیت رسالت کو قتل و غارت کیا اہل تشیع پر الزام توہین
لگانے سے یہ مطلب ہی کہ آیندہ ہمارے افعال قبیحہ کا ذکر نکرین لیکن یہ
بات تو فقط جاہلون کے دھمکانیکی ہی جو جاننے والے ہین وہ جانتے ہین
کہ توہین کے مرتکب تو وہی اشقیا ہین کہ جنھون نے آیات ربانی کو تحریف
و تبدیل کیا یا اہلبیت رسالت کو ایذا پہونچائی اور قتل کیا ان باتون کے
ذکر کرنے والے چونکہ براہ دلسوزی و اظہار امر حق ذکر کرتے ہین وہ مستحق
ثواب عظیم کے ہین - اگر اہلسنت کا یہ قول درست ہو تو خدا اور رسول اور
مومنین پر سخت الزامات عاید ہوتے ہین - یعنی قرآن مجید مین جا بجا ذکر ہی کہ
یہود و نصاری نے توریت و انجیل کو تحریف کر دیا - اور نیز یہ کہ اُن اشقیا
نے انبیا علیہم السلام کو ناحق قتل کیا طرح طرح کی ایذائین پہونچائین -
پس اگر مقولہ اہلسنت درست ہو تو خدا اور رسول صلعم اور جبرئیل اور نیز سب
قرآن پڑھنے والون پر یہ الزام عاید ہو کہ انھون نے توریت اور انجیل و
انبیا علیہم السلام کی توہین کی - ایسے ہزلیات اور واہیات تاویلات کی
بنا اہلسنت مین حضرت معاویہ کے وقت سے شروع ہوئی ہی انھون نے
بھی جب حضرت عمار بن یاسر کے قاتل کے جہنمی ہونیکی حدیث سنی تو اسی قسم
کی بیہودہ تاویل کی کہ عمار کا قاتل وہ شخص ہی کہ جو اسکو لڑنے کے لئے لایا حضرت
امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس اعتبار پر حضرت سید الشہدا امیر حمزہ کی قاتل
وحشی ملعون اور ہندہ ملعونہ نہین ہین بلکہ نعوذ باللہ رسول صلعم

اُنکے قاتل ٹھہرے پس ایسی تاویلات واہیات کا مردود ہونا صریحاً ظاہر اور روشن ہی۔ ہم اکثر حضرات اہل تسنن کو مجالس عزا سید الشہدا پر یہی بیہودہ الزام توہین دیتے ہوئے سنتے تھے اور تعجب ہوتا تھا کہ کیا یہ لوگ ایسے کم سمجھ ہین کہ ذکر مصائب اہلبیت کو واقعی اپنے دلون مین توہین خیال کرتے ہین لیکن یہ امر اب کھلا کہ وہ لوگ ایسے تو بیوقوف بھی نہین ہین کہ ذکر مصائب کو توہین سمجھین اصلیت فقط یہ ہی ہی کہ ان حضرات کو دشمنان اور قاتلان اہلبیت پیغمبر سے ایک قسم کی خصوصیت اور حسن عقیدت ہی اس بیجا الزام توہین کے لگانے سے مطلب اُنکا فقط یہ ہی کہ شیعہ لوگ بخوف توہین اس ذکر ظلم وستم اعدار دین کو چھوڑ دین اور دشمنان اہلبیت کی تفضیح نہوا کرے کیونکہ جب کوئی مومن دیندار ان حالات ظلم وستم کو سنیگا تو ضرور حمیت اسلام کو جوش ہوگا اور اہلبیت اطہار کے قاتلون ایذا دہندون پر لعنت و نفرین کریگا اور جبکہ شیعہ اس ذکر کو توہین کے شبہ سے بیان نہ کرینگے تو اعدار اہلبیت لعنت و نفرین سے بچینگے اور عوام اُنکی طرف سے بدعقیدہ اور بدگمان نہ ہونگے۔ لیکن یہ خیال حضرات اہل تسنن محالات سے ہی جس مصیبت عظمی پر زمین و آسمان اور جن وحیوان تک روئی ہین اسکا ذکر تا قیام قیامت صفحۂ دنیا سے محو ہوگا مروانیون نے بہت کچھ تدابیر اس ذکر کے بند ہونیکی کی ہین اور یہ دھوکہ توہین کا درحقیقت اُنھین کا نکالا ہوا ہی علما اور قضات اُنکے وقت کے جو بہر طور تابع فرمان اُنکے تھے اُنکے حکم سے لوگون کو ذکر اہلبیت اطہار کی کرنیسے اسی تاویل کے ساتھ مانع ہوتے تھے اور کہتے تھے

کہ اس ذکر سے اہلبیت پیغمبر کی توہین ہوتی ہی چونکہ اُس زمانہ سے لیکر اتبک نسلاً
بعد نسل بتواتر وہی عقاید اہلسنت مین چلے آرہے ہین جو لوگ عقل سے بہرہ
رکھتے ہین وہ ایسے فاسد عقاید کو اپنے دلون مین جگہ نہین دیتے اور سمجھ جاتے ہین
کہ اگر ہماری پیشواؤن یا بزرگون نے ایسی تاویلات اُس زمانہ مین لوگون کے
روبرو بیان کئے ہین تو مجبوری کیحالت مین بحکم خلفا سراً و یہ بیان کئے ہین اب ہمکو
اُن باتونکی پیروی کرنا کیا ضرور ہی لیکن احمق اور جہلا اُن ہزلیات کو آیات و
حدیث سے بھی زیادہ معتبر جانکر اب تک مصر ہین اور چونکہ اہلبیت رسالت کیطرف سے
اُنکے دلونمین سخت غبار ہی اسلئے اُنکے قاتلون اور دشمنون سے خصوصیت رکھتے
ہین اور چاہتے ہین کہ ہم ہی کوشش کرکے اس ذکر خیر کو بند کرین بقول شخصے
پدر اگر نتوانند پسر تمام کند۔ پس اگر کتب شیعہ مین یہ ذکر ہو کہ فلان فلان
اشقیاء امت نے آیات قرآنی کو بدل دیا یا حروف یا الفاظ مین تحریف
کی یا مواقع آیات کو بدل دیا۔ یا بعض آیات نکال ڈالین تو یہ ہرگز توہین
کلام پاک کی نہین ہی نہ بالغ تمسک ہی کیونکہ کسی شیعہ کا یہ عقیدہ نہین ہی کہ اس
تحریف و تبدیل سے تحلیل محرمات ہوئی ہی یا فرائض و واجبات نکل گئے ہین
جن جن مقامات مین الفاظ کی تبدیلی یا آیات کی جگہ تبدیل ہوئی ہی یا قرآن مین
کمی ہوئی ہی اُسکی بابت شیعہ و سنی دونون متفق ہین اصول کافی یا
صافی کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ لیا لوگے خود قرآن مجید کو ذرا
عبرت کی نگاہ سے دیکھ تحریف و تبدیل کرنے والون پر کیسی کیسی
سخت عذاب کی تہدید کی گئی ہے۔

تفصیل اُن آیات و الفاظ کی جنکی تبدیل و تحریف کی اہلسنت قائل ہین

حضرات اہلسنت خود بھی تحریف و تبدیل و تنسیخ آیات و الفاظ کے قائل ہین اور دو چار الفاظ و آیات کی تحریف کی ہی قائل نہین ہین بلکہ ہر سورہ مین چند مقامات پر تحریف و تبدیل کے قائل ہین بطور مثال چند نمونے تحریر کرتا ہون ۔

دیکھو آیت قرآنی واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی ۔ یعنی پکڑو تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرآن موجودہ مین واتخذوا بصیغہ امر ہی اور حفص واتخذوا بصیغہ ماضی پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ پکڑا اُنھون نے یعنی کافرون نے مقام ابراہیم کو جائے نماز ۔

آیت دوم خبیر بما یعملون قرآن موجودہ مین درج ہی اور حفص یعملون بصیغہ غائب پڑتا ہی جس سے معنی اسطرح بدل گئے کہ جو آیت متعلق کافرون کے تھی وہ مسلمانون سے متعلق ہو گئی ۔

آیت سیوم ۔ ولا تقربوهن حتی یطهرن یعنی حیض کے پاس نجاؤ جب تک کہ وہ غسل کرے حفص یطهرن بسکون تا و ضم ہا پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ حیض کے پاس نجاؤ جب تک دم منقطع ہو ۔ خواہ غسل کرے یا نکرے ۔ امام اعظم صاحب نے اسی قرأت حفص پر فتوے دیا ہے ۔

آیت چہارم ۔ حافظوا علی الصلوة و الصلوة الوسطی ۔ کی

نسبت اکثر صحابہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول خدا صلعم کے زمانہ
مین بجائی وسطی و العصر پڑھا ہی۔

آیت پنجم۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل
الخ کی نسبت ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ عہد رسول صلعم مین
اس آیت کو ابن مسعود یون پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین و ان لم تفعل الخ

ذکر آیات منسوخہ

تفاسیر معتبرہ اہلسنت کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہی کہ صدہا آیات کے
نسبت لکھا ہی کہ یہ آیت اور یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ منجملہ انکے چند روایات
بطور نمونہ درج کی جاتی ہین۔

آیت (۱) سورہ بقر مین وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین
کی نسبت تفسیر حسینی مین ہی این حکم در ابتدا اسلام بودہ بعد ازان منسوخ
شد حالانکہ کسی آیت ناسخ کا مذکور نہین۔

آیت نمبر (۲) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا
تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اس آیہ کی نسبت درج ہی این
حکم با یہ سیف منسوخ ست۔

آیہ نمبر (۳) یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال
فیہ کبیر۔ اسکی نسبت لکھا ہی۔ ہنوز دران وقت قتال در ماہ حرام حرام
بود و حرمت آن با یۃ السیف منسوخ گشت۔

آیت نمبر (۴) یاایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ منسوخ ہوگئی۔
آیت نمبر (۵) وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ میگویند کہ بآیت لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا منسوخ ست
علاوہ انکے صدہا احکام کی نسبت کہا گیا ہے کہ منسوخ ہوگئی ہین یہانتک کہ سورۂ قل یاایہا الکافرون ساری ہی منسوخ کہتے ہین۔

تبدیل مواقع آیات

یہ امر بدیہی ہی کوئی حاجت ثبوت کی نہین تمام سورۂ قرآن خلط ملط ہورہے ہین دیکھو مدنی سورتین قرآن مین مقدم ہین اور مکی سورتین موخر ہین۔ ایسا ہی حال آیات کا ہی کہ زید ابن ثابت نے جہان چاہا جس آیت کو درج کردیا۔ مشکوۃ شریف کی کتاب فضائل القرآن کو دیکھو روایت زید بن ثابت وانس کہ بزمانہ جنگ یمامہ مجکو ابوبکرؓ وعمرؓ نے بلاکر قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا اور مین نے ہڈیون اور سفید پتھرون سے مختلف آیات تلاش کرکے جمع کین اور فلان آیت فلان انصاری سے ملی اور سورۂ برات کے پچھلے اوراق لقد جاءکم رسول من انفسکم سے لیکر آخر سورۃ تک دستیاب ہوئے پھر ابوبکر کو ملے اونھون نے عمرؓ کو دیے عمر نے حفصہ کو دیے حفصہ سے عثمان نے طلب کرکے زید بن ثابت انصاری اور ابن زبیر وغیرہ قریشیون کو اُنکے لکھنے کا حکم دیا تا آخر حدیث مرویہ انس بن مالک۔

ان ہر دو روایات زید وانس سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ عہد خلفاء ثلاثہ مین دو دفعہ قرآن جمع ہوا اور دونون مرتبہ زید بن ثابت مہتمم اس کام کا رہا۔

حضرات اہلسنت کو جو حضرت عثمان کی نسبت دعوی جامع القرآن ہونیکا تھا وہ غلط نکلا اُنھون سنے زید بن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور دو اور شخصون کو جمع و ترتیب قرآن کا حکم دیدیا اور اُنھون نے وہ اوراق جو حفصہ سے منگائے گئے تھے درج قرآن کرکے ہرطرف مصاحف روانہ کئے اور قرآن سابقہ تمام ممالک سے حضرت عثمان نے منگوا کر جلوا دیئے یا پھڑوا دیئے۔

زید بن ثابت قوم انصار باشندہ مدینہ تھا اور قرآن مجید لغت قریش مین نازل ہوا علم قرآن کی تکمیل زید کی نسبت ثابت نہین عالم قرآن بعد نبی صلعم فقط علی مرتضی تھی دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ باب تاسع مین بذیل حدیث اربعون روایت لکھتے ہین۔ وفی روایۃ انہ صلعم قال فی مرض موتہ کذا وکذا۔ ثم اخذ بید علی فرفعھا فقال ھذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض یعنی یہ حدیث پیغمبر خدا صلعم نے اپنے مرض الموت مین فرمائی اور بعد نقل حدیث تمسک ثقلین کے لکھا کہ بعد اسکے حضرت علی کو ہاتھ سے پکڑکر بلند کیا اور فرمایا یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون اور پھر اسی بات کی نقل رابعہ مین بید والہت درج ہین۔

واخرج ابن سعد عنه علیه السلام قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا۔

یعنی فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ قسم بخدا کوئی آیت ایسی نازل نہین ہوئی کہ جسکی بابت مجکو علم نہو کہ کس معاملہ مین کہان کس پر نازل ہوئی بہ تحقیق میرے رب نے مجکو قلب عقول اور لسان ناطق عطا فرمائی ہے۔

دوسری روایت یہ ہے۔ واخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من آیتہ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل۔ یعنی فرمایا حضرت امیر نے کہ سوال کرو اور پوچھو بابت کتاب اللہ کے پس بہ تحقیق کہ کوئی آیت نہین ہی کہ مین اسکو اچھی طرح نہ پہچانتا ہون کہ ان کو نازل ہوئی یا رات کو یا دن کو برابر ہموار زمین پر اتری یا پہاڑ پر ان روایات کے مضمون سے یہ امر تو ظاہر ہوگیا کہ امت محمدی مین عالم قرآن کہ جس سے علم قرآن امت کو حاصل کرنا چاہیے فقط علی مرتضیٰ تھے وہی حضرت حافظ اور ماہر کلام اللہ تھے زید بن ثابت نے بڑی سخت غلطی بلکہ نادانی کی کہ غیر لوگون سے پوچھ پوچھکر اور ہڈیون اور سنگ سے متفرق آیات تلاش کر کے قرآن کو جمع کیا اور آپس عالم وحافظ اور جامع القرآن سے حاصل نکیا۔ اول تو خلفا کی سخت غلطی ہی کہ زید کو

حکم جمع کرنے قرآن کا دیا کیون حضرت علی مرتضیٰ سے قرآن کو حاصل نکیا۔
اس عدم حصول قرآن کے دو احتمال ہو سکتے ہین ایک یہ کہ جسطرح زید سے
قرآن جمع کرنیکو شیخین نے کہا اسیطرح حضرت علی سے بھی کہا ہو اور حضرت علی نے
جمع کرنے سے انکار کیا ہو۔ یا یہ کہ حضرت علی نے قرآن کو جمع کیا ہو اور صحابہ
نے براہ حسد اسکو قبول نہ کیا ہو۔ پس کتب معتبرہ اہلسنت سے ظاہر ہے کہ حضرت
امیرؑ نے بغیر کسیکے استدعا کی فورًا بعد وفات پیغمبر خدا صلعم قرآن کو مرتب اور
جمع کر دیا اور ایسی کوشش سے جمع کیا کہ تا انفراغ ردا بھی دوش پر نہ ڈالی
جیسا کہ صواعق محرقہ کی اسی فصل مین مرقوم ہے۔

واخرج ابن ابی داؤد عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ
صلعم ابطاء علی عن بیعۃ ابی بکر فلقیہ ابی بکر فقال اکرھت امارتی
فقال لا ولکن آلیت لا ارتدی بردا الا الی الصلوٰۃ حتی
اجمع القراٰن فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ قال محمد ابن سیرین
لو اصبت ذلک الکتاب کان فیہ العلم۔

یعنی روایت کی ابن ابی داؤد نے محمد بن سیرین سے کہ کہا اسنے کہ جب وفات
ہوئی رسول صلعم کی اور حضرت علی نے بیعت ابو بکر مین درنگ کیا تو ملاقات کی
ابو بکر نے علی مرتضیٰ سے اور کہا کہ کیا تم میری امارت کو مکروہ رکھتے ہو فرمایا نہین
ولیکن مین نے حلف کیا ہی کہ ردا بھی دوش پر نہ ڈالون الا بوقت نماز تا آنکہ
قرآن کو جمع نہ کر لون۔ پس زعم کیا ہے اونھون نے کہ حضرت علی نے قرآن مجید کو
بروئے سلسلہ تنزیل لکھا۔ محمد سیرین کہتے ہین کہ اگر کتاب اللہ مرتبہ علی مرتضیٰ

باقی رہتی تو اُس سے بڑا علم حاصل ہوتا۔

اس روایت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ علی مرتضیٰ نے بعد وفات نبی صلعم عمدہ ترتیب سے قرآنکو جمع کر دیا پھر اہل انصاف غور فرمادین کہ خلفاء صاحبان کو کیا ضرورت تھی کہ اسکے بعد زید ثابت سے لبطور خود متفرق پرچے تلاش کراکر اکثر ایسا مصحف تیار کرایا کہ جو خلاف ترتیب تنزیل کے ہی یعنی بڑی بڑی سورتین اول اور چھوٹی چھوٹی آخر مین لکھدین جامع کا علم تو اسی سے ظاہر ہی کہ ترتیب مین فقط چھوٹی بڑی سورتون کا لحاظ کیا گیا اور مضمون یا سلسلہ تنزیل سے تعلق ہی نہین رکھا پس اصل قرآن کا حامل قرآن سے حاصل نکرنا سب سے بڑی توہین قرآن کی ہی اور نیز قرآن کی سورتون کو سلسلہ تنزیل سے متفرق کر کے مختلف کر دینا اور آیات قرآنی کو پس وپیش کر دینا خود ملاحظۂ قرآن سے ظاہر ہی۔ دیکھو سبکا اتفاق ہی کہ اول سورۂ اقرا نازل ہوئی قرآن مین سورۂ بقر اول درج ہی۔ آیت الیوم اکملت الخ۔ آخر ایام حیات پیغمبر خدا صلعم مین نازل ہوئے جو اوایل قرآن مین درج ہے۔

آیۂ تطہیر خود گواہی دے رہی ہی کہ اُسکو اپنے موقع سے جدا کر کے درمیان اُن آیات کے لکھدیا ہی جو عورتون کے باب مین ہین اس آیت سے پہلی اور پچھلی آیات کو دیکھو تو مونث کی ضمیرین موجود ہین اور اس آیت درمیانی مین ضمائر مذکر درج ہین۔

ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو دیکھلو کہ اسکے اگلے

اور پچھلی آیات ایک ہی معاملہ مین ہین اور یہ آیت درمیان مین صاف علیحدہ نظر آرہی ہے۔
اب ہم کہتے ہین کہ اگر شیعہ اس بات کو کہتے ہین کہ قرآن موجودہ مین آیات منسوخہ بھی ہین اور اکثر الفاظ تبدیل و تحریف ہوگئے ہین اور اکثر آیات کے موقع بدل گئے ہین تو یہ توہین نہین ہے بلکہ اظہار امر واقعی کا ہے جسکو تمام اہلسنت بھی اپنی تفاسیر مین قبول کررہے ہین جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا پس ایسا کہنے یا قبول کرنے سے مخالفت تمسک ثابت نہین ہوسکتی نہ اس امر کے فقط اقرار سے اہلسنت پر بھی الزام توہین کا آتا ہے گو تبدیل و تحریف کرنے والے مرتکب توہین کے ہوئے ہون۔
لیکن واقعی توہین کلام پاک کی یا مخالفت تمسک قرآن یہی کہ فلان حکم قرآن مین نازل ہوا اور اُسکو نہ مانا یا اُسکی مخالفت کی یا اوسکی تعمیل کرنے سے لوگون کو روک دیا یا اپنے حکم سے اُس حکم الٰہی کو منسوخ کردیا۔ پس یہ بات جس شخص یا جس فرقے کی نسبت ثابت ہو یا جو فرقہ متبع اُس شخص یا اُس جماعت کا ہو اُسکی نسبت کہا جائیگا کہ وہ قرآن پاک کی توہین کرنے والے اور غیر متمسک بہ قرآن ہین اور وہی شخص یا جماعت یا فرقہ بہ شہادت حدیث ثقلین ضال اور گمراہ اور ناری سمجھا جائیگا۔
اہل انصاف جو مذہب حق کی جستجو کرنا چاہتے ہین وہ تحقیق کرین کہ منجملہ فرقات شیعہ وسنی یا پیشوایان ہر دو فرقات کے کون لوگ ہین جو

صریحاً آیات کلام الٰہی واحکام ربانی کی مخالفت کرکے اُنکے برخلاف فتویٰ دیتے ہین اور اپنے قول یا رائے یا اجتہاد سے نصوص احکام الٰہی کو منسوخ اور معطل اور کالعدم قرار دیتے ہین۔

جہانتک تحقیقات کیجائیگی ثابت ہوگا کہ اہل تشیع اور اُنکے پیشوا کسی آیت قرآنی کے مخالف نہین ہین نہ کسی حکم کو اپنی رای اور اجتہاد سے منسوخ ومعطل وکالعدم قرار دیتے ہین۔ البتہ حضرات اہلسنت کے پیشوایان نے بہت سی آیات قرآنی واحکام ربانی کی مخالفت کی ہی اور اپنی رائے سے اُنکو منسوخ اور باطل کردیا ہی اور اب بھی حضرات اہلسنت بمقابلہ آیات ربانی اُنھین پیشوایان مخالف قرآن کی رائے اور اجتہاد پر برخلاف قرآن عمل کرتے ہین۔

اثبات مخالفت آیات قرآنی واجتہاد بمقابلہ نص نسبت پیشوایان حضرات اہلسنت واتباع اہلسنت برائے اجتہاد پیشوایان بہ مخالفت قرآن

اگرچہ مخالفت احکام الٰہی حضرات اہلسنت وپیشوایان اہلسنت سے اس درجہ واقع ہوئی ہی کہ اُسکے ذکر مین ایک مبسوط کتاب مرتب ہو لیکن بوجہ فقدان فرصت وبخوف تطویل بے محل اس موقعہ پر بنہایت اختصار کے ساتھ محض بطور نمونہ ونظیر کچھ گذارش کرتا ہون۔

واضح ہو کہ بملاحظہ کتب حدیث وتفسیر اہلسنت پایا جاتا ہی کہ جو مخالفت

احکام قرآنی مخالفین ثقلین سے واقع ہوئی وہ دو قسم کی ہے۔
اول یہ کہ پیشوایان اہلسنت یعنی خلفا و صحابہ نے بذات خود احکام مخصوصہ کی مخالفت کی دوسرے یہ کہ خود بھی پیشوایان مذکور نے مخالفت کی اور احکام الہی کو باطل کیا اور اپنے اشیاع و اتباع کو بھی مخالفت احکام الہی کا حکم دیا اور اب تک فرقہ سنت وجماعت مین اُن پیشوایان کے قول مخالف قرآن پر عمل ہے اور آیات قرآنی کو بمقابلہ قول مخالفین ثقلین بے وقعت سمجھ کر متروک العمل کرتے ہین۔ اور اس بحث کو ہم دو فصل جداگانہ بیان کرتے ہین۔

فصل اول دربیان مخالفت احکام الٰہی نسبت خلفاء وغیرہم بالخصوص

اگرچہ خلفاء ثلثہ و دیگر اجلہ اصحاب سے صدہا احکام و آیات الٰہی کی مخالفت سرزد ہوئی ہے اور اُن سب مخالفتون کا پتہ کتب اہلسنت سے برابر ملتا ہے لیکن چونکہ میری نظر اختصار پر ہے اسلئے چند آیات و احکام قرآنی بطور نمونہ فقط یادداشت زبانی سے عرض کرتا ہون بغور توجہ ہو۔

آیت اول فقاتلوا فی سبیل اللہ ہے اسکی مخالفت خلفاء ثلثہ سے ایسی واقع ہوئی سب پر روشن ہی۔ غزوہ بدر مین ہر سہ حضرات کسی کافر سے نہ لڑے غزوہ احد مین رسول خدا کو نرغۂ اعدا مین تنہا چھوڑکر مفرور ہو گئے غزوہ احزاب مین بھی کسی کافر کا مقابلہ نکیا بلکہ تین مرتبہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کو عمرو بن عبدود سے لڑنے کو فرمایا لیکن حضرت عمر نے انکار محض کیا۔ جنگ خیبر مین شیخین بخوف مرحب یہودی تین بار فرار ہوے۔ غزوہ

حنین مین ہرسہ اصحاب مفرور ہوئے باوجودیکہ تحت الشجر بیعت اس امر کی کرچکے تھے کہ ہم مارینگے اور مرینگے رسولخداؐ کا ساتھ نہ چھوڑینگے۔ بوقت آخر حیات رسولخدا صلعم نے ہرسہ اصحاب کو بہ تحت اسامہ بن زید جنگ پر مامور فرمایا مگر کوئی گھر سے باہر نہ نکلا۔

آیت دوم النبی اولی بالمومنین من انفسھم یعنی مومن وہ ہی ہی جو نبی صلعم کو اپنے نفس سے عزیز اور اولی جانتا ہو۔ برخلاف اس آیت کے حضرت یار غار نبی صلعم کی جان کا کچھ خیال نکرکے اپنی جان کے لئے غار مین مصروف گریہ تھے اسیطرح جنگ بدر مین عریش کے اندر چھپے بیٹھے تھے اور جنگ احد مین مع حضرت عمر نبی صلعم کو میدان جنگ مین نرغہ اعدا کے اندر گھرا ہوا چھوڑکر ایک غار مین جا چھپے اور اسیطرح جنگ حنین مین رسولخدا صلعم کو اکیلا چھوڑکر اصحاب ثلثہ بھاگ گئے۔

آیت سوم لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق الخ۔ رسول خدا صلعم نے خواب مین مکہ معظمہ کا فتح ہوجانا دیکھا اور لوگون سے ذکر خواب کا کردیا لیکن وقت فتح کا بیان نہ فرمایا۔ اسکے بعد مکہ پر فوج کشی کی اور پھر بنا بر مصلحت عظیم صلح کرلی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہی حضرت عمر نے نبی صلعم پر اعتراض کیا اور نبی صلعم کے خواب بلکہ نبوت کو جھوٹا بتاتا نبی صلعم نے ہرچند فہمایش کی اور ارشاد فرمایا کہ مین نے تمسے یہ کب کہا تھا کہ اسسال ہی مکہ فتح ہوگا لیکن حضرت عمر کے خیال مین کوئی بات بھی نہ آئی اور انکے دل کا شک باوجود تصدیق خدا و رسول کے زائل نہوا

جیسا کہ کتب سیر مین مذکور ہی کہ حضرت عمرؓ بعد فہمائش رسول صلعم ویسی ہی شک اور شبہ سے بھرے ہوئے حضرت ابوبکر کی پاس آئے اور وہی شکوک بیان کئے جو حضرت رسولخدا کے روبرو بیان کئے تھے۔

آیت چہارم انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون باجماع مفسرین اہلسنت یہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوئی ہی اور مطلب اسکا یہ ہی کہ تمام مسلمانون سے خداتعالی یون خطاب کرتا ہی کہ تمھارے ولی صرف تین ہین خدا اور رسول اور علی بن ابیطالب لیکن خلفاء ثلثہ اور دیگر صحابہ نی مطلق اس آیت کی تعمیل نہین کی خود ولی مسلمانان بن گئے اور ولی برحق کے ولایت کے منکر ہو گئے۔ اور اکابر علماء اہلسنت اس امر کے قائل ہوئے ہین کہ صحابہ حکم ولایت علی مرتضی سے انحرافی اور مخالفت کی جیسا کہ ابو عبداللہ مرزبانی کہ اجلہ علماء اہل تسنن سے ہین اپنی کتاب شرفات الشعراء مین ابو سعید خدری سے روایت لکھتے ہین۔ وعن ابی ھارون العبدی قال سمعت ابو سعید الخدری یقول امر الناس بخمس فعملوا باربع وترکوا واحدۃ فقال لہ رجل یا ابا سعید ما ھذہ الاربع التی عملوا بھا قال الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج قال فما الواحدۃ التی ترکوھا قال ولایت علی ابن ابی طالب وقال وانھا مفترضۃ معین قال نعم۔ الی اٰخرہ۔ مطلب اسکا یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے یہ کہا کہ لوگون پر پانچ چیزین فرض ہوئین جنمین

چار پر عمل کیا اور ایک حکم کو ترک کر دیا۔ ایک شخص نے اسکی تفصیل پوچھی تو ابو سعید نے کہا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ چار حکموں پر لوگوں نے عمل کیا اور پانچویں حکم ولایت علی ابن ابیطالب کو ترک کر دیا۔ سائل نے پوچھا کہ کیا ولایت علی ابن ابی طالب بھی مفترض تھے تو ابو سعید نے کہا کہ ہاں۔ تا آخر روایت

آیت پنجم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ۔

آیت ششم الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الخ

باعتراف اکابر علمائے اہلسنت یہ ہر دو آیات یوم غدیر خم میں نازل ہوئیں اوّل آیت نمبر ۵ اور بعد خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے آیت نمبر ۶۔ دیکھو تفسیر ثعلبی بہ تحت آیت یا ایھا الرسول بلغ و آئیۃ سال سائل بعذاب واقع اور دیکھو اسمیں قصہ حارث ابن نعمان کا کہ وہ ملعون شک لایا ان آیات پر اور واقعہ خم غدیر کو فقط رسول خدا کیطرف سے برعایت قرابت سمجھا اور نہایت شقاوت قلبی سے یہ دعا کی کہ اگر ولایت علی مرتضی خدا کے حکم سے ہوئی ہو تو اُس مردود پر آسمان سے پتھر پڑے چنانچہ اس لفظ کے کہتے ہی اُس ملعون پر آسمان سے پتھر گرا اور راہی جہنم ہوا اور ملاحظہ فرماؤ مناقب خوارزمی کو کہ مرفوعاً الی ابو سعید خدری اور مناقب ابن المغازلی کو بھی کہ اسیطرح مرفوعاً ابو ہریرہ سے اور دیکھو تاریخ بغداد خطیب کو اور مناقب ابن مردویہ کو کہ ان سب میں یہ عبارت ہے بعد خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے ثم لم تیفرقا حتی نزلت ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم الخ فقال النبی اللہ اکبر علے

آیت تمام الذین وانتمام النعمت ورضی الرب برسالتی والولایت بعلی ثم قال اللھم وآل والاہ الی آخرہ - اور انکار و مخالفت صحابہ ولایت علی مرتضیٰ سے بذیل آیت چہارم مذکور ہو چکا۔

آیت ہفتم قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی - اس آیت کی رو سے عترت پیغمبر صلعم کی محبت اُمت محمدی پر فرض ہوئی مگر اس فریضہ کو صحابہ مین سے بہت تھوڑے لوگ ادا کر سکے خصوصاً شیخین سے برخلافی اس حکم کے نہایت شہرت و اعلان کے ساتھ سرزد ہوئی حتی کہ بضعہ پیغمبر صلعم کو اُنکے آخری ایام حیات مین ایسا آزردہ کیا کہ اُنکو یہ وصیت کرنی پڑی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر بھی نہ آوین ایسا ہی حضرت مرتضیٰ کے حقوق کو تلف کیا اوائل ایام بیعت خلیفہ اول مین طرح طرح کی ایذائین اور دھمکیان دیگئین خلیفہ اول نے اپنی وفات کے وقت حق مرتضوی کو تلف کرنے کے لئے حضرت عمر کو ولیعہد کیا اور حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت بنابر حق تلفی حضرت علی کی امر خلافت کو شورے سے متعلق کیا اور باطن مین گویا تدبیر قتل حضرت علی کی نکالی تھی چنانچہ خود جناب حیدر کرار نے فرمایا کہ عمر ابن الخطاب نے یہ سوچ لیا تھا کہ عبدالرحمن بن عوف بھائی و داماد عثمان ابن عفان کا ہی اور سعد اُسکا ابن عم ہے بہرحال یہ ایکطرف ہونگے اور میری طرف بزعم اُسکے غایت درجہ یہ تھا کہ زبیر ابن عوام ہو اسلئے اُسنے یہ قید لگائی تھی کہ جسطرف عبدالرحمن ہو اُسکو ترجیح ہوگی اور فریق ثانی کی طرف بھی اگر تین رائے ہو جاوین وہ قتل کردیا جاوے - علاوہ

اصحاب ثلثہ کے حضرات اہل سنت کے خلیفہ پنجم معاویہ اور ششم خلیفہ یزید سے
جو کچھ تعمیل اس حکم کی ہی محتاج بیان نہین۔
آیت ہشتم ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اس آیت کے بموجب
جمیع صحابہ اور مسلمانان کو ہدایت کے گئے نبی صلعم کی حضور مین آواز بلند
نہو۔ صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب سیر و احادیث مین [illegible] مطلب قرطاس
کی روایات مفصلاً مرقوم ہی کہ حضرت عمر اور انکے ہم مشربون نے [illegible] نبی کے حکم کو
رد کیا [illegible] نبی صلعم کے فرمانے پر اسقدر شور و غل کیا کہ مجبور نبی صلعم کو یہ کہنا پڑا
کہ میرے پاس سے نکل جاؤ کہ پیغمبر کی حضور مین ایسا شور و غل لائق نہین ہے۔
آیت نہم شروع پارہ واعلموا در بارہ خمس از اموال غنیمت۔
آیت دہم سورہ حشر در باب اموال فی۔
ان آیات کا صاف مفہوم ہی کہ خمس اور فی کے خدا اور رسول اور اہلبیت
پیغمبر حقدار ہین اور خلفاء وغیرہ [illegible] اسپر حرام کیا گیا اور سورہ
حشر مین صاف حکم ہوا کہ لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم لیکن خلفاء ثلاثہ
نے اہلبیت پیغمبر کو اس سے محروم کر کے خود تصرف [illegible]
مال خمس اور فی حرام تھا اور خلیفۂ ثالث نے تو یہانتک [illegible] کی
کی خمس افریقہ جو ایک لاکھ دینار کی مالیت تھا دشمن خدا اور رسول [illegible]
یعنی مروان اپنے داماد کو بخشدیا جسکی صورت بھی رسول خدا کو دیکھنا گوارا نہ تھی
اور مدینہ منورہ سے مروان مذکور کو مع اسکے باپ حکم کے دیس نکالا دیدیا تھا اور
ادہر واپس آنے کی سخت ممانعت کی تھی۔ حضرت عثمان نے اسکا بدلہ رسول خدا سے

اپنے محسن کے پیارے دوست ابوذر کو دیس نکالا دیا۔

آیت یازدہم۔ لقد رضی اللہ عن المومنین۔ یعنی آیت بیعت تحت
شجرہ جسمیں حکم ہوا کہ جو کوئی اس بیعت کو توڑیگا اپنی جان پر ظلم توڑیگا اور
اصحاب ثلاثہ نے حنین کے مقام پر اس بیعت کو توڑ دیا اور رسول خدا کو تنہا
چھوڑ کر فرار ہوگئے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ ان مغروروں
کو یا اصحاب السمرہ کہکر آواز دو۔ اور سمرہ وہ درخت تھا جسکے نیچے
بیٹھکر رسول خدا صلعم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی۔

آیت دوازدہم۔ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم۔
خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ صحابی کو بیگناہ قتل کیا۔ صواعق
محرقہ سے ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر نے ایک مسلمان کو آگ میں جلوادیا
عبداللہ ابن عمر نے ہرمزان کو اور ابولولوہ کی دو دختران کو
بے گناہ قتل کیا۔

آیت سیزدہم۔ آیت قصاص خلیفہ اول دوم نے خالد سے مالک
بن نویرہ کا قصاص نہ لیا نہ مالک کی زوجہ سے زنا کرنے پر حد جاری کی ہرمزان
اور ابولولوہ کی دختران کا قصاص خلیفہ ثالث نے نہیں لیا ان بیگناہوں کا
خون اب تک زیر زمین فریاد کر رہا ہی۔ خلیفہ اول نے سارق کا دست
چپ کاٹا خلیفہ دوم نے رجم حاملہ اور قصاص مجنون کا فتوی دیا خلیفہ
سوم نے ایک حاملہ کو رجم ہی کروا ڈالا۔

آیت چہاردہم۔ [illegible] ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین

حضرت عثمان رضہ نے ایک لاکھ دینار مروان کو بلا کسی استحقاق کے انعام
دیا - شیخ ابن حجر مکی صواعق مین حضرت عثمان کا الزام رفع کرنے کو لکھتے ہین
کہ فتح افریقیہ کے سب سے پہلے خبر مروان نے دی تھی اسلئے اُنکو پانچوان خمس
افریقیہ جو ایک لاکھ اشرفی کی قیمت کا تھا صلہ خوشخبری مین بخشدیا - یہ انعام
بلا شبہ اسراف ہی اور اسراف بھی کیسا کہ غیر کے ملک مین - یعنی خمس خلیفہ
صاحب کی ملک نہ تھا اگر اپنا گھر بخشدیتے تو البتہ یہ فعل فقط داخل اسراف
ہوتا لیکن جبکہ خمس غنیمت عطا فرمایا تو علاوہ اسراف کے مالکان و حقداران
خمس کی حق تلفی اور غصب اُنکے حقوق کا ہوا

آیت پانزدہم - حکم منع اخذ زکوۃ از تغلبیہ یہ خلیفہ ثالث نے باوجود
مخالفت خدا اور رسول صلعم تغلبیہ سے زکوۃ لی -

آیت شانزدہم - اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ یعنی نقض اس آیت کی
تحریر سابقہ بالا سے بخوبی ثابت ہی یعنی پندرہ احکام الٰہی کی مخالفت تو
تحریر ہو چکی اور باقی آیندہ ذکر ہوگا نبی صلعم کے احکام کی مخالفت تو
ان لوگون سے اسقدر سرزد ہوئی کہ جسکی انتہا نہین ہی مگر
فقط ذکر مخالفت قرآن پاک کا ہی اسلئے اس ذکر کو چھوڑ دیا البتہ ناظرین
کے اطمینان کے لئے ایک دو ایسی عدول حکمیون کا ذکر بطور اختصار
کرتا ہون کہ جو زمانہ آخر حیات جناب سرور کائنات مین اصحاب سے
سرزد ہوئی ہین - اول مخالفت نص غدیر - دوم مخالفت کرنا رسول کی
بمقام عقبہ سیوم تخلف از جیش اسامہ کی جسکی بابت نبی صلعم نے

ارشاد فرمایا لعن اللہ من تخلف عنہا)۔ دیکھو ملل نحل عبد الکریم شہرستانی کو
چہارم مخالفت وصیت آخر رسول صلعم کی۔
آیت ہفتدہم انک میت و انہم میتون و آیت افائن مات او
قتل الخ ان آیات مین صاف صاف خبر وفات نبی صلعم کی ہی مگر کتب
معتبرہ اہلسنت سے ظاہر ہی کہ حضرت عمر نے بوقت وفات پیغمبر خدا صلعم
کے یہ فرمایا کہ نبی صلعم کی وفات نہو گی بلکہ مثل عیسی علیہ السلام کے
آسمان پر اٹھائے گئے اور جو کوئی یہ کہیگا کہ نبی صلعم نے وفات پائی تو مین
اسکو قتل کرونگا۔ بظاہر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ حضرت عمر کو ایسا
خیال کیون پیدا ہوا بلکہ قرآن سے صاف ظاہر ہی کہ وہ حال وفات
پیغمبر خدا سے خوب آگاہ تھے اور اسوقت مسجد نبوی مین ہی موجود تھے
جہان حضرت کے اہلبیت کے رونے پیٹنے کی آواز بھی آرہی تھی اور نبی
صلعم حجۃ الوداع سے لیکر برابر ہر خطبہ مین اپنی وفات کی خبر دیتے تھے
سوائے اسکے اور کوئی امر سمجھ مین نہین آتا کہ حضرت عمر کے اس فعل مین
کوئی بڑی بھاری پولٹیکل چال تھی کیونکہ حضرت ابوبکر کے آتے ہی وہ خیال
انکا فوراً بدل گیا پس بعید نہین کہ انھون نے اسوقت حاضرین موقع کو خلافت
کے بارہ مین گفتگو کرنے سے اس تدبیر کے وسیلے سے روکا ہو۔ یہ مخالفت
قرآنی برے مطلب کے لئے تھی۔

فصل دوم بیان مخالفات آیات قرآنی نسبت صحابہ

مجتہدین وعوام اہل سنت وجماعت

یعنی اس فصل مین اون آیات اور احکام قرآنی کا مذکور ہی جسکے مخالف صحابہ ومجتہدین اہلسنت نے بہ پیروی نفس اجتہاد کیا اور اہل سنت باوجود ہونے نص جلی کے صریحی مخالفت کرکے تقلید مسائل اجتہادیہ کے کرتے ہین بطور نمونہ چند آیات کا مذکور کیا جاتا ہی۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ اس آیت مین صاف حکم مسح رجلین کا ہی اور آیت تیمم اسکی تائید مین واقع ہی کہ جس سے ظاہر ہو گیا کہ وضو مین اعضاء واجب الغسل فقط منہ اور ہاتھ ہین باقی جنکا مسح واجب ہوا اور اعضاء واجب المسح یعنی سر اور پیر تیمم مین ترک ہو گئے مگر حضرات اہلسنت فقط بہ پابندی قول حضرت عمر کے پیرون کو دہوتے ہین اور مخالفت حکم الٰہی کا کچھ خیال نہین کرتے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا کہ غسل قدم اور طلاق ثلث دفعتاً واحدۃً اور منع متعۃ الحج و متعۃ النساء وغیرہ مسائل اجتہادی حضرت عمر وعبد اللہ وزید کے ہین۔ یہ بات غور کے قابل ہین کہ حضرت عمر نے پیرون پر مسح کرنے کو برخلاف قرآن ممانعت کی اور موزون پر مسح کرنے کا جدید قاعدہ اپنی طرف سے نکالا۔ بعض لوگ ناواقف جو فعل مسح علی الخفین کو طریقہ نبوی سمجھے ہوئے ہین یہ انکی غلطی ہی بلکہ یہ طریقہ حضرت عمر کا نکالا ہوا ہی اور یہ نقل ہی کہ گوڑ کھاتون اور گلگاون کی پر [illegible]

صفحہ ۲۳۲ - اخرج الدارقطنی عن عبد اللہ المحض - انہ سئل المسح علی الخفین فقال امسح فقد مسح عمر الخ -

آیت دوم - فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج - یعنی آیت متعۃ الحج -

آیت سوم - فما استمتعتم بہ منہن فاتوھن اجورھن فریضۃ یعنی آیت متعۃ النسار -

پیشتر عبارت ازالۃ الخفا مقصد دوم سے ثابت ہوچکا کہ مسئلہ فسخ حج بعمرہ و متعۃ النسار و مسئلہ غسل قدمین تمام مجتہدین اہلسنت تابع اُس تطبیق کے ہین جسکو حضرت عمر نے مقرر کیا پس مخالفت قرآنی نسبت حضرت عمر و مجتہدین اہلسنت ثابت ہی اور نیز کتب اہلسنت سے ظاہر ہی کہ حضرت عمر نے اشتہار دیا کہ دو متعہ زمانہ رسولخدا اور زمانہ ابوبکر مین جاری تھے مین اُنکو حرام کرتا ہون اس سے زیادہ مخالفت حکم قرآنی اور کیا ہوسکتی ہی اور تمام اہل سنن اب تک بمخالفت ان آیات قرآنی کے ہر دو متعہ کو حرام کہتے ہین -

آیت چہارم لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین تا اخر آیت یعنی تقیہ ہر کسی سنی سے پوچھو تو برابر کہیگا کہ تقیہ حرام ہی اور کچھ خیال حکم قرآنی کا نکریگا

آیت پنجم - واتموا الصیام الی اللیل - یعنی آیت وقت افطار روزہ یہ امر ظاہر اور روشن ہی کہ گردش فلکی سے ہر چوبیس ساعت شبانہ روز مین چار وقت مخصوص ہوتے ہین صبح دن شام رات اور خدا تعالی نے ان چار وقتون مین سے روزہ سے فقط رات کو جدا کیا ہی جسکی تشریح قرآن مین موجود پس ظاہر ہی کہ روزہ طلوع آفتاب سے غروب

آفتاب تک نہین ہی بلکہ صبح صادق سے کہ خط ابیض خط اسود پر نمایان ہوتا
ہی روزہ شروع ہوجاتا ہی اور بعد شام گذرنے کے رات کے شروع ہونی
پر ختم ہوتا ہی لیکن حضرات اہلسنت برخلاف حکم الٰہی غروب آفتاب پر روزہ
افطار کرتے ہین۔ اور مطلق تعمیل اس آیت کی نہین کرتے بجائے تین
وقت صبح دن شام کے فقط دو وقت صبح اور دن کا روزہ رکھتے ہین
اور یہ اجتہاد اہلسنت کا صریحاً مخالف نص جلی کے ہی۔

آیت ششم قوموا للہ قانتین۔ یعنی حکم قنوت نماز مین۔

اس آیت مین صاف حکم یہ ہی کہ جب نماز پڑھو تو خدا کے روبرو عاجزی سے
گڑگڑاتے ہوئے دعا کرو یعنی قنوت ہر نماز مین اس آیت کی رو سے فرض ہوا
ہی مگر حضرات اہلسنت کے مجتہدین نے اس آیت کو منسوخ کر ڈالا اور نماز فریضہ
مین ہرگز قنوت نہین پڑھتے حالانکہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح سے یہ بھی ثابت ہوا
ہی کہ آنحضرت صلعم ہر نماز مین قنوت پڑھتے تھے۔

آیت ہفتم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم باعتراف اجلہ علماء اہلسنت یہ آیہ
مبارکہ سوائے سورۂ برات کے ہر سورہ کے شروع پر نازل ہوا مگر مجتہدین
اہلسنت نے اسکو بھی ہر سورہ سے نکال دیا اور نماز مین سورتون کے شروع پر
بسم اللہ نہین پڑھتے۔ دیکھو مشکوات شریف کی کتاب القرآن کو۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلعم لا یعرف فصل السورۃ حتی نزل
علیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رواہ ابوداؤد۔

التماس مؤلف

منشی صاحب اگر دل مین ذرہ برابر بھی انصاف فرمائین اور تعصب کو دور کر دین
تو ظاہر ہو جائیگا کہ مذہب اہلسنت والجماعت قطعی مخالف قرآن پاک ہے اور معاند
عترت صاحب لولاک ہے شیعون پر جو الزام عدم تمسک قرآن کا لگایا گیا ہے
یہ محض افترا اور بہتان ہے اگر کسیکو برخلاف اسکے دعوی ہو تو جسطرح ہمنے مخالفت
آیات قرآنی نسبت صحابہ و مجتہدین اہلسنت ثابت کی ہے نسبت دوازدہ امام
علیہم السلام پیشوایان شیعہ و عموم اہل تشیع کے نسبت ثابت کردے ورنہ
اس عقیدۂ فاسد سے توبہ کرے۔ اور جو الزام عدم تمسک عترت کا شیعون پر
قائم کیا ہے دراصل شاہ صاحب نے جہلا اہلسنت کو دھوکہ دیا ہے آپ بھی حق
فریب مین آگئے۔

قال صاحب اسرار الہدی۔ اب سنیے تمسک عترت رسول اللہ کا حال
اگرچہ باتفاق اہل لغت عترت کے معنی رشتہ دارون اور عزیزون قریبی کے
ہین مگر حضرات شیعہ بعض عترت کے فضیلت کا مطلق انکار کرتے ہین بلکہ انکو
دائرۂ عترت سے خارج سمجھتے ہین مثل حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم بنات
آنحضرت صلعم اور بعض کو داخل عترت نہین شمار کرتے ہین بلکہ انکی
بزرگون کی شان مین ترک ادب کلمات بکتے ہین مثل حضرت عباس عم
رسولخدا و حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت اسد اللہ۔

اقول بحول اللہ تعالی اہل انصاف ذرا غور فرمائین کہ حضرات اہلسنت تمسک
عترت کے معنی سے بھی آگاہ نہین ہین پھر تمسک کرنا انکا عترت سے کسطرح
خیال مین آسکتا ہے دیکھئے حضرت تمسک کے یہ معنی نہین ہین کہ نبی صلعم کے

رشتہ دارون کے نام یاد کر لیا کرے رشتہ داری رشتہ دارون سے تو کافرون کو
بھی انکار نہین لیکن بحث فقط یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جو مسلمانون کو یہ
حکم دیا کہ مین اپنے بعد تم مین اپنی عترت کو چھوڑتا ہون اُنسے تمسک کرو تاکہ گمراہ
نہو جاؤ وہ عترت کون ہین جنسے تمسک کرنے کا صحابہ کو حکم دیا اور اب منجملہ
ہر دو فرقات شیعہ و سنی کے متمسک بعترت کون ہی منشی صاحب نے جو اس
بحث مین ذکر رقیہ و ام کلثوم کا کیا ہی یہ اُنکی کم علمی اور ناواقفیت پر دلالت
کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو فن تاریخ سے مطلق لگاؤ نہین افسوس ہے کہ
علمائے اہلسنت کو بھی یہانتک رشتہ داران پیغمبر سے بے تعلقی ہی کہ یہ بھی نہین
جانتے کہ کسنے کب وفات پائی ۔ جس وقت مین رسوخدا صلعم نے یہ حدیث
فرمائی رقیہ اور ام کلثوم بہت مدت پیشتر فوت ہو چکی تھین تو ظاہر ہی کہ لفظ
انی تارک اُنپر صادق نہین آسکتا ۔ نہ رسوخدا نے اُنکو اپنے بعد چھوڑا
نہ اُنسے تمسک کرنے کا حکم دیا پھر قول معترض خود لغو ہو گیا ۔ اور چونکہ معترض
نے شیعون پر اعتراض کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید اہل سنت کو خاص
عترت پیغمبر کو چھوڑ کر انھین بنات متوفیات سے تمسک کرنے کا ادعا ہے
تو ثابت ہوا کہ عام اہل سنت مخالف حدیث ثقلین کے ہین ای منصف
مزاجو منشی صاحب کی نسبت تو آپ لوگ ضرور یہ کہہ سکوگے کہ بوجہ
ناواقفیت یہ اعتراض کیا گیا لیکن مولوی لطف اللہ صاحب کی
نسبت کیا فرماؤگے کہ اُنھون نے اپنی تقریظ مین منشی صاحب کے
تمام لغویات کی بڑے زور و شور سے داد دی ہے ۔

اب رہی حضرت عباس اور عقیل بن ابیطالب اُنکو کوئی شیعہ اہلسنت کا برابر ایک کو نبی صلعم کا چچا اور دوسرے کو ابن عم کہتے ہین باقی رہا تمسک تو اہلسنت بھی اس بات کے قائل ہونگے کہ یہ دونون صاحب حضرت علی سے افضل ہین کیونکہ حضرت علی سابق الایمان و اہل بدر اور عالم ہین اور یہ دونون صاحب تو وہی ہین کہ جنگ بدر مین مسلمانون کے ہاتھ پر اسیر ہوئے تھے پس اہلسنت مین سوائے منشی صاحب کے کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ جو اس بات کو پسند کرے کہ حضرت علی کو چھوڑکر حضرت عباس یا حضرت عقیل سے متمسک ہو کیونکہ تمسک کے لیئے افضل ہونا ضرور ہے اور نیز ایک وقت مین ایک ہی شخص سے تمسک ہو سکتا ہی نہ کہ متعدد اشخاص سے جیسا کہ سنیون کے موضوعہ حدیث مین ہے کہ اقتدا کرو بعد میرے ابوبکر و عمر کا اور ہدایت چاہو عبداللہ ابن مسعود سے اور جو بات وہ کہے اُسکی تصدیق کرو اور تمسک کرو عمار بن یاسر سے۔

علاوہ اسکے آنحضرت صلعم نے تو بارہا امت پر ظاہر کر دیا ہی کہ علی اور فاطمہ اور حسنین میری عترت اور اہلبیت ہین جیسا کہ بوقت نزول آیہ تطہیر و آیت مباہلہ و آیت مودت ظاہر فرمایا ہی اور کسی اہل سنت کو یہ دعوی نہین کہ ان مواقع پر عباس یا عقیل شامل تھے پھر کمال تعجب ہی کہ ایسا فضول اور لغو اعتراض کیون کیا گیا۔ پس شیعہ تو یہ جواب دیسکتے ہین کہ حدیث ثقلین مین مراد آنحضرت کی عترت سے علی مرتضی اور بعد انکے حسنین علیہ السلام ہین چنانچہ ہم بذریعہ ... ایام مرض مین آنحضرت صلعم نے اسکو تشریح کیساتھ

بیان بھی کردیا۔ اور اہلسنت کو شیعون پر اعتراض کا موقع نہین ہے کیونکہ
اہلسنت کو حضرت علی اور حسنین کی عترت پیغمبر ہونے سے انکار نہین اگر
بہ تعمیل حدیث ثقلین کوئی شخص علی مرتضٰی سے تمسک ہوا تو اہلسنت اُسپر
مخالفت حدیث ثقلین کا اعتراض نہین کرسکتے لیکن اب منشی صاحب
پیشتر تو اپنے پیشواؤن کی بابت جواب دین کہ اُنھون نے بہ تعمیل اس
ارشاد نبوی کے کس عترت پیغمبر سے تمسک کیا اور پھر اپنی جماعت
کی نسبت بیان فرماوین کہ کسکے مقلد اور کس سے متمسک ہین۔
منشی صاحب آپنے تمام اقرباء پیغمبر مین سے دو دختران مردہ اور حضرت
عباس اور عقیل کو تمسک کے لئے پسند کیا مگر ہم یہانتک آپ کو مختار
کرتے ہین کہ آپ اپنا اور اپنے پیشواؤن کا انسے ہی تمسک کرنا ثابت
کردین۔ بڑے افسوس کی بات ہی کہ حضرت عباس اور زبیر تو شیخین
پر تلوار کھینچاتے پھرین اور باعلان تمام لعن وطعن کرین کہ حضرت علی کا
حق غصب کرلیا اور حضرت عقیل برسر منبر معاویہ پر لعن کرین اور آپ
انمین سے کسیکی بھی تقلید نہ کرین اس سے تو صاف پایا گیا کہ مذہب
اہلسنت صریح مخالفت اور معاند رسول خدا صلعم اور اُنکے اہلبیت کا ہے
ہم کہتے ہین اگر سنیون نے بعض رشتہ داران پیغمبر سے تمسک نہ کیا اور تعمیل حکم
نبوی افضل اور سب سے اقرب رشتہ دار سے تمسک کیا تو کیا بیجا کیا لیکن آپ
فرمائیے کہ کیا اصحاب ثلثہ یا آئمہ اربعہ کو کسیطرح داخل عترت کرسکتے ہو یا عترت
پیغمبر مین سے کسی قریب یا بعید رشتہ دار سے اپنا اور اپنے پیشواؤنکا تمسک کرنا

ثابت کر سکتے ہو منشی صاحب آپ اپنا ذکر تو بعد مین کرنا لیکن پیشتر یہ فرمایئے
کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان نے اس حکم نبوی کو قبول کیا یا اسکی مخالفت کی
اگر اس حکم کو قبول کیا تو فرمایئے کہ ان ہر سہ اصحاب نے عترت پیغمبر سے کسکی
ساتھ تمسک کیا اور معاملات دینی مین کسکی پیروی اور تقلید کر کے گمراہی سے
بچے اور اگر عترت مین سے کسیکی تقلید نہین کی اور کسی سے متمسک نہین ہوئے
تو گمراہی سے بچنے کی دلیل کافی بیان فرمائیے اور اگر آپ جان بچانے کے
لیئے اس بات کا اقرار کرین کہ خلفاء ثلثہ نے عترت پیغمبر مین سے کسی کی
پیروی اور تقلید کی تو ارشاد ہو کہ انمین سے امام تو کون ہوا اور مقتدی و ماموم
کون تھا اور پھر ان حضرات کی خلافت و امامت کسطرح جائز و برحق رہی
جواب اسکا مفصل ارشاد ہو۔ اور اگر آپ اسکے جواب مین مبادرت نہ فرماوین
تو ضرور مذہب اہل سنن پر آپکا بڑا احسان ہوگا اسلیئے لازم ہی کہ آپ
مولوی لطف اللہ صاحب سے اسکا جواب لکھوائین تا کہ عوام اہل سنت
کے مقابلہ مین سند ہووے۔

اسکے بعد منشی صاحب نے حضرت علی کے اس ارشاد پر اعتراض کیا (کہ میرے
اہلبیت کے وہ لوگ جنپر مجھے دین خدا مین بھروسہ تھا زندہ اور باقی نہ رہے
بلکہ دو شخص جو قریب العہد بالجاہلیہ ہین باقی رہگئے یعنی عباس اور عقیل)
حالانکہ ارشاد مرتضوی نہایت صحیح ہی اور کسی سنی کو بھی اسمین کلام نہین کہ
کہ یہ دونون حضرات قریب العہد بالجاہلیہ تھے اور دین اسلام مین جو
مرتبہ حضرت حمزہ و جعفر طیار کا تھا انکو حاصل نہ ہوا۔

نسبت آل عباس کے جو شکایت کی ہی کہ اُنکو شیعہ برا جانتے ہین اور امام جعفر صادق نے جو الفاظ بنی عباس کی شان مین فرمائے ہین اُنکے تحریر کرنیسے منشی صاحب کی روح کانپتی ہی واقعی یہ کام منشی صاحب کا ہی ہی کہ حضرت علی کی شان مین خود سب بے ادبی اور گستاخی کرنے سے روح نہ کانپی اور حضرت کی نسبت امامت سے خارج ہونا مسلمانی سے باہر ہوجانا کافر ناصب ہونا تو لکھدیا مگر خلفائے بنی عباس کی نسبت قول امام جعفر صادق کو نقل کرتے ہوئے روح کانپ گئی۔ ناظرین بالفصاف اسی عمل سے اہلسنت کے ایمان واسلام کا اندازہ کرسکتے ہین کہ فساق وفجار سے تو ان لوگون کو کسقدر دلسوزی اور صلحا وابرار سے کس درجہ تنفر ہی ماشاء اللہ رشتہ داران پیغمبر ہین سے اگر کچھ لگاؤ ہی تو ایسے لوگون سے ہی جو صریح آئمہ اہلبیت علیہم السلام سے منحرف تھے گویا رسولخدا سے عداوت ٹھہری یعنی رسولخدا صلعم نے دروازہ امام کے لئے نام بنام نص امامت فرمائی پھر ہر امام نے اپنے مابعد امام کے حق مین نص فرمائی لیکن اہلسنت اُن پاک اور مقدس امامون کو نہ مانینگے بنی فاطمہ مین سے بھی اگر کسیکو مانینگے تو ایسون کو کہ جنھون نے صریحا امام وقت سے انحراف کیا یا بمقابلہ امام برحق کے جھوٹا دعوی امامت کا کیا یا بطمع مال ودولت دنیاوی محض خوشنودی عوام کے لئے مذہب اباواجداد کرام کو چھوڑکر تبرا سے بظاہر ناراضی ظاہر کرنے لگے۔

نسبت حضرت حسن مثنی وعبداللہ محض ومحمد ملقب بہ نفس زکیہ جو لکھا ہی آمین بھی مؤلف نے دھوکہ کھایا ہی اور غلطی سے یہ تصور کرلیا ہی کہ یہ حضرات برخلاف اپنے اباواجداد کے تبرا کو ترک کرچکے تھے مگر یہ غلط ہی اور اگرچہ سادات حسنی نے کچی نسبت تک بطمع مہدویت نص نبوی کے معنی اور مراد نہ سمجھکر بیٹے کا نام عبداللہ اور

پوتے کا نام محمد رکھا اور ہمیشہ آئمہ علیہم السلام سے حسد بوجہ رتبۂ امامت کے کرتے
رہے اور جب کبھی کسیکو موقع ملا دعویدار خلافت بلکہ مہدویت کا ہوگیا اور عوام لوگون
کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر لعن وتبرا سے بھی نارضامندی ظاہر
کرنے لگے مگر دلون مین عقیدہ جواز لعن وتبرا کا ہی رکھتے رہے اور علی الاعلان
حضرت علی مرتضی کو خلیفہ بلافصل کہتے تھے اور خلفاء ثلثہ کی خلافت کو ناجائز اور
خلاف استحقاق سمجھتے تھے۔ محمد بن عبداللہ کے جو خطوط بنام خلفاء وقت لکھے گئے
اور کتب معتبرہ اہلسنت مین منقول مین ذرا انکو پڑھکر دیکھئے۔ اگر سادات حسنی سے
شیعہ اس وجہ سے ناراض ہوئے کہ اُنھون نے ائمہ علیہم السلام سے بغض
اور حسد رکھا اور حکام وقت سے سازش کر کر انکو ہمیشہ اذیتین پہونچائین توکچھ
بیجا نہین کیا بلکہ خدا ورسول کی رضامندی حاصل کی لیکن حضرات اہل سنت
فرمائین کہ انکو دوازدہ امام سے کیون کاوش ہی اور کیون انکے حاسدون اور
دشمنون سے دلسوزی ہی۔ وجہ اسکی فقط یہی ہی کہ دوازدہ امام علیہ السلام
خلفاء ثلثہ سے تبرا کرتے تھے اور اہلسنت بالضرور خلفاء ثلثہ کے دوست ہین
اگرچہ رسولخدا کے دشمن ہون لیکن جن لوگون سے منشی صاحب نے دلسوزی
کی ہی۔ وہ سب کے سب بڑی تبرائے شیعہ تھے انمین سے فقط حضرت زید
اور نفس زکیہ نے اپنی حکومت وخلافت کی بنیاد قائم کرنے اور عوام کو اپنی
طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر یہ مشہور کردیا کہ ہم خلفاء ثلثہ سے تبرا نہین کرتے
اور واقع یہ لوگ اس تدبیر سے کسیقدر کامیاب بھی ہوئے اور اہلسنت نے بڑے
ذوق اور شوق سے انکی متابعت بھی کی مگر انجام کار سب پر کھل گیا کہ یہ تو تبرائی

شیعہ تھے کیونکہ بموجب عقاید زیدیہ استحقاق خلافت بعد نبی صلعم کے حضرت علی کا تھا اور نیز یہ کہ حضرت علی خلفاء ثلثہ سے افضل تھے پس جبکہ وہ لوگ حضرت علی کو افضل اور اصحاب ثلثہ کو مفضول اور بعد نبی صلعم کے مستحق خلافت حضرت علی کو جانتے تھے تو خود تبرائے شیعہ ہو گئے گو زبان سے کسیکے سامنے کسیکو برا نہ کہین مگر اس عقیدہ کا نتیجہ صاف یہ ہوا کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت باطل اور ناجائز تھے اور انھون نے حضرت علی کا حق ظلم و ستم سے غصب کیا۔ اب رہا یہ امر کہ شیعہ اُن لوگون کو گمراہ جانتے ہین جو حضرت زید کی امامت کی قائل ہین یہ البتہ سچ ہی کیونکہ اول تو رسول خدا صلعم نے حضرت زید کے نام پر نص امامت نہین فرمائی بلکہ بعد حضرت امام زین العابدین کے امام محمد باقر اور بعد اُنکے امام جعفر صادق منصوص ہین دوم امام زین العابدین نے اُنکے لئے نص امامت نہین فرمائی پس جو لوگ اُنکو امام منصوص سمجھتے ہین بالضرور گمراہ ہین۔ لیکن حضرت زید نے کبھی دعوی امامت کا نہین کیا البتہ حکومت و سلطنت کا دعوی رکھتے تھے اور خلفاء امویہ و عباسیہ سے باعتبار نسب و ذاتی لیاقت کے زیادہ تر مستحق بھی تھے۔ لیکن افسوس کا یہ مقام ہی کہ اگر حضرات اہل تسنن کو حضرت زید بن علی یا ابراہیم بن موسیٰ یا جعفر بن علی سے بھی عقیدت ہوتی اور بجائے دوازدہ امام علیہم السلام کے انھین لوگون سے تمسک کرتے اور بجائے حنفی اور شافعی وغیرہ ہونے کے زیدیہ یا ابراہیمی یا جعفری ہوتے تو کچھ تو تعمیل حدیث ثقلین کی ہوجاتی یہ امر تو تحقیق ہوچکا کہ حضرات اہل سنت والجماعت ہرگز متمسک بقرآن و عترت پیغمبر نہین ہین جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہین

لیکن اگر کسیکو بر خلاف اسکے ادعا ہو تو وہ تمام کتب اصول اور فقہ اہل سنت
کو دیکھ جاوے اُسکو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کسقدر احکام قرآنی اور مسائل عترت
پیغمبر سے مخالفت ہی ایک مسئلہ بھی عترت پیغمبر سے اخذ نہین کیا گیا بلکہ قصداً
اُنکے مسائل سے خلاف کرکے محض غیر لوگون سے استنباط کیا گیا ہے۔
بلکہ کمال حیاداری سے یہانتک کھولدیا ہی کہ فلان امر بموجب مذہب
علی اور اُنکے شیعون کے ہے مگر مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے
اس لئے ہم اتباع ابن مسعود کا کرینگے۔
شیعون کے کتب بھی موجود ہین خوب دیکھ لیجیے کہ سوائے قرآن پاک اور عترت
صاحب لولاک کے کوئی مسئلہ بھی کسی غیر سے اخذ نہین کیا گیا جس حدیث
کی روایت مین حوالہ معصوم کا نہین ہی اُسکو قبول ہی نہین کیا اس امر مین تو اہل
تشیع کے کتب کو کتب اہل تسنن سے پورا تقابل اور ضد ہی یعنی جسطرح اہل
تشیع نے روایات بے حوالہ معصوم کو قبول نہین کیا ہی اسیطرح اہل تسنن نے
اُن روایات کو جنمین حوالہ معصوم کا ہی قطعاً ترک کردیا ہی۔ ہر شخص جس کسیکی
پیروی اور اتباع کرتا ہی ضرور اُسیکے نام سے اپنے آپکو منسوب کیا کرتا ہی جیسے
اہل تسنن کہ کوئی حنفی کہلاتا ہے کوئی شافعی کوئی اشعری کہلاتا ہی کوئی
ماتریدی۔ کسی سنی نے اپنے آپ کو کبھی حیدری یا جعفری یا حسینی یا
اثنا عشری کہا ہو تو نشان دیجئے ورنہ اس بات کو قبول کیجئے کہ حضرات
اہل تسنن عترت پیغمبر کے قطعی مخالف ہین اور مخالف اُنکا ممکن نہین
کہ متمسک بقرآن ہو سکے۔

واما قولہ اور یہ بات تو بیز ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہی جو اہانت عترت سے خالی ہو۔
فاقول بحولہ تعالیٰ یہ مقولہ منشی صاحب کا اُنکی نادانی اور ناواقفیت پر دلالت
کرتا ہی مراثی مین توہین نہین ہوا کرتی بلکہ مصائب کا بیان ہوتا ہی منشی صاحب
نے فقط توہین کا نام سن لیا ہی اور اُسکے معنی اور مطلب سے مطلق آگاہ
نہین ہین۔ یہ توہین کی بانگ بے ہنگام منشی صاحب کی ہی طبعزاد نہین ہے
بلکہ خلفاء بنی اُمیہ اور نواصب اور معاندین اہلبیت رسالت نے اسکو
اسلئے اختراع کیا تھا کہ جو لوگ مراثی اور بیان مصائب حضرت سید الشہدا کو
سنتے ہی وہ ضرور اُنکے قاتلون اور دشمنون پر لعنت اور اُنسے تبرا کرتے تھے
اور چونکہ خلفاء بنی امیہ اور دیگر نواصب نسل سے اُسی شجرۂ ملعونہ کے تھے
اُنکو سخت ناگوار گزرتا مگر بظاہر لوگون کو اس ذکر کے کرنے سے ممانعت بھی
نہین کر سکتے تھے اسلئے یہ تدبیر نکالی گئی کہ ظاہر مین اہلبیت پیغمبر سے دلسوزی
جتلا کر لوگون کو دھوکہ دین کہ اس ذکر سے توہین اہلبیت ہوتی ہی اسلئے
مرثیہ وغیرہ پڑھنا نہ چاہیئے وہ ہی عقیدہ قدیمی منشی صاحب کی بھی طبیعت
مین جاگزین ہو گیا ہی۔ اگرچہ اصحاب فہم و فراست کے نزدیک ایسے
واہیات اور لغو اعتراضات کی کچھ وقعت نہین نہ ایسا فضول اعتراض
قابل جواب دینے کے ہی مگر اسلئے کہ شاید بعضے نادان لوگ اس وسوسہ
شیطانی مین پھنس کر ذکر مصائب اہل بیت کو توہین اہلبیت سمجھ جاوین
مختصراً اسکی بابت عرض کیا جاتا ہی۔
اول دیکھنا اور سمجھنا اس بات کا ضرور ہی کہ توہین کسکو کہتے ہین۔ پس

واضح ہو کہ توہین کے معنی اور اس سے مراد یہ ہی جھوٹ موٹ خلاف واقع کسی کی نسبت
ایسے امور کو منسوب کرنا جو باعث اُسکی ذلت یا خواری یا ندامت کا ہو ن جیسے
کتب صحاح اہلسنت مین روایت ہی کہ بی بی عایشہ رح کہتی ہین کہ ایکروز
مسجد نبوی مین حبشی آکر ٹھہرے اور دف بجا کر ناچنے گانے لگے ۔ اور ن مجھے
رسول خدا نے اپنی دوش پر سوار کر کے حبشیون کا ناچ دکھلایا - دوسرا
طریق توہین کا یہ ہی خلاف طریقہ شرم و حیا کسی کی نسبت فحش بات کا
کہنا یا منسوب کرنا جیسے کتب احادیث اہل سنت مین روایات بی بی عایشہ
مشعر بہ تشریح حالات زفاف خود کہ اسطرح ام رومان نے مجھے آراستہ کیا
اور اسطرح رسول خدا کی گود مین بٹھایا اور رسول خدا نے میرے ساتھ یہ کیا
و دیگر روایات فحش مشعر بہ تشریح حالات حیض و نفاس و طریق مجامعت
وغیرہ یا روایات موضوعہ نسبت حالات حضرت زینب کہ رسول خدا نے
نے اونکو برہنہ دیکھا - یا شرح کیفیت افک حضرت عائشہ یا قصہ
ماریہ قبطیہ بر بستر حفصہ - یا روایات بی بی عائشہ کہ مین اور رسولخداؐ دونون
برہنہ ایک ظرف مین نہایا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ ہزار ہا روایات -

معترض نے جو فقط ذکر مصائب مستورات اہلبیت اور ذکر انکی گریہ وزاری
کو توہین قرار دیا ہے یہ فقط اُنکی سمجھ کا ہی قصور نہین ہے بلکہ دیدہ و دانستہ
دھوکہ اور مغالطہ دیا ہے کیونکہ حالات مصائب اہل بیت کتب مراثی
اور مقاتل مین اس سے زیادہ نہین -

زینب خاتون اور ام کلثوم اپنے بھائی کی فرقت مین گریہ وزاری کر کے ایسے بین

کرتی تھین - اور فاطمہ کبرا اور سکینہ اپنے باپ کی یاد مین اسطرح بلک بلک کر روتی تھین - حضرت شہر بانو اپنے پسر کی یاد مین اس طرح پربین کرتی تھین - اور کفار ناہنجار نے اہلحرم کے خیمہ جلائے اسباب و زیور لوٹا چادر ین تک چھین لین - انکو اسیر کیا شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شہر بشہر تشہیر کیا - خواتین اور کنیزان کو ایک رسن مین باندھ کر دربار یزید پلید مین لائے -

معترض صاحب فرمائین کہ انمین کونسی بات دروغ ہے - اور انصاف پسند لوگ فرماوین کہ یہ ذکر کس نیت اور کس ارادہ سے کیا جاتا ہے - تمام اہل اسلام جانتے ہین کہ مصائب حسین اور انکے اہلبیت کی تکالیف اور شدائد کو یاد کر کے رونا موجب ثواب عظیم بلکہ باعث وجوب جنت و بہشت کا ہے جیسا کہ بطریق اہلسنت مروی ہے - من بکی علی الحسین اوا بکی او تباکی وجبت لہ الجنہ - پس ثابت ہوا کہ مصائب اہل بیت کو بیان کرنا بہت بڑا ثواب ہے اور مخالف اسکا مستحق نار ہے آب اگر یون کہا جاوے کہ جنس اناث کا نام لینا یا انکا حال لکھنا یا پڑھنا موجب توہین ہے تو معترض کو لازم ہے کہ اول تو تمام حالات اناث اور اسمار مستورات کو قرآن سے نکالے پھر اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو اس توہین عظیم سے پاک کرے دیکھو سب سے پہلے تو سبکی دادی امان بی بی حوا کا نام اور انکا قصہ اور گریہ وزاری زن و شوہر تعشق اور فراق یکدیگر مین - پھر قصہ اقلیمیا کے حسن و جمال اور میلان طبیعت قابیل کا - پھر حضرت نوح کی زوجہ کا داستان - پھر ام الانبیاء والرسل سارا خاتون کے حسن و جمال اور بے اعتدالی شاہ مصر کا قصہ - پھر ہاجرہ خاتون کا

قصہ اور اُنکا ختان وغیرہ۔ پھر ذکر حُسن وجمال رلیقہ خاتون وراحیل مادر یوسف وصفورا دختر شعیب وقصۂ تعشق یوسف وزلیخا۔ وقصۂ ام موسیٰ ومریم خواہر موسیٰ ذکر زوجۂ لوط وقصۂ دختران لوط ووجہ تسمیہ قوم مُواب۔ وذکر تعشق داؤد علیہ السلام بازنِ اوریا وقصۂ سلیمان وبلقیس وذکر مریم وایلسباط مادر یحییٰ درج قرآن وتفاسیر اہلسنت ہیں۔ اس حساب سے معترض کے نزدیک قرآن وتفاسیر کا پڑھنا حرام ہوا اور ایسا عقیدہ باجماع اہل قبلہ مردود ہے اہل انصاف ذرا توجہ کے ساتھ غور کریں کہ ان قصص مندرجہ قرآن و تفاسیر میں تو اکثر ایسے قصے بھی ہیں کہ اگر وہ ادنیٰ درجہ کے آدمیوں سے منسوب ہوں تو مخالف شرم وحیا ہونے کا احتمال ہوجائے اور ذکر مصائب اہلبیت میں کوئی بیان اس قسم کا بھی نہیں ہے پھر بجز حسد اور عناد معترض کے اور کیا سمجھا جاوے۔ اب دو قسم کے شبہ اور باقی رہے۔ اول یہ کہ بڑے آدمیوں کے ایسے سچے حالات بھی جو اُنکے کسر شان کے باعث ہوں داخل توہین ہوسکتے ہیں۔ ہاں البتہ دنیا داروں کے لئے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے لیکن انبیاء واوصیاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ دنیاوی ذلت اور کسر شان باعث ترفع اور بلندی اُنکے مراتب کا ہی اور جسقدر جنکا مرتبہ عظیم ہے اُسیقدر دنیا کی خواری اور ذلت اُنپر زیادہ ہوتی ہی اگر انبیاء مرسلین کی دنیاوی ذلت وخواری باعث توہین ہوتی تو سارا قادتنکا قصہ حضرت ابراہیم کا آگ میں ڈالے جانے کا ذکر حضرت یوسف کا غلامی میں فروخت ہونا اور زن[illegible] [illegible] رسنا ہزارہا انبیاء کا قتل وہتک ہوتا جناب

خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین پر عقبہ ملعونہ کا شکنبہ شتر ڈالنا اور چادر گلے مین
ڈال کر کھینچنا ابو بکر صدیق کو منع کرنے پر کفش کاری کرنا۔ طایف کے
لوگون کا ظلم و ستم واپسی طائف پر اہل مکہ کا سنگ و خشت سے مارنا۔
ابو لہب کی زیادتی اُسکی زوجہ کا ظلم اُسکے پسر ملعون کا چہرۂ مبارک پر
تھوکنا۔ اور آپکی دختر کو آپکے روبرو طلاق دینا کبھی کتب اہل سنت مین
درج نہ کیا جاتا اور نہ ایسی کتابون کو کوئی پڑھتا۔ آپ ہی فرمائیے کہ ایسے
ایسے حالات عوام کی نظرون مین باعث توہین ہو سکتے ہین یا نہین پھر کیا وجہ
کہ معترض نے اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو جلا نہین ڈالا تاکہ بار دیگر
کوئی ان حالات کو پڑھکر مرتکب توہین انبیاء کا نہو۔
اب رہا یہ دوسرا شبہ کہ فقط مستورات و مخدرات عصمت کا نام زبان پر لانا
یا تحریر کرنا یا کتب مین پڑھنا کسر شان ہے۔ یہ وسوسہ بھی شیطانی ہے کیونکہ اول
تو قرآن مجید مین نام مخدرات عصمت کے درج ہین مثل حوا و سارا و مریم
اور کتب و تفاسیر و صحاح ستہ مین بڑی تشریح کے ساتھ نام حضرت کی
والدہ اور دادی اور چچی اور پھوپھی یعنی آمنہ اور فاطمہ بنت اسد ام الفضل
صفیہ امیمہ کا اور آپکی ازواج مطہرات کے نام خدیجہ سودہ عائشہ حفصہ
ام سلمہ زینب جویریہ ماریہ وغیرہ درج ہین اسیطرح آپکی دختران کے
نام ثبت ہین۔ کتب احادیث مین جابجا عن عایشہ عن حفصہ عن ام
سلمہ درج ہین جو روزمرہ دنیا کے تمام مسلمانی شہرون مین ہر مکتب ہر مدرسہ
ہر مسجد ہر مجلس وعظ و پند مین باواز بلند پڑھے جاتے ہین۔ مجالس مولود شریف

مین بتفصیل وارحالات والدہ شریفہ وازواج مطہرات وبنات طاہرات معہ نام اور لقب وغیرہ ہزارون نامحرمون مین پکاری جاتی ہین معترض صاحب نے کبھی کسی مدرسہ اور مسجد اور مجلس وعظ ومحفل مولود پرجہاد نہ فرمایا نہ انکو ایسی توہین سے روکا پھر اسکے سوا اور کیا متصور ہوسکتا ہی کہ معترض کو ضرور اہل بیت پیغمبر خدا سے حسد اور عناد ہی اور انکے دشمنون اور قاتلون سے حسن عقیدت اور اتحاد ہی اسلئے چاہتا ہی کہ اہل حق کو ایسے وسوسات شیطانی سے دہوکہ مین ڈالے تاکہ یہ ذکر خیر جو باعث نجات عاصیان ہی بند ہوجاوے ولاعین است پر جو اہل دل ان حالات مصیبت کو سنکر لعنت کرتے ہین مسدود ہوجاوے فقط۔ اس موقعہ پر معترض صاحب نے ایک لطیفہ اپنی جولانی طبع دکھلانے کو درج فرمایا ہی۔

قولہ لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر وانیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھا بلکہ فصاحت وبلاغت مین مانند میر مونس ومیر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا ایک روز طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلم بند کرکے کسی امیر کی خدمت مین لیگیا اور ادب مجرا بجالانے کے فخریہ عرض کی قبلہ حضور کی تفریح طبع کے واسطے ایک نئی بندش کا مرثیہ کہکر لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی بطفیل مولا مشکلکشا علی اہانت اہلبیت رسول اللہ ومصائب جگر گوشگان اسد اللہ کا تازہ جدید مضمون تحریر کیا ہی جسکو سنکر چشم آسمان گریان ہو اور دل مہرو ماہ بریان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن ثامن بہت اچھا ہی۔ پھر امیر نے دریافت کیا کہ آپکی والدۂ عفیفہ کا مزاج کیسا ہی مرثیہ خوان نے کچھ جواب نہ دیا پھر امیر نے پوچھا کہ آپکی ہمشیرۂ پارسا کا مزاج کسطرح سے ہے

مرثیہ خوان کا دم بند ہوا پھر امیر نے کہا کہ آپکی دختر صالحہ کا مزاج تو خوش ہے جب مرثیہ خوان نے دختر کا لفظ امیر کی زبان سے سنا لال پیلا ہوگیا اور اُس غصہ کی حالت مین بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار کی اگر اسدم میرے پاس ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے جدا کر دیتا کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کے کوئی تدبیر نہین بن پڑتی۔ تب امیر نے فرمایا مرزا صاحب آپ تو صرف والدہ ہمشیرہ و دختر کے الفاظ ہی سنکر اتنے بگڑ گئے کہ جسکا کچھ ٹھیک ٹھکانا ہی نہین رہا حالانکہ اُنکا نام میری زبان پر نہین آیا اب آپ یہ تو منصف انصاف فرمائیے کہ جس وقت آپ لوگ منبرون پر بڑے تپاک سے شبھکر اہلبیت رسول اللہ کے اسمار مبارک لیکر کیسی خوشی سے مجلسون مین توہین کرتے ہو اُسوقت روح پر فتوح حضرت رسالتمآب کی کسقدر تمسے بیزار ہوتی ہوگی لعنت اسپر ایسے شرف پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے جو نہین مرثیہ خوان نے امیر سے یہ بات سنی نادم ہوکر سیدھا لکھنؤ کا راستہ لیا۔

اقول و بہ نستعین منشی صاحب نے جو اس امیر کی داستان حماقت اور خیالات جہالت کو لطیفہ کے نام سے زیب رقم فرمایا ہی یہ محض سادہ لوحی پر دلالت کرتا ہی۔ توہین کی تعریف اور ذکر مصائب کو ہم اوپر واضح بیان کر چکے ہین اب دیکھنا اس امر کا ہی کہ یہ قصہ فقط منشی صاحب کا ہی طبعزاد تراشا ہوا ہی یا کہین اسکا وجود بھی ہی ہم جہانتک اسکو غور کرتے ہین کسی تاریخ یا کتاب مین اس طرز اور عنوان سے اس قصۂ امیر کو نہین پاتے البتہ اسکے مضمون سے کچھ ملا جلا ایک قصۂ امیر معاویہ صاحب کا کتب اہل سنت مین پاتے ہین کچھ بعید نہین کہ منشی صاحب نے قصۂ

اس قصہ کے عنوان کو بدلایا بوجہ مشارکت لفظ امیر حضرت امیر معاویہ کی جگہ سہو سے
ایک امیر مجہول الاسم کا نام تحریر کردیا اور سہو کی وجہ سے مضمون قصہ بھی اُلٹ
پلٹ ہوگیا۔ دیکھو کتاب ماہواری تجکول امانت خانی بابت ماہ محرم ۱۳۰۸ھ ہجری
مرتبہ مولوی عبدالاحد صاحب مطبع مجتبائی دہلی کے لقمۂ دوم در وعظ صفحہ ۳۷
مین درج ہی۔ پس جسوقت حضرت امیر معاویہ حضرت امام حسن کی خدمت مین
حاضر ہوئے تو حضرت امام اُنکی تعظیم بجا لائے اور کہا کہ ای میرے چچا خلافت
آپ ہی سنبھالئے مجھے اس سے کچھ کام نہین اور اپنے خلافت حضرت
معاویہ کو سپرد کردی پھر امیر معاویہ دمشق کو روانہ ہوگئے پھر
اُنھون نے ملک کو خوب ضبط کیا اور حلم اور سخاوت مین اپنا ثانی نرکھا چنانچہ
منقول ہی کہ دو شخصون مین شرط ہوئی تو ایک نے کہا کہ مین امیر معاویہ کو غصہ
مین لاتا ہون یہ کہکر وہ شخص امیر معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای امیرالمومنین
خدا تعالی نے تیری والدہ کو صاحب جمال بنایا ہی آپ نے کہا کہ خدا تعالی کا
شکر ہی اُسنے کہا نہایت فراخ جسم ہی آپنے کہا الحمد للہ اُسنے کہا چہرہ بڑا خوشنما
ہی کہا خدا تعالی نے عطا کیا ہی وہ شخص اسیطرح تمام اعضا کی تعریف کرتا تھا
اور معاویہ نے بھی جواب دیا کہ جو کچھ ہی خدا تعالی نے ہی اُسے بخشا ہی پھر اُسنے کہا
مجھے اپنے نکاح مین قبول کریگی تو امیر معاویہ نے کہا کہ وہ اپنے نفس
کی مالک ہے اگر تجھے پسند کریگی تو تیرے ساتھ نکاح کیون نکریگی پس وہ
شخص شرمندہ ہوا اور شرط ہار گیا۔
حضرت منشی صاحب آپ پر نسیان کا غلبہ زیادہ معلوم ہوتا ہی برائے خدا دیکھ

یہ خیال کر لکھا کیجئے مرثیہ اور مرثیہ گویوں پر جو آپ کی عنایت مبذول ہوئی ہے انپر
اعتراض کرنا تو سراسر جہالت اور حماقت ہی کیونکہ اگر نام لینے سے اہانت ہو تو مرثیہ
سی ہزار چند توہین انبیاء قرآن شریف اور کتب سیر تفسیر و احادیث اہلسنت مین
ہے اور اگر فقط نام مرثیہ سے ہی معترض کو عداوت و عناد ہی تو یہ بھی مذہب
اہل سنت کے برخلاف ہی کیونکہ تحریر علماء معتبرین اہلسنت سی ثابت
ہے کہ اکثر جنات اور ہاتفون نے مصیبت حسین علیہ السلام مین مرثیہ
پڑھ پڑھ کر گریہ وزاری کی ہی اور عہد آئمہ علیہم السلام اور عہد صحابہ و
تابعین مین مرثیہ خوانی کا رواج تھا۔
دیکھو سر الشہادتین مولفہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کو کہ وہ
فرماتے ہین۔ ونوح الجن بالمراثی۔ اکثر علماے اہلسنت نے مرثیہ ہای جنات
و ہواتف کو نقل کیا ہی مثل۔ اترجوا امۃ قتلت حسینا۔ شفاعۃ جدہ یوم
الحساب۔ دیگر قطعہ معروف۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود
ابواہ فی علیا قریش۔ جدہ خیر الجدود
اب طبقہ صحابہ و تابعین کی مرثیہ گویان کے نام سنیئے۔
اول جناب زینب خاتون نے مرثیہ شام مین لکھا جسکا ایک شعر مطلع یہ ہے۔
اما شجاك یا سکن قتل الحسین والحسن۔
دوم امام شافعی انکے مرثیہ کے مطلع کا مصرعہ اولی یہ ہی۔
تاوہ قلبی والفواد کئیب انکے علاوہ سلمان بن قتیبہ جنے تین روز بعد
شہادت کے مرثیہ لکھا ابو الرمح خزاعی دعبل خزاعی سید رضی نقیب بغداد

جوہری محمود طریحی مفلح خلیعی زاہی ازعونی کمیت صاحب بن عباد - عبد السلام بن محمد قزوینی ابو منطور قطان ابن حماد خالد بن معدان اسمعیل بن عباد وغیرہ سب متقدمین مرثیہ گوہین - حذری کی امت سے پیشتر کسی نے مرثیہ اور مرثیہ گویون پہ اعتراض نہین کیا -

قال ایسے عقاید پر نظر کرنے سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرات شیعہ ہرگز متمسک حدیث ثقلین کے نہین اگر ہوتے تو قرآن کو آنکھ کی پتلی کا تارا مثل اہل سنت کے بناتے اور خاک پاے اہلبیت کو آنکھون مین بطور سرمہ لگاتے -

اقول جب ہی اکثر حافظ قرآن اندھے ہوتے ہین کہ زبان سی تو قرآن پر فدا اور اندھے آنکھ کی پتلی کا تارا بناتے ہین اور عمل اسکے برخلاف کرتے ہین اور یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اکثر حصہ مروان کا حضرت عمر کی راے کی اتباع مین نازل ہوا اور اغلبًا اسی لئے عمل حضرت ابن الخطاب کو ناسخ قرآن سمجھتے ہین مثل آیت متعہ و آیت مسح رجل و آیت افطار صوم و آیت ازالہ نجاست از آب کہ محض حضرت عمر کے فرمانے سے آیہ متعہ کو منسوخ اور مسح کو غسل سے تبدیل کردیا بجاے ختم شام آغاز شام سے روزہ افطار کرنے لگے اور پانی کی جگہ ڈھیلون سے پوچھنے لگے اہل بیت پیغمبر پر طرح طرح سے ظلم کیا انکا حق چھین لیا -

اب ہم آخری فیصلہ اس امر کا کرتے ہین کہ فرقہ ناجی شیعہ ہی یا سنی اور رسولخدا صلعم نے شیعون کی نسبت بہشت مین جانے کی خبر دی ہے یا

سنیون کی ہیں یا تو منشی صاحب کتب شیعہ سے اہلسنت کا بہشتی ہونا
ثابت کردین یا ہم کتب اہل سنت سے شیعون کا جنت مین جانا ثابت کرین
منشی صاحب جسقدر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے مہلت طلب کرین وہ
ہم بخوشی منظور کرتے ہین۔ اور ہم اسیوقت کتب معتبرہ اہلسنت سے شیعیان
علی کا بہشت مین جانا اور خیر البریہ انکا لقب ہونا ثابت کرتے ہین۔ اول تو
کتاب صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹۹ کو ملاحظہ فرمائیے
وہ لکھتے ہین الآیۃ الحادی عشرۃ قولہ تعالی الذین امنوا وعملوا
الصالحات اولئک ہم خیر البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدین
الزرندی عن ابن عباسؓ ان ہذہ الآیۃ ما نزلت قال صلعم لعلی
ہو انت وشیعتک تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین ومرضین
ویاتی عدوک غضابا مقمحین رقال ومن عدوی قال من تبرا منک
ولعنک) وخیر الناس بقون الی ظل العرش یوم القیامہ طوبی لہم
قیل ومن ہم یا رسول اللہ قال شیعتک یا علی ومحبوک۔ دیکھیے
منشی صاحب کیا درجہ ہے شیعیان علی کا کہ حضرت رسول خدا فرماتے ہین
کہ بوقت نزول اس آیہ کے حضرت علی سے کہ خیر البریہ تم اور تمھارے شیعہ
ہین اور قیامت کے دن تم اور تمھارے شیعہ اسطرح آوینگے کہ خدا انسے
راضی ہوگا اور خدا سے وہ راضی ہونگے اور دشمن تمھارے خدا کے قہر
اور پھٹکار مین مبتلا ہوکر قیامت مین آوینگے۔ دیکھا حضرت علی کے دشمنون
کا حال اگر اب بھی توبہ نکرو تو مرضی خدا کی۔ اور حضرات اور بھی ملاحظہ

فرمایا کہ حضرات اہلسنت کو آیات السابقون الاولون۔ والسابقون السابقون پر بڑا ناز تھا کہ شاید اسکے مصداق مہاجرین ہوجاوین لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آیات کے مصداق علی الصحیح شیعیان علی ہین۔ کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ خیر السابقون طرف ظل عرش کے بروز قیامت اور طوبیٰ ہے جنکے لئے وہ شیعیان اور محبان علی ہین۔ مصداق حقیقی بہردو آیات والسابقون کے دراصل وہ ہی ہین جو خیر السابقون الی ظل العرش ہین اور وہ شیعیان علی ہین امام احمد بن حنبل مناقب مین روایت کرتے ہین قال صلعم یعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنی فرمایا مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی سے کہ آیا راضی نہین ہے کہ تو جنت مین میرے ساتھ ہوگا اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہمارے پیچھے پیچھے اور عورتین ہماری ہماری اولاد کے پیچھے اور شیعہ ہمارے ہمارے راست وچپ ہونگے۔

واخرج الطبرانی انہ صلعم قال لعلیؓ اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے کہ اوّل چار شخص داخل جنت ہونگے۔ مین اور تو اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہماری پیچھے پیچھے ہوگی اور ازواج ہماری ہماری ذریت کے پیچھے ہوگی اور شیعہ ہمارے ہمارے چپ وراست ہونگے۔

منشی صاحب ذرا دل مین غور کرین کہ کس امید پر شیعہ سے سنی بنے ہین۔ ہم انکو جب ہی جانین کہ سنیون کی نسبت کوئی ایسی حدیث ثابت کردین بلکہ اصحاب ثلٰثہ کی نسبت ایسی بشارت ثابت کردین کہ جنسے وہ شیعیان علی مین داخل ہوسکین۔ اس موقعہ پر ضرور یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ حضرت اصحاب ثلٰثہ داخل زمرۂ شیعیان علی ہوسکتے ہین یا نہین۔ اور اگر زمرۂ شیعیان علی سے خارج ہین تو اُنپر کس لفظ کا اطلاق آئے گا آیا مخالف اُنکے قرار پائینگے یا کیا اور نتیجہ مخالفت کیا ہے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ قطع نظر اسکے شیعون کی معتبر تاریخ روضۃ الصفا مؤلفہٗ اخوند شاہ ابن محمد مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۷۶ جلد دوم مین یہ عبارت بلفظہٖ مرقوم ہی عبارت یہ ہی۔ (روایت ست کہ درحین غلیان مرض حضرت مقدس نبوی فرمود از ہفت مشک سرنا کشودہ کہ آنرا از ہفت چاہ پر کردہ باشند آب بر من ریزند الی آخرہ تا عبارت مستدلہ۔ کہ عباس عرض نمود یا رسول اللہ درشان قریش نیز وصیتی فرمائی آنحضرت فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند و اہل بر و احسان تابع ارباب بر و احسان و اہل شر و اساءت تابع اہل شر و اساءت ایشان) مطلب مولف صاحب کا اس روایت سے یہ ہے کہ حضرت صلعم نے خلافت وحکومت کا فرمان قریش کو دیا پھر خلافت بلافصل حضرت علی کی کیسے قائم رہتی ہی۔

اقول وبہ نستعین۔ ابتدائے عشق ہی روتا گیا ہی۔ آگے آگے دیکھ تو ہوتا کیا ہی۔

آج تو آپ روضۃ الصفا کو شیعون کی تاریخ لکھتے ہو لیکن اگر چندی یہی لیل و
نہار ہی تو ضرور آپ جیسے عالمون کو یہ لکھتے ہوئے دکھلا دینگے کہ شیعون کی
صحیح بخاری امامیہ کی صحیح مسلم جب انسان کو کوئی موقع گریز کا باقی نہین رہتا ہے
اُسوقت جو کچھ زبان پر آتا ہی بکنے سے غرض ہوتی ہی۔ اول تو معترض صاحب کو کتاب اور
مصنف کی نام کی صحت نہین یہ نہین معلوم کہ روضۃ الصفا ایک ہی یا دو اور جس روضۃ
الصفا کا حوالہ دے رہے ہین اُسکا مصنف کون ہی حوالہ دے رہے ہین اُسکا
مصنف کون ہی صحیح نام اُسکا کیا ہی ولدیت کیا ہی مذہب اُسکا کیا تھا کسی سے
سن لیا کہ روضۃ الصفا شیعون کی کتاب ہی۔ سنئے روضۃ الصفا دو ہین مگر
جو نام مصنف آپنے تحریر فرمایا ہی یہ نام دونون کتابون مین سے کسی کا بھی
مصنف کا نہین ہی صفحہ کا نمبر بھی آپکو کسی نے غلط تبلا دیا ہی دوسرونکے بھروسہ
پر مناظرہ کی کتاب لکھنا بڑی خطا ہی ضرور پیادیکھنا پڑتا ہی۔ اگر اس رسالہ کی
تصنیف سے پیشتر آپ نام کتاب اور نام مصنف کے صحت فرما لیتے
تو محنت آپکی رائگان نہ جاتی۔

اب سنئیے وہ روضۃ الصفا جسکا آپ حوالہ دے رہے ہین مؤلفہ اخوند شاہ
بن محمد کی نہین ہی بلکہ صحیح نام مؤلف کا خاوند شاہ بن محمود ہی اور وہ اہل سنت کی
بڑے عالم اور نامور فاضل تھے کوئی روایات بھی شیعون کی اپنی کتاب مین
نہین لکھی بلکہ ماخذ اس تاریخ کا روایات محمد بن اسحق وہب بن منبہ
واقدی اصمعی طبری مسلم بن قتیبہ اعثم کوفی عبد اللہ بن مقنع حکیم مسکویہ
ابن جوزی ابن کثیر شامی ہین جو مشہور ہین متعصب سنی کہلاتے ہین۔

مؤلف مذکور نے جابجا روافض پر طعن کئے ہین ہر جگہ اُنکو بد مذہب اور اپنے آپکو سنی پاک لکھا ہی چنانچہ ایک موقعہ پر لکھا ہی (شرط اول آنکہ تاریخ نویس باید کہ سلیم العقیدہ و پاک مذہب باشد چہ بعضے بدمذہبان چون غلاۃ خوارج و غواطر و افض قصص آثار ناپسندیدہ بر صحابہ و تابعین بستہ اند) دوسرے مقام پر لکھتے ہین (در ذکر خلفاء راشدین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین) ۔

اب رہی یہ بات کہ وہ مورخ کیسا سنی تھا کہ جسنے ہمارے منشی صاحب کیطرح حضرت علی کو خارج از امامت نہین کیا اُنکی شان مین نعوذ باللہ تکفیر کا فتوے نہین دیا ۔ اُنکے فضائل سے انکار نہین کیا اور بغیر ترمیم و تبدیل کے نقل کردی ایسے سنی تو البتہ ذرا تلاش سے ہی ملینگے اور یہ اعتراض تو جمیع اکابر اہل تسنن پر عاید ہوگا سوائے نجدی کے چیلون اور ذونڈیہ کے مریدون کے ۔

اسی سے تو مین نے عرض کیا ہی کہ چند روز مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مصنف بھی رافضی کہلائے جاوینگے جس دن کوئی رسالہ یا کتاب مناقب اہل بیت مین اُنکی تصنیف سے منشی صاحب کو ملا اُسیدن اون بیچارون پر بھی رفض کا فتوی لگا ۔

اب یہ تو سب لوگون پر ظاہر ہوگیا کہ ہمارے منشی صاحب کی تحقیقات نہایت وسیع ہی اور ماشاء اللہ یہ بھی خبر نہین کہ روضۃ الصفا ایک ہی تاریخ کا نام ہی یا دو کتاب ہم نام ہین اور انمین سے کسکے مصنف کا کیا مذہب ہی کیا کسی سوداگر کے کتب خانہ کی فہرست بھی نظر مبارک سے نہین گذری کہ یہ حال ظاہر ہوجاتا اب جو منشی صاحب نے حوالہ عبارت روضۃ الصفا

مندرجہ صفحہ ۱۷۶ دیا ہی اول تو اسمین یہ غلطی کی کہ یہ کتاب کئی جلدون پر مشتمل
ہی اور سب جلدون کے نمبر صفحہ جدا جدا ہین لیکن خیر اس غلطی کو تو یون رفع
کیا گیا کہ جناب سرور کائنات کے حال مین جو ایک جلد ہی اسکو نکال لیا لیکن
صفحہ ۱۷۶ کو جو نکالکر دیکھا تو اسمین حال شہادت حضرت جعفر بن ابیطالب
کا درج ہی اور دونون معاملات مین کئی سال کا فصل ہی اسلئے دس بین
صفحون کے پس و پیش سے بھی تصدیق بیان معترض نہین ہو سکتی مگر جو نبذ
یا ابذہ روضۃ الصفا ہی پر کیا منحصر ہی اہل سنت کی جمیع کتب سیر و احادیث
مین یہ قصہ مستدلہ من اولہ الی آخرہ درج ہی مگر معترض صاحب کے ہرگز مفید
مدعا نہین بلکہ اہل انصاف کے غور کرنے پر معلوم ہو جائیگا کہ وہ تمام عبارت
جس پر معترض نے استدلال کیا ہی اس امر کو واضح طور پر ثابت کر رہے ہی کہ خلافت
بلا فصل حق حضرت علی کا ہی اور خلافت خلفاء ثلثہ مبنی بر ظلم و فساد و شر کے ہی۔
بیشتر ہم اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ عبارت مستدلہ معترض یعنی خطبہ رسولخدا
صلعم بجنسہ مدارج النبوت مین درج ہی اور وہ سارا خطبہ پیشین گوئی سے ہے۔
خلفاء ثلثہ کی نسبت تو یہ پیشین گوئی فرمائی فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا
فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ یعنی خداتعالی فرما چکا ہی کہ متوقع ہی یہ
بات کہ اگر تم والی امر کئے جاؤ لوٹ کر زمین پر فساد پیدا کرو اور اپنے ارحام کو قطع کرو۔ چنانچہ
پیشین گوئی واضح طور پر پوری ہوئی۔ پھر انصار کی نسبت فرمایا کہ مہاجرین تم پر
ظلم و ستم کرینگے تم صبر کرنا یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی۔ بعد اسکے یہ درج ہی
کہ حضرت عباس مستفسر حال قریش کے ہوئے اور آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا

اور منشی صاحب نے اُسکو نقل کیا ہی حرف بحرف پڑھ لیجیے کہ کوئی حکم یا نص نہین ہی
بلکہ پیشین گوئی ہی کہ خلیفہ قریش سے ہونگے اور خلقت اُنکی پیروی کریگی اسطرح
پر کہ اہل بر و احسان تابع ارباب بر و احسان کے ہونگے اور اہل شر و بدی
تابع خلفاء شر و اسارت کے ہونگے۔ اہل انصاف غور فرماوین کہ یہ نص ہی یا خبر
اگر نص ہی تو نبی کی نص ایسی ہوسکتی ہی کہ اے بد معاشو مفسدو تم مفسد خلیفونکے
تابع رہنا۔ صاحب عقل و شعور تو سمجھ گئے ہونگے کہ کیا معاملہ ہی اور کس طرف
اشارہ ہی لیکن منشی صاحب کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ براہ عنایت
یہ ارشاد ہو کہ۔ خلافت تو آپکے عقیدہ کی رو سے فقط تین۳۰ سال ہی اور اُس
مدت مین خلفاء اربعہ یکے بعد دیگرے مسند خلافت پر بیٹھے تو اب یہ ارشاد ہو
کہ خلفاء اربعہ مین سے کون صاحب تو اہل بر و احسان ہین اور کون صاحب
اہل شر و اسارت ہین۔ اور اگر آپ اپنی مستدلہ عبارت مین مضمون حدیث
کو نسمجھے ہون تو علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کو ملاحظہ فرمائیے
کہ یہ روایت اہل بر و احسان و اہل شر و فساد کے اُسمین مع اسناد منقول ہے
وقال البزار حدثنا ابراهیم بن هانی حدثنا الفیض بن الفضل حدثنا مسعر
عن سلمه بن کهیل عن ابی صادق عن ربیعه بن ناجذ عن علی ابن ابیطالب
قال قال رسول الله الامراء من قریش ابرارها امراء ابرارها وفجارها امراء
فجارها۔ یعنی فرمایا رسولخدا نے کہ خلفاء قریش سے ہونگے صالح اور نیک تو ابرار
و صالحین کے امیر و خلیفہ ہونگے اور فاجر یعنی بدکار خلیفہ بدکارون فاجرونکے امیر ہونگے
اب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر یہ خطبہ اور حدیث پیشن گوئی ہوتی اور نص

خلافت نہیں ہوتی تب بھی اہل سنت کو اس سے کوئی نفع نہوتا کیونکہ قریش کا جب
عام لفظ بولا جائیگا تو اُس سے مراد افضل قریش ہوگی نہ کہ ارذل قریش
پس افضل قریش بالاتفاق بنی ہاشمؑ ہیں نہ کہ بنی تیم و عدی اور بنی ہاشم
میں افضل بعد النبی حضرت مرتضیٰ ہیں۔
کیوں حضرات اہل انصاف کیا حضرات خلفاء ثلثہ کی خلافت پر آیۂ کریمہ
فہل عسیتم اور حدیث اہل شر و اسارت نص ہوسکتی ہیں یا فقط فائدہ
پیشین گوئی کا دیتے ہیں۔ اور اگر آپ بھی نص تصور کریں تو کیا نبی صلعم
کی نسبت آپ ایسا عقیدہ رکھ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے خود دشمنوں زمین پر
فساد کرنے اور قطع رحم کرنے کا اپنے خلفاء کو حکم دیا یا ایسا خیال کرسکتے ہیں کہ
آنحضرت صلعم نے فساق و فجار کو یہ حکم دیا کہ تم اپنے لئے تمام قریش میں سے بڑا
فاجر و فاسق تلاش کرکے خلیفہ بنانا اہل انصاف تھوڑی دیر کیلئے پھر میری طرف ذرا
کان لگا کر متوجہ ہوں کہ جب حدیث پیغمبر خدا صلعم سے یہ امر ظاہر ہوچکا کہ خلیفہ
اور امام تو قریش ہی سے ہی ہونگے مگر اُنکی دو قسم ہیں ایک خلفاء بر و احسان
اور ایک خلفاء فجار یا اہل شر و اسارت پس مسلمانوں پر خلفا کے حال کی
تفتیش واجب ہوگئی کیونکہ اگر مفسد خلفا کے تابع ہوگئے تو خود بھی فساق و فجار
میں داخل ہوئے۔ اور اس بات کو بھی خوب سمجھ لو کہ جب حدیث پیغمبر خدا میں
دو قسم کے خلفاء ثلثہ درج ہیں تو بروئے منصب رسالت حضرت پر اس امر کا
جتلانا بھی فرض ہوگیا تھا کہ مسلمانوں کو ہدایت کرتے کہ اُن خلفاو امرا میں
سے میرے بعد کسکی تقلید و پیروی کرنا چنانچہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ

اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث ولایت صاف طور پر شہادت
اس امر کی ادا کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے لوگون کو فقط حضرت علی مرتضیٰ
کی تقلید اور پیروی کا حکم دیا اور صاف الفاظ مین نص فرمادی نسبت حضرت
علی کے جمیع مسلمانون سے انہ ولیکم بعدی یعنی علی میرے بعد تمھارا
امام اور اولی الامر ہے اگر خلافت خلفاء برحق ہوتی تو اُنکے لیئے بھی ایسا
فرماتے یا حضرت علی کے لئے یون فرماتے وھو ولیکم بعد العثمان کہ علی بعد عثمان کے
تمھارا ولی و حاکم ہے پس خلافت بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہوئی۔
اور چونکہ سوال سائل فقط یہ تھا کہ خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل
ہے یا نہین اور جواب اُسکا صاحب اسرار الہدیٰ نے بقول شخصی پوچھو
کھیت کی کہین کھلیان کی حضرت ابوبکر کی خلافت کے نصوص موضوعہ کو لکھنا
شروع کر دیا جسکا جواب مفصل ہم ذیل مین ہر روایت کے لکھ چکے۔ اس
موقعہ پر مجملاً گذارش کیا جاتا ہے کہ صاحب اسرار الہدیٰ نے جسقدر احادیث
اور روایات کو نصوص خلافت صدیقی قرار دیکر لکھا ہے وہ سب کی سب افترا
و کذب محض ہین اور موضوعی ہونا اُن روایات کا بقول اجلہ علمائے
اہل سنت کے ثابت ہے۔
دیکھئے علامہ سیوطی تاریخ الخلفا مین ایک فصل جداگانہ اس بحث مین
لکھتے ہین کہ جسکا عنوان یہ ہے۔ الفصل فی بیان کونہ صلعم لم یستخلف و
سر ذلک۔ یعنی یہ فصل اس بیان مین کہ سرورخدا صلعم نے کسیکو اپنا خلیفہ
نہین بنایا اور اسمین کیا بھید تھا۔ پھر اس فصل کے اندر یہ لکھتے ہین۔

قال البزار فی مسندہ حدثنا عبد اللہ بن وضاح الکوفی حدثنا یحییٰ
بن الیمانی حدثنا اسرائیل عن ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفہ
قال قالوا یا رسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال انی ان استخلف
علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب - یعنی حذیفہ صاحب
سر نبوی کہتے ہین کہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ کیا آپ
ہمپر کسیکو اپنا خلیفہ نہین کرتے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر مین تمپر اپنا خلیفہ
مقرر کرتا پھر تم میرے خلیفہ کو نہ مانتے تو تمپر خدا کا عذاب نازل ہوتا صاحب
صواعق محرقہ نے بھی اس روایت کو مسند بزاز سے باین عنوان نقل کیا ہی
وقال جمہور اہل السنت والمعتزلہ والخوارج لم ینص علی احد
ویؤیدہم ما اخرجہ البزار فی مسندہ عن حذیفہ الی آخر الحدیث
یعنی قول جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج کا یہ ہی کہ کیسکی خلافت کے لئے
نص نہین ہوئی اور موید اُنکے قول کے وہ حدیث ہی جسکو بزاز نے اپنی مسند
مین استخراج کیا ہی حذیفہ سے اور نقل اسکی مع ترجمہ او پر گذری اہل انصاف
ذرا متوجہ ہون اور اس حدیث کے معنوم پر تھوڑی سے غور فرماوین کہ صاف
طور سے خلافت مرتضوی کی خوشبو مہک رہی ہی - یعنی مطلب رسولخدا صلعم
کا یہ ہی کہ جسکو مین اپنا خلیفہ چھوڑتا ہون اُسکو تم نہین مانوگے اور جو تمپر خلیفہ
نہین ہی اُسکی تم اطاعت کروگے اور یہ بات آنحضرت صلعم کو پہلے ہی معلوم
تھی کہ یہ امت نافرمانبردار حضرت علی کی اطاعت نکریگی جسپر روایات کثیرہ
موید ہین پس مضمون حدیث صاف یہ ہی کہ اگرچہ فہمائش کا کوئی دقیقہ باقی

نہین رکھا غایت یہ ہی کہ مین علی کو اپنے روبرو خلیفہ بھی کردون لیکن تم لوگ اُسکو نہ مانوگے اور جب میرے مقرر کردینے کے بعد سرکشی کروگے تو تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا اس سے پایا گیا کہ سوائے حضرت علی کے اور کسیکا خلیفہ کرنا ہی حضرت کو منظور نہوا ورنہ ممکن تھا کہ اگر حضرت کے پسندیدہ خلیفہ کو امت قبول نکرے تو حضرت امت کی ہی پسندیدہ خلیفہ کو منظور کرکے اپنے روبرو خلافت پر بٹھلا دیتے تاکہ نزاع برطرف ہوجاتا لیکن یہ امر تو غیر ممکن ہے کہ خلیفہ تو حضرت کا کہلائے اور پسند کرنا امت کے ہاتھ ہوا سلیئے حضرت نے فقط فہمائش پر ہی اکتفا فرمایا۔ اور درحقیقت اسمین بہت بڑے اسرار مخفی ہین کہ سوائے اہل بصیرت کے اور کسی شخص کو اُسپر عبور نہین ہوسکتا بہت بڑا بھید اور سر عظیم یہ ہی کہ قرآن مجید مین اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ مسلمانون کا یہ کہدینا کہ ہم ایمان لے آئے نجات کے لئے کافی نہین ہی بلکہ ان لوگونکا امتحان لونگا کیونکہ مین نے پہلی استون کا بھی امتحان لیا ہی پس مسلمانون مین بالضرور خلافت مرتضوی ایک سخت امتحان ہی جسمین فقط وہ لوگ کامیاب ہوئے جنپر خدا کا فضل تھا اور خدا نے اُنکو بصیرت کامل عطا فرمائی تھی دیکھیئے یوم شوری جناب امیر علیہ السلام صاف فرماتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور واللہ مین اُس سے اولی اور احق تھا مگر مین فقط اس خیال سے خاموش ہورہا کہ لوگ کافر ہوجاوینگے ایک دوسرے کی گردنین کاٹینگے پھر ابوبکر نے عمر کے لئے بیعت لی اور بخدا مین اُس سے اولی تر تھا مگر اسی وجہ سے خاموش ہورہا کہ لوگ مرتد

اگر حدیث صحیح موجود ہے تو شوری کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوری مخالف حدیث ہے یا اُسکے مطابق۔

قولہ جواب اہل سنت

حدیث خ ابن عمر ان قتل زیدؓ فجعفر وان قتل جعفر فعبد اللہ بن رواحہ قال فحین امر فی غزوۃ موتۃ زید بن حارثہ۔
بخاری مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہی اور اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہی اور یہ حضرت نے فرمایا کہ جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا۔ اسکے بعد فائدہ مین لکھتے ہین کہ چنانچہ تینون سردار شہید ہوگئے پھر مسلمانون نے مشورہ کرکے خالد ولید کو سردار بنایا سو خدا نے اونکی تدبیر سے فتح نصیب کی۔ معلوم ہوا کہ ایک لشکر کے کئی سردار درجہ بدرجہ مقرر کرنا درست ہی جسطرح بالفعل انگریزون مین معمول ہی کہ اسمین اگر اول سردار مارا جاوے تو فوج نہین بگڑتی۔ دوسرا قائم مقام ہوجاتا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہی جسکو مسلمان اپنا سردار بناوین وہ خدا اور رسول کو پسند ہی جیسا کہ اصحاب نے خالد سردار مقرر کیا اور حضرت نے اُسکو پسند فرمایا اور اُسپر کچھ انکار نہ کیا اسی طرح صدیق اکبر کی خلافت اصحاب کی صلاح و مشورے سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسول کے موافق یہ کام ہوا۔ علاوہ اسکے بہت سی احادیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا اشارہ ہی اور صراحت بھی موجود ہے

لوگ گویا اجماع اور احادیث ملکر نور علی نور ہو گئے۔
اقول وبہ نستعین سوائے اسرار الہدی نے مطلق سوال کو ہی نہین سمجھا
اور جو کچھ سمجھا جواب اُسکے بھی عاجز رہے۔ سوال بہت صاف یہ ہی کہ اگر خلافت
کے بارہ مین حدیث صحیح موجود ہی تو شورے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر منشی
صاحب شورے کو نہین سمجھے اور بجائے شورہ کے اجماع پر بحث کرنے
لگے۔ شوری پنچائت کو کہتے ہین جیسے حضرت عمر نے اپنے بعد خلافت کو چھہ
آدمیون مین منحصر قرار دیکر اُن شخصون کی پنچائت کو موسوم بشورے کیا
اور اتفاق رائے کے لیئے قواعد مقرر کیئے پس سوال یہ ہی کہ اگر خلافت
کے بارہ مین کوئی حدیث اور نص موجود تھی تو شوری مقرر کرنے کی کیا
حاجت تھی کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہی اور اہل سنن مین تو جمیع مجتہدین
اور امراء وحکام کے لیئے یہ قانون حضرت عمر کے وقت سے بندھا ہوا ہے
اور اُنکو تعلیم دی گئی ہی کہ جب کوئی معاملہ تمھارے روبرو پیش ہو تو پہلے
قرآن مجید کو دیکھو اور جو کچھ اُسمین حکم ہی اُسکے موافق فیصلہ کرو اور اگر آیت
نہ ملے تو حدیث یعنی نص پیغمبر خدا پر عمل کرو اور جب حدیث بھی نہ ملے تب
قیاس پر فیصلہ کرو جیسا کہ عبارت ازالۃ الخفا سے ہم ثابت کر آئے ہین
پس اگر اس بات کو قبول کیا جاوے کہ پیغمبر خدا صلعم نے خلافت کیلئے
مخصوص کسیکے حق مین نص فرمائی ہی تو نص کے ظہور کے بعد اجماع اور شورے
اور قیاس قطعاً باطل ہین اور نص کی ہوتے ہوئے جس جس نے خلافت نے
خلافت کے بارہ مین اجماع یا شوری کیا وہ بڑی بھاری بدعت کے جاری

کرنے والے ہین اور یہ بھی دروازہ گمراہی مین داخل ہونے کا ہی غایت درجہ
آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ اصحاب ثلثہ کی خلافت پر نص بھی تھی اور اجماع وشوریٰ
بھی منعقد ہوا یعنی نور اور ظلمت اور حق وباطل کسی گردش فلکی سے ایک
جگہ جمع ہو گئی تھی لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ بنی ساعدہ
مین یہ رائے کیون ظاہر کی کہ عمر یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو۔ اور اس اضرار
وتواضع کی کیا ضرورت تھی کہ تم مجھسے قوی ہو وہ فرماتے تھے کہ تم مجھسے افضل
ہو۔ پھر اگر حضرت عمر کے حق مین خلافت ثانی کی نص موجود تھی تو استخلاف
کی کیا حاجت تھی اسکے بعد اگر خلافت ثالث حضرت عثمان کے لئے منصوص
تھی تو حضرت عمر نے سعد بن وقاص عبد الرحمن بن عوف طلحہ وزبیر وحضرت
علی کو خلافت ثالث مین کیون نامزد کیا۔ اور بعد تقرر خلافت عثمان کی عبد الرحمن
بن عوف خلافت عثمانی سے کیون پشیمان ہوا۔ اور لوگون کے اس سوال
پر کہ تمنے حضرت علی کے ہوتے ہوئے عثمان سے کیون بیعت کی تھی ابن عوف نے
یہ کیون کہا کہ اسمین میری کیا خطا ہی مین نے تو پہلے حضرت علی سے ہی
خلافت قبول کرنیکو کہا تھا مگر جب اُنھون نے سیرت شیخین پر عمل کرنے سے
اقرار نہ کیا تب مین نے عثمان سے وہی سوال کیا اور عثمان نے فوراً قبول کرلیا
کما فی مسند احمد بن حنبل عن ابی وائل قلت لعبد الرحمن بن عوف
کیف بایعتم عثمان وترکتم علیاً فقال ماذنبی قد بدءت بعلی فقلت
ابایعك علی کتاب الله وسنة رسوله وسیرت ابوبکر وعمر فقال
فیما استطعت ثم عرضت ذلك علی عثمان فقال نعم۔ پس اس

عمل در آمد ہر سہ خلافت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ کوئی حکم نسبت خلافت خلفائے ثلثہ کے نہین تھا اور جو شخص برخلاف اسکے نص کا ہونا قبول کرے وہ اہل اجماع اور اہل شوریٰ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتا ہی کیونکہ مقابلہ نص کا کرنا کافر کا کام ہی نہ کہ مومن کا جیسا کہ عبد الکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین اسکی تشریح کی ہی اور لکھا ہی کہ سب سے پہلے جسنے بمقابلۂ نص کی رای زنی کی وہ شیطان تھا۔ یہ کام مسلمان کا ہرگز نہین کہ نص کے مقابلہ پر شورے یا اجماع کرے یا اپنے قیاس اور رائے کو دخل دے جو احکام اور فرائض قرآن مین منصوص ہین مثل روزہ و نماز حج زکوٰۃ وغیرہ کے اُنکی نسبت کبھی کسی نے سنا کہ آنحضرت صلعم یا اصحاب نے باہم پنچایت کی ہو کہ نماز پڑھنی چاہیے یا کوئی حاجت نہین اور روزہ رکھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا واجب ہین یا نا واجب ایسا ہی کسی مجتہد اہلسنت نے باوجود تسلیم کرلینے حدیث نبوی کے کبھی کسی معاملہ مین مشورہ یا اجماع کیا ہی اس بات کو تو عوام بھی جانتے ہین کہ حکم مین مجال دم زدن نہین ہوتی پس جو لوگ حکم خدا یا حکم رسول اللہ مین اپنا دخل دین اور اُسکی بابت مشورہ اور پنچایت کرین کہ واجب التعمیل ہی یا نہین وہ تو مسلمانی سے خارج ہوجاتے ہین کیونکہ مشورہ اور پنچایت کے فقط دو نتیجے ہوتے ہین ایک یہ کہ فلان کام کا کرنا واجب ہی یا دوسرے یہ کہ واجب نہین اور حکم وہ ہی جسکے انکار سے آدمی کافر ہوجاتا ہی پس جبکہ مسلمانون کی پنچائت یا شوریٰ اُس حکم کا خلاف نہین کرسکتے اور خواہ مخواہ بروئے اصول دین اُسکی تعمیل کرنی واجب اور لازم ہی تو مشورہ اور پنچائت ایک فعل لغو اور فضول ہوگیا کیونکہ جب حکم کے برخلاف عمل

کرنیکے مجاز ہی نہ ٹھہرے تو اجماع اور پنچایت سے کوئی فائدہ نہ نکلا اور ایسا کوئی
بیوقوف نہین کہ کسی فعل عبث کو عمل مین لاوے اور اگر بقول مولف طبقۂ
صحابہ مین ایسے بھی سادہ لوح موجود تھے کہ اکثر افعال اُنکے عبث اور لغو
ہوتی تھی تو ہم دیکھتے ہین کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے بعد خلافت حضرت عمر کا
حکم دیا تو کسی نے پھر اجماع اور شوری کا نام بھی نہین لیا۔ مولف صاحب نے
جو یہ لکھا ہی کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر نص بھی تھی اور شوری بھی اور دونون
ملکر نور علی نور ہوگئے۔ اس فقرہ کی داد تو مولوی لطف اللہ صاحب ہی دینگے
کہ نص کے ساتھ شوری ظلمات علی النور ہی یا نور علی نور۔ دیکھئے شوری نے
نص کو باطل کر دیا۔ اور نص سے شوری باطل ہو جاتا ہی پس خلافت خلفاء
ثلثہ کی دونون بنائین فاسد اور باطل ہوگئین نہو المراد۔ مولف صاحب اسرار الحق
نے جو ثبوت نص اور شورے کے جمع ہونے کا لکھا ہی اُسکو وہ خود ہی نہین سمجھے
اگر ذرا بھی عقل کو دخل دیتے تو کھل جاتا کہ وہ اپنے دعوے کے برخلاف ثبوت
اور تفاسیر پیش کر رہے ہین اول جس حدیث کا حوالہ اُنھون نے صحیح بخاری سے
دیا ہی اُسمین کہین شورے کا ذکر بھی نہین ہی اُسمین تو فقط یہ لکھا ہی کہ جب آنحضرت
صلعم نے زید بن حارثہ کو غزوۂ موتہ مین امیر لشکر مقرر کیا تو یہ فرمایا کہ اگر زید
مارا جاوے تو جعفر امیر ہون اور اگر جعفر بھی مارے جاوین تو عبد اللہ بن رواحہ
امیر ہون۔ عبد اللہ بن رواحہ کے بعد کا کوئی انتظام حدیث مذکور مین درج
نہین۔ اس بات پر تمام محدثین و مورخین کا اتفاق ہی کہ جسطرح آنحضرت
صلعم نے فرمایا تھا اُسی درجہ سے ہر سہ شخص امیر لشکر ہوئے اور اُسی ترتیب سے

شہید ہوئے - پھر فرمائیے کہ اس حدیث کے نقل کرنے سے کیا فائدہ ہوا
بجز اسکے کہ یہ بات ظاہر ہو کہ بعضے سادہ لوح فعل عبث کے بھی مرتکب ہوتے
ہین اور مؤلف کی اس فعل عبث پر خیال کر لیا جاوے شاید اسیطرح صحابہ بھی
فعل عبث یعنی شوری مع النص کے مرتکب ہوئے ہین - ثبوت نصی کی تو آپکی
یہ کیفیت ہی کہ حدیث مین اجماع اور شورے کا ذکر بھی نہین اور پھر اوسپر بیجا
استدلال کیا اب آگے برخلاف مضمون حدیث کے یہ فرماتے ہین کہ عبد اللہ
بن رواحہ جب شہید ہو گئے اور امرا منصوص مین سے کوئی زندہ نہ رہا سب اہل
لشکر نے مشورہ کر کے خالد کو سردار بنایا - اور حضرت نے اُسکو پسند کیا اور
کچھ انکار نہین کیا اہل انصاف ہی اپنے دل مین غور کر لین کہ تین سردار جو
منصوص من الرسول تھے اُنکے بارہ مین تو شوری اصحاب کا کب ہوا اور
ایک سردار یعنی خالد جو مشورہ اصحاب سے مقرر ہوا تھا اُسکے حق مین رسول اللہ
کی نص کہان تھی پھر نص اور شوری کیسے جمع ہو گیا ناظرین کتاب اپنی دل مین
انصاف کرین کہ معاملہ مبحوث عنہ کوئی نازک یا پیچیدہ بحث نہین بہت صاف
معاملہ ہی کہ جن سردارون کے حق مین نص موجود تھی اُنکے تقرر پر مشورہ
نہین ہوا اور جو سردار مشورہ سے مقرر ہوا اُسکے حق مین نص نہ تھی پھر
مؤلف صاحب نے یہ اُلٹی نظیر کیون پیش کی حقیقت یہی کہ اہل حق سے
مناظرہ کرنے والون کی ہمیشہ یہی کیفیت ہوتی ہی کیونکہ الحق یعلوا ولا یعلی
وارد ہی - منشی صاحب کا یہ فقرہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آنحضرت صلعم نے
خالد کی امارت لشکر سے انکار نہین کیا خود ہی لکھ رہے ہین کہ حضرت مدینہ مین تھے

مشورہ کرنے والے شام مین میدان جنگ مین ابن رواحہ شہید ہوئے اُسیوقت
اہل لشکر نے مشورہ کرکے خالد بن ولید کو اپنا سردار بنا لیا اور لڑائی فتح ہو گئی
لشکر واپس آگیا خالد بھی اپنے گھر بیٹھ رہے کیا کوئی انگریزی پلٹن یا رسالہ
تھا کہ خالد بعد واپسی لشکر بھی عہدہ کرنیلی پر مقرر رہتے کہ حاجت حضرت
کی پسند یا ناپسند کرنے کے ہوتے۔ افعال ماضیہ پر انکار و عدم انکار سے
بحث کرنا مولف صاحب کا ہی کام ہے۔ دیکھئے تو آنحضرت صلعم کو توبہر حال
بعد ختم جنگ یہ خبر ہوئی کہ آپکے مقرر کیے ہوئے تینون سردار شہید ہو گئے
جب اہل لشکر نے خالد کو سردار کرکے کفار پر حملہ کیا اور فتح پائی اسپر
رسولخدا صلعم کو امارت خالد سے انکار و اقرار سے کیا حاجت تھی اگر رسولخدا
کو خالد کی امارت ناگوار بھی گذری ہو تو بھی محل انکار نہ تھا کیونکہ وہ واقعہ
گذر چکا تھا۔ اس تمام بحث مین البتہ منشی صاحب نے ایک یہ فقرہ معقول
لکھا ہے (اسیطرح صدیق اکبر کی خلافت اصحاب کے صلاح و مشورہ سے ہوئی)
یعنی جسطرح خالد کو بمشورہ اصحاب بلا حکم پیغمبر امارت موتہ ملی تھی اُسیطرح
مشورہ اصحاب سے بلا حکم پیغمبر خدا حضرت ابو بکر کو خلافت ملی۔ اور جیسا کہ
آنحضرت صلعم نے بعد واپسی لشکر اور بعد گذر جانے ایام امارت خالد کے
امارت خالد سے انکار نہین کیا اور اس دلیل سے امارت خالد پسندیدہ
رسولخدا ہو گئی اُسیطرح (خلافت ابو بکر کی نسبت) صاف معلوم ہوا کہ مرضی
خدا اور رسول کے موافق یہ کام ہوا۔ اسکا صاف مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابو بکر
کو اصحاب نے مشورہ کرکے خلیفہ مقرر کر دیا تو آنحضرت صلعم نے اُس سے

انکار نہیں کیا اسلئے خدا اور رسول کی مرضی کے موافق یہ کام ہونا پایا جاتا ہے
کیونکہ اگر رسول خدا کو خلافت حضرت ابوبکر کی ناپسند ہوتی تو ضرور تھا کہ خدا تعالی
سے دو چار دن کی رخصت لیکر دنیا میں تشریف لاتے اور ابوبکر کی خلافت سے
انکار کر جاتے اور جبکہ آنحضرت صلعم نے ایسا نہیں کیا تو محمول بر رضامندی ہوگا۔
قولہ یہ حدیث مطابق قول جناب امیر کے بھی ہے من انما بالمشورۃ البیعۃ
من المہاجرین والانصار کما سبق خلفاء ثلاثہ ترجمہ فرمایا جناب امیر نے
کہ وہ شخص بالتحقیق امام شوری ہی اور اسکی بیعت مہاجرین و انصار نے کی
جیسے سبقت کی خلفائے۔ یعنی خلفاء ثلثہ نے فی نہج البلاغۃ اگر اس قول
بہ حق کو بھی بسبب فی قلوبہم مرض کے الزام غصب کا دیکر نسبت خلفاء الراشدین
معاذ اللہ نہام فسق پر قائم کیا جاوے تو دوسرا قول فیصل بھی جناب امیر سے ہی۔
اقول کجا وہ حدیث اور کجا یہ قول۔ مؤلف صاحب یہ بھی نہیں سمجھے کہ اس
قول کا کیا مطلب ہی اور خود ہی بغیر کسی کے کہے سنے الزام غصب اور فسق کا
خلفا پر چسپان ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ ناظرین پھر ایکبار اس حدیث امارت
زید کو ملاحظہ فرماویں اور پھر اس قول کو پڑھیں کہ کس امر میں مطابقت
ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے یہ قول حضرت علی کا مولف
صاحب کو تبلایا تھا مگر جس امر پر اس قول سے استدلال کرنا سکھلایا تھا
اسکو مولف صاحب بھول گئے۔ مؤلف صاحب بروقت طبع ہونے تتمہ
اسرار الہدی کے اچھی طرح یاد کرکے صاف طور پر استدلال کریں غالب
ہی کہ جسطرح شمس الضحی کے جواب میں اظہار الہدی کا تتمہ چھاپا گیا تھا اسیطرح

اس رسالہ کے بعد اسرار الحق بھی مکرر طبع ہوگئی کیونکہ مولف صاحب کے سوسائٹی کے نزدیک جواب مین ایک کتاب کا چھاپنا ضرور ہی خواہ کوئی کتاب ہو۔ افسوس تو یہ ہی کہ قول سندلہ مین سوا ئے شوری اور بیعت کے نص خلافت کا نام بھی نہین پھر مولف کو اس بحث مین کیا فائدہ پہونچ سکتا ہی۔ اگر اس قول کو خود جناب امیر علیہ السلام کے معاملہ مین قرار دیا جاوے تو صاف مفہوم اسکا یہ ہی کہ آپ اپنے معاندین اور مخالفین پر حجت پکڑتے ہین کہ خلفائے سابق کو تم اپنے عقیدہ مین اسوجہ سے خلفاء برحق جانتے ہو کہ تقرر انکا شوری اور بیعت مہاجرین و انصار سے واقع ہوا تو یہ دونون باتین میرے حق مین بھی ہو چکین ہین تو پھر میری خلافت کو برحق کیون نہین مانتے پس اس قول سے صاف ثابت ہوا کہ خلفا ثلثہ خلیفہ منصوص نہ تھے بلکہ خلافت اونکی مبنی بر شوری و بیعت مہاجرین و انصار تھی پھر اپنے قول کے برخلاف سند لانا عقلمند کا کام نہین۔

دوسرا قول جناب امیر کا مولف نے یہ لکھا انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر الی آخر یعنی چارہ نہین ہے آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بدکہ عمل کرے اسکی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اسمین کافر اور پہونچ جاوے اس حکومت مین تا زیست اور مامون ہون اس حکومت مین راہین اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبخت سے فی نہج البلاغت۔

اقول اب مؤلف صاحب بحث ما نحن فیہ سے نکلکر بہت ہی دور چلے گئے اور انکو مطلق خبر نرہی کہ کہان تھے اور کہان چلے گئے۔ کجا بحث شوریٰ مع النص اور کجا یہ قول منصف لوگ اپنے دلون مین ضرور تعجب کرینگے کہ اس حقیر نے رسالۂ اسرار الہدیٰ کا جواب کیون لکھا ہے وہ خود ہی اپنا جواب ہے لیکن مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب تقریظ مین اس رسالہ کی تعریف نہ فرماتے تو مین ہرگز تحریر جواب پر متوجہ ہوتا۔ تیسرا قول جناب امیر کا بنا ید حدیث یہ ارقام فرمایا ہے۔ ما کنت الا رجلا من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا ما کان اللہ لیجمعھم علی الضلال یعنی نہ تھا مین مگر ایک آدمی مہاجرین سے در آیا مین جیسے کہ در آئے وہ اور پھرا مین جیسا کہ وہ پھرے اور خدا انہین جمع کریگا انھون کو گمراہی پر فی شرح نہج البلاغت بہرحال حملہ اقوال موصوفہ جناب امیر سے شورٰے کرنے کی اصلیت بلکہ حقیت پائی گئی۔ اور آپنے یہ بھی صراحتاً فرما دیا کہ بفضل خدا امت محمدی ہرگز گمراہی کے کامون مین مشورہ نہ کرینگے۔

اقول بحولہ تعالیٰ یہ قول بھی نہ موید حدیث امارت زید ہے نہ بحث شوریٰ مع النص کے متعلق سائل نے یہ اعتراض کیا ہے کہ شوریٰ ناجائز اور بد فعل ہے بلکہ سوال فقط یہ ہے کہ جب نص بتلاتے ہو پھر شوریٰ کیون ہوا۔ اگر مؤلف صاحب سے تردید ان سوالات کی ناممکن تھی تو کتاب کا تصنیف کرنا اور مصنفون مین نام لکھوانا نہ فرض تھا نہ سنت۔

قولہ سوائے اسکے پروردگار عالم نے اپنی کتاب مجید مین جابجا شورے کا ذکر فرمایا ہی بلکہ خاص اس بارہ مین ایک سورہ ہی نازل فرمایا ہی وشاورھم فی الامر یعنے وشاورت کن بالیشان درامرے کہ حق تعالے را دران حکم جزم صادر نہ شدہ الخ۔

اقول اسکو بانگ بے ہنگام کہتے ہین۔ حضرت یہ کسنے اعتراض کیا تھا کہ شورے کا وجود نہین یا وہ بری بات ہی سوال کا مطلب تو فقط یہ ہی تھا کہ جس امر مین حکم جزم یعنے نص موجود ہو اسمین شوری ناجائز ہے اسکا جواب تو آپ دے نہ سکے فضول باتون مین کاغذ سیاہ کر ڈالا اور آخر مین خود ہی اپنے منھ سے قایل ہو گئے۔ دیکھو ترجمہ وشاورھم فی الامر کا کہ بیخبری مین کیا لکھ گئے ہو۔ دیکھا اہل حق سے مقابلہ کرنا کیسا ہے۔

ملخص قولہ اسکے بعد مولف نے صفت انصار مین ایک آیت درج فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہی وہ لوگ ایسے ہین کہ دعوت الہی کی اجابت کی انھون نے اور برپا رکھتے ہین نماز اور کاروبار اپنا مشورہ کے ساتھ کرتے ہین اس آیت کو بھی اس بحث سے تعلق نہین۔

واما قولہ بعد اسکے خود ہی یہ شبہہ بیان کیا کہ اوصاف شوری جو مین نے لکھے ہین زمانہ جناب رسولخدا کے ہین اسپر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہی کہ بعد وفات رسولخدا صلعم کے زمانہ کا رنگ ہی بدل گیا تھا اسلئے وہ حدیث لکھتا ہون خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم الخ پھر اسی مضمون کی حدیث

مرویات اہل تشیع سے لکھکر فرماتے ہین کہ شاید اب بھی حضرات شیعہ کے دلون
مین یہ خدشہ پیدا ہو کہ جو شخص منصوص من اللہ ہو وہ تو محروم رہجائے
اور جسکا کوئی حق نہو اُسکو اصحاب شوری زبردستی خلیفہ بنا دین تو اُسکا جواب
یہ ہوگا کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔

فاقول بحولہ تعالی چونکہ سوال سائل کا یہ منشا نہین ہی کہ شوری نیک نیتی سے
ہوا یا اہل شوری نے بددیانتی اختیار کی۔ سوال تو فقط یہ ہی کہ جب بقول
تمھارے خلافت کے بارہ مین نص موجود تھی تو پھر شورے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور اگر ہم دیانت اور بددیانتی اہل شوری پر بحث کرین تو احادیث
مستدلہ مولف اہل شوری کی بددیانتی کے اظہار کو مطلق روک نہین سکتے۔
بلکہ اسی حدیث سے اثبات بددیانتی اہل شوری ممکن ہی۔ غایت درجہ
یہ ہی کہ ہم بھی اس بات کو قبول کرلین کہ سب زمانون سے بہتر زمانہ رسولخدا
صلعم کا تھا اور اُسکے بعد زمانہ صحابہ کا اور اُسکے بعد تابعین کا اور اُسکے بعد
تبع تابعین کا لیکن اہل شوری کے عمل اور مولف کے استدلال کو کوئی فائدہ نہین پہنچا کیونکہ
جب قرآن پاک اور احادیث صحاح سے یہ امر ثابت ہی کہ زمانہ رسولخدا صلعم مین بھی
بڑے بڑے اشد کافر اور بڑے بڑے پکے منافق اور بڑے بڑے درجہ کے
خائن اور کاذب اور غاصب اور دغاباز موجود تھے تو بموجب استدلال
مولف زمانہ صحابہ مین اُس وقت سے زیادہ ایسے لوگ ہونے چاہئے خصوصاً
آنحضرت صلعم کی حیات مین آپکے اصحاب کے زمرہ مین بھی بہت لوگ

ایسے تھے جنپر صاف قرآن مجید مین لعنت وارد ہوئی ہی بات بات مین رسولخدا پر
طعن کرتے تھے کبھی ساحر بتلاتے تھے کبھی شاعر کہتے تھے کبھی مسلمان ہوتے
کبھی مرتد ہو جاتے ۔ فرمائیے تو وہ کون لوگ ہیں جنھون نے خدا و رسول کو
ایذا دی اور سورۂ احزاب مین انکا ذکر ہوا وہ کون لوگ ہین جنھون نے عقبہ پر
رات کے وقت جمع ہوکر ارادہ قتل رسول خدا کا کیا ۔ وکون لوگ ہین
جنھون نے رسولخدا کو نرغہ مین چھوڑکر طرح دی ۔ وہ کون تھے جنھون نے
مسجد ضرار بنائی تھی ۔ وہ کون تھا جسنے قرآن مین بجائے آل عمران کے آل
مروان بنایا تھا ۔ وہ کون تھا جسنے میدان حنین مین نعرہ لطلب السحر کا کیا ۔
وہ کون اصحاب تھے جنھون نے نبی صلعم کی پیاری زوجہ پر تہمت لگائی ۔
وہ کون تھے جنھون نے اسامہ بن زید کی امارت سے بعدول حکمی نبی صلعم
انکار کیا اور باوجود صدور احکام لعنت آمادہ روانگی نہوئے ۔ وہ کون تھے
جنھون نے نبی صلعم کو آخری وصیت نہ لکھنے دی ۔ وہ کون صاحب ہین
جنکو مکان سے آنحضرت صلعم نے نکلوا دیا وہ کون کون اصحاب تھے
جنھون نے نماز جنازہ رسولخدا کی بھی نہ پڑھی نہ تجہیز و تکفین مین شامل
ہوئے پس جبکہ خیر القرون کے لوگون کے یہ کیفیت ہی تو یلوہم کا خدا حافظ
وہ جو کچھ کرین وہ تھوڑا ہی چنانچہ ثابت ہوگیا کہ رسول خدا صلعم کی وفات
پاتے ہی طرح طرح کا ظلم و ستم اُنکی اولاد و اہلبیت پر شروع ہوگیا اور ابھی
یلوہم کا زمانہ ختم بھی نہونے پایا تھا کہ بنی امیہ نے ظلم و ستم کا خاتمہ
اہلبیت رسالت پر کردیا ۔

وہ کونسا فعل بد ہی کہ جو بعد وفات نبی صلعم زمانہ خلفاء ثلثہ مین وقوع پذیر نہین ہوا
دختر پیغمبر کا گھر جلانے کو ہیزم جمع ہوئی بلوہ کرکے رسول خدا کے گھر پر چڑھ گئے
کیواڑ توڑ ڈالے پیغمبر کے بھائی اور وصی کی حضور مین گستاخانہ و بے ادبانہ
پیش آئے۔ ترکہ پیغمبر صلعم سے اُنکی اولاد کو محروم کیا۔ رشوت دیدیکر لوگونکو
اپنی طرف رجوع کیا منافقون اور رسول خدا کے دشمنونکو حکومت شام کے پروانے
لکھدیے گئے سیر دنجات کے مسلمانون پر ناجائز چڑھائی ہوئی ہزارہا بیگناہ
قتل ہوئے غلام اور نبائے گئے مال واسباب اہل ایمان کا غنیمت کیا گیا پھر
خلافت ثانی مین وہ غلام مال مسلمانون کا واپس دیا گیا۔ مالک بن
نویرہ صحابی عمداً قتل کیا گیا اُسکی صالحہ بی بی سے اُسی شب مین زنا کیا گیا
حدود الٰہی سے مخالفت کی گئی نہ قاتلون سے قصاص لیا گیا نہ زانیون
پر حد جاری ہوئی۔

ہمہ سوزان بیگناہ اور دختران ابولولوسکا خون ابتک زیر زمین فریاد کر رہا ہے
کس کس کی کیا کیا بات سناؤن کہانتک لکھتا جاؤن جون جون رسولخدا کے
زمانہ کو بعد ہوتا گیا فسق و فجور مین زیادتی ہوتی گئی حضرت علی علیہ السلام
کو اشقیا نے مسجد مین چھپکر زخم لگایا۔ امام حسن علیہ السلام کو ملعونون نے
بچہ پردے کے ساتھ زہر دلوایا امام حسین علیہ السلام کو بڑے اشتہار و
اعلان کے ساتھ علی رؤس الاشہاد شہید کر دیا پنجتن پاک کا خاتمہ ہو گیا
حدیث جناب سرور کائنات کی بلاشبہ سچی نکلی اس زمانہ حال کو دیکھتے ہوئے
پورا یقین ہو گیا اُسوقت کے لوگون کو اگر اہلبیت پیغمبر کے ساتھ عداوت تھی

لوتجھ کے ساتھ تھی کوئی اُنکو اپنی سرداری کا مخل جانتا تھا کوئی اُنکے فضائل سے جلتا تھا کوئی اُنکے تقوی اور پرہیزگاری کو ہی دیکھکر حسد کرتا تھا کسی ملعون کا باپ بھائی بیٹا عزیز قریب اُنکے ہاتھ سے قتل ہوا تھا مگر اس زمانہ کے آدمیون کو دیکھیے کہ کیسے اشد ملعون ہین کہ بے سبب اہلبیت کے دشمن ہین اُن حضرات کا نام لینے سے ملعونون کی آنکھون مین خون اُترتا ہی اُنکے فضائل سے جلے مرتے ہین اب اگر اُن حضرات کے قتل پر دست رس نہین ہی تو اپنے بزرگون کی سنت ادا کرنے کے لئے اُنکے فضائل اور معجزات کو محو کرنا چاہتے ہین بیہودہ اور لغو تاویلات سے اُنکی یادگار کو مٹانا چاہتے ہین لیکن بفضل خدا اُنکا نام تا بہ ابد ہمیشہ زندہ رہیگا اور اُنکے دشمن قدیم و جدید گلون مین لعنت اور پھٹکار کا طوق پہن پہنکر اس صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح مٹ گئے جنکا نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا۔ اب اگر کسی شخص کو اہلشوری اور اہل اجماع کی دیانت داری اور راست بازی کی کیفیت دیکھنا منظور ہو تو میری گذارش کیطرف کان لگائے۔ پہلی گذارش یہ ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے اپنی بعثت کے زمانہ سے لیکر وفات کی گھڑی تک صدہا بلکہ ہزارہا مرتبہ امت کو مطلع کر دیا کہ میرے بعد میرا وصی اور جانشین اور خلیفہ اور تمھارا ولی اور امام اور پیشوا اور سردار علی مرتضی ہی جسکا ثبوت کامل قرآن اور حدیث و کتب سیر اہل سنت سے حاصل ہے اور اُنھین کی اکثر روایات اس حقیر نے انوار الہدی و شمس الضحی اور تاریخ الانبیا اور رسالہ تنبیہ السائل مین بھی نقل کی ہین اور وہ روایات اہل سنت مین یہانتک مشہور و متواتر ہین کہ ازالۃ الخفا اور صواعق محرقہ جیسے کتب مناظرہ و مجادلہ مین بھی مندرج ہین

لیکن تینون خلافتون کے تقرر کے وقت اہل اجماع اور اہل شوری نے دیدہ و دانستہ
اُنسے روگردانی کی اور جان بوجھکر آنکھون پر بیغیرتی کے ٹھیکرے رکھ لیے
اب ہم نصوص سے قطع نظر کرکے اُس امر کی بحث کرتے ہین جو ہر ایک اجماع اور شوریٰ
اور قومی اور دینی پنچائت اور قانونی مجمع کا سب سے بڑا اور اہم فرض ہی اور وہ
منصفانہ تحقیقات اور فیصلہ ہی یعنی جسوقت ایک جماعت یا گروہ کے روبرو ایک
یہ امر فیصلہ طلب پیش ہوا تھا کہ نبی صلعم کے اصحاب یا اقربا مین کون شخص ہی جسکو
اُنکا خلیفہ بنایا جاوے تو اُنکو امور مفصلہ ذیل کی تحقیقات کرنی واجب تھی اول
اور مقدم سب سے یہ کہ اُس معزز خاندان مین جسکو خدا تعالی نے اپنی رسالت
کے لئے تمام دنیا کے اقوام اور قبائل سے برگزیدہ کیا ہی کوئی شخص اس قابل ہی
کہ اُسکو خلیفہ بنایا جاوے پھر نبی صلعم کے قبیلہ کے سب لوگون پر نظر ڈال کر
دیکھئے کہ انمین ایسا کون شخص ہی جسکو نبی صلعم سے زیادہ قربت ہی اور اُن
اقربا مین سب سے زیادہ خصوصیت اور محبت رسول خدا صلعم کو کس سے تھی
جب اسکی تحقیقات سے فارغ ہوتے تب اُنمین ایسے شخص کو تلاش کرتے کہ
جسکو خدا تعالی نے اپنے رسول کی خصلتون مین سے حصہ عطا فرمایا ہی یعنی اُن
اقربا مین کون ہی جو مثل پیغمبر خدا صلعم کے معصوم اور گناہ سے پاک و طاہر ہے
کیونکہ خلافت پیغمبر دینی پیشوائی ہی اور امام مفترض الطاعت فقط وہ شخص ہو سکتا
ہی جسکی عصمت پر خدا یا رسول گواہ ہون اور خدا اور رسول کبھی جائز نہین
رکھتے ہین کہ امت پر کسی غیر معصوم کی طاعت فرض کرین اور جبتک امت پر
امام کی طاعت فرض نہو وہ نتیجہ جو تقرر امامت سے مقصود ہی حاصل نہین ہو سکتا

اور امامت ایک فعل عبث ہوجاتا ہی اسلئے امام کا معصوم ہونا ضروری امر ہی
پھر یہ دریافت کرتے کہ پیغمبران سابق کے خلفا سب کے سب معجز نما گذرے
ہین آیا یہ نبی صلعم کا خلیفہ بھی ایسا ہونا چاہیے یا نہین اور مدعیان خلافت مین سے
ایسا کون شخص ہی پھر یہ غور کرتے کہ جملہ رسولان ماسلف کے خلفا منصوص من اللہ
والرسول ہوئی ہین مدعیان خلافت مین بھی کوئی ایسا شخص ہی جسکی خلافت
یا ولایت کے بابت خدا اور رسول نے حکم دیا ہو۔ پھر یہ دیکھتے کہ ہماری حضرت
کے رسالت کچھ طبقۂ انسانی پر منحصر نہین بلکہ جمیع طبقاتِ عالم پر آپ رسول
ہین دیکھین اور طبقات عالم نے بھی کسیکو پیغمبر کا خلیفہ مانا ہے۔ یا نہین
اُسکے حال پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ مدعیان خلافت مین اعلم
کون شخص ہی کیونکہ ہمیشہ فضیلت علم سے ہی اور امام اور پیشوا ہمیشہ سب سے بڑا
عالم ہونا چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ انمین لیاقت الفصال قضایا کی کون رکھتا ہی
کسی کو پیغمبر خدا نے یہ فرمایا ہی کہ وہ سب سے زیادہ قضایا فیصل کرنے والا
یا میرے دین کا قاضی ہی علی ہذا القیاس اسیطرح سبکی نسبت تحقیقات کرتے
کہ سب سے زیادہ شجاع رحیم کریم عادل باذل فاضل زاہد متقی خدا کا محبوب
رسول کا یکرنگ دوست کون ہی۔ کبھی شرک و کفر کا تو مرتکب نہین ہوا ہے
ہوش سنبھالکر حرام چیزون کا استعمال تو نہین کیا۔ خدا کی دعوت ظاہر ہونے میں
ایمان لانے مین سال مہینہ ہفتہ دن کی درنگ تو نہین کی۔ ایمان لانے پیت
کوئی شخص بازقسم ذکور اُسپر سبقت تو نہین لیگیا۔ کیونکہ سنت مرسلین میں سے
یہ بھی ہی کہ خلیفہ اُسکا سابق الایمان ہو کبھی نبی صلعم کے سامنے اپنی جان

جانیکے خوف سے محزون تو نہین ہوا۔ کبھی نبی صلعم پر جان فدا کرنے مین عذر یا خوف تو نہین کیا۔ کبھی معرکۂ جنگ مین رسولخدا کو چھوڑ کر بھاگ تو نہین گیا۔ کبھی پیغمبر خدا صلعم نے اسکو کسی امارت یا سرداری یا امر متعلقہ رسالت سے معزول تو نہین کیا۔ کبھی رسولخدا صلعم کی عدول حکمی تو نہین کی۔ کبھی رسولخدا صلعم نے اُسکو کسی دوسرے سردار کا ماتحت تو نہین بنایا۔ جیسے اصحاب ثلثہ کو اسامہ بن زید کا ماتحت بنایا تھا۔ مرتے دم تک رسول خدا صلعم اُس سے ناراض تو نہین ہوئے یا قریب وفات حضرات شیخین کیطرح قوموا عنی کہکر اپنے حجرہ سے باہر تو نہین نکلوادیا ان سب باتون کے بعد تحقیقات کرتے کہ آیا کوئی شخص ایسا ہی کہ جسکو رسولخدا صلعم نے اپنی وفات کے وقت اپنا وصی کیا ہو۔ کسکو انگشتری دی کسکو سلاح پوشاک گھوڑے عطا کئے۔ لیکن اہل اجماع نے کوئی تحقیقات نہین کی۔ نہ خلافت اولی پر شرعی اجماع واقع ہوا۔ بلکہ چند آدمیون نے ناجائز سازش کرکے اجماع ہونے دیا۔ کم سے کم ایک ایک سربرآوردہ شخص کو ہر قبیلۂ عرب سے جمع کرنا تھا پیغمبر خدا کے قبیلہ سے بھی تو کسیکو شامل کرنا تھا۔ یہ اجماع کیسا کہ بنی ہاشم سے مطلب بنی زہرہ بنی امیہ مین سے کسیکو بھی خبر نہ ہو گویا عبد مناف کی اولاد کو مشورت مین بھی دخل نہ ہوا۔ دیگر قبائل عرب کو اسوقت تک خبر بھی نہین ہوئی کہ جبتک کہ خالد فوج لیکر اُنکے سرون پر جا چڑھا۔ اور اُنکو قتل واسیر کرکے خلیفہ صاحب کی خلافت کا اقرار کرایا۔ اہل اجماع مین فقط تین چار آدمی تھے جو گھرون سے مشورت کرکے نکلے۔ اوّل حضرت ابوبکر دویم حضرت عمر سیوم ابوعبیدہ بن جراح

وسالم اور جمع ہوئے انصار کے سقیفہ مین جہان سعد بن عبادہ کے یار دوست
سعد کی حکومت جمانے کی فکر کر رہے تھے گویا دو گروہ مدعیان خلافت جمع ہوئے
نہ کہ اہل الرائے - اجماع اور شوری کیا ہوا کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہمارا
اور ایک مہاجرین کا - مہاجرین بولے کہ سردار تو نبی صلعم کی قوم کا ہونا چاہیے
چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا - کہ عمر یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو - حضرت عمر بولے
تم مجھسے افضل ہو وہ بولے تم مجھسے قوی ہو - اسی عرصہ مین سعد بن عبادہ کے
دشمن انصاری چند شخص آگئے ازانجملہ بشیر انصاری بوجہ عداوت اپنے ابن
عم سعد کے حامی پر سر مہاجرین کا ہوا - اور بولا کہ مین نے رسول خدا سے سنا ہے
کہ امام قریش مین ہونگے اسپر حضرت ابوبکر نے اپنے دونون ہمراہیان یعنے
عمر ابن خطاب اور ابو عبیدہ کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ اب درست کر دیہی خوب
موقع ہی پس اشارہ کے ہوتے ہی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ہاتھ
لاؤ ہم بیعت کرتے ہین حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا حضرت عمر و عبیدہ اور بشیر
انصاری نے بیعت کی - اور وہانسے اپنے گھر چلے آئے فقط اسی کارروائی کا
نام اجماع رکھا ہی حضرت علی اور بنی ہاشم اور دیگر اصحاب باصفا آنحضرت صلعم کے
وفات کی مصیبت مین مبتلا اور تجہیز و تکفین مین مشغول تھے اُدھر حضرت عمر وغیرہ
نے مشہور کر دیا کہ ابوبکر کی خلافت پر بیعت ہوگئی اور لوگون کو فرداً فرداً بمنت
یا بمنت وسماجت یا بذریعہ رشوت و طمع بولا بولا کر بیعت لینی شروع کر دی اور
اور جبتک حضرت کے اقربا اور اصحاب خاص نے تجہیز و تکفین سے فرصت
پائی - ہزارہا آدمی سے بیعت لیلی - اسی ضمن مین امام حسین علیہ السلام کے

شہادت کا پروانہ بھی خلفا صاحبان نے جاری کردیا۔ یعنی ابوسفیان اس
بیعت کا مخالف ہوا۔ تو اُسکو حکومت شام کا پروانہ لکھدیا۔ کہ جسکے ذریعہ سے
اول یزید پھر معاویہ ابناء ابوسفیان حاکم شام ہوئے اور اُنکے ہاتھ سے جو کچھ
ظلم و ستم خاندان رسالت پر گذرا وہ محتاج بیان نہین۔ پس ہے کوئی اہل الرائے
کسی قوم اور ملت کا کہ اس کارروائی کو اجماع جائز یا سچی پنچایت کہدے
کتب صحیحہ اہلسنت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اصحاب اجماع بعد بیعت کرلینے
کے حضرت ابوبکر کی خلافت سے پشیمان ہوئے اور حضرت علی کی حق تلفی سے
متاسف ہوئے لیکن بوجہ ہوجانے بیعت کے خاموش ہوگئے۔ اور نیز خود
حضرت ابوبکر نے چند بار وعدہ صمیم اپنی بیعت کے خلع کا کیا مگر حضرت عمر کی فہمائش
سے ایفائے وعدہ نکیا۔ اور حضرت عمر نے یہانتک دباؤ ڈالا۔ کہ حضرت ابوبکر نے
اپنے بعد اجماع یا شوریٰ کی نوبت ہی نہ پہونچنے دی اور جو حضرت اسد اللہ الغالب
مظہر العجائب والغرائب نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ای عمر تو اسلیئے بیعت
ابوبکر مین آج کوشش کررہا ہے کہ وہ کل کو تیری خلافت کیلیے کوشش کرے
پوری ہوئی اور باوجود اس بات کے کہ خلفاء مذکور خود قائل ہین کہ استخلاف
خلاف سنت پیغمبر خدا صلعم کے ہے حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بحین حیات
خود اپنا خلیفہ مقرر کردیا حضرت عمر اپنے زمانہ خلافت مین بیعت خلافت ابوبکر
کو ایسی ناجائز اور مذموم قرار دیچکے ہین کہ اگر آیندہ اس طرح سے کسی شخص کو خلیفہ
مقرر کیا جاوے تو وہ خلیفہ اور اُسکی بیعت کرنے والے واجب القتل ہین۔ وہ
صاف فرماتے ہین۔ کان بیعۃ ابوبکر فلتۃ اور فلتۃ کے معنی امر ناگہانی

اور خلاف توقع خلاف قیاس کے ہین۔ یعنی وہ کہتے ہین کہ بیعت ابوبکر کی ایک
امر ناگہانی اور خلاف توقع تھی۔ قیاس مین بھی یہ بات نہین آسکتی تھی کہ ابوبکر
خلیفہ ہوسکینگے۔ مگر خدانے اُسکے شر سے محفوظ رکھا۔ اور ہماری تدابیر سے کام بن
گیا۔ پس اگر آئندہ پھر کوئی اسطرح پر بیعت کرے وہ قتل کردیا جاوے حضرت
عمر نے اپنے انتقال کے وقت بھی اسیطرح حق کو اپنے مرکز پر پہونچنے سے روک
دیا اگر وہ چاہتے تو آخر وقت مین ہی سرخرو ہونے کے لئے حضرت علی کو خلافت
سپرد کردیتے لیکن اُنھون نے بجائے اسکے خلافت کو ایسے اشکال مین ڈالدیا
کہ اگر حضرت علی صبر وتحمل کو کام مین نہ لاتے تو ہزار ہا تن بیسر ہوجاتے۔
اُنھون نے خلاف سنت پیغمبر اور خلاف طریقہ اپنے مربی خلیفہ اول کے ایک
نئی رسم بدعت شوریٰ نکالی۔ کہ حقیقت مین وہ در پردہ تدبیر قتل حضرت امیر
علیہ السلام کی تھی۔ طرفہ یہ ہی کہ ستر مقام پر حضرت عمر نے اس امر کو قبول کیا ہی
کہ اگر ابوالحسن نہوتے تو عمر مارا گیا تھا۔ اور یہ کہ خداوندا اُس مشکل سے مجھے بچانا
جسکے مشکلکشا علی مرتضیٰ میرے پاس نہون مگر وفات کیوقت ایسی تدبیر نکالی
کہ حضرت علی قتل ہوجاوین۔ وہ یہ ہی کہ اپنے مرتے وقت کسیکو خلافت پر
نامزد نکیا۔ نہ طریقہ بیعت واجماع کی اجازت دی۔ بلکہ خلافت کو چھ شخصون
پر منحصر کرکے فتنہ وفساد کی بنیاد قائم کردی وہ چھ آدمی کون کون تھے اول
حضرت علی دوم حضرت عثمان سیوم عبد الرحمن بن عوف چہارم سعد بن
ابی وقاص پنجم طلحہ بن عبداللہ ششم زبیر ابن العوام۔ چونکہ چھ آدمیون مین
گمان ہوسکتا ہی کہ دونون سمت تعداد رائے کی مساوی ہوجاوے اور

فیصلہ ہونا دشوار ہوا اسلیئے ابن عوف کو سرپنچ قرار دیا کہ جس طرف عبد الرحمن شامل ہو اُن تین شخصون کی رائے پر عمل ہو۔ اور فریق ثانی مین اگر تین آدمی کسی ایک کی خلافت پر متفق ہوئے ہون تو اُنکا مقرر کیا ہوا خلیفہ اُسیوقت مجلس شوری مین قتل کیا جاوے یا اگر وہ عبد الرحمن کے مقرر کیئے ہوے خلیفہ سے بیعت کرلے تو قتل سے باز رکھا جاوے۔ مروی ہی کہ بعد اس قرارداد کے جناب علی مرتضی نے اپنے چچا عباس سے یہ بات فرمائی کہ مینے عمر کی تدبیر پر کچھ خیال کیا۔ کہ اُسنے فقط میری محرومی کے لیئے یہ سب کارسازی کی ہی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عبد الرحمن برادر اعزت و داماد عثمان کا ہے اور سعد ابن عم عبد الرحمن کا ہی یہ تین شخص تو بلاشک وشبہ ایک طرف ہی ہونگے نہایت درجہ یہ ہی کہ کہ زبیر بن العوام میری طرف ہو لیکن اُن تین آدمیون مین کسی طرح تفرق اور جدائی نہین ہوسکتی۔ پس وہ جانتا تھا کہ ابن عوف میری مخالفت کریگا یا تو مین اُسکے مقرر کیئے ہوئے خلیفہ سے بیعت کرون یا اُسی مجلس مین قتل کیا جاؤن یہ کیفیت تو تقرر شوری کی ہی اب کارروائی اہل شوری پر نظر کیجائے کہ فی الواقع وہ ہی واقع ہوئی جسکو جناب امیر علیہ السلام نے فرمادیا تھا۔ کہ ادھر تو فقط زبیر نے اپنے امر کو متعلق علی مرتضی سے کر دیا۔ اور باقی چار شخصون نے ابن عوف کو مختار کر دیا اور خلافت دو شخصون کے درمیان مین دائر ہوئی۔ حضرت علی اور عثمان۔

سب لوگ اس امر کے متوقع تھے کہ ابن عوف بے ایمانی نکریگا اور حضرت علی کو خلیفہ کریگا اور ابن عوف بھی اپنے دل مین بہت ہی پریشان تھا کہ اگر عثمانکو

بوجہ قرابت قریبہ خلیفہ کردون تو دنیا مین کیا منہ دکھاؤن سب کہینگے کہ افضل اور لائق شخص کو چھوڑ کر ایک غیر مستحق اور نا قابل خلافت کو خلیفہ کر دیا اور شاید یہ خیال بھی ہو کہ اس نا انصافی کو روا رکھ کر خدا اور رسول کو کیا منہ دکھاؤنگا - اور اگر حضرت علی کو خلیفہ کرتا ہون تو خسر صاحب کسی طرح نہین مانتے تب ابن عوف نے عمرو عاص وغیرہ چالاک آدمیون سے مشورہ کیا - اُنھون نے یہ رائے دی کہ اول حضرت علی سے ایسی باتین کرو کہ انکو یہ امید واثق ہو جاوے کہ ابن عوف مجھے ہی خلیفہ کریگا - اور مجلس شوری مین بھی اول اُنھین سے گفتگو کرو - اور یہ کہو کہ مین اسوقت تمسے اس شرط پر بیعت کرتا ہون کہ سیرت شیخین پر عمل کرتے رہو - اور یقین ہی کہ وہ ہرگز اس امر کو قبول نکرینگے اُسوقت تمکو بہت اچھا حیلہ ہاتھ آئیگا - تب عثمان سے یہی بات کہنا اُسوقت عثمان بلا کسی حجت و تکرار کے اس شرط کو قبول کر لینگے یہ بات ابن عوف کی بھی سمجھ مین آگئی اور اسیطرح اُسنے عمل کر کے حضرت علی کو محروم کیا اور عثمان کو خلیفہ کر دیا -

مگر یہ خدا کی قدرت ہی کہ تھوڑے ہی دنون کے بعد اہل شوری کو ایسا پشیمان ہونا پڑا کہ بالآخر نوبت قتل خلیفہ صاحب کی پہونچی - اور خلیفہ صاحب نے بھی وہ شرط عمل بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت شیخین ایسی نباہی کہ اہل شوری کو مجالس اہل ایمان مین منہ دکھانے کے جگہ نرہی سب سے پہلا حکم بمخالفت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ یہ تھا کہ حضرت عمر کی صاحبزادے عبید اللہ نے چار شخصون کو بیگناہ قتل کر ڈالا - ہرمزان و جفینہ و دو دختران ابو لولو - ۔

یہ مقدمہ خلیفہ صاحب کے روبرو پیش ہوا۔ اور اللہ کے دین کے قاضی نے فتویٰ
قصاص کا دیا مگر خلیفہ صاحب نے ملزم کو چھوڑ دیا اور بیگناہون کی دیت بیت
المال سے دلائی۔ اس فیصلہ مین تین فضائل حاصل ہوئے اول مخالفت
حکم خدا و رسول دوم اسراف مال سیوم اتلاف حق مسلمین دوسرا قضیہ
ثعلبہ کممنوع الزکوۃ کا ہی کہ خدا نے حکم دیا کہ اس ملعون سے زکوۃ نہ لی جاوے
اور پیغمبر خدا اور شیخین نے اُسی پر عمل کیا۔ لیکن آپنے اُسکی منت خوشامد یا کچھ
صرف کرنے پر زکوۃ اُس سے لیلی۔ تیسرا قضیہ حکم اور مروان کا ہی کہ رسولخدا صلعم
نے اُسکو دیس نکالا دیا اور شیخین نے باوجود سعی اور کوشش ان لوگون کے دور تر
نکلوا دیا مگر حضرت عثمان نے اُنکو اپنے پاس بُلالیا۔ مروان سے اپنی دختر کی
شادی کی۔ اور تمام مسلمانون اور غازیون کے گلو تراشی کرکے تمام خمس
غنیمت ملک افریقیہ اُسکو عطا کیا۔ اور پھر ایک لاکھ دینار عطا کئے۔ بازار
مدینہ کے خراج اور اراضیات زرعی کا عشر مروان کو معاف کیا اور یہ حکم
جاری ہوا کہ جبتک مال تجارت مروان کا فروخت نہو جایا کرے۔ کوئی
شخص اپنا مال فروخت نکرنے نہ پاوے اور سوائے جہازات وتجارتے
عثمان و مروان کے اور کسیکا جہاز بحرین کی آمدورفت نکرے۔ بیت المال
کا لاکھون روپیہ باغات و زراعات کے خریدنے اور مکانات کے بنانے مین
صرف کیا۔ یہانتک کہ ایک مرتبہ ابوموسی اشعری بہت بیش بہا زیورات
طلا و نقرہ کسی جنگ سے لائے اور حضرت عثمان نے وہ سب زیور اپنے
زوجات اور دختران کو تقسیم کردیا۔ بڑی بڑی حکومتون سے اجلہ و اکابر

صحابہ کو موقوف کرکے اپنے فاسق و فاجر بھائی بندون کو مقرر کیا جہانتک ہوسکا مخالفت رسول خدا کی کہ جن مواقع پر رسول خدا و شیخین نے نماز مین قصر کیا وہان آپ اتمام کرتے تھے صحابۂ ابرار مثل ابوذر غفاری کو حکم مروان کی عوض جلاوطن کیا۔ ابن مسعود کا نہایت ہتک عزت کیا حضرت عمار یاسر کے توہین کی یہانتک کہ عبد الرحمن ابن عوف پر بھی ہاتھ صاف کیا اگرچہ دیگر صحابہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ہمکو رنج ہوا۔ لیکن عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے البتہ نہایت درجہ طبیعت خوش ہوئی کہ اُنھون نے اپنی سعی مشکور کا خوب ہی انعام پایا۔ واقعی ایسے منصف سرپنچ کو جو کچھ انعام دیا جاوے وہ تھوڑا ہی صواعق محرقہ مین مروی ہے کہ لوگون نے عبد الرحمن بن عوف کو بہت کچھ ملامت کی کہ تو نے حضرت علی کو چھوڑکر عثمان کو کیون خلیفہ کیا تو اُسنے اُسوقت اپنی حیلہ گری اور ناانصافی کے پوشیدہ رہنے کے لئے لوگون سے اپنی بے قصوری اسطرح جتلائے کہ اسمین میرا کیا قصور ہے مین نے تو پہلے حضرت علی سے ہی کہا تھا کہ مین تم سے بیعت کرتا ہون بشرطیکہ کتاب اللہ و سنت رسولہ و سیرت شیخین پر عمل کرو تو اُنھون نے یہ کہا کہ بقدر استطاعت اور حتی المقدور ایسا کرونگا۔ مگر عثمان نے صاف اقرار کرلیا۔ اب اگر کوئی منصف پنچ اس زمانہ مین بھی موجود ہو تو اپنے دل مین غور کرے کہ جواب حضرت علی کا معقول تھا یا حضرت عثمان کا اور عقلمند کو کسکے جواب سے ایفاء وعدہ کی توقع ہوسکتی ہے اور کسکے جواب سے دفع الوقتی اور مطلب براری پائی جاتی ہے پس اگر عبد الرحمن بن عوف عقلمند تھے تو ظاہر ہے کہ

دیدہ و دانستہ اُنھون نے یہ حیلہ واسطے محرومی حضرت علی کے نکالا تھا اور اگر
سادہ لوح اور کم عقل تھے تو وائے بر عقل اُس قوم کے جسنے ایسے بیوقوف کو
سرتیج کرکے اسلام مین طرح طرحکے رخنہ اندازی کی۔ انصاف اسکا منصف
مزاج ناظرین کے ہاتھ ہے۔ حدیث ابن عوف صاحب صواعق نے مسند امام
احمد بن حنبل سے نقل کی ہے پیشتر ہم لکھ چکے ہین جسکو تصدیق منظور ہو صفحہ ۶۴
مطبوعہ مصر سے کرلے۔ قصہ کوتاہ چھہ برس تک تو حضرت عثمان نے
ایسی ہی خلافت کی کہ جسکے اکثر حالات ہم لکھ چکے ہین لیکن چھہ سال آخری
ایسے گذرے کہ تمام اکابر صحابہ الامان پکار اُٹھے اور اکثرون نے تکفیر کی
فتوے دیدیے اکثرون نے واجب العزل قرار دیا بی بی عایشہ نے کھلم کھلا
اُنکے واجب القتل ہونیکا فتوی دیدیا اور بھائی صاحب نے تعمیل بھی کردی
اجلہ اصحاب نے خلیفہ صاحب کا نام لینا چھوڑدیا بوجہ مشابہت ریش درازی
کے نعثل یہودی کے نام سے انکو پکارنے لگے چنانچہ بی بی عائشہ کا قول
انکے حق مین یہی تھا۔ اقتلوا نعثلاً یعنی اس نعثل یہودی کو قتل کردو
بروقت مجلس شوری افسوس یہ ہے کہ انصاف دنیا سے بالکل سفر کرچکا تھا۔
وہ لوگ فضائل علی مرتضی سے بیخبر نہ تھے خوب جانتے تھے کہ حضرت علی
افضل الناس بعد پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور اس بات سے بھی خوب آگاہ
تھے کہ حضرت عثمان مین کوئی ایک بھی فضیلت ایسی نہین ہے کہ جس سے
اُنکو مستحق خلافت سمجھا جاوے علم دین اور تقوی مین شیخین کے برابر بھی نہ
تھے زمانہ شیخین مین تحقیقات دینی اور تفتیش مذہبی تو کسی قدر تھی گو یہ بات

تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر استنباط مسائل شرعیہ سے عاجز
اور علم قضا اجتہاد سے ناواقف تھے لیکن وہ اوروں سے دریافت تو
کر لیتے تھے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے
تو ایک عورت اُنکے پاس آئی اور اپنے پوتے یعنی پسر کے پسر کے ترکہ کا دعوے
کیا۔ حضرت ابوبکر اس بات سے محض ناواقف تھے کہ دادی کا حصہ شرعاً
ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کسقدر چنانچہ صواعق محرقہ میں ہے۔ اخرج اصحاب
السنن الاربعه ومالك عن قبيصه قال جاءت الجدة الى ابى بكر
الصديق تسأله ميراثها فقال مالك فى كتاب الله وما علمت
لك فى سنته نبى الله صلعم شيئاً فارجعى حتى اسأل الناس
فقال المغيرة بن شعبه حضرت رسول الله صلعم اعطاها
السدس فقال ابوبكر هل معك غيرك فقام محمد بن مسلمه
فقال مثل ما قال المغيرة فانفذه لها ابوبكر۔ یعنی اصحاب
سنن اربعہ اور امام مالک قبیصہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دادی
ابوبکر کے پاس پوتے کی میراث لینے کو آئی تو ابوبکر نے اُس سے کہا کہ
قرآن میں تیرے لئے کچھ نہیں لکھا ہے اور طریقہ سنت رسول خدا کا بھی مجھے
معلوم نہیں۔ اب تو تو اپنے گھر چلی جا میں لوگوں سے اس بات کو پوچھونگا
پس پوچھا لوگوں سے ابوبکر نے۔ تو مغیرہ بن شعبہ بولا۔ کہ رسولخدا صلعم نے
سدس حصہ دلایا ہے ابوبکر بولے اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے اسپر محمد بن مسلمہ
کھڑا ہوا۔ اور بولا وہی بات جو مغیرہ نے کہی تھی۔ پس ابوبکر نے اُسکا فیصلہ کر دیا

طرفہ یہ ہے کہ اسی صواعق میں بید کر حضرت عثمان اس مغیرہ بن شعبہ کی نسبت لکھا ہے۔ انہ کان مرتشیا یعنی مغیرہ بن شعبہ رشوت خوار تھا۔
ایسا ہی حضرت عمر کے حالات سے ظاہر ہوا ہے کہ وہ حضرت علی اور ابن مسعود وغیرہ کو کچھ پوچھکر شرعی معاملات فیصل کیا کرتے تھے۔ اور بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ حضرت عمر نے خلاف شرع حکم دیدیا اور حضرت علی کو خبر ہو گئی۔ اور آپنے روک دیا۔ تو حضرت عمر شکریہ ادا کرتے اور اکثر یہ لفظ زبان پر لاتے۔ لولا علی لھلک عمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تھا۔ اور اکثر یہ لفظ فرماتے کہ ای بار خدا ایسی وقت سختی اور مصیبت مجپر نہ ڈالنا کہ علی اسکے رفع کرنے والے میرے پاس نہوں۔ چنانچہ مقدمہ قصاص مجنون اور رجم حاملہ کتب سیر میں مشہور و معروف ہیں لیکن حضرت عثمان نے اپنے وقت میں شرع کی کچھ پرواہ نہیں رکھی بلکہ ایک مرتبہ ایسا ہی مقدمہ حضرت عثمان کے روبرو پیش ہوا اور انھوں نے ایک حاملہ عورت کے رجم کا حکم دیا۔ اور جب حضرت علی کو اسکی خبر ہوئی تو حضرت عثمان کو تنبیہ کیا اور حکم ناجائز دینے سے روکا مگر افسوس ہے کہ خلیفہ صاحب کا آدمی رجم گاہ پر منع کرنے کو اسوقت پونہچا کہ لوگ اس ودجی والی عورت کو رجم کر چکے تھے۔ صاحب تاریخ الخلفا بھی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان کی خلافت کے آخری چھہ سال بڑے سخت بدانتظامی میں گذرے تمام کتب سیر و احادیث اہلسنت میں درج ہے اور نیز صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء سیوطی میں درج ہے کہ بروز شوری حضرت علی مرتضیٰ نے ایک سو کئی

اپنے ایسے فضائل لوگون سے گنوائے۔ کہ اُمین سے ایک کے مثل بھی کسی
دوسرے شخص کو امت محمدی مین حاصل نہین ہوئے ہر ایک فضیلت پر
حضار سے شہادت طلب کرتے تھے اور سب لوگ آپکے فضائل کی تصدیق
کرتے جاتے تھے اور آپ یہبھی فرماتے تھے کہ تمنے ابوبکر کو خلیفہ کیا اور مین
اُس سے افضل اور اولی تر مستحق خلافت تھا مگر اسلیئے خاموش رہا کہ تم
لوگ مرتد ہوکہ کافر ہوجاؤگے پھر عمر کو خلیفہ کیا۔ حالانکہ مین اُس سے بھی
افضل اور اولی تر تھا مگر اُسی خوف سے خاموش ہو رہا لیکن اب تم عثمان کو
بھی مجپر ترجیح دیتے ہو خدا سے ڈرو کیا کبھی خدا کو منھ نہ دکھاؤگے اجلہ و
ابرار صحابہ ابن عوف کی ناانصافی دیکھ دیکھکر خون کے سے گھونٹ پی رہے
تھے۔ لیکن ابن عوف نے حسنر کی رعایت مین ایسا پتھر کا کلیجہ بنا لیا تھا
کہ کسی بات نے اُسکے سخت دل پر اثر نکیا۔ اگرچہ ابن عوف حضرت عثمان کے
سازی خلافت کے زمانہ تک زندہ نہین رہا۔ لیکن یہانتک نوبت ضرور
پہونچ گئی تھی کہ اس ناانصافی کے سبب سے محافل اور مجالس مومنین
مین شرم وندامت کے سبب جانا آنا موقوف کر دیا اور جبکہ خود اُنکو ہی خلیفہ
صاحب نے انعام دیا تب اُنکی معزولی کا فتوی دینے لگے والحمدللہ علی
ذلک فضائل حضرت عثمان کی یہ کیفیت ہیکہ بروز محاصرہ آپنے اپنے
فضائل لوگون کے روبرو بیان کئے مگر وہ جملہ فضائل شمار مین فقط دو
عدد نکلے۔ ایک یہ کہ مین نے بحکم رسولخدا صلعم جیش عسرت کی تجہیز کی۔
دوسرے یہ کہ مین نے ایک چاہ تعمیر کرایا جسکا نام بیر رومہ ہے اور یکمشک

نہین کہ اگر غیر مسلم بھی کوئی فیض کا کام کرے تو ثواب پائے۔
تیسری فضیلت متاخرین اہل اسلام نے جمع قرآن کی اُنسے منسوب کردی ہی مگر
اُسوقت کی لوگون کو انکی مداخلت قرآن مجید مین پسند نہین آئی۔ قرآن تو حضرت
ابوبکر کے ہی زمانہ مین زید بن ثابت نے جمع کردیا تھا جیسا کہ روایت انس
سند رجہ مشکوۃ شریف سے ظاہر ہوا ترتیب موجودہ جو بڑی فضیلت شمار کی
جاتی ہی اُسمین حضرت عثمان نے اپنی ذات سے کچھ نہین کیا بجز اسکے کہ زید بن
ثابت کے ساتھ عبداللہ ابن زبیر کو شامل کرکے حکم لکھنے قرآن کا دیا اور
تمام ممالک سے قرآن طلب کرکے جلوا دیے اور زید و عبداللہ کا لکھا ہوا
قرآن جاری کردیا اُسوقت کے اکابرین نے حضرت عثمان کے اس
فعل کو مستحسن نہین سمجھا بلکہ بہت ہی زبون خیال کیا گیا تھا حتی کہ بی بی
عائشہ نے اُس زمانہ مین لوگون کو انکے قتل کر ڈالنے کی بہت کچھ ترغیب
دی ان حالات سے پایا جاتا ہی کہ شوری انصافانہ نہین ہوا۔ مگر وجود
شوری البتہ اس امر پر صاف دلالت کرتا ہی کہ اصحاب ثلثہ مین سے
کسی کے لئے حکم خلافت صادر نہین ہوا کیونکہ اگر اہلسنت کا یہ قول
صحیح ہوتا کہ حضرت رسولخدا نے درجہ بدرجہ اصحاب ثلثہ کے نام لیکر
اظہار انکی خلافت کا کردیا تھا۔ تو حضرت عمر بھی ضرور اُس حدیث سے
واقف ہوتے اور کبھی برخلاف حدیث نبوی تیسری خلافت کے لئے
چھ آدمیون کو نامزد نہ کرتے کیونکہ جب خلافت نام بنام منصوص تھی
تو سعد اور طلحہ و زبیر و عبدالرحمن کیون خلافت کے امیدوار کئے گئے۔

اور طرفہ یہ ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک کچھ ان چھہ آدمیون پر ہی انحصار خلافت
سیوم نہ تھا۔ بلکہ روضۃ الاحباب سے پایا جاتا ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک
ان چھہ آدمیون کے علاوہ دو اور شخص انسے زیادہ مستحق تھے مگر تقدیر سے
اُنکی موت آچکی تھی اگر وہ زندہ ہوتے تو اُمین سے ایک خلیفہ سیوم
مقرر کردیا جاتا اور خلافت چہارم کے لئے دوسرا نامزد ہوتا۔ جو لوگ
فن سیر سے آگاہ ہین اور بیعت سقیفہ کے حالات سے ماہر ہین وہ سمجھ
سکتے ہین کہ وہ دو شخص کون تھے۔ اُمین سے ایک تو ابو عبیدہ بن
جراح تھے دوسرے سالم مولی ابو حذیفہ۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین
اپنے سامنے کسکو خلیفہ کرجاؤن اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو اُنکو مین خلیفہ
کرجاتا۔ یا اُنکے بعد سالم بھی زندہ ہوتے اُنکو اپنا خلیفہ بناتا اب مین
کیون ناحق اپنے سر پر بار خلافت لون۔ حضرت عمر کے آخری زمانہ
حیات مین اس فقرہ سے وہ پورا ناراز سربستہ سقیفہ بنی ساعدہ کا ظاہر
ہوا۔ پس کچھ شک نہین کہ اُسوقت باہم ان چار شخصون کے ہی قرارداد
ہوا تھا۔ کہ اول ابو بکر خلیفہ ہون اُنکے بعد اگر عمر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون
حضرت عمر کے بعد ابو عبیدہ اگر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون اُنکے بعد سالم
خلیفہ ہون۔ مگر یہ قدرت خدا کی ہی چار یار دن مین سے دو یار دوسرے خلیفہ
کے ہی زمانہ مین مرگئے۔ ہم آجتک یہی سمجھ رہے تھے کہ ابو عبیدہ کے
شرکت و اعانت یوم سقیفہ کا بدل دعوض فقط یہ سالاری ٹھہرا ہوگا جو
اُنکو مل چکا اور سالم مولا ابو حذیفہ کی نسبت یہ گمان تھا کہ وہ کسیکے غلام تھے

کسی دباؤ یا تھوڑی سی طمع پر وہ انکے شامل ہوگئے ہون کیونکہ یہ امر تو تحقیق
ہو چکا ہی کہ سوم سقیفہ فقط یہ ہی کہ دو شخص ہمراہ یحین رفیق و ہم مشورہ بن کر
گھر سے نکلے تھے اسلئے کوئی شک نہین کہ یہ چار دن شخص باہم ایکدوسرے
خلافت کی بابت قسم وعہد کئے ہوئے تھے بعد مین جو شخص انکے شامل
حال ہوئے وہ دیگر سلوک و مراعات کے موعود تھے۔ مجھے سخت تعجب اس
بات کا ہوتا تھا کہ حضرت ابو بکر نے اپنی حیات مین ہی کیون حضرت عمر کو
اپنا خلیفہ کیا اور حضرت عمر نے کیون اس سنت خلیفہ اول کو ترک کیا
یہ بات اب کھلی کہ ایک دوسرے کا استخلاف پر بنا ہو عہد و میثاق باہمی
کے تھا حضرت عمر کے بعد وہ دونون شخص زندہ نہ تھے اسلئے حضرت عمر نے
اپنی حین حیات کسیکو اپنا جانشین نہ کیا۔ دیکھئے روضۃ الاحباب
جلد دوم صفحہ ۱۴۲۔ وسدا ایچ آنکہ چون از وی طلب تعین خلیفہ
نمودند گفت اگر عبیدہ در سلک احیار منتظم میبود خلافت بوی تفویض
می نمودم و اگر حق تعالیٰ از من سوال میکردی کہ وجہ تخصیص او بخلافت
چہ بود گویم از رسول تو صلعم شنیدہ بودم کہ می فرمود انہ امین ہذہ
الامۃ۔ و اگر سالم مولائے ابو حذیفہ در قید حیات بودی وی را خلیفہ
می گردانیدم و اگر پروردگار من از ان سوال کردی در عتبہ احدیت
معروض میساختم کہ از پیغمبر صلعم شنودم کہ ان سالما شدید الحب فی اللہ
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے نزدیک حضرت علی تو کسیطرح لائق
خلافت ہی نہ تھے حالانکہ حضرت علی کی نسبت رسولخدا کا ارشاد ہے

انت صفی وامینی اور نیز انہ محب للہ رسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔
کذا فی خصائص النسائی اور اُن چھ شخصون مین سے بھی۔
اگر سفارش کی ہی تو سعد بن ابی وقاص کی کی ہی۔ چنانچہ روضۃ الاحباب
کے صفحہ ۴۱ مین ہی در وایتے آنکہ گفت کہ اگر سعد را خلیفہ گردانید او اہل
و محل آنست الی آخرہ۔ سعد کے بعد سفارش اپنے پسر کی فرمائی باین
عبارت روضۃ الاحباب۔ اگر بحکم عبداللہ بن عمر راضی شوید دیرا حکم
کنید والا طرفی کہ عبدالرحمن ابن عوف دران بود مرجح و معتبر دانید و مخالف
را مقتول گردانید۔ اگر کوئی نادان یہ سمجھے کہ حضرت عمر اپنے دلین حضرت
علی سے بہتر اور افضل اور مستحق تر خلافت کا کسی دوسرے کو جانتے تھے
محض غلط ہی بلکہ حقیقت یہ ہی کہ وہ حضرت علی کو جمیع صحابہ سے افضل اور
اعلم اور اشجع اور اقضا اور لائق منصب خلافت جانتے تھے اور حضرت
ابو بکر بھی ایسا ہی سمجھتے تھے لیکن یہ بات بھی گوارا نہ فرماتے تھے خلافت
اپنے مرکز پر قرار پا دے حضرت ابو بکر تو اپنے عہد و میثاق سے لاچار تھے
کہ جن لوگون نے غایت سعی و کوشش سے اُنکو خلیفہ بنایا اور یہ اُنسے
عہد کر چکے تھے کہ اپنے بعد تم مین سے جانشین کرونگا اسی لئے چند بار
حضرت علی سے وعدہ خلع بیعت خود کر کے اُسکا ایفا نکر سکے۔ اور حضرت
عمر باوجود فوت ہو جانے سعاد لہم کے بھی جو درپے اس امر کے رہے
کہ خلافت کی نوبت حضرت علی تک نہ پہونچے اسمین ایک بڑا راز مستتر تھا
یعنی وہ اس بات کو [illegible] طرح سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت علی نے کے خلیفہ

ہوتے ہی ہماری قلعی اُکھڑ جاویگی اور ہماری طرف سے مومنین کا عقیدہ مطابق ہمارے اصلی حالات کے ہو جائیگا اور جو جو امور شیعیان علی ہماری نسبت تخلیہ مین کہتے ہین وہ برسر منبر کہے جاوینگے اگر کوئی غیر شخص خلیفہ ہوگا تو ہم بدستور سبکے پیشوا بنے رہینگے اور ہماری عیوب ظاہر نہونگے۔ لیکن یہ سمجھے کہ تو کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر ہوگا۔ حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت اور خصوصًا بوقت قرب وفات بہت ہی تدابیر اور انتظام اس امر کا کیا کہ حضرت علی تک نوبت خلافت نہ پہونچی اُن تدابیر مین سے بعضی خفیہ ہین اور بعضی علانیہ۔ اُنمین سے بعض کا مذکور ہم پیشتر کر چکے ہین۔ اول وہ خطبہ جو صحیح بخاری مین مرقوم ہے کہ حضرت عمر نے خطبہ مین فرمایا کہ مین ایسا سنتا ہون کہ بعضے لوگ یہ مشورہ کرتے ہین کہ اگر عمر مر جاوے تو فلان شخص کو ہم خلیفہ بناوینگے جسطرح لوگون نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا مگر واضح رہے کہ خلافت اور بیعت ابوبکر کی ایک امر ناگہانی اور اچانک غیر متوقع تھا خدا نے اُسکے شر کو دور کر دیا اب اگر کوئی اس طرح کسیکو خلیفہ کرنا چاہے وہ قتل کر دیا جاوے جو لوگ کچھ بھی عقل رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ امت محمدی مین وہ کون شخص تھا جو برخلاف خلفا کے خلافت کو اپنا حق سمجھتا تھا بیشک سوائے علی مرتضی کے اور کوئی شخص دعویدار اس بات کا نہ تھا اور نہ مسلمانون مین کوئی شخص ایسا تھا کہ وہ برخلاف خلفا کے حضرت علی کے سوا اور کسی شخص کی خلافت کا امیدوار ہو پس مفہوم اس خطبہ کا فقط یہ تھا کہ جو حضرت علی کے ہواخواہ مشورہ کرتے ہین کہ ہم بھی عمر کے مرنے کے بعد حضرت علی کو خلیفہ کر دینگے یہ لوگ واجب القتل

ہین انکو مع حضرت علی کے قتل کردیا جاوے۔ اب وفات کے وقت جو خلافت کو چھہ شخصون مین دائر کرکے محل نزاع بنایا یہ بھی واسطے محرومی حضرت علی مرتضیٰ کے تھا اور جن جن لوگون سے خلافت کو نامزد کرکے سودا رخام طمع خلافت کا اُنکے دماغون مین پکایا اس سے پیشتر یہ لوگ کبھی متمنی خلافت کے نہین ہوئے تھے نہ اپنی آپکو قابل خلافت جانتے تھے نہ اور لوگ انکو خلافت کے لائق سمجھتے تھے چنانچہ خود حضرت عمر فرماتے ہین۔ بقول صاحب روضۃ الاحباب۔ روایتے آنکہ گفت گمان من آنست کہ والی مسلمانان نشود مگر یکی ازین دو مرد عثمان یا علی۔ پھر اہل انصاف فرمائین کہ چھہ آدمیوں کا شورے کرنا کس غرض سے تھا۔ وجہ اس گمان کی کہ خلیفہ ان دو شخصون مین سے ایک ہوگا یہ ہی کہ حضرت علی کی نسبت تو جانتے ہی تھے کہ شروع سے دعویدار خلافت ہین اور مومن دیندار لوگ انکو امام برحق جانتے ہین اور حضرت عثمان کی شاخ خود حضرت ہی نکالی ہوئی تھی کہ انکی نسبت یہ سمجھے ہوئے تھے کہ آدمی مالدار اور قبیلہ والے ہین اکثر لوگ طرفدار اُنکے بھی ہوجاوینگے۔ اب حضرت عمر نے تدبیر شوری اسی لئے نکالی کہ حضرت علی کو محروم کرین۔ چار شخص جو حضرت علی اور عثمان سے علاوہ نامزد کئے اُنکی نسبت یہ خوب جانتے تھے کہ یہ سب عثمان کے طرفدار ہین غایت یہ ہی کہ زبیر حضرت علی کے ساتھ ہو اسلئے یہ قرار دیا کہ کثرت رائے سے حکم دیا جائے پھر طلحہ کیطرف سے کچھ شبہ گذرا کہ ایسا نہو کہ وہ زبیر کے ساتھ ہوجاوے اور حضرت علی بھی فریق ثانی کے برابر تعداد مین ہوجاوین تب عبدالرحمٰن کی رائے کو ترجیح دیدی کیونکہ وہ رشتہ داریوں اور باہمی مجبوریون کو

خوب ہی جانتے تھے کہ ابن عوف داماد حضرت عثمان کا ہے اور سعد ابن عم عبدالرحمن کا ہے یہ تینوں تو کسیطرح جدا نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت علی کو اپنے استحقاق خلافت پر اسقدر وثوق اور اصرار ہے اسلئے دوسرے شخص کے مقرر ہونے پر ضرور ہی مخالفت کرینگے کیونکہ اور کوئی تو اپنے آپکو حقدار نہیں سمجھتا اگر وہ خوش نصیبی سے خلیفہ ہو جاوے تو اسکو نعمت غیر مترقب سمجھ کر خوش ہو جاوے اور اگر وہ خلیفہ مقرر نہو تو کوئی رنج اسکو نہیں کیونکہ وہ حقدار نہیں ہے اسلئے یہ امر قرار دیا کہ اگر عثمان کے بیعت سے علی مرتضی مخالفت کریں تو قتل کردیے جاویں۔ قبل تقرر شوری حضرت عمر کا ابن عوف سے تخلیہ کی باتیں کرنا اور خلافت کا تقرر اسکی رائے پر مفوض ہونا بے وجہ نہ تھا۔ اگر کوئی معترض یوں کہے کہ یہ باتیں ظنی ہیں اگرچہ گمان غالب ہے مگر صاف طور سے منقول نہیں ہے کہ نیت حضرت عمر کی یہ ہی تھی کہ حضرت علی مقتول ہوں یا خلافت سے محروم رہیں یہ بات حضرت عمر کی اس تقریر سے ثابت ہو جاویگی جو قبل از وفات خود مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمائی اور اسکا مطلب صاف یہ ہی ہے کہ علی کی بات نہ سننا علی سے حذر کرنا جو وہ کہتے ہیں دروغ ہے۔ گو بظاہر نام نہ لیا اس خوف سے کہ مومن اور دیندار لوگ ابھی کفر و نفاق سے منسوب کرینگے مگر وہ بیان کنایہ ابلغ من التشریح ہے دیکھو روضۃ الاحباب صفحہ ۱۳۱ حضرت عمر مسلمانوں سے فرماتے ہیں لہو بدرستی کہ بمی ترسیم بر شما مگر از دو شخص یکے آنکہ گمان دے ایمن باشد کہ او احق ست بخلافت از صاحب خود

بنا برآن با خلیفہ وقت مخالفت نمودہ مقابلہ و محاربہ کنند) پس غور کرین سب مسلمان اس امر پر کہ حضرت عمر کے ذہن مین ایسا کون شخص تھا سنجملہ حضرت علی اور عثمان کے کہ اپنے آپ کو اپنے ساتھی سے زیادہ مستحق خلافت جانتا ہو۔ اور حضرت عمر کو ان دونون مین سے کسکی نسبت گمان تھا کہ اگر وہ خلیفہ نہوا تو ضرور خلیفۂ وقت سے مقاتلہ کریگا۔ چنانچہ دو چار ہی دن کے بعد لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر کا یہ گمان حضرت علی کی طرف تھا کیونکہ حضرت عمر کو بھی یہ معلوم تھا کہ خلافت در حقیقت حضرت علی کا حق ہے اُنکو غیر کا خلیفہ ہونا کیونکر گوارا ہوگا چنانچہ حضرت علی کے گفتگوئی یوم شوری کو اکابر علمائے اہل سنت اس طرح لکھتے ہین۔

و فی مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ بسندھما الی ابی الطفیل عامر بن واثلہ۔ یعنی کتاب مناقب خوارزمی اور ابن مردویہ مین کہ دونون اجلہ علمائے اہلسنت سے ہین بسند خود ہا ابو طفیل عامر بن واثلہ سے اسطرح مروی ہے کہ ابو طفیل کہتے ہین۔ قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات بینھم فسمعت علیا یقول بایع الناس ابوبکر و انا واللہ اولی بالامر و احق منہ فسمعت و اطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا یضرب بعضھم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر لعمر و انا واللہ اولی بالامر منہ فسمعت و اطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع و لا اطیع ثم قال انشدکم باللہ الا اخرالمناشدہ۔

یعنی ابی الطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہین کہ مین بروز شوری دروازہ پر تھا کہ آوازین بلند ہوئین اور مین نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور بخدا مین اولی تر اور مستحق تر خلافت کا تھا ابوبکر سے لیکن مین سنکر اس خوف سے مطیع رہا کہ لوگ پھر دین آبائی پر لوٹ کر کافر ہوجاوینگے ایک دوسرکی گردنین تلوار سے کاٹین گے۔

بعد اسکے بیعت لی ابوبکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا مین بہ نسبت عمر کے اولی تر تھا لیکن اسی خوف سے کہ لوگ کافر ہوجاوینگے سنکر خاموش ہورہا۔

اب تم لوگ یہ ارادہ کرتی ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو مین نہ مانونگا اور نہ بسمع قبول ورضا اصغا کرونگا پھر اسکے بعد آپنے لوگون کو متوجہ کرکے فرمانا شروع کیا کہ تم لوگون کو قسم ہی خدا کی تم مین ہی کوئی ایسا میرے سوا کہ جسمین یہ فلان بات ہو۔ تا آخر۔ یاد دہانی۔

ابن مغازلی نے اپنی کتاب مناقب مین پانچ اور تیس فضائل لکھے ہین کہ اُسوقت آپنے لوگون کو یاد دلائے۔ طبری نے لکھا ہی فعن ہ اکثر من مایتہ خصلۃ اورد ھا ھو علیہ السلام علی الامۃ تفضلہ اللہ بھا

پھر رجوع ہوتا ہون حضرت عمر کے آخری وصیت کیطرف کہ اُنھون نے دو شخص سے حذر کرنے کی لوگون کو نصیحت کی کہ ایک کا ذکر اوپر ہوچکا دوسرے کا ذکر لکھتا ہون۔ اور مراد دو شخص سے جداگانہ دو آدمی نہین ہین بلکہ مراد دو خصلت یا دو وجہ حذر سے ہی اگرچہ ایک ہی شخص مین پائی جاوین چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے اسطرح نقل کیا ہی۔

(دوم آنکہ کتاب اللہ را بمدعای خود تاویل کند بغیر تاویل حقیقی وغیر معنی مراد)
بحث اس امر کی کہ یہ خیال حضرت عمر کو کسکی طرف سے ہوا اور کیون ہوا دلیل
اسکی بہت صاف ہی کیونکہ وہ اس بات کو خوب جانتے تھے کہ اکثر آیات قرآنی
دربارۂ ولایت وامامت حضرت علی مرتضیٰ نازل ہوئی ہین اور ہمنے طمع خلافت
سے اُن آیات کو نہین مانا اور مسلمانون مین اپنا الزام رفع کرنیکو ہمنے اصلی
معنے اور حقیقی تاویلات کو بدل کر تاویلات غیر حقیقی ظاہر کی ہین اب تک تو
علی مرتضیٰ صبر کئے ہوئے بیٹھے رہے اور اگر اب بھی اُنکی حق تلفی ہوگی تو ضرور
اُس شخص سے جو خلیفہ کیا جائیگا مقاتلہ کرینگے اور بوقت مناظرہ اور مباحثہ کے
اُن آیات قرآنی پر ضرور استدلال کرینگے جو اُنکی شان مین نازل ہوئے
ہین اسلئے حضرت عمر نے پہلے سے یہ بندش کی کہ اگر نوبت مقاتلہ پہونچے تو
کوئی مسلمان حضرت علی کا ساتھ نہ دے اور اگر وہ مباحثہ اور مناظرہ مین آیات
قرآنی پر استدلال کرین تو یہ جہال عرب اُنکو نعوذ باللہ کاذب سمجھ کر اُنسے متنفر
ہون۔ وجہ اس امر کی علم کی کہ حضرت علی ضرور تاویل آیات قرآنی پر
منافقین امت پر جہاد کرینگے اور اُنکو اسی بات پر قتل کرینگے یہ ہی کہ حضرت
عمر اُس حدیث نبوی سے آگاہ تھے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسطرح مین
تنزیل قرآن پر قتال کرتا ہون اسیطرح علی مرتضیٰ تاویل قرآن پر قتال
کرینگے یعنی جناب پیغمبر خدا صلعم کفار سے اسلئے قتال کرتے تھے کہ وہ اس
امر کو قبول کرین کہ قرآن خدا کیطرف سے نازل ہوا ہی اور تاویل قرآن پر قتال کرنا
یہ ہی کہ اُن لوگونکو قتل کیا جاوے جو مسلمان ہوکر تنزیل کی تو قائل ہوگئی ہین

لیکن تاویل آیات مین مخالفت امر حق کے ہین۔ اور جن آیات کی تاویل مین مسلمانون نے مخالفت حق کی ہی وہ آیات متعلق بولایت و امامت و حقوق علی مرتضی و اہلبیت پیغمبر کے ہین۔ ثبوت علم حضرت عمر کا اس حدیث سے یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر دونون اُسوقت مین موجود تھے اور دونون صاحبون نے اُسوقت تمنا بھی اس امر کی کری کہ تاویل قرآن پر قتال کرنے والے ہم ہووین جیسا کہ صحاح اہل سنت مین حدیث خاصف النعل مشہور ی حدیث ہی اور بہت طریقون سے مروی ہی از انجملہ ہم وہ طریق نقل کرتے ہین جو امام نسائی نے خصائص مین روایت کی ہے۔ حدثنا احمد بن شعیب قال اخبرنا اسحاق بن ابراھیم و محمد بن قدامه واللفظ له وعن جریر الاعمش عن اسمعیل بن رجاء عن ابیه عن سعید الخدری قال کنا جلوسًا منتظر رسول اللہ فخرج الینا قد انقطع شسع نعله لرمی بھا الی علیؑ فقال ان منکم تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله قال ابوبکر انا قال لا قال عمر انا قال لا و لکن خاصف النعلة۔

پس ثابت ہوا کہ یہ وصیت حضرت عمر کی خاص اسی وجہ سے تھی کہ کوئی شخص حضرت علی کی مدد و اعانت نکرے اور جسطرح وصیت آخری رسولخدا صلعم کو ضایع کرکے حق تلفی حضرت علی کی کی تھی تا دم زلیست اُسی مخالفت قائم رہین۔ درحقیقت یہ کمال وضعداری ہی کہ جو بات منھ سے نکل گئی خواہ اچھی ہو یا بری خواہ ایمان جائے یا رہے دم مرگ تک اُسکو نباہ دین

حضرت عمر کی یہ آخری وصیت پڑھکر اور بھی ہمکو افسوس ہوا کیونکہ اُنھون نے
اُس وصیت مین سبکی ہی سفارش کی ہی نام بنام مہاجرین سی یہ سلوک
کرنا انصار کی یون خاطرداری کرنا لیکن اہلبیت پیغمبر کے حق مین ایک لفظ
بھی سفارش کا اُنکی زبان سے نہ نکلا۔ حالانکہ مصیبت کے وقت یہ ہی
کام آتے تھے جیسا کہ حضرت مشکلکشا کے احسانات کا اقبال اوپر گذرا اور ایک
قصہ قحط سالی کا روضتہ الاحباب مین مرقوم ہی کہ رسولخدا صلعم نے اُس ایام شدت
قحط زمانہ خلیفہ ثانی مین کسی سے خواب مین فرمایا کہ عمر سے کہو کہ اُسنے ہمسے جو
عہد کیا تھا اُسکو وفا نہ کیا۔ تب حضرت عباس کی خوشامد کرکے دعاء طلب
باران کرائی اور قحط رفع ہوا لیکن آخری وقت مین کسی احسان کو بھی یاد رکھا
یہ حال تھا قرن صحابہ کا جو اوپر مذکور ہوا اسلئے حدیث مستدلہ مولف اسرار
الہدیٰ کچھ بھی نفع نہین پہونچاتے۔ اہل شوریٰ کی صاف بددیانتی ثابت
ہوگئی اگر ہم بحث منصوص و غیر منصوص کو قطع نظر کرکے فقط اسی بات
بحث کرین کہ حضرت علی اور عثمان مین افضل کون تھا اوسوقت اہل شوریٰ
کی دیانت کا حال صاف ظاہر ہوجائیگا۔ خود طبقہ صحابہ اس امر کو قبول
کررہا ہی کہ عثمان کو حضرت علی سے کوئی نسبت کسی قسم کی نہین کیونکہ عثمان
سے سخت گناہ صادر ہوئے اور حضرت علی کا قرب و منزلت جو رسولخدا سے
تھا وہ پوشیدہ نہین۔ دیکھو کتاب خصائص امام نسائی۔ اخبرنا احمد بن
شعیب قال اخبرنا اسمعیل بن مسعود البصری قال حدثنا شعبہ
عن ابی اسحٰق عن العلاء و سال رجل ابن عمر عن عثمان قال کان

من الذین تولوا یوم التقی الجمعان فتاب اللہ علیہ ثم اصاب ذنبا
فقتلوہ فسالہ عن علی رض فقال لا تسئل عنہ الاقرب منزلۃ
من رسول اللہ ۔ وبطریق دیگر عن عزار قال سألت عبد اللہ بن
عمر قلت الا تحدثنی عن علی وعثمان قال اما علی فضل ابلیتہ
من بیت رسول اللہ ولا احدثک عنہ بغیرہ واما عثمان فانہ
اذنب یوم احد ذنبا عظیما عفی اللہ عنہ واذنب فیکم ذنباً
صغیراً فقتلتموہ ۔ یعنے کسینے ابن عمر سے دربارہ عثمان سوال کیا تو
فرمایا اُنھون نے کہ عثمان اُنمین سے ہین جو بروز ملاقی عسکرین میدان
احد سے فرار ہوگئے مگر خدا تعالی نے اُس گناہ سے درگذر کی پھر اسکے بعد
اور گناہ عثمان سے صادر ہوا جسکی پاداش مین وہ قتل ہوگئے ۔ پھر اُس
شخص نے حضرت علی کی نسبت سوال کیا فرمایا کہ اُنکی نسبت سوال مت
کر مگر اُس قرب ومنزلت پر خیال کر جو اُنکو رسولخدا صلعم سے حاصل تھے
دوسرے طریق سے جو عزار سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن
عمر سے کہا کہ آپ مجکو علی وعثمان کی بابت نہین فرماتے تو وہ بولے کہ دیکھ
یہ گھر اُنکا ہی رسول اللہ صلعم کے گھرون مین اسکے سوائے اُنکی اور کیا بات
بتاؤن ۔ لیکن عثمان بتحقیق کہ اُسنے گناہ کیا احد کے دن سخت کبیرہ گناہ کہ
خدا نے اُس سے درگذر کی اور پھر تم مین اُسنے ایک صغیرہ گناہ کیا جسکی
پاداش مین تمنے اُسے قتل کر ڈالا ۔
واما قولہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو

منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔
بلکہ جہان کہین ارشاد ہوا ہی وہان اسی طرح پر ہوا ہی جسکے چند نمونہ دکھائے
جاتے ہین چنانچہ بعضی فرقہ بنی آدم کے حق مین خدائے تعالی فرماتا ہی۔
اول آیت وجعلکم ملوکا واتیکم مالم یوت احدا من العالمین
اور بنایا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو جو کچھ نہ دیا کسیکو بیچ دونون جہان مین
دوم آیت هو الذی جعلکم خلائف فی الارض۔
خدا وہ ہے کہ جسنے بنایا تمکو خلیفے بیچ زمین کے
سیوم آیت ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین۔
اور بنایا ہمنے تمکو پیشوایان اور بنایا ہمنے تمکو وارثان
دیکھو جملہ آیات بینات سے خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین سمجھی جاتے۔
فاقول بحولہ تعالی یہ طرفہ ماجرا ہی کہ مولف صاحب قرآن اور حدیث کا تو
اپنے آپ کو عالم جانتے ہی تھے اب تمام کتب سماویہ کے بھی عالم ہو گئے
یہ خبر نہین کہ کتب سماویہ مین خلافت و امامت تو بڑے رتبہ کے منصب
ہین بادشاہت تک منصوص من اللہ ہی اور بغیر نص کے کبھی کسی مرسل
کا خلیفہ و امام مقرر نہین ہوا۔ منشی صاحب نے حوالہ تو کتب سماویہ سابقہ کا
دیا اور ثبوت مین آیات قرآنی تحریر فرمائین لیکن اہل انصاف غور فرمائین
کہ ہمیشہ حق و باطل مین یہ فرق ہوتا ہی کہ جب اہل باطل کسی امر پر استدلال
کرتے ہین تو خدا تعالی اُنکی عقل کو ایسا زائل کر دیتا ہی کہ ہمیشہ اپنے
استدلال کے برخلاف سند پیش کیا کرتے ہین اور اہل حق کے مقابلہ پر ایسا
رعب چھا جاتا ہی کہ کہنا کچھ چاہتے ہین اور زبان سے کچھ نکلتا ہے۔
اہل انصاف آیات مستدلہ مولف صاحب کو ملاحظہ فرمائین کہ اُنکے دعوے
کے بالکل برخلاف ہین یعنی ان ہر سہ آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ خلیفہ اور امام بلکہ بادشاہ تک خدا نے جسکو چاہا بنایا امت کا ہرگز دخل
نہین ہوا پہلی آیت مین بادشاہ تک مخصوص من اللہ ہے
دوسری مین خلافت تیسری آیت مین امامت کا منجانب خداتعالیٰ
مقرر ہونا درج ہی۔ اور دعوی منشی صاحب کا یہ تھا کہ پہلے خلیفہ اور امام
بھی مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے منجانب امت مقرر ہوئے ہین تو بموجب
اس دعوے کے انکو لازم تھا کہ ایسی آیات پیش کرتے کہ جنمین یہ درج
ہوتا کہ فلان رسول کے خلیفہ کو یا فلان امام کو امت نے باختیار خود مقرر
کیا اور پھر اسکو منظور کر لیا۔ برخلاف اسکے آیات مستدلہ مین صاف
درج ہی کہ خداتعالیٰ نے تمکو بادشاہ کیا۔ اور خداتعالیٰ نے تمکو خلیفہ زمین کیا
اور خدائے تعالیٰ نے تمکو امام یا وارث بنایا۔ علاوہ برین قرآن مجید مین
صاف درج ہی کہ امامت فقط خدا کی طرف سے مقرر ہوتی ہی انسان کا
اسمین مطلق دخل نہین۔ دیکھو خطاب جناب باری تعالیٰ کا ابراہیم سے
انی جاعلک للناس اماما تا آخر آیت۔
دیکھو خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ مین نے تمکو آدمیون پر حکومت کرنیکے
لئے امام بنایا۔ اور یہ نہ فرمایا کہ آدمیون نے شوری اور پنچایت کرکے
تمکو امام بنایا۔ پھر خدائے تعالیٰ سے حضرت ابراہیم نے دربارۂ امامت
ذریت خود التجا کی نہ کہ امت سے کہ تم میرے بعد میری اولاد کو امام بنانا۔
اسیطرح ہر رسل و پیغمبر نے اپنے پسر یا برادر یا برادرزادہ کو اپنا خلیفہ
مقرر کیا ہی۔ ہر ایک نے بحکم خدا مقرر کیا ہی نہ بمشورہ و پنچایت امت۔

منشی صاحب مہلت کافی لیکر کتب سماوی سابقہ اور اپنی کتب تفسیر و تواریخ
کو خوب غور سے ملاحظہ کرین اور اسکے بعد ایک نظیر کسی پیغمبر سابق کی ایسی
پیش کرین کہ اُنکا خلیفہ بحکم خدا یا بحکم پیغمبر خدا مقرر نہین ہوا ہی اور اُنکی امت نے
بعد وفات پیغمبر کے بروے پنچایت یا شوری کے بطور خود مقرر کیا ہے۔
اسی پر خاتمہ تمام مناظرہ کا ہوتا ہی اگر منشی صاحب نے ایسی نظیر بعد تلاش
اور مہلت کافی کے پیش نفرمائی تو یہ امر مسلم قرار دیدیا جاویگا کہ خلیفہ پیغمبر کا
تقرر باختیار امت نہین ہی اور جو خلفائے ثلثہ کو امت نے بذریعہ اجماع
و شورے کے خلیفہ مقرر کیا ہی یہ فعل ناجائز اور خلاف سنت الٰہی ہی
اور جو اس طریق سے خلیفہ مقرر ہوئے ہین وہ برحق نہین ہین بلکہ
اُنکو برحق ماننے والے گمراہ ہین۔
کتب سابقہ پر جہانتک نظر کیجائیگی تو معلوم ہوگا کہ ہر پیغمبر کا خلیفہ منصوص
من اللہ والرسول ہی بلکہ ہر ایک پیغمبر نے اپنا اپنا خلیفہ بحکم خدا اُسی طریق
اور اہتمام سے مقرر کیا ہی جیسا جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
بمقام غدیر خم بحکم الٰہی حضرت علی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہی جسطرح جناب سرور
کائنات نے حضرت علی کو بوقت استخلاف اپنے پاس کھڑا کیا ہاتھ سے
مس کیا دعا و برکت دی بعینہ اُسیطرح سب پیغمبرون نے کیا ہی۔ دیکھو
توریت شریف سفر اول ذکر استخلاف یعقوب علیہ السلام کو۔
فقال ۲ سحق ابوہ ادن فقبلنی یا ابنی فدنا منہ ثم قبلہ فاستنشق
ریح ثیابہ فبارکہ وقال تعبدک الامم وتسجد لک ۲ الشعوب کن

کن رئیسا لاخویک ویسجدون لک بنوا مک مبارک کونک منا
مبلرکون ولاعنوک ملعونون - یعقوب سے اُسکے باپ اسحق نے
کہا کہ قریب آ اور میرے سامنے ہو ای پسر پس قریب تر گیا اور باپکے سامنے آیا
اور اسحق نے جامئہ پسر کو سونگھا اور اُسکو برکت دی اور فرمایا کہ بندگی کرینگے
تیری امتین اور سر نیچا کرینگے تیرے آگے گروہین ہو تو سردار اپنے بھائیون کا
اور سجدہ کرین تجھے تیرے ماجائے - اور جنکو تو نے مبارک کیا وہی ہمارے
مبارک ہیں اور جنکو تو نے لعنت کی وہی ملعون ہیں - اہل انصاف حدیث
غدیر کو اسموقعہ پر ملاحظہ فرماکر انصاف کرین کہ کسقدر مطابقت مضمون کی ہے
وہو ہذہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ دعاد من عاداہ
وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ -
اب اُس استخلاف کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ پیغمبر الوالعزم کہ جو پیغمبر آخر الزمان
کو اپنا مثل اور پیغمبر آخر الزمان اُنکو بہت باتون مین اپنے آپ سے مشابہت
دیتے ہین یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین اور یہ حال توریت
شریف کے سفر رابع اور فصل تاسع عشر مین اس طرح مندرج ہے
وتکلم موسیٰ امام الرب قال یا امام الرب ارواح کل ذی لحم رجلا علی ہم
الجماعت ویدخل ویخرج امامہم لئلا یکون جماعت الرب
کالغنم التی لیس لہا راع فقال الرب لموسی اعمد الی یشوع
بن نون ودخل علیہ من الروح نعمۃ وضع یدک علیہ واقمہ
بین یدی الیعازار الحبر امام الجماعت کلہا ومرہ تجاہہم واعطیہ

المحبۃ التی علیک فتطیعہ جماعت بنی اسرائیل کلہا ولیقوم بین یدی
الیعازار الحبر لیکون یسئل الرب عن حوائجہ وسننہ ویحفظ بنو
اسرائیل قولہ وعن قولہ یخرجون وعن قولہ یدخلون ایضا ہو
وجماعۃ آل اسرائیل معہ وفعل موسیٰ کالذی امرہ الرب وساق
یشوع فاقامہ امام لیعازار الحبر امام الجماعت کلہا ووضع
یدہ علیہ وکلمہ بجمیع ما امر الرب موسیٰ۔ یعنی عرض کی
موسیٰ نے پروردگار تعالیٰ کے روبرو کہ حکم فرمائے پروردگار جو خداوند روح
ہر ذی لحم کا ہی واسطے اُس مرد کے جو اس جماعت بنی اسرائیل کے روبرو تدبیر
کرنے والا ہو یعنی جانشین اور خلیفہ میرا تاکہ یہ خدا کی جماعت مثل سب چوپان
کے نہ رہجاوے۔ پروردگار تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ یشوع بن نون پر
اعتماد کر کہ اُسمین روح نعمت کی داخل ہوئی ہی تو اپنا ہاتھ اُسکے اوپر رکھہ
اور کھڑا کر دے اُسکو الیعازار حبر یعنی امام بن ہارون کے روبرو ساری
جماعت کے سامنے اور حکم دے اور وصیت کر اُسکو سبکے سامنے اور عطا کرونگا
اُسکو محبت مین سے جو تجہپر ہی کہ اطاعت کرے اُسکی قوم بنی اسرائیل اور
چاہیے کہ وہ کھڑا ہو روبرو الیعازار حبر کے تاکہ وہ سوال کرے پروردگار سے اپنی
حاجتون اور سنتون سے اور نگاہ رکھین بنی اسرائیل اُسکے فرمان کو اور اُسکے
حکم سے باہر نکلین اور اُسکے حکم سے اندر داخل ہون وہ اور جماعت بنی
اسرائیل ہمراہ اُسکے اور موسیٰ نے وہی کیا جو خداوند عالم نے اوسکو
حکم دیا تھا اور لے گیا یشوع کو اور کھڑا کر دیا اوسکو سامنے الیعازار

جبر یعنی امام کی ساری جماعت کے روبرو اور کہا موسیٰ نے اپنا ہاتھ یشوع پر اور کلام کیا اُس سے وہ سب جو حکم دیا تھا خداوند نے موسیٰ کو۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ - اگر اس سے بجز یہ پہلو نکالو کہ جناب امیر افضل اور معصوم تو تھے اسپر اہل شوریٰ نے کیون خیال نہ کیا تو اسکی بھی تردید کلام مجید مین موجود ہے۔ کقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا۔ بدرستیکہ خدائے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و آواز فرزندان بن یامین بود۔ خلاصۃ المنہج۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے بالاتفاق معصوم و افضل نہ تھے کیونکہ حضرت شموئیل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اُسی وقت مین موجود تھے بلکہ ایک ہی خدمت پر معین تھے بیشک وے طالوت سے افضل اور معصوم تھے کیونکہ یہ دونون صاحب نبی برحق تھے اور طالوت نبی نہ تھے۔

اقول بحولہ تعالیٰ اہل انصاف ذرا توجہ فرماکر منشی صاحب کی پہلی حجت کو ملاحظہ فرماوین کہ لکھتے ہی لکھتے ایسے کھوئے گئے کہ یہ خبر نہ رہی کہ مین ابھی کیا کہہ رہا تھا اور اُسکے بعد کیا کہہ رہا ہون پہلی حجت تو حضرت کی یہ ہی تھی کہ کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ نہین فرمایا ہی بلکہ ابوبکر و عمر کی طرح پہلے خلفاء بھی باختیار امت مقرر ہوئے ہین۔ پھر خود ہی ذکر تعین طالوت کو لکھکر اپنی حجت فضول کو ساقط کرکے لغو قرار دے دیا اور خود ہی آیت مبارکہ کو لکھکر تسلیم کرلیا کہ بنی اسرائیل پر بادشاہ بھی بلا حکم خدا مقرر نہین ہوتا۔

ابھی ہم اس بحث سے کہ طالوت کون تھے افضل و معصوم تھے یا نہین قطع نظر کرکے منشی صاحب کو یاد دلاتے ہین کہ جب خدا تعالی نے طالوت بادشاہ کا تقرر بھی باختیار راست نرکھا اور خود حضرت شمویل کو بھیجکر اونکو مسح کرایا اور بحکم خود بادشاہ بنایا جیسا کہ آیت مستدلہ منشی صاحب سے ظاہر ہے پھر بحث کس بات کی باقی رہی کیون نہین زبان مبارک سے نکلتا کہ اجماع و شوری ناجائز اور یہ خلاف سنت سلف کے تہوا۔

اب رہی بحث اس امر کی کہ طالوت نبی تھے یا نہین۔ یہ بحث بعد اس امر کے جتلانی کی کہ منشی صاحب کتب سماویہ سابقہ سے بھی واقفیت رکھتے ہین بڑے تعجب خیز ہی کیا کتاب مقدس جامع مین کتاب شموئیل اور کتاب السلاطین کو ملاحظہ نہین فرمایا۔ کہ حضرت ساؤل ملقب بطالوت کے نبوت کا تذکرہ شہرہ آفاق ہی پہلے منشی صاحب کو کتب سابقہ کا اچھی طرح مطالعہ کرنا واجب تھا اسکے بعد کچھ تحریر فرماتے تو اظہار ناواقفیت کا نہوتا۔ اب رہی یہ بحث کہ شموئیل اور داؤد طالوت سے افضل موجود تھے پھر طالوت کو خدا نے کیون بادشاہ مقرر کیا۔ یہ معترض کی محض ناواقفیت ہے اور وہ تاریخ سلف سے مطلق آگاہ نہین ہین۔ جسوقت حضرت ساؤل یعنی طالوت بادشاہ ہوئے حضرت داؤد اُسوقت نبی نہ تھے نہ سن بلوغ کو پہونچے تھے جس زمانہ مین جالوت سے لڑائی ہو رہی تھی اور لشکر بنی اسرائیل مقابلہ پر گیا ہوا تھا حضرت داؤد ایسے کم عمر تھے۔ کہ بڑے بھائیون کی روٹی گھر سے لیجایا کرتے تھے اور انکے بڑے بھائی اُنکو لشکر مین جھیلنے کو دھنے

نہ دیتے تھے اور دھمکا کر جلد گھر کو واپس بھیجدیا کرتے تھے۔ اور جس زمانہ میں
خدا تعالی طالوت کی سلطنت سے ناخوش ہوا اور حضرت شموئیل کو حکم دیا کہ
مین ساؤل سے ناراض ہون تو جا کر یسے بیٹون مین سے ایک کو بادشاہت
کے لئے مسح کر حضرت شموئیل بحکم خدا یسی کے مکان پر گئے اور یسے نے اپنے
سب جوان بیٹون کو حاضر کردیا مگر اُنمین سے کسی مین وہ صفت نہ پائی
جو خدا نے فرمائی تھی تب حضرت شموئیل نے پوچھا کہ اور بھی کوئی پسر تیرا
باقی رہا ہے تب یسی نے کہا سب سے چھوٹا پسر جو ابھی لڑکا ہے بھیڑین چرانے
جنگل مین گیا ہے۔ حضرت شموئیل نے جنگل سے بلا کر دیکھا اور وہ صفات حضرت
داؤد مین پائی گئین اور انکو سلطنت بنی اسرائیل کے لئے مسح کردیا۔ اب
رہے حضرت شموئیل وہ بلاشبہ حضرت داؤد اور حضرت ساؤل دونون سے
افضل تھے جسقدر احکام الٰہی بنام ساؤل و حضرت داؤد نازل ہوئے
وہ سب حضرت شموئیل کی معرفت نازل ہوئے ہین اور ساؤل یعنے
طالوت کو خود حضرت شموئیل نے بادشاہ مقرر کیا ہے گویا وہ نائب اور
خلیفہ حضرت شموئیل کے تھے اور قصہ آپکے تقرر کا کتب سماویہ مین مندرج
ہے کہ حضرت شموئیل حکومت بنی اسرائیل سے تنگ آگئے اور بنی اسرائیل
نے دوسری قومون کی بادشاہون کو دیکھکر التجا کی کہ ہمارے لئے وہ
بھی ایک بادشاہ مقرر ہو جاوے خدا تعالی نے اُنکی درخواست
معرفت شموئیل منظور کرکے حکم تقرری ساؤل کا دیدیا اور ساؤل کو
حضرت شموئیل نے مسح کرکے بادشاہ بنی اسرائیل کا بنادیا۔ بحث افضل

مفضول کی اُسوقت صادق آسکتی تھی کہ جب قوم بنی اسرائیل باختیار خود ان
ہر سہ بزرگان مین سے دو افضل بزرگون کو چھوڑ کر تیسرے مفضول کو بادشاہ
بنا دیتے اور جبکہ قوم بنی اسرائیل کی اس بارہ مین کسی قسم کی مداخلت ہی
نہین ہوئی فقط خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت شموئیل نے اوّل حضرت
ساؤل کو اور اُنکے بعد حضرت داؤد کو بادشاہ بنادیا تو منشی صاحب کی بحث خود
بخود لغو ہوگئی بلکہ برخلاف اُنکے ادعا کے اُنکا ثبوت نکلا اور ثابت ہوگیا کہ بنی
اسرائیل کے بادشاہ تک منصوص من اللہ ہوئے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اس مقام پر یہ امر بھی تحقیق طلب ہے کہ جب
اصحاب شوریٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو مسند خلافت پر بٹھایا تھا۔ تو جناب امیر
نے بھی اُسیوقت یا کسی دوسرے وقت مین حضرت صدیق خلیفہ بلا فصل
برحق کی بیعت کی تھی یا نہین چونکہ یہ امر متعلق تاریخ ہی لہٰذا یہ مضمون معتبر
تاریخ روضۃ الصفا کے صفحہ ۱۹۰ سے بلفظہ قلمبند کیا جاتا ہی وھو ہذا = بعضی
گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد۔ و زمرہ بر آنند کہ بعد از وفات فاطمہ
زہرا و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مرقوم است کہ چون
علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند۔ بتعجیل از خانہ
بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد
صدیق رفتہ با او بیعت نمود۔ الخ۔

تا ذکر ابو سفیان کہ اُسنے حضرت علی سے وعدہ امداد کیا اور حضرت علی نے
اسکو جھڑک دیا کہ ہم ابوبکر کو لائق اس کام کے جانتے ہین۔ بعدہ تحریر

فرماتے ہین کہ بہرحال بالاتفاق ثابت ہے کہ جناب امیر نے بھی حضرت صدیق
اکبر کی بالضرور بیعت کی اس صورت مین جملہ اعتراض شیعون کا
قلع و قمع ہوگیا۔ اس سلئے اب کوئی نقص خلافت حضرت صدیق
اکبر مین باقی نہین رہا۔ الخ۔

اقول بحولہ تعالی مولف صاحب کا یہ نقرہ تعجب سے خالی نہین کہ اہل
شوری نے حضرت ابوبکر کو مسند خلافت پر بٹھلایا۔ افسوس ہے کہ مولف
صاحب ایسا دھوکہ کھائین۔ کجا خلافت حضرت ابوبکر اور کجا شوری۔
شوری ایک ایسی مجلس سے مراد ہے کہ چند اہل الرائے کسی معاملہ خاص
مین جمع ہوکر فیصلہ قطعی کردینے کا اختیار حاصل کئے ہوئے ہون اور وہ
جمع ہوکر کسی بات کا فیصلہ کرین جیسا کہ بزعم اہل سنت عبد الرحمن بن عوف
وغیرہ نے ایک مجلس خاص منعقد کرکے فیصلہ اس امر کا کیا کہ عثمان و علی مین
سے کون خلیفہ بنایا جاوے۔ بروقت تقرر خلیفہ اول نہ کوئی مجلس شوری
قائم ہوئی نہ کوئی حکم یا پنچ مقرر ہوا۔ کہ وہ مدعیان خلافت مین فیصلہ کرتا۔
کہ فلان شخص خلیفہ کیا جاوے۔ انصار و مہاجرین کا بھی اجتماع کسی مجلس
خاص مین ہوا۔ بنی ہاشم اور صلحاء صحابہ کو خبر تک نہ ہوئی۔ سعد بن عبادہ
اپنی امارت کا خواستگار تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ بھی پہونچ گئے۔
آپس مین ایک دوسرے کی تعریف کرنے لگے۔ کہ حضرت ابوبکر نے ہمراہیونکو
آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور ہمراہیون نے موقع پاکر بیعت کرلی۔ اور مشہور کردیا
کہ ابوبکر کی خلافت پر بیعت ہوگئی الی حد جبتک کہ بنی ہاشم اور صلحاء و ابرار

صحابہ تجہیز وتکفین سرور عالم مین مصروف رہے بعضون کو طمع اور بعضونکو فریب
اور بعضون کو دباؤ سے اپنے شامل کرلیا۔ اس کارروائی کا نام شوری نہین
ہی نسبت بیعت جناب امیر علیہ السلام کے جو بحث کیگئی ہی وہ فضول ہی
کیونکہ خود اہل سنت کے معتبر تواریخ سے پایاجاتا ہی کہ آپ بغیر بیعت کئے ہوئے
مجلس ابوبکر سے واپس چلے آئے دیکھو اپنی سب سے بڑی معتبر تاریخ روضۃ
الاحباب کو کہ اسمین صاف لکھا ہی کہ حضرت علی بغیر بیعت کرنے کے واپس تشریف
لائے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین جو ذکر چھ ماہ کی بعد بیعت کرنے کا درج
ہے اسمین صاف طور سے درج ہی کہ حضرت علی نے بروئے تقیہ بیعت کی
صحیحین مین صاف یہ درج ہی کہ حیات حضرت فاطمہ کی علی کے لئے ایک وجہ
موجہ تھی۔ جب اُنھون نے وفات پائی اور لوگون کے منہ علی کیطرف سے
پھر گئے۔ تب حضرت علی نے ابوبکر سے مصالحہ کی ٹھہرائی۔ اسکو نادان بھی
سمجھ سکتا ہی کہ ایسی مصالحت یا بیعت جو ضرورتاً براہ تقیہ عمل مین آئی ہو۔
جواز خلافت کی دلیل نہین ہوسکتی نہ ایسی بیعت کو شوری کہہ سکتے ہین۔
کہ چھ ماہ پیشتر تو خلیفہ صاحب مسند خلافت پر بیٹھ گئے اور روز مسند نشینی سے
برابر اور متواتر حضرت علی کیطرف سے دعوی ہوتا رہا۔
کہ خلافت میرا حق ہی ابوبکر نے محض براہ حق تلفی خلافت دبائی ہی اور روز مرہ
اسی خلافت پر نزاع ہوتا ہی زبیر وعباس ابوبکر وعمر پر تلوار گھما گھما پھرتے
ہین اور ابوذر وعمار وسلمان ومقداد طرح طرح جبر وغیظ وبند کرتے ہین۔ کہ
خلافت حق حضرت علی کا ہی۔ تم لوگ کیون بیک لخت مخالف عداو

رسول خدا کے ہوگئی۔ ہر مجلس ہر مجمع مین حضرت علی مرتضی اپنے استحقاق خلافت کو جتلاتے ہین دختر خیر البشر مہاجرین و انصار کے روبرو فریاد کرکر ابوبکر و عمر سے اپنی داد چاہتے ہین۔ اور جب چھہ ماہ کے بعد زہرا صلواۃ اللہ علیہما کا انتقال ہوگیا۔ تب حضرت علی مرتضی مصلحتاً براہ تقیہ صبر کرکے اور اپنی حق رسی سے مایوس ہوکر خاموش ہوگئے۔ تو معاندین اس خاموشی کو دلیل جواز خلافت قرار دین اور سادہ لوح عقل سے بے بہرہ چھہ ماہ کے بعد مصالحت کو سشور سے مین شامل کرین منشی صاحب کی اس دلیل پوچ کو سنکر شاید حضرات تقریظ نویس سے خوش ہوتے ہین ورنہ اہل انصاف کے روبرو تو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہین۔

روضۃ الصفا کو جو شیعونکی تاریخ قرار دیا ہی اسکی بابت ہم بیشتر لکھ چکے ہین کہ منشی صاحب نے نادانستگی سے ایسا سمجھ لیا ہی۔ لیکن اب ہمکو معلوم ہوا کہ جان بوجھکر ناظرین کتاب کو دھوکہ دیا ہی۔ اہل انصاف ذرا غور فرماین کہ اہل تشیع عموماً حضرت علی کی بعیت کرنے سے انکاری نہین اور اہل سنت کی صحیحین مین بھی اس بعیت کا کرنا بعد وفات حضرت زہرا کے چھہ ماہ کا عرصہ ہی براہ مصلحت لکھا ہی پھر ایسے عقیدہ کا شیعہ کون ہوسکتا ہے کہ برخلاف جمہور اہل تشیع اور برعکس جمیع اہل تسنن خوارج کی تائید اور نواصب کی طرفداری کرکے محض دروغ بات لکھدی کہ حضرت علی نے اسی دن ابوبکر کی خلافت کی سنکر ایسی سرعت سے بعیت کی کہ نعوذ باللہ بدن مین پاجامہ اور کرتہ تک نہتھا ننگے ہی باہر نکل آئے۔ اور بعیت کرلی اہل تسنن کے

تو مناظرہ کے کتب مین بھی ایسی روایات نہین ہین اور جمہور محدثین و مورخین اہلسنت کا اس امر پر اتفاق ہی کہ جبتک حضرت فاطمہ زندہ رہین۔ حضرت علی نے ابوبکر سے بیعت نہین کی اور اپنے دعوے اور استحقاق پر ہی اصرار کرتے رہے پھر وہ کون کذاب ہی جو برخلاف جمہور شیعہ وسنی کی ایسی دروغ روایت کو لکھے۔ کہ ہر شخص اُسکو سنکر صاف کہدے کہ بنائی ہوئی بات ہی۔ اسبہم اس بات کو ظاہر کرتے ہین کہ منشی صاحب نے دیدہ و دانستہ براہ دھوکہ دہی یہ بات لکھی ہی کہ روضۃ الصفا شیعون کی تاریخ ہی اور وہ خوب جانتے ہین کہ مؤلف اسکا متعصب سنی ہی منشی صاحب نے قصداً اُسکے تسنن کو اخفا کیا ہی کتاب مذکور مین وہ روایت حضرت علی کی برہنہ بدن آکر بسرعت بیعت کرنیکی غنیۃ الطالبین سے لکھی ہی مگر منشی صاحب نے اس خیال سے کہ غنیۃ الطالبین تالیف شیخ عبدالقادر جیلانی کی ہی اور اُنکی روایت کو شیعہ اپنی تصانیف مین نہین لکھتے ہین۔ نقل عبارت مین یہ تحریف کی کہ بجائے نام غنیۃ الطالبین کے (تاریخ مستند) تحریر فرمایا۔ تاکہ مؤلف روضۃ الصفا کا تسنن ناظرین کتاب پر دفعتاً ظاہر نہو جاوے۔ اگر منشی صاحب کا قصد ابتدا سے ہی ناظرین کو دھوکہ دینے کا نہین تھا۔ اور وہ درحقیقت پہلے سے بوجہ ناواقفی صاحب روضۃ الصفا کو اہل تسنن نہین جانتے تھے۔ تو اسمین شک نہین کہ جسوقت اُنھون نے روضۃ الصفا کے اس مقام کو ملاحظہ فرمایا۔ اُسوقت ضرور اُنکو مؤلف مذکور کے اہل تسنن سے ہونے کا یقین ہو گیا پس اگر مقصد تحریر رسالہ سے محض

اظہار حق ہوتا تو اس بحث تشیع مؤلف روضۃ الصفا کو اپنی تصنیف سے خارج
کردیتے مگر اعفون نے براہ سخن پروری الصاف کا خون کرنے کے لئے اپنے
عمدہ مضمون کو کتاب سے نکالا۔ بلکہ بجائے اسکے روضۃ الصفا کی عبارت
مین تحریف کردی اور کچھ خیال نہ کیا کہ کوئی ہماری تحریر کی جانچ و پڑتال
بھی کریگا۔ یا سب حضرات نذر نیاز اولیا ان کیطرح آنکھ بند کرکے تسلیم کرتے
چلے جائینگے۔ بہر حال جو نقص خلافت حضرت ابوبکر پر وارد تھا وہ رفع ہوا
اور حضرت علی کے اسپیار ک نتت کے بیعت نے الصاف پرستون کی دلون پر اقا
کردیا۔ کہ خلافت حضرت ابوبکر کی قطعی ناجائز اور مخالف حق تھی۔ اور حضرت
علی علیہ السلام ہمیشہ خلافت کو ناحق سمجھتے رہے ہان اگر حضرت امیر حیات
جناب فاطمہ مین یا انکی وفات مین برس دن یا چھ ماہ بعد بیعت کرلیتے
تو دشمنان الصاف کو موقع گفتگو کا ملجاتا کہ یہ بیعت براہ تقیہ نہ تھی۔ کیونکہ
حضرت فاطمہ زندہ تھین۔ اور انکی حیات حضرت علی کے اعزاز واکرام
کی بڑی وجہ تھی۔ یا اگر بعد وفات حضرت فاطمہ کسی قدر عرصہ تک
حضرت علی تقیہ نکرتے تاہم گنجایش کلام تھی۔ کہ تقیہ کا موقع اسوقت
تھا جب جناب سیدہ نے وفات پائی تھی۔ اور جبکہ صاف طور سے
ثابت ہوگیا کہ یہ بیعت صرف بروئے تقیہ و مصلحت تھی تو ساتھ ہی اسکے
ناجوازی خلافت حضرت ابوبکر کی ثابت ہوگئی۔ پس جو شخص معتقد ناجوازی
خلافت حضرت ابوبکر کا ہو اسپر ضرور کفر عاید ہوگا۔ کیونکہ اسکو ماننا پڑیگا
کہ حضرت علی راست باز اور عادل نہ تھے اور ایسا عقیدہ خلافت

آیۂ کریمہ تطہیر کی ہی اور مخالفت قرآن بالاتفاق کفر ہی۔
قال صاحب بہا مصر ابو الہدی اب اسی ضمن مین اس بات کی بھی تحقیقات کرنا بہت بڑی ضروریات سے ہی کہ آیات خلافت جناب امیر کی بذریعہ خطبہ خم غدیر منکشف مولاہ کے واقع ہوئی یا باتفاق اہل شوریٰ اگر خلافت جناب امیر کی بذریعہ خطبہ مذکور کے واقع ہوئی تو یہ امر ضرور ہے کہ اہل تشیع بمقابلہ اہلسنت کے یہ بات کہہ سکتے ہین۔ کہ جس دم جناب امیر مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے تھے۔ تو جناب نے اُسی خطبۂ غدیر کو صندوق تقیہ سے نکال کر بتعان احکام شریعت کو سنا کر اپنی خلافت کے اتباع پر متوجہ فرمایا تھا۔ اور اگر آپ بھی باتفاق اہل شوریٰ مثل حضرت صدیق اکبر کے مشورہ اصحاب رسالت مآب سے خلیفۂ چہارم بنائے گئے تو ضرور ہے کہ حقیت اور افضلیت شوریٰ کی بدرجۂ اولیٰ بجھی جاویگی۔ اسلئے اس معاملہ کو بھی شیعون کی اسی مستند تاریخ کے صفحہ ۲۳۵ سے حرف بحرف نقل کیا جاتا ہی (ذکر خلافت جناب امیر درج کیا گیا ہی روضۃ الصفا سے)

اقول وبہ نستعین یہ امر پوشیدہ نہین ہی کہ خلافت جناب امیر کی کس ذریعہ سے قائم ہوئی کتب سیر و تواریخ اہل سنت مین سب حال مشرح درج ہی کہ جو قت مومنین پاک اعتقاد اور صحابہ نیک نہاد کو قوت و شوکت بہم پہونچی خلیفۂ غیر مستحق کو قتل کر کے جناب امیر امام برحق سے بیعت کر لی۔ اور اُن صالحین و ابرار کے خوف سے دشمنون نے بھی دم نہ مارا بعضون نے منافقانہ بیعت کر لی۔ اور بعضے شرف بیعت سے براہ بدنصیبی محروم رہکر کافر ہو گئے

جنھون نے منافقانہ بیعت کی وہ طلحہ وزبیر تھے۔ کہ چند روز بعد بیعت کو توڑ
کر باغی ہوگئے۔ اور خود اپنی منافقانہ بیعت کرنی کے اقراری ہوئے کہ ہمنے
تو حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے خوف سے بیعت کی تھی۔
اور پھر چند روز بعد حسب عقیدہ اہل سنت جاہلیت کے موت مار گئی کہ گویا
اسلام کی ہوا ہی انکو نہ لگی تھی۔ کیونکہ بقول اہلسنت یہ حدیث پیغمبر خدا کی ہے
من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ
یعنی جو کوئی شخص بغیر معرفت امام زمان کے فوت ہوگیا وہ الیسا مرا کہ جیسا
زمانۂ جاہلیت مین مرا۔ یعنی مسلمان ہی نہین ہوا۔ دوسری حدیث صحیح
جو امام حاکم نے جابر سے روایت کی ہے اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے
صفحہ ۷۰ مین درج ہے۔ یہ ہے کہ قال نبی صلعم علی امام البررۃ وقاتل
الفجرۃ منصور من نصرہ ومخذول من خذلہ یعنی فرمایا مخبر
صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے کہ علی امام صالح اور نیک لوگون کا ہے
اور قتل کرنے والا فاجرون کا ہے منصور وہ ہے جسنے اُسکی نصرت کی اور
مخذول دارین وہ ہے جسنے اُسکی نصرت ترک کی اب اہل انصاف غور
فرماوین طلحہ وزبیر کے حال پر۔ اور ان ہر دو اصحاب کا ظالم ہونا بھی حدیث
نبوی سے ثابت ہے۔ دیکھو صواعق محرقہ کے صفحہ ۷۳۔ واخرج الحاکم
وصححہ البیہقی عن ابی الاسود قال شہدت الزبیر خرج یرید
علیا فقال لہ علی انشدک اللہ ھل سمعت رسول اللہ صلعم
یقول تقاتلہ وانت لہ ظالم فمضی الزبیر منصرفا وفی روایت

اب یعلی و بیہقی فقال الزبیر بلی ولکن نسیت۔ یعنی بوقت خروج زبیر حضرت علی نے زبیر سے کہا کہ کیا تونے نہیں سنا پیغمبر خدا کو یہ کہتے ہوئے کہ تو علی سے قتال کریگا اور تو علی کے حق مین ظلم کریگا۔ زبیر نے اقرار کیا۔ مگر طلحہ و عائشہ و ابن زبیر اسی ظلم پر قائم رہے۔ اور زبیر نے نہ بیعت امام برحق سے کی کہ داخل ابرار ہوتے اور موت جاہلیت سے بچتے۔ اور پھر زمرہ سے اپنا نام خارج کرالے۔

اب ملاحظہ فرمائیے اپنی معتبر تاریخ روضۃ الاحباب جلد سیوم صفحہ ۴ مطبوعہ نول کشور۔ گو و گویند جمعی معدود از ان بیعت تخلف نمودند مانند سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر و محمد بن مسلمہ انصاری و اسامہ بن زید بن حارثہ۔ اب کوئی انصاف والا منتہی صاحب سے اہل شوری کے نام دریافت کرے کہ کون کون تھے آیا یہی پانچ شخص نامزد کئے تھے حضرت علی کے سوا۔ عثمان عبد الرحمان طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص۔ ان پانچ شخصون مین سے اسوقت عبد الرحمن اور عثمان فوت ہوچکے تھے۔ فقط تین شخص طلحہ و زبیر و سعد زندہ موجود تھے۔ مگر انھون نے بیعت مرتضوی سے صریحا مخالفت کی۔ جیسا کہ اوپر ثابت کرآیا ہون۔ پھر تعجب ہی کہ ہمارے منتہی صاحب نے کس بھروسے پر ایسی غلط بات تحریر فرمائی کہ حضرت علی اہل شوری کی رائے سے خلیفہ ہوئے تھے۔

اس موقع پر ہمکو وہ حدیث جو صحاح اہلسنت مین درج ہی کہ ابرارون کے

امیر برا ہو یا فاجر ہو گا امیر تمہارا ہوگا۔ اور قصہ بیعت حضرت عبد اللہ بن عمر با یزید پلید یاد آتا ہے جن لوگوں نے حضرت علی سے مخالفت کی ہے وہ بموجب مرویات اہل سنت قطعی کافر ہیں۔

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطہ من دخل منہ کان مومنا ومن خرج منہ کان کافرا۔ یعنی علی ایک دروازہ حطہ ہے جو کوئی اُسمیں داخل ہوا۔ وہ مومن ہوا۔ اور کوئی اُس سے نکلا کافر ہوا۔ حال گذشتگان پر عقد و تجسس کرنا اختیار بدست خدا ہے لیکن بقیہ اصحاب اہل شوریٰ یعنی طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر کے حالات پر اہل انصاف غور کے فتوے دیں۔

اب منشی صاحب کا یہ طعن کہ حضرت علی نے خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کو صندوق تقیہ سے نکالکر استدلال اپنی خلافت پر کیا تھا یا نہیں اسکا حال بھی کتب سیر و احادیث اہل سنت میں درج ہے۔ دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۱۵۔ عن عمرو بن سعد انہ سمع علیا وہو ینشد فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلعم یقول منکنت مولاہ فعلی مولاہ فقام ستۃ نفر فشہدوا۔ یعنی حضرت علی نے یوم شوریٰ لوگوں کو یاد دلایا کہ کسنے یہ خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت رسول خدا صلعم سے سنا ہے تو چھ آدمیوں نے کھڑے ہوکر گواہی دی = ازالۃ الخفا و دیگر کتب میں بارہ شخصوں اور اس سے بھی زیادہ تیس آدمیوں تک گواہی دینا درج ہے اور روضۃ الاحباب

جلد دوم صفحہ ۱۷۹ مین درج ہی کہ جب عبدالرحمن نے عثمان سے بیعت کی حضار مجلس نے بموافقت عبدالرحمن بیعت کرنا شروع کیا۔ تو حضرت علی نے حضار کو قسم دیکر پوچھنا شروع کیا کہ آیا تم مین ہی کوئی ایسا سوای میرے کہ رسول خدا صلعم نے اُسکے حق مین فرمایا ہو۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (۲) انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (۳) انت منی بمنزلۃ ھرون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (۴) بوقت تبلیغ رسالت متعلق سورۂ برات لا یودی عنی الا انا او رجل من عترتی (۵) تمام معارک غزوات و سرایا مین رسولخدا صلعم نے مجھے مہاجرین و انصار پر امیر کیا اور مجپر کبھی کسیکو امیر نہین کیا۔ (۶) انا مدینۃ العلم و علی بابھا و انا دار الحکمۃ و علی بابھا (۷) تمام اصحاب آنحضرت صلعم کو مقام مخاطرہ مین دشمنون کے نرغہ مین چھوڑکر فرار ہوگئے۔ اور مین نے کسی موقع پر آنحضرت کو تنہا نہین چھوڑا۔ اور اپنی جان فدا کرنے مین دریغ نہین کیا۔ (۸) سب سے پہلے مین ایمان لایا۔

سب حضار نے تصدیق آپکے بیان کی فرمائی۔ اسکے بعد گفتگو عبدالرحمن اور حضرت علی اسطرح نقل کیا ہی۔ درین حال عبدالرحمن گفت یا ابو الحسن این ہمہ فضائل راکہ برشمردی۔ چنین ست کہ در صحت و لقرب بیان آوردی و جمیع اصحاب بدین امور اقرار و اعتراف دارند ولیکن اکنون اکثر مردم بعثمان میل نمودہ با او بیعت کردند۔ متوقع از جناب تو آنکہ با جمہور موافقت نمائی۔ شاہ ع‍ صلوات فرمود بخدا سوگند کہ تمام سینہ

احق بخلافت کیست۔ ومع ذالک بہ مقتضے علم خود عمل ہمی نمائید بنابر ملاحظہ اغراض و مصالحہ دنیوی خود عمل می کنید واللہ کہ من مسلم داشتم این امر را بر غیر خود زیرا کہ من می دانم کہ سلامت مسلمانان درین تنزل و تسلیم است چہ درین تسلیم حیف بر خاصہ من ست و بر اسلام و مسلمانان سلامتی پس ترک مناقشہ کردم طلباً للاجر۔

حضرات معلوم ہوئی کیفیت شوریٰ و اہل شوریٰ کہ کسقدر اغراض دنیاوی پر عمل کیا گیا اور حق سے کسدرجہ منحرف ہوئے۔

کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ حضرت علی ہی اپنے ذہن مین اہل شوریٰ کو حق سے منحرف اور اغراض دنیاوی مین غرق سمجھتے تھے۔ ہنین بلکہ عموم مومنین صالحین کو عبدالرحمن کی اس خیانت پر تعجب تھا۔ جیسا کہ پیشتر ہم صواعق سے روایت ابو وائل نقل کر چکے ہین۔ کہ اُس نے عبدالرحمن سے متعجب ہوکر پوچھا کہ۔ یہ کیا وجہ ہوئی کہ تمنے حضرت علی کو چھوڑ کر عثمان سے بیعت کی۔ اور صاحب روضۃ الاحباب نے بھی لکھا ہے۔ و منقول ست از ابو وائل شقیق ابن اسلم کہ از اکابر تابعین ست کہ گفت از عبدالرحمن بن عوف سوال کردم کہ جہت چہ بود کہ علی را ترک نمودہ با عثمان بیعت نمودی۔ در جواب گفت جرم من نبود اول با علی گفتم مبایعت سکنیم با تو بر انکہ متابعت سنت رسول و سیرت ابوبکر و عمر نمائی گفت دلہ آنچہ تو انم و چون بر عثمان عرض کردم بلا قید قبول کرد۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل شوریٰ کی بات بات مین چالاکی اور فریب تھا۔ اور طرفہ یہ ہی کہ خود ہی

اہل سنت قبول کرتے ہین کہ حضرت علی کو معرفت عمرو عاص کے دھوکہ دلا یا
گیا۔ کہ وہ اول دفعہ مین عبد الرحمن کا کہنا قبول نفرماوین۔ اور حضرت عثمان
کو فہمائش کردیا کہ وہ فوراً اسکو قبول کرین اور بانی مبانی اس فریب کا
بنی امیہ کو قرار دیتے ہین۔ لیکن مین کہتا ہون کہ بغیر شمول اور بغیر مشورہ
عبد الرحمن کے ہرگز یہ دھوکہ نہین دیا گیا۔ کیونکہ اور لوگون کو کیا خبر تھی
کہ عبد الرحمن کیا شرط کرے گا۔ اور شرط کو ایک ہی مرتبہ بیان کریگا
یا باصرار اُس کا تکرار کرے گا۔
دوسری عبد الرحمن کی اُس گفتگو سے جو بر سر منبر اُسنے بیان کی خدع اور
فریب کے دریا روان ہوتے ہین دیکھو صفحہ ۱۶۸ کو (روایتی آنکہ اول دست
علی را گرفتہ گفت قرابت قریبہ با رسولخدا صلعم و مرتبہ فضل و تقدم تو در
اسلام ثابت ست چنانکہ میدانی پس خدا بر تو رقیب کہ اگر ترا برائے
خلافت اختیار کنم۔ البتہ از طریق عدالت و انصاف عدول نہ نمائی۔
و اگر عثمان را خلیفہ گردانم طریق خلاف نہ پیمائے۔ (یہ الفاظ ذرا غور کے
قابل ہین) و بعد ازان با عثمان نیز ہمین سبیل سلوک داشت و
چون عہد و میثاق از ہر یکے بستید گفت یا عثمان دست خود برادار
تا با تو بیعت کنم۔ و با او بیعت نمود۔
یہ چالاکی اہل شوری کی غالبًا اس وجہ سے تھی کہ حضرت علی مستحق خلافت
ہین مبادا وہ اہل شوری کی رائے کا اتباع نکرین۔ اسلئے حضرت علی کی
محرومی اور عثمان کی کامیابی کو دفعتًا زبان سے نہین نکالتے تھے اور طرح

طرح کے حیلہ او فریب سے کام لیتے تھے۔ اور سازش حضرت عثمان کی
عبد الرحمن ابن عوف سے صاف ظاہر ہے۔ اول یہ کہ عبد الرحمن اُنکا داماد تھا
دوسرے حضرت عثمان نے حصول خلافت کے لئے عبد الرحمن کو بہت ملایا
اور جو شخص حضرت علی کی خلافت سے راضی ہوتا۔ اُس سے ناراض ہوتے۔
جیسا کہ روضۃ الاحباب کے اُسی صفحہ ۱۶۸ مین حال سعد بن وقاص سے
آزردہ ہونے کا درج ہے۔ اور اُسی شب مین صبح تک حضرت عثمان اور
عبد الرحمن کا مشورت ہونا اور ایسے غیر وقت یعنی بعد نصف شب کے
بلانا منقول ہے۔ اسی صفحہ مین ہے کہ زبیر اور سعد نے عبد الرحمن کو رائے دیکہ
حضرت علی کو خلیفہ کرے۔ اور یہ وجہ بیان کی۔ چہ وی بہ علم و حلم و کرم و
شجاعت و امانت و دیانت و صداقت و صیانت و مہارت در علم قضا و
حکومت و قطع و فصل قضایع و رفع خصومت و بامشرف اقربیت بحضرت
رسالت صلعم آراستہ است م پس اگر شوری دیانت اور ایمان داری
سے ہوتا۔ تو خلیفہ حق کے لئے یہی صفات ضروری ہین جس شخص مین
یہ جملہ صفات موجود ہون اُسکو خلیفہ نکرنا اور برخلاف اُسکے ایسے شخص کو خلیفہ
کرنا کہ جسمین منجملہ ان صفات و کمالات کے ایک صفت بھی ثابت نہین
صاف دلیل گمراہی اہل شوری کی ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ عبد الرحمن نے
حضرت علی و عثمان سے کہا کہ تم دونون مجبر حصر کر دو۔ عثمان نے قبول کیا
حضرت علی خاموش رہے عبد الرحمن نے پھر حضرت علی سے سوال کیا۔ کہ
آپ میری بات کا جواب کیون نہین دیتے تو آپنے صاف فرمایا۔ کہ مجھے

تیری دنیا طلبی کی وجہ سے اطمینان نہین ہی اگر مجھے اس امر کا عہد کرے کہ مین جانب داری قرابت اور رشتہ داری عثمان کی نکرونگا تو البتہ مین تجھیر حصر کر دون یہ بھی حضرت علی کے کمالات مین سے تھا کہ با وجود ظہور خیانت بھر عبد الرحمن کے عہد و اقرار باطل پر یقین کر لیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب۔ ناظرین کتاب یہی خیال فرمائین کہ اس مجلس شوری مین حضرت علی نے فقط بمقابلہ حضرت عثمان ہی اپنا مستحق خلافت ہونا ظاہر کیا ہے بلکہ بمقابلہ حضرت ابوبکر و عمر صاف فرمایا ہی کہ مین اُنسے مستحق اور اولے تر بخلافت تھا مگر اس خوف سے خاموش ہو رہا کہ تم لوگ اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاوگے۔ چنانچہ نقل روایت از مناقب خوارزمی و ابن مردویہ بسندہما الی ابی الطفیل عامر بن واثلہ چند اوراق کے پیشتر لکھہ چکا ہون۔ جو عبارت روضۃ الصفا نقل کیگئی ہی۔ اسکا مطلب فقط یہی ہی کہ مصری لوگ جنھون نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا تھا اور اُنکی نوبت قتل تک پہونچائی تھی۔ وہ لوگ بعد وفات حضرت عثمان کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکی بیعت پر اصرار کیا۔ آپنے اُنسے کہدیا۔ کہ بغیر حاضر ہے اتحاد اہل بدر کے یہ کام نہین ہو سکتا۔ وہ لوگ اُنکو بھی لے آئے۔ اور اُنھون نے بھی حاضر ہو کر اصرار کیا۔ کہ آپ خلیفہ ہون آپنے پھر فرمایا کہ بے حضوری طلحہ و زبیر کے نہین ہو سکتا۔ وہ اُنکو بھی طوعاً و کرہاً لے آئے اور بیعت واقع ہو لی۔ اور موافق اسکے دیگر کتب سیر و تواریخ اہل سنت مین درج ہی۔ پھر اس کیفیت کو کون شخص شوری کہہ سکتا ہی

شوری سے مراد فقط یہ ہی کہ چند مدعیان ہین سے بعد صلاح و مشورہ ایک کو خلیفہ بناوین۔ یہ صورت صاف طور سے غلبہ کی ہی کہ جبوقت خداتعالی نے مومنین کامل الاعتقاد کو غلبہ عطا فرمایا۔ اُنکی کوشش اور سعی سے حق اپنے مرکز پر قائم ہو گیا۔ ثبوت اس امر کا کہ خلافت خلفاء ثلثہ بغیر حق واستحقاق کے تھی اور اجماع وشورے برابر ناحق کوشی و بددیانتی سے ہوا گیا اب خدا کے فضل سے بمرتبہ چہارم حق اپنے مرکز پر پہونچگیا۔ یہ ہی کہ روضۃ الاحباب مین لکھاہی کہ جبوقت جناب امیر علیہ السلام کی بیعت واقع ہوئی اور آپ منبر پر تشریف لیگئے۔ تو ایک نہایت فصیح وبلیغ خطبہ ادا فرمایا جس کا شروع یہ تھا۔ الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ یعنی سب تعریفین ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر احسان اُسکے کہ بتحقیق حق اپنے مکان پر رجوع ہوا۔ اس خطبہ سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ سہ خلفا کی خلافت برحق نہ تھی۔ اور حضرت علی مرتضی برحق خلیفہ پیغمبر بلا فصل تھے۔ اور امت کی گمراہی اور بے وفائی سے حق ادھر اُدھر غیر اپنے مکان ومحل کے مارا مارا پھرتا تھا۔ اب خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حق اپنے موقع اور مکان پر پہونچ گیا۔

قال صاحب اسرار الہدی ؏ غرضکہ جناب امیر کا خلیفہ ہونا بھی مثل حضرت صدیق اکبر کے اہل الرائے کے ہی اتفاق سے ثابت ہوا۔ بلکہ دونون صاحبون کی بیعت مین سر مو فرق نہین ہے ہان اگر فرق ہی تو صرف اسی قدر ہے کہ حضرت صدیق اکبر کو ہرگز خواہش خلافت کی نہ تھی

جیسا کہ شیعون کی معتبر کتب مین مذکور ہی ۔ املوا بیتی لیست بحار کمدو علی بیکم الخ ۔
اور نعوذ باللہ من ذلک جناب امیر کو باعتقاد شیعیان اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب
بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پر سوار کرکے ایک ہاتھ
مین حضرت امام حسن کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین حضرت امام حسین کا ہاتھ پکڑ کے
بحالت پریشان کس مبیناد وبصورت دیوانگان کس مپرسا د ہر ایک مہاجرین و
انصار کے دروازون پر جاکے بی خفظ پاس ننگ و ناموس استعانت
کی درخواست کرتے پھرتے تھے ۔ پھر بھی معاذ اللہ جناب کی کوئی یاری
و مددگاری نہ کرتا تھا ۔

اقول بحولہ تعالیٰ صدیق اکبر سوائے علی مرتضیٰ کے کوئی نہین ہی اگر کوئی
شخص سوائے حضرت علی کے کسی دوسرے کو اس لقب سے ملقب کرے وہ
بحسب مرویات اہل سنت بلاشبہ کاذب اور مفتری ہی دیکھو صواعق محرقہ
مطبوعہ مصر کے صفحے ،، حدیث الصد یقون ثلثة وحدیث السابقون ثلثة وعلی افضلہم سے سوا
حضرت مرتضیٰ نہ کوئی صحابی صدیق ہی اور نہ کوئی سابق الایمان ہی ۔ اگر مراد مولف
صدیق اکبر سے حضرت ابوبکر ہی تو یہ دعوی بے سند ہی ۔ یہ دعوی مولف اسرار الہدیٰ
کا صریحاً غلط ہی کہ خلافت ابوبکر کی باتفاق اہل الرائی کے ہوئی کیونکہ کتب
معتبرہ اہلسنت سے صاف ظاہر ہی کہ بوقت بیعت حضرت ابوبکر نہ شوری
ہوا نہ اجماع واقعہ ہوا ۔ فقط فریب اور سازشی کارروائی سے بیعت ہو گئی ۔
ابن خلدون کی تاریخ مین ہی کہ جب شیخین اور انصار مین طول کلام ہوا اور
بشیر ابن سعد طرفدار شیخین کا ہو گیا ۔ تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو آنکھ کا اشارہ

گئی۔ اور حضرت عمر نے بفور اشارہ کے بیعت کی۔ اور بعد اُنکے بشیر مذکور نے اور پھر ابو عبیدہ نے۔ اور تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۳۵۔ و ۲۳۶ مین حال بیعت حضرت ابوبکر کا اس طرح درج ہی۔ چون انصار ابوبکر و عمر و عبیدہ را رضی اللہ عنہم بدیدند گفتند شما ہا جرانید و فخر شما بزرگ ست و ما نیز رنج بسیار بردہ ایم۔ و مایکی را امیر کنیم۔ از خویشتن و شما یکی را امیر کنید از خویشتن تا ہر کسی با گروہ خویشتن بپایند و گفتگوی از میان برخیزد۔ و چون ایشان سخن تمام کردند۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ خواند ثنای خداوند تعالی گفت و بر پیغمبر صلعم درود فرستاد۔ و فضائل انصار بگفت پس گفت اگر چنین کنیم کہ شما میگوئید اختلاف افتد و زخم شمشیر اندر میان آید۔ و شما میدانید کہ پیغمبر صلعم فرمودہ است۔ الائمۃ من قریش۔ و امامت بقریش میرسد۔ شما دست بازدارید تا یکی از قریش را بنشانیم و شما پیش او ہمچنان باشید۔ کہ پیش حضرت پیغمبر صلعم بودید۔ انصار گفتند کہ با علی مرتضی رض بیعت کنیم کہ پسر عم اوست۔ عمر رض ترسید کہ اختلاف درمیان پیدا شود ابوبکر رضی اللہ عنہ را گفت کہ تو دست دراز کن تا با تو بیعت کنیم۔ کہ تو نیز از قریشی و سزاوار تری۔ پس عمر رضی اللہ عنہ دست ابوبکر را گرفت و بیعت کرد۔

ایسی کارروائی کو کسی قاعدہ اور کسی اصطلاح مین شوری یا اجماع نہین رکھتے اور بحث جو کیگئی ہی کہ حضرت ابوبکر کو خواہش خلافت کی نہ تھی۔ اور حضرت علی خواہان خلافت تھے کتب اہل سنت سے ثابت و محقق ہی کہ حضرت ابوبکر کا خواہش خلافت کرنا کیا بلکہ خلافت کی طمع مین کچھ لحاظ و پاس خدا و رسول کا

نہ کہا۔ جو شخص اس حال پر مطلع ہونا چاہے۔ وہ حالات آخر حیات رسول صلعم خصوصاً غزوہ تبوک سے لیکر تا بوقوع بیعت حضرت ابوبکر تمام واقعات کو یکجائی طور پر مجتمع کرکے ملاحظہ کرے کہ آنحضرت صلعم نے کس کس تاکید و اصرار سے حکم خلافت حضرت علی کا دیا۔ اور ان حضرات نے کیا کیا تدابیر انسداد اجراء احکام خدا و رسول اور اپنی ریاست کے جمانے مین کئے ہین۔ ہم پوچھتے ہین کہ اگر حضرت ابوبکر کو طمع خلافت کی نہ تھی۔ تو جیش اسامہ سے کیون تخلف کیا۔ باوجود اصرار و تاکید پیغمبر خدا صلعم کے مدینہ کو کیون نہ چھوڑا۔ وصیت آخری پیغمبر خدا کی کیون نہ لکھنے دی۔ مسجد نبوی سے سقیفہ بنی ساعدہ کو چپکے چپکے بغیر اطلاع و مشورت اہل بیت پیغمبر کیون چلے گئے۔ سقیفہ مین آنکھو کا اشارہ کرکے اپنی بیعت کیون کرائی بعد بیعت کے جب مجمع مین حضرت علی کو بلایا اور آپنے دعوی خلافت کیا اور دلائل و براہین سے اپنا استحقاق ثابت کیا اور طرح طرح سے فہمائش کیا۔ کہ خدا سے ڈرو۔ اور حقوق اہلبیت رسالت کو ضایع مت کرو۔ اُسوقت حضرت ابوبکر نے خلافت کیون ترک نہ کی اور بیہودہ رفق و مدارا کی باتین بنا کر اُسوقت کو ٹال دیا۔ کلمہ اقیلونی خاص مرویات اہل سنت سے ہی مگر اس سے عدم خواہش اور حرص کا ہونا ثابت نہین ہوتا۔ بلکہ اُنکی عدم لیاقت و عدم استحقاق ثابت ہوتا ہی۔ یہ کلمہ خلافت ترک کرنیکی نیت سے نہین کہا گیا کیونکہ اگر وہ خلافت چھوڑنے پر رضامند ہوتے تو کسی صحابہ سے مشورہ کرنیکی نہ تھی۔ خود خلع خلافت کرکے حضرت علی سے بیعت کرلیتے اس کلمہ کے فرمانے کا وہ زمانہ ہی کہ جب حضرت ابوبکر خوف جان کے سبب آٹھ روز

تک گھر سے باہر نہ نکلے تھے۔ لیکن جب معاذ بن جبل وغیرہ کے تحت مین جمعیت
فراہم ہوگئی۔ اور خلیفہ صاحب خوف قتل سے مطمئن ہوئے پھر کبھی یہ فقرہ
زبان پر کیون نہ لائے جناب امیر کی نسبت جو الزام طمع خلافت کا لگایا ہی اور
حوالہ اعتقاد شیعیان کا دیا ہی یہ ہی مولف کی ناواقفیت ہی کیونکہ یہ روایت
کتب معتبرہ اہلسنت مین ہی کہ جناب فاطمہ اپنی حق تلفی کی دادخواہی کے لئے
اور اپنی استعانت اور طلب نصرت کے لئے انصار کے گھرون مین بلکہ مساجد
انصار مین تشریف لیگئین۔ دیکھو کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری
کو کہ مفصل حال اُسمین درج ہی اور نیز ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین ابن
ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغۃ مین وہ خطبہ حضرت سیدہ کا نقل کیا ہی
جسمین بتفصیل وار حال ظلم وستم ومداخلت شیخین کا اور اپنی مظلومی اور استحقاق
خلافت کا درج ہی۔ قطع نظر اس بحث سے کہ روایت کتب اہلسنت مین ہے
یا کتب شیعہ مین قابل تذکرہ یہ بات ہی کہ حضرت علی کا بار بار طالب خلافت ہونا
دلیل طمع وحرص کی نہین ہے کیونکہ آپ خلیفہ منصوص من اللہ والرسول تھے
آپکا سب سے بڑا فرض یہ ہی تھا کہ ہر وقت طالب اپنے حق کے رہین خواہ
امت مطیع ہو یا عاصی انپر اظہار اپنے منصب کا کرتے رہین اور تا مقدور حصول
تصرف مین ساعی ہون جسطرح کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کہ ریاست
عامہ ہی اور تسلط حاصل کرتے ہین انبیا علیہم السلام غایت درجہ سعی وکوشش
بجالاتے ہین خواہ تسلط حاصل ہو یا نہو تو اُنکی سعی اور کوشش اور خواہش
واسطے حصول تسلط کے محمول بر حرص طمع نہین ہو سکتی کیونکہ وہ اسی کام پر

منجانب اللہ مامور ہوتے ہین دیکھو آنحضرت صلعم نے کیا کیا کوششین اور سعی اتمام و اجراء کار رسالت مین فرمائین مگر حرص و طمع مین داخل نہین ہان مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ کی سعی اور کوشش داخل حرص و طمع ہین۔ اسی پر قیاس کرلو ہر شخص مستحق اور غیر مستحق کی طلب اور خواہش کو مثلاً زید کی ایک سوئی یعنی سوزن جاتی رہی اور وہ اُسکی تلاش مین کوشش کرے تو وہ طامع نہین ہی لیکن اگر عمر کسی دوسرے کا مال مارنے مین ساعی ہو تو ضرور طامع اور لالچی کہلائیگا۔ حضرت علی اور جناب فاطمہ کی سعی طلب تسلط امامت کو جو بپیرائیہ طنز و طعن مین بیان کیا ہی دلیل عدم بصیرت مولف ہی بڑے بڑے اولی العزم مرسلین نے وہ وہ مصائب اور سختیان اُٹھائی ہین کہ اگر عوام الناس مین سے ادنی درجہ کی کسی آدمی پر ایسی مصیبت اور سختی پڑے تو وہ اپنی سخت توہین سمجھے۔ لیکن انبیا و اوصیا اُسکو اپنی توہین نہین سمجھتے ہین۔ بلکہ اُنکے مراتب اور مدارج کی بلندی خیال کیجاتی ہی۔ دیکھو جناب سرور کائنات نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ اور طائف وغیرہ مین دعوت رسالت کرکے کیا کیا سختیان ملاعین کے ہاتھ سے اُٹھائین پس اگر اُنکے خلیفہ برحق اور نائب مطلق نے بھی سختیان اُٹھائین تو داخل توہین نہین اور نہ جہال کے طنز و طعن کرنے کی جگہ ہی۔ ہم اس موقعہ پر ایک مثال سے ثابت کئے دیتے ہین کہ جو فعل ایک ادنی سے ادنی دنیادار کے لئے سخت توہین کا باعث خیال کیا جاتا ہی وہ انبیا علیہم السلام کے مقابلہ مین توہین نہین سمجھا جاتا۔ دیکھو جو حرکت اہل قریہ

حضرت لوط کے ساتھ اور حضرت لوط نے واسطے حفظ حرمت مہمانان کے اپنے
ننگ و ناموس پر خیال نہ کیا۔ اگر ایسے واقعہ کو ایک ادنی سے ادنی شخص سے
بھی منسوب کیا جاوے تو سخت توہین سمجھی جاویگی مگر حضرت لوط کے اس
واقعے کے ذکر سے توہین نہین ہوگی ایسا ہی اہل قریہ نے جو درخواست
نامعقول حضرت جبرئیل و میکائیل سے کری کسی کم درجہ کے آدمی سے ہی
کیجاوے تو ضرور اُسکی توہین ہی مگر چونکہ چاند سورج پر خاک نہین پڑسکتی
طنز وطعن کرنیوالے پر ہی وہ خاک پڑتی ہی۔ طعن کرنیوالا اپنے ہی اوپر
قیاس کرلے کہ اگر کوئی شخص حضرت جبرئیل و میکائیل جیسے ملائکہ مقرب
اور حضرت لوط جیسے پیغمبر ذیشان کے واقعہ کو اُنسے منسوب کرے تو کسقدر
برا معلوم ہو حالانکہ ملائکہ اور حضرت لوط کے مقابلہ مین ایک ادنی آدمی
کی کیا حقیقت ہے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اگر کہین کہ اہل الرائے نے کیون اس
امر کا لحاظ نہ کیا کہ حضرت رسولخدا نے صدیق اکبر کو کبھی کسی کار شریعت پر مامور نہین
فرمایا اس صورت مین صدیق اکبر قابل خلافت نہین سمجھے جاتے تو جواب
اس وسوسہ کا یہ ہی کہ باتفاق مورخین شیعہ وسنی ثابت ہی کہ بارہا حضرت
رسولخدا نے حضرت صدیق اکبر کو اکثر مہمات بزرگ پر تعینات فرمایا ہے۔
اسکے بعد کارہای شریعت کی تفصیل اسطرح درج ہی۔
اول بعد شکست احد ابوسفیان کے مقابلے کیلئے حضرت ابوبکر کو مامور کیا۔
دوم غزوہ بنی نفیر مین ایک رات ابوبکر کو امارت لشکر عطا فرمائی۔

سیوم سنہ ہجری مین غزوہ بنولحیان کو حضرت تشریف لے گئے اور آنحضرت نے سرایا روانہ کئے المومنین سے ایک سریہ کے سردار ابوبکر بھی جسکو سریہ کراع الغمیم کہتے ہین
چہارم غزوہ تبوک مین جانے کے وقت سردار لشکر بنایا۔
پنجم غزوہ خیبر مین اپنا نائب بناکر معرکہ جنگ مین بھیجا۔
ششم سال ہفتم مین جماعت بنی کلاب پر امیر ہوئے اور سلمہ بن اکوع کا رسالہ انکی ماتحتی مین تھا۔
ہفتم بنی فرازہ پر بھی یہی امیر تھے۔
ہشتم سریہ وادی الرمل پر امیر ہوئے۔
نہم بوقت خانہ جنگی بنی عمرو بن عوف آنحضرت بلال سے کہہ گئے تھے کہ اگر نماز کا وقت آجاوے تو ابوبکر سے کہنا کہ نماز پڑھاوے۔
دہم بوقت فرض ہونے حج کے انکو امیر الحج مقرر کیا تاکہ لوگونکو قواعد حج تعلیم کرین۔
یازدہم آنحضرت نے اپنے مرض موت مین جملہ اصحاب باصفا کا پیشنماز بنایا۔
اب فرمائیے کہ کونسی بات ہی کہ حضرت صدیق اکبر کو حاصل نہین ہوئی۔ الخ

اقول بحولہ تعالیٰ۔ افسوس ہی کہ ذکر تو حضرت ابوبکر کا اور لقب جناب امیر کا شامل کیا جاتا ہی یہ تو البتہ بڑے شرم ناک بات ہی کہ بروایات اہل سنت صدیق اکبر لقب حضرت علی کا ہی اور معاند لوگ القاب کو بھی غصب کرتی ہین۔
اب اہل انصاف ذرا میری طرف متوجہ ہون مین عرض کرتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے کبھی حضرت ابوبکر کو کسی کار متعلقہ شرع پر مقرر نہین کیا کبھی انکو ماہر شرع یا قاضی دین محمدی۔ یا اچھا قضا یا فیصل کرنیوالا نہین فرمایا نہ وہ کبھی

لشکرون کے سردار ہوئے بلکہ ادنی ادنی آدمیون کے تحت مین عوام لوگونکے ہمیشہ مامور رہے یہانتک کہ زمانۂ مرض الموت آنسرورمین کہ آخری موقع حصول عزت ودولت کاہی حضرت ابوبکر ایک لڑکا یعنی اسامہ بن زید کے محکوم اور تابع کیے گئے جسکو شبہہ ہو فہرست لشکر اسامہ روضۃ الاحباب مدارج النبوت واقدی وغیرہ تواریخ معتبرہ اہلسنت مین دیکھو لے۔

ہم جہانتک نظر غور سے دیکھتے ہین فقط ایک مرتبہ انکو رسولخدا صلعم نے کار شرعیت پر مامور کیا تھا مگر اسیوقت وحی نازل ہوئی کہ ابوبکر مین لیاقت اس کام کے انجام دینے کی نہین ہی۔ یہ کام خود تمھارے کرنے کاہی یا علی مرتضی کے کرنیکا تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو چنانچہ اسیوقت حضرت ابوبکر معزول کئے گئے اور کئی منزل سے واپس آئے کہ مفصل ذکر اسکا اپنے موقعہ پر کیا جائیگا علاوہ اسکے خیبر مین ایک روز انکو اور دو روز حضرت عمر کو سردار بناکر میدان جنگ مین بھیجا تھا مگر یہ دونون صاحب بڑی مشکل سے جان بچاکر بھاگ آئے۔ وجہ تقرر اس امارت کی حدیث صحیح متواتر سے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ عوام الناس مطلع ہوجاوین کہ یہ دونون صاحب قابل سرداری کے نہین ہین۔ کیونکہ تیسرے دن آنحضرت نے فرمایا۔ لاعطین الرایتہ غدا رجلا کرارا غیر فرار الی اخرہ۔ یعنی کل کو رایت ظفرآیت ایسے مرد بہادر کو دونگا جو بھاگنے والا نہین ہی اور خدا ورسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا ورسول اسکو دوست رکھتے ہین۔ تاآخر مضمون حدیث اس حدیث سے یہ تو صاف نکل گیا کہ تین روز پیشتر سے جو صاحب سردار بنکر جاتے ہین وہ فرار یعنے

بھاگ جانے والے ہین بہادر نہین ہین نہ خدا اور رسول کو وہ دوست رکھتے ہین
نہ خدا اور رسول انکو دوست رکھتے ہین - اور نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلعم کو
یہ بھی معلوم تھا کہ اس قلعہ کو وہی کرار غیر فرار فتح کریگا جسکا نام علی مرتضیٰ ہے
پس ان دونون صاحبون کو سردار بناکر بھیجنے کی کیا حاجت تھی بجز اسکے اور
کچھ قیاس مین نہین آسکتا کہ آنحضرت صلعم کو یہ منظور تھا کہ عام لوگ اس
بات کو اچھی طرح سمجھ لین کہ یہ دونون صاحب سرداری کی لیاقت نہین
رکھتے سردار واجب الاتباع صرف وہ شخص سمجھا جاتا ہے کہ کبھی دوسرے
شخص کا محکوم نہوا ہو جیسے حضرت علی مرتضیٰ کہ اول سے آخر تک ہمیشہ سردار ہی
اور کبھی کسی دوسرے شخص کے محکوم و ماتحت نہوئے اور حضرت ابوبکر و عمر کی
کیا سرداری ہمیشہ محکوم و ماتحت رہے یہانتک کہ عمرو عاص کے بھی
محکوم رہے اور اسامہ بن زید کے بھی بروئے عقل بھی سردار وہی شخص
ہونا چاہیے جو کسیکی نگاہ مین سبک اور حقیر نہو دیکھئے حضرت ابوبکر جن جن
لوگون کے محکوم و ماتحت رہے اُنکی نگاہون مین کیا وقعت باقی ہونگی
اب ہم مفصلاً ہر قول کی تردید لکھتے ہین -

قولہ اول بعد از شکست احد جب رسول خدا نے سنا کہ ابوسفیان نادم
ہوکر ارادہ رکھتا ہے کہ مدینۂ طیبہ پر حملہ آور ہو اُسوقت حضرت رسول
خدا نے حضرت صدیق اکبر کو اُسکے مقابلے کے واسطے رخصت فرمایا اور
حضرت ابوبکر صدیق نے اُسکا جاکر مقابلہ کیا -

اقول و بہ نستعین - حضرات اہل انصاف پہلے تو ہمکو القاب کا غضب کرنا بکی ہے

شکایت تھی اب ملاحظہ فرمائیے کہ معرکۂ احد و تاریخی حالات بھی غضب ہونے لگے۔ مین سخت حیران ہون
کہ کیا ان لوگون کی شرم ہی جاتی رہی عام قاعدہ ہی کہ اگر اپنے آپ مین کوئی
فضیلت یا بزرگی ہو تو جس سے مقابلہ کرتے ہین اُسکے فضائل کو چرا کر اپنے
آپ سے منسوب ہنین کیا کرتے دوسرون کی ہی فضائل منسوب کر لین۔ کجا
ابوسفیان کی واپسی کجا حضرت ابوبکر۔ یہ تو بیچارے بہ تقلید سنت یوم ہجرت
مع اپنے یار غار حضرت عمر ابن الخطاب کے اُسوقت ایک غار مین بیٹھے ہوئے
ہوؤن کی جان کو رو رہے تھے۔ انس بن مالک کے چچا جوقت اخیر مین
مدینہ سے آئے ہین اُنکو یہ دونون صاحب غار مین چھپے ہوئے ملے اور
اُنھون نے ہر چند انکو طعن و تشنیع دیے مگر ایک بھی نہ سنی یہ بات تو البتہ سنی
گئی ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر و میدان احد سے بھاگ کر ابوسفیان سے خطا
معاف کرانے کے لئے ابن ابی کی سفارش کرائی اور یہ بات تو کسی کتاب
اہلسنت مین ہنین دیکھی گئی ہی کہ آنحضرت صلعم نے اُنکو ابوسفیان کی تعاقب
کے لئے امیر لشکر کر کے بھیجا تھا۔ دراصل یہ معاملہ حضرت علی مرتضیٰ کا ہی اور
مؤلف صاحب نے کمال دانائی سے حضرت ابوبکر سے منسوب کر دیا۔ دیکھو
مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی جلد ثانی صفحہ ۸۲ کو کہ اُسمین
یہ درج ہی۔ وصل چون مشرکان بمکہ باز گشتند در خاطر اصحاب دغدغہ
راہ یافت کہ مبادا عزیمت مدینہ نمایند و غارت و تاراج کنند بنا برین علے
مرتضیٰ را رضی اللہ عنہ فرستاد از عقب مخالفان رود این خبر تحقیق نماید
پس آنحضرت خبر آمد کہ کافران بمکہ رفتند۔ انصاف والو کچھ دیکھا عجیب

دزد دلیری ہے۔ کہاں ہیں حضرات تقریظ نویسان ایسے مواقع تو ضرور ہی داد دینے کے قابل ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

واما قولہ دوم غزوۂ بنی نضیر میں حضرت نے ایک رات خوفناک میں صدیق اکبر کو امیر لشکر بنایا۔ اور خود بدولت نے اپنی دولتخانہ جنت آشیانہ میں آرام فرمایا۔

اقول بحولہ تعالیٰ۔ یہ بھی دروغ اور کذب اور افترا اور بہتان ہے حقیقت یہ ہے کہ غزوۂ بنی النضیر سکہ ہجری میں واقع ہوا۔ حضرت علی مرتضیٰ سردار وعلمدار لشکر تھے۔ دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ۱۹۶ پس در مدینہ ابن ام مکتوم را خلیفہ ساخت ورایت را بعلی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ داد و از مدینہ بیرون رفت۔ بعد اسکے لکھا ہے وحضرت پانزدہ شبانہ روز آن جماعت را محاصرہ داد۔

اور یہی مضمون مدارج النبوت میں درج ہے دیکھو صفحہ ۲۰۹ جلد دوم دیس آن حضرت صلعم ابن ام مکتوم را در مدینہ خلیفہ ساخت ولوائے عقد نمودہ بعلی بن ابی طالب داد واز مدینۂ مطہرہ بیرون آمد پس اس بات میں تو کسیکو شک نہیں ہو سکتا کہ اس غزوہ میں سردار علمدار لشکر بطور مستقل حضرت علی مرتضیٰ تھے اب رہی یہ بات کہ شب اول میں حضرت قلعۂ یہود کا محاصرہ کرکے لشکر ظفر پیکر کو مصروف محاصرہ چھوڑ کر دولت خانہ کو تشریف لے آئے۔ اور مولف صاحب نے اپنے نزدیک حضرت ابوبکر کے وقعت بڑھانے کے لئے اُس شب کو (ایک رات خوفناک) تحریر فرمایا جو کسی

کتاب سیر و تاریخ سے ثابت نہین بلکہ اُس شب کو خوفناک کہنا دالا کافر ہو جاتا
کیونکہ اگر اُس شب کو خوفناک کہا جائے تو یہ بھی لازم آئیگا کہ یہ بھی کہے کہ
آنحضرت صلعم بوجہ خوف و حراص اُس شب کے لشکر کو میدان مین چھوڑ کر
دولتخانہ مین فقط جان بچانیکو تشریف لے آئے اور ایسا عقیدہ نسبت
جناب رسالت مآب کے رکھنا بالاتفاق کفر ہی۔ پس جو کچھ کتب سیر و تواریخ
اہلسنت سے ثابت ہی وہ یہ ہی کہ پہلی شب مین فقط لشکر کو محاصرہ پر تعنات
کرنا تھا کوئی اندیشہ لڑائی مقابلہ کا نہ تھا اسلیئے آنحضرت صلعم بعد نماز عشا
لشکر کو محاصرہ پر تعنات کرکے دولتخانہ کو واپس تشریف لے آئے۔ اب رہی
یہ بات کہ بعد واپسی آنحضرت صلعم کے سردار لشکر کون تھا اور مؤلف صاحب
کو حضرت ابوبکر کی سرداری کا شبہ کیونکر ہوا۔ اسکی یہ وجہ ہی کہ بعض روات
کو اسمین شبہ ہو گیا کہ سردار لشکر اُس شب مین حضرت علی تھے یا حضرت
ابوبکر چنانچہ مدارج النبوت مین درج ہی کہ تا وقت عشا جنگ کردند و چون
با مومنان نماز عشا گزاردند حضرت باچند کس بمنزل شریف تشریف آوردند
آوردند و سایر صحابہ را کہ سردار ایشان ابوبکر بود یا علی رضی اللہ عنہ علی اختلاف
الروایتین تا بوقت صبح بمحاصرہ یہود اشتغال نمودند۔ اور چونکہ حضرت
ابوبکر کی سرداری کے موید کوئی دوسری روایت نہین ہی اور حضرت علی کی
سرداری کی تائید مین بکثرت روایات ایسی موجود ہین کہ جنسے مستقل سرداری اونکی
اس غزوہ مین محقق ہی تو لامحالہ روایت سرداری حضرت ابوبکر کی ساقط
عن الاعتبار ہو گی اور چونکہ عادت علمائے اہلسنت کی یہ ہی کہ اگر دو روایت

متضادہ دربارۂ حضرت علی اور حضرت ابوبکر کے ہوویں اور حضرت ابوبکر کی نسبت
جو روایت ہو اُسکو اپنے دلمین کیسے ہی دروغ اور موضوعی جانتے ہوں لیکن اُس
روایت پر جو حضرت علی کی نسبت ہی ضرور ترجیح دینگے جیسی حدیث سد الابواب الا باب
علی کے برخلاف ایک موضوعی حدیث کو بیان کرتے ہین جسکا دروغ ہونا اجلی
بدیہات مین داخل ہی یعنی یہ کہ مرض الموت مین آنحضرت صلعم نے سبکے دروازے
کا جو مسجد مین کھلے ہوئے تھے بند کرنیکا حکم دیا سوائے دروازۂ ابوبکر کے۔ اور یہ امر بھی مجمع
ہی کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان نواح مسجد مین بھی نہ تھا بلکہ اُنکا مکان مسجد نبوی سے
ایک میل کے فاصلہ پر محلہ سنح واقع تھا جسکا مفصل حال روضۃ الاحباب مین درج
ہی کہ حضرت ابوبکر بایام خلافت خود اس روزانہ قطع مسافت سی بہت رنج اور تکلیف
پاتے تھے مگر علمائی اہلسنت باوجود صحت و تعدد روایات حدیث متعلقہ حضرت علی کے اس
جعلی اور موضوعی روایت کو ترک نکرینگے ایسا ہی حال اس روایت کا ہے
کہ کسی راوی نے خواہ غلطی سے یا حسب عادت دیدہ و دانستہ براہ کذب
و افترا سرداری مین نام حضرت ابوبکر کا بیان کر دیا لیکن دوسری روایت بدعا
کثیرہ برخلاف اسکے موجود ہین کہ حضرت علی اُس شب محاصرہ مین سردار
تھے اور آپکے مستقل سردار غزوہ ہونیکی روایات بھی بلا کسی خلاف و
نزاع کی موجود ہین تو مثلاشی حق اور منصف آدمی ہرگز اُس موضوعی روایت
پر اعتبار نکریگا۔ خصوصًا مناظرہ مین ایسی روایات پر جاہل بھی استدلال
نہین کیا کرتے (کہ اُس شب ابوبکر سردار تھے یا حضرت علی سردار تھے)
یعنی جبکہ خود ہی شبہ اور شک مین پڑے ہوئے ہو کہ ان دونون مین سے

حضرت نے صدیق اکبر کو اپنا نائب بنا کر بھیجا چنانچہ اُس روز صدیق اکبر سے سخت بڑی جنگ واقع ہوئی۔

اقول وبہ نستعین ہان خیبر میں تو البتہ حضرت ابوبکر سردار ہوئے بلکہ حضرت عمر بھی لیکن ساتھی اسکے یہ بات بھی کھل گئی۔ کہ آنحضرت صلعم نے ان ہر دو اصحاب کو یکے بعد دیگرے اسی لئے سردار مقرر کیا تھا کہ لوگ اچھی طرح سمجھ لین کہ یہ دونوں قابلیت سرداری کی نہین رکھتے چنانچہ جمیع کتب واحادیث اہل سنن مین یہ حدیث صحیح اور متواتر درج ہی کہ جب شیخین متواتر تین روز تک مقابلہ حارث ومرحب یہودیان سے فرار ہوئے تو آمروز شام کو یہ فرمایا لاعطئن الرایتہ غداً رجلاً کراراً غیر فرار ایحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل کے دن رایت لشکر ایسے مرد کرار اور بہادر کو دونگا جو ہرگز بھاگنے والا نہین ہی اور خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین وہ واپس نہوگا تا آنکہ خدائے تعالی اُسکے ہاتھوں پر فتح دے سو قربان یا رسول اللہ آپکے نور حکمت ورسالت کی۔ دب۔ آپ خوب جانتے تھے کہ علی مرتضی کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور شیخین بھاگ جانے والے ہین نہ خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہین نہ خدا اور رسول اُنکو دوست رکھتے ہین پھر ان بیچارون کو سرداری پر مقرر کرنے کی کیا حکمت تھی۔ وہ یہی حکمت تھی کہ یہ لوگ ضرور ایکدن اپنے آپکو علی کا مدمقابل بنائینگے اور انکی ذریات مومنین پاک دین سے مناظرہ کیا کرینگی اُسوقت سب پر ظاہر ہوجائے کہ یہ لوگ قابل سرداری و خلافت نہ تھے۔

قولہ ـ سال ہفتم مین حضرت ابوبکر کو ایک جماعت کلاب پر سردار مقرر کیا۔
اقول اگر بنی کلاب کی سرداری ثابت بھی ہو تو کچھ فخر کی بات نہین مگر
یہ بھی دروغ ہے سال ششم مین بنی کلاب پر سریہ بھیجا گیا اسکے سردار محمد بن
مسلمہ انصاری تھے اور دوسرے سریہ کے سردار ضحاک بن سفیان تھے۔
دیکھو صفحہ ۲۰۱ و ۲۰۱ مدارج النبوت گو کہ اسمین مطلق ذکر بھی حضرت ابوبکر کا
نہین۔ البتہ سال ہفتم مین متعدد سرایا روانہ ہوئے اگر کسی سریہ پر بھی
بھیجے گئے ہون تو دلیل سرداری نہین ہے کیونکہ یہ حضرت سرایا کے سردارون کو
بھی ماتحت بکثرت رہے ہین۔
قولہ ہفتم قوم بنی فزارہ پر بھی امیر لشکر ابوبکر ہی تھے۔
اقول ـ اسمین کیا فخر کی بات ہے ادنی ادنی صحابی سریون کے سردار ہوا ہین
جیسے سریہ ابوسلمہ بنی اسد و سریہ عبداللہ بن انیس بر سفیان ہذلی و سریہ
محمد بن مسلمہ بقرطا و سریہ عکاشہ بن محصن اسدی بغمر و سریہ محمد بن مسلمہ بذی القصہ
و سریہ ابوعبیدہ و سرایائے زید بن حارثہ جموم و عیص و سریہ زید بر نسبکہ
از قبیلہ فزارہ و سریہ بشیر بن سعد بر بنی مرہ سریہ غالب بن عبداللہ بینعہ
و سریہ الضاکہ بنی ملوح و سریہ الخبط ابوعبیدہ بر قبیلہ جہنہ جسمین حضرت
عمر بھی ماسور و محکوم تھے سریہ عمرو بن عاص جسمین حضرت ابوبکر و عمر دونوں
ماتحت تھے۔ سریہ ابوقتادہ سریہ عیینہ بن حصین فزاری سریہ قطبہ بن عامر
قبیلہ خثعم۔ لیکن اسمین فضیلت کی بات نہین ہے فضیلت فقط اس بات مین
ہے کہ ہمیشہ سردار و امیر مقرر ہوئے ہون اور کبھی کسیکے ماتحت نہ رہے ہون۔

قولہ ہشتم سریہ وادی الرمل مین حضرت ابو بکر سردار ہوے۔

اقول یہ البتہ سچ ہی اور مزید بران یہ کہ حضرت عمر بھی سردار ہوے اور پھر ان دونون اصحاب پر عمرو عاص سردار ہوئے اور تینون صاحب بخوف جان بھاگ کر چلے آئے تب آنحضرت صلعم نے ان تینون سردارون پر حضرت علی مرتضی کو سردار مقرر کیا تب فتح ہوئی دیکھو کتب معتبرہ سیر اہلسنت کو کہ ملا غیاث الدین کتاب حبیب السیر مین لکھتے ہین۔ بعد از غزوہ تبوک اعرابی بمدینہ آمدہ بسمع شریف حضرت مقدس نبوی رسانید کہ قومی از عرب در وادی الرمل مجتمع گشتہ داعیہ دارند کہ شبخون بر سر اہل یثرب آرند بنا بران نبی آخر الزمان لوای بابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عنایت کردہ آنجناب را بسر وادی مجمعی از اصحاب صفحہ وغیرہ الیشان گردانیدہ وبدفع شر آن جماعت نامزد فرمودہ حالانکہ ایشان در وادی کثیرۃ الحجارۃ والاشجار کہ انحدار دران دشوار بود منزل داشتند وابوبکر رض چون بدانجا رسیدہ یکبار کفار از اطراف وجوانب حملہ آوردہ سپاہ اسلام انہزام یافت۔ آنگاہ حضرت رسالت رایتے دیگر بستہ بعمر خطاب ارزانی داشت و آنجناب را با طائفہ از مسلمانان جہت تدارک آن مہم ارسال فرمود فاروق اعظم بسیر طریق صدیق اکبر ہزیمت خوردہ باز آمد۔ وعمر عاص متکفل سر انجام آن امر گشت واو نیز بیے ازانکہ مہمے از پیش برد بمدینہ باز گردید۔ بعد ازان حضرت مقدس نبوی جہت جناب ولایتمآب حضرت مرتضی علیہ السلام لوائی عقد فرمودہ آنجناب را سردار سپاہ ظفر پناہ گردانید و فرمان داد کہ تخمین رضا [illegible]

وعمر عاص نیز بآن لشکر دراں سفر مرافقت نمانید وازاں اسلوب شاہ مرداں تجاوز جائز ندارند۔ تا آخر ذکر فتح۔

قولہ نہم بوقت خانہ جنگی باہم گروہی عمرو بن عوف بغیبت آنحضرت نماز عصر حضرت ابوبکر نے پڑھائی باجازت آنحضرت صلعم کے۔

اقول یہ بھی غلط ہی شاید مؤلف صاحب کو بجای عبدالرحمن بن عوف کے نام حضرت ابوبکر یاد رہگیا۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ اگر یہ قول صحیح بھی ہوتا تو کیا فخر تھا ابن ام مکتوم نابینا تھے اور اکثر مسجد نبوی مین باجازت پیمبر خدا صلعم نماز پڑھایا کرتے تھے اور جبکہ یہ مسئلہ مسلمہ اہل السنن ہی کہ ہر بر وفاجر نماز کا امام ہوسکتا ہی پھر ایسے فعل پر استدلال ہی کرنا فضول ہی۔

قولہ دہم جب نوین سال ہجرت کے حج فرض ہوا تو آنحضرت صلعم نے بوجہ لاحق ہونے کاروبار کے خود نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر کو امیر الحج مقرر کرکے بھیجا۔

اقول بحولہ تعالی بیشک رسولخدا صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو اس کام پر مامور فرمایا اور حضرت ابوبکر ایک دو منزل تک چلے بھی گئے لیکن بعد مین جبریل امین نازل ہوے اور حکم لائے کہ ابوبکر تمھاری نیابت سے یا تمھاری طرف سے کار تبلیغ رسالت کو انجام نہین دیسکتے تم خود اس کام کو انجام دیسکتے ہو یا علی مرتضی انجام دیسکتے ہین اسلئے تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو معزول کرکے جناب علی مرتضی کو انکے عقب سے روانہ فرمایا اور حضرت علی مرتضی نے حضرت ابوبکر کو راستہ مین ہی جالیا اور سورۂ برات اُنسے لیکر اُنکو معزول کردیا کو وہ مدینہ کو

واپس چلے آئے اور حضرت خلیفہ برحق مع سورہ برات و لشکر باتحت خود مکہ کو
تشریف لیگئے حضرت ابوبکر نہایت غمگین ہوکر رسولخدا کے پاس آئے اور عرض کی
کہ مجھسے کیا قصور ہوا کہ مین معزول کیا گیا تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمھارے
روانگی کے بعد جبرئیل مین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ یہ کام متعلق رسالت کے
ہر شخص اسکو آپکی نیابت سے انجام نہین دیسکتا مگر آپ انجام دیسکتے مین
یا علی مرتضی کہ آپ مین سے ہین انجام دیسکتے ہین اسلئے مین نے ایسا کیا۔
یہ ملخص روایات صحیحہ اہل سنت کا ہی۔ دیکھو خصائص امام نسائی۔
قال اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عفان وعبد الصمد قالا حدثنا
حماد بن سلمہ عن سماک بن حرب عن انس قال بعث النبی صلعم ببراۃ
مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لاینبغی ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی
فدعا علیا واعطاہ ایاہ۔ یعنی کہا انس بن مالک نے کہ آنحضرت صلعم نے
ابوبکر کو تبلیغ سورہ برات پر مامور کردیا مگر بعد اسکے انکو واپس بلالیا اور فرمایا
ہرگز کوئی شخص قابلیت تبلیغ اس رسالت کی نہین رکھتا سوائے اوس
شخص کے جو میرے اہلبیت سے ہو پس بلایا علی مرتضی کو اور سورہ برات انکو
عطا کی۔ دوسری روایت خصائص مین مفصل یہ ہے
عن علی ان رسول اللہ صلعم بعث ببراۃ الی اہل مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ
بعلی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ الی اہل مکۃ قال فلحقتہ فاخذت
الکتاب منہ فانصرف ابوبکر وہو کئیب فقال یا رسول اللہ انزل
فی شیء قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اہل بیتی

یعنی رسولخدا صلعم نے ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورۂ برات کیطرف اہل مکہ کی مقرر کیا اور پیچھے اُنکے حضرت علی کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ ابوبکر سے کتاب لیلو اور تم اُس کتاب کو لیکر طرف اہل مکہ کے جاؤ۔ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ مین جا ملا ابوبکر سے راہ مین اور اُنسے وہ کتاب لیلی پھر واپس ہو گئے ابوبکر مدینہ کو بہت غمزدہ ہوکر اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میرے بارے مین کچھ نازل ہوا فرمایا نہین لیکن یہ حکم مجکو ہوا ہے کہ یہ تبلیغ رسالت خود مین کرون یا وہ شخص کرے جو میرے اہلبیت سے ہو اور اسیکے قریب قریب تیسری روایت سعد سے مروی ہی۔ قال بعث رسول اللہ صلعم ابا بکر ببراۃ حتی اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا رضی فاخذھا منہ ثم سار بہا فوجد ابو بکر فی نفسہ فقال کتا اجابا رسول اللہ صلعم انہ لا یودی عنی الا انا او رجل منی۔ یعنی رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو تبلیغ برات پر مقرر کیا جس وقت وہ راستہ مین تھے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اس کام پر مقرر کرکے بھیجا اور حضرت علی نے وہ سورہ اُنسے لیلیا اور سورۂ برات کو لیکر مکہ کو چلے گئے اسپر ابوبکر اپنے جی ہی جی مین بہت کچھ غصے ہوے اور رسولخدا سے اس بارہ عرض کی تو فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ میری طرف سے کوئی شخص ادا پیغام و رسالت نہین کر سکتا الا مین خود یا وہ شخص جو خاص مجھسے ہی۔ یہ کیفیت اس امارت کی ہی اور واقعی اکیلا یہ قصہ حق پسند اور انصاف دوست لوگون کے سمجھنے کے لئے صدہا کتب کی ملاحظہ سے

بڑھکر ہی۔ یعنی بحکم وحی یہ امر طی ہو چکا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم کے متعلقہ امور
کی تبلیغ وغیرہ کوئی شخص آپکا نائب یا خلیفہ ہوکر انجام نہین دیسکتا بجز
اسکے کہ خود آنحضرت تبلیغ رسالت کرین یا آپکے اہلبیت مین سے علی مرتضے
پس جبکہ حضرت ابوبکر قابلیت ادائے ایک پیغام یا رسالت کے نیابتاً
پیغمبر خدا صلعم کی نرکھتے تھے تو بہت صاف بات ہی کہ وہ ہرگز قابل خلافت
عام آنحضرت صلعم کے بدرجہ اولی نہ تھے اور اسی حکم الٰہی سے ثابت ہوگیا
کہ پیغمبر خدا کے جانشین برحق اور خلیفہ مطلق حضرت مرتضی تھے۔ فقط
اسی ایک فقرے سے پورے طور پر بیخ کنی مذہب اہل سنن کی ہوگئی [4]
مگر جب روایات صحیحہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ سے ہی معزول
ہوکر واپس مدینہ مین آگئے تب اپنا سا منھ لیکر رہ جاتے ہین کیونکہ بموجب
قاعدہ نقاد محدثین ہرگز روایات واپسی پر جرح عاید نہین ہوسکتا کہ انکو
ضعیف ہی بتلا کر اپنا پیچھا چھڑا دین۔

قولہ یازدہم شب سہ شنبہ سے صبح دوشنبہ تک جملہ اصحاب باصفا کا
پیش نماز بنایا۔

اقول یہ بھی محض افترا ہی اور سوال اول کی جواب کی تردید مین مفصل
ذکر اسکا ہو چکا کہ نہ حضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کی پیشنمازی کا حکم دیا نہ انکی
مرضی سے نماز پڑھانے کھڑے ہوئے فقط عورتون کی سازش سے
پیش نماز ہوگئے تھے کہ ایک رکعت کے بعد معزول کئے گئے۔ دیکھو
روایت عبداللہ بن زمعہ مندرجہ مدارج النبوت۔

[4] مطلب متعصبین علماء اہلسنت اس واقع کو زبان پر نہ لاکر ذکر سورہ برات کو چھپا کر فقط امیر الحج ہونے کا ذکر کرتے ہین اور روایات جعلی بناکر ان کو مکہ تک پہنچاتے ہین۔

اسکے بعد مؤلف صاحب نے یہ لکھا ہی کہ اگر حضرت ابوبکر کی نسبت جہاد کا نکرنا تسلیم کیا جاوے تو حضرات حسنین علیہم السلام کی نسبت بھی جہاد کا نکرنا ثابت ہی اور عہد خلافت علی مین اکثر محمد بن حنفیہ لڑائی پر جایا کرتے تھے تو بہ نسبت حسنین علیہم السلام کے محمد بن حنفیہ زیادہ ترلائق امامت کے ٹھہرتے ہین۔ یہ فقط معترض کی سمجھ کا فتور ہی حضرت ابوبکر کی نسبت یہ الزام نہین لگایا جاتا کہ وہ جہاد مین مامور نہین ہوئے یا جہاد کو نہین گئے بلکہ یہ الزام لگایا جاتا ہی کہ جہاد پر مامور ہوتے تھے اور وہان سے بخوف جان بھاگ آیا کرتے تھے جیسا احد مین غار کے اندر چھپ گئے۔ خیبر مین فرار ہوگئے۔ خندق مین عمرو بن عبد ود سے منھ چھپا لیا حنین مین باوجود بیعت نکث بیعت کرکے فرار ہوگئے جیش اسامہ سے بطمع دنیاوی تخلف کیا۔ حضرات حسنین علیہم السلام وہ مرد میدان شجاعت تھے کہ چشم روزگار نے ایسے نہ دیکھے ہونگے۔ جس معرکہ مین جلوہ فرما ہوے وہ ایک ہڑ مچ گئی۔ نہین سنا کہ ابن ملجم ملعون کا سر ایک ہاتھ مین کتنی دور اڑایا کربلا کا حال تو بزرگون سے سنا سنایا بھول نہ گئے ہونگے۔ علاوہ اسکے حضرات حسنین علیہم السلام امام منصوص ہین وہ ہر حالت مین امام ہین خواہ جہاد کرین یا گھر مین بیٹھ رہین۔ جیسا کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلعم نے ہما امامان قاما او قعدا یعنی وہ دونون امام ہین خواہ جہاد کرین یا بیٹھ رہین۔ خانہ نشینی انکی کیا کسی اعتراض کے قابل ہی اور پھر اعتراض بھی کون کرے وہ امت ناہنجار جو اپنے رسول کے پیارے نواسون

واجب الاتباع اماموں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر ملعونوں کا فرون منافقون فاسقون کے مطیع اور تابعدار بنگئے خدا اور رسول سے کچھ شرم نکی جنہنے دو روٹیاں کھانیکو دین اُسکا کلمہ پڑھنے لگے اور انجام کار اُنھین فساق و فجار ملاعین کے کہنے سے آپ اپنے رسول زادون کو قتل کر ڈالا ممین سے کسیلی نصرت نکی اب کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اماموں پر اعتراض ہی کہ کسینے خروج نکیا کسینے جہاد نکیا ای مسلمانون خدا سے ڈرو کچھ تو اُسکے رسول سے شرم کرو کیا تمسک عترت اسکے معنی ہین کہ حضرات حسنین کو یزید وغیرہ ملاعین کی خوشنودی کے لئے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالو- باقی آئمہ علیہم السلام کو طرح طرح سے ایذائین پہونچاؤ اُنکے دشمنون کے غلام بنے رہو اُنسے دشمنی رکھو ضرور ایکدن منتقم جبار کی حضور مین کھڑی ہوی ہوگے اور وہان کوئی جواب بن نہ آئیگا بجز رونے اور دانت پیسنے کے الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون- یہ قول مؤلف کا کہ امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ مین خانہ جنگی ہوئی یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ آپس مین لڑے مؤلف کی بڑی لیاقت تاریخ دانی پر دلالت کرتا ہی-

کتب صحیحہ اہل سنت مین کہیں ان حضرات کی خانہ جنگی کا ذکر نہین شاید مؤلف نے وہ قصہ تحکیم حجر اسود کا کتب اہل سنت مین دیکھکر گمان خانہ جنگی کا کیا ہی لیکن جن لوگوں کی دماغ مین کچھ بھی خلط عقل نہین ہو وہ تو

اس قصہ سے خانہ جنگی کے آثار معائنہ نہین کرتے ملا جامی نے شواہد مین
لکھا ہی کہ حضرت امام زین العابدینؑ اور محمد بن حنفیہ مین گفتگو درباب
امامت کی ہوئی محمد بولے کہ مین عمر مین بڑا ہون مین زیادہ مستحق امامت
ہون حضرت امام زین العابدین بولے کہ ای چچا یہ تمھارا حق نہین اسپر
دونون نے حجر اسود کو حکم قرار دیا اور دونون حرم کعبہ مین آئے پہلے
محمد بن الحنفیہ نے حجر اسود کے روبرو اپنا دعوی بیان کیا حجر اسود سے
کچھ جواب نہ آیا بعد ازان امام زین العابدین علیہ السلام نے دعوی
اپنا بیان کیا اسپر اول حجر اسود کانپ اٹھا اور بزبانی فصیح عربی گویا
ہوا کہ ای محمد بن حنفیہ اس بات کو تسلیم کرے کہ حق امامت دو صایت
بعد حسین بن علی کے حق علی بن الحسین کا ہی معتقد امامیہ یہ ہی کہ حضرت
محمد بن الحنفیہ درحقیقت طالب امامت نہ تھے بلکہ یہ واقعہ تحکیم حجر اسود
یون کیا کہ تا سب لوگ اس معجزہ باہرہ کو دیکھکر قائل امامت حضرت
امام زین العابدین کے ہون - اسی قسم سے قضیہ حضرت زید کا ہی
خدا نخواستہ بھائیون مین کسیدن بھی نوبت جنگ یا خانہ جنگی کی
نہ پہونچی اگر انھون نے زمانہ کے اس رنگ کو دیکھکر کہ ادنی ادنے
عرب کے خاندان جو دین و اسلام مین کوئی مرتبہ نہین رکھتے تھے اور
نخواہ خلیفہ یا بادشاہ بنگئے کوئی ارادہ یا تدبیر حصول سلطنت یا
خلافت کا کیا تو عجیب بات نہ تھی کیا آل مروان اور آل ابو سفیان سے
بھی آل رسول کا کم رتبہ تھا مگر امت ناہنجار کی بغیرتی کو دیکھئے کہ

آل رسول کو قتل کرا کر الگ ہوگئے پہلے تو اس اعتبار پر کہ حضرت زید سبت اچھے آدمی ہین مثل اپنے خاندان کے خلفاء ثلثہ سے تبرا نہین کرتے اُنکے ساتھ ہوگئے اور جب بادشاہ وقت نے دھمکایا اور طمع دی اُنسے منحرف ہوکر بہت لوگ خود امام بنگئے اور قاضی و مفتی بنکر دنیا مین شہرت حاصل کی اور اُنکو شہید کرا دیا۔

حضرت امام آخر الزمان کی نسبت جو مؤلف نے یہ گستاخانہ فقرہ لکھا ہے کہ ننا باجی آوین نہ ٹھنٹھ بجے۔ یہ بھی حضرت کی عقلمندی ہے کہ شیعون کے مقابلہ مین ایسے الفاظ تحریر کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ شیعہ ایسا کچھ لکھنا جانتے ہین کہ پھر حضرت کو پیچھا چھڑانا مشکل پڑجائے اور انجام کار تالیف کے نام سے توبہ کرنی پڑے۔ مگر مین فقط اس لحاظ سے جواب ترکی بہ ترکی نہین دیسکتا کہ میرا مقصود اس رسالہ کی تحریر سے یہ ہی کہ ہر شخص بلا کسی نفرت اور اکراہ کے اس کتاب کو مطالعہ کرے۔

واما قوله واضح ہو کہ یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ درباب شورے ہوا اب اون آیات کی طرف متوجہ ہوتا ہون کہ جنکی تاویلات غلط شیعون نے لگا کر حضرت علی کو حضرت ابوبکر رض بلکہ سائر صحابہ پر فضیلت و ترجیح دیدی ہے۔

اقول بحوله تعالیٰ شعر۔ تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی + سبحان اللہ اچھی بحث شوری مین کیا کار نمایان کیا تھا کہ مسئلہ ترجیح و فضیلت کو لے دوڑے۔

کوئی مسلمان اس بات کو نہین کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکر یا کسی اور صحابی
کو نعوذ باللہ حضرت علی سے درجہ مساوات حاصل تھا بعض روایات
اہلسنت مین جو اس قسم کی وارد ہوئی ہین - کہ اصحاب مین سب سے
زیادہ افضل ابوبکر تھے وہ سب موضوعی اور جعلی روایات ہین کیونکہ
فضیلت اور ترجیح کے لئے ضرور کسی قسم کے اسباب و وجوہات ہوتے
ہین اور وہ اسباب یا تو باعتبار اعزاز دنیادی ہوتے ہین یا باعتبار
اعزاز دینی مثلاً کہا جاوے کہ فلان شخص نبی زادہ ہی یا شاہزادہ
پس لامحالہ وہ افضل ہوگا جولاہہ زادہ اور فاسق زادہ سے اسیطرح
عالم افضل ہی جاہل سے اور شجاع افضل ہی جبان اور نامرد سے اور
اور سخی افضل ہی لئیم وبخیل سے - ایسا ہی دینی اعزاز کا حال ہی کہ جنکو
خدانے معصوم وطاہر بنایا ہی وہی لامحالہ افضل ہین بخیل اور غیر معصوم
سے بہشتی افضل ہین دوزخیون سے یا جہاد مین قائم رہنے والے
افضل ہین بھاگ جانے والون سے - اب اہل انصاف خود سمجھ
سکتے ہین کہ عموم صحابہ کو کیا نسبت ہی حضرت علی سے بقول شاعر -

کہے یون جو چاہے کوئی بیر سے ✣ پہ نسبت علی کو نہین غیر سے ✣

حضرات اس شعر کو شیعہ کا شعر سمجھکر حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا یہہ
شعر پورا ترجمہ روایت عبداللہ ابن عمر کا ہی کہ جسوقت اُنسے بابت حالات
علی وعثمان کے سوال کیا تو اُنھون نے صاف کہا کہ علی کو اورون سے
نسبت مت دو وہ سب بڑے مقرب رسو لخدا کے ہین سدیکھو ہم سبکے

دروازے بند کرا دیے اور انکا دروازہ کھلا رکھا۔ علاوہ اسکے آقا اور غلام (ن) کی کیا برابری جبکہ احادیث و نصوص قرآنی صاف طور پر صادر ہیں کہ علی مرتضی تمام مومنین کے ولی و مولا و امام و سردار و یعسوب ہین پس اگر صحابہ زمرہ مومنین مین داخل ہین تو پھر اپنے مولا سے کسطرح برابری کر سکتے ہین دیکھو آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ الخ و حدیث ھو ولیکم بعدی و حدیث من کنت مولاہ (یعنی مولاہ) و حدیث انہ سید المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین۔

حضرات اہل تسنن لفظ صحابی پر ناحق فریفتہ ہوتے ہین حالانکہ بموجب انکے عقاید کے منجملہ ہزارہا صحابیون کے فقط دو چار ہی قابلیت بہشت مین جانیکی رکھتے ہین جیساکہ مروی ہی۔

اخرج الترمذی والحاکم ان النبی صلعم قال ان الجنۃ التشتاق الی ثلاثۃ علی و عمار و سلمان۔ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بہشت البتہ تین شخصون کی مشتاق ہی اور وہ تین علی و عمار و سلمان ہین اور دوسری حدیث محبت کے بارہ مین ہی کہ خدا چار شخصون سے محبت رکھتا ہی اور انہین چارون سے محبت رکھنے کا حکم خدا نے رسول اللہ کو دیا۔ اور وہ علی اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہین جیساکہ مروی ہی۔ واخرج الترمذی والحاکم و صححہ عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبھم قیل یا رسول اللہ سمھم لنا قال علی منھم یقول ذلک ثلاثا ابوذر والمقداد و سلمان۔

یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ خدا تعالی نے مجھے چار شخصون کی محبت کا حکم دیا
اور خبر دی کہ خدا تعالی بھی انسے محبت رکھتا ہی لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
انکے نام ہمکو بتا دیجیے تو فرمایا کہ انھین سے علی ہین اور کہتے ہین کہ باقی تین شخص
ابوذر و مقداد و سلمان ہین پس فرمایئے کہ باقی اصحاب کی کیا فضیلت ہوئی۔
اب اگر یون کہا جائے کہ دس اصحاب کی نسبت بہشت مین جانے کی بشارت
ہی جنکو عشرہ مبشرہ کہتے ہین لیکن ایسی کوئی حدیث صحیح ثابت نہین ہوئی کہ
جسمین عشرہ مبشرہ کا ذکر ہو اور کسی خاص وقت مین مثال اربعہ مندرجہ
بالا بشارت دیگئی ہو اور برخلاف اسکے منجملہ اصحاب کے بارہ ملکہ چودہ کا
شخصون کی نسبت یہ حکم ہی کہ وہ ہرگز بہشت کی صورت بھی نہ دیکھینگے
اور شتر کا سوراخ سوزن سے گذر جانا آسان ہی اور ان اصحاب کا بہشت
مین جانا مشکل ہی اسی پر صحابہ کی خیر و شر کو قیاس کرلو کہ منجملہ ہزارون کے
اگر چار یا پانچ یا بالفرض محال دس کے لئے بشارت ہی تو چودہ کے لئے ممانعت
بہشت ہی دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ذکر شب عقبہ ہنگام واپسی از تبوک۔
مؤلف صاحب اسرار الهدی نے برخلاف آداب و طریقہ
مناظرہ کے محض جوش تعصب مین اصل مقصد اور جواب سوال کو چھوڑکر
یا عاجز آکر پیرایۂ طعن و تشنیع شروع کرکے بعض آیات قرآنی کے معنی اور تفسیر
بے مدعیانہ بحث کی ہے۔
اول نسبت آیۃ مباہلہ کی تفسیر کاشانی کے اس فقرہ پر (سقف
کہ از جملہ احبار بود گفت ای قوم اگر محمد فردا با اصحاب خود بیرون آید هیچ اندیشہ

مکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص و اقربائی خود بیرون آید از مباہلہ وی حذر کنید م یہ پر زور اعتراض وارد کیا) نعوذ باللہ ملا صاحب کی اس قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نتھے بلکہ حضرت کے خواص اقربا یعنی امام المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب وہ قوت اسد اللہی و ہیئت موسوی رکھتے تھے کہ جنکے طفیل مین حضرت رسولخدا بھی نجرانیون پر غالب ہوئے اگر جناب امیر رسولخدا کے ہمراہ نہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اتر آتا ہرگز رسولخدا نجرانیون پر کامیاب نہوتے تا آخر ہذیانات و مزخرفات اقول بحولہ تعالی۔ اب تو منصف مزاجون کو شک نہ رہا ہوگا کہ مخالفت اہلبیت پیغمبر کسقدر انسان کی عقل و بصیرت کو زائل کر دیتی ہی بھلا اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی کہ مباہلہ کے معنی سے تو آگاہ نہین اور کتاب تصنیف کرنے بیٹھگئے مؤلف صاحب مباہلہ کے معنی جنگ و جدال سمجھے ہوئی ہین۔ یہ تو عام قائدہ اور ہر شخص کے سمجھنے کے قابل بات ہی کہ جب مابین دو شخصون کے حلف یا قسم ہوتی ہی تو فریق ثانی اپنے فریق مخالف کی اسی قسم کو موثق اور معتبر جانیگا کہ جو اسنے اپنی کسی پیاری چیز کی قسم کھائی ہوگی۔ مثلاً کوئی شخص اپنے پسر یا دختر یا باپ یا بھائی کی قسم کھائے تو بہ نسبت اس شخص کی قسم کے جو اپنے نوکر چاکر غلام سالہ سسر کی قسم کھائے ضرور معتبر اور قابل یقین سمجھے جائینگے۔ پس اگر نصارائے نجران نے اپنے دل مین اس بات کو قرار دیا کہ اگر آنحضرت صلعم مع اپنے اقربا و اولاد کے مباہلہ مین قسم کھاوین تو سمجھ لیناکہ وہ اپنے قول مین سچے ہین۔ اور اگر مع اصحاب اگر قسم کھاوین اور اولاد

کو علیحدہ رکھین تو سمجھ لو کہ وہ سچے نہین ہین تو کیا مضائقہ ہی یہ تو عام دستور کی
بات ہی کوئی محل اعتراض نہین اگر منشی صاحب مباہلہ کے معنی سمجھتے یا اس
قصہ سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسے برافروختہ نہوتے۔ مگر منشی صاحب نے جس
معنی مین یہ اعتراض کیا ہی مین اس معنی مین بھی بہت اچھی طرح اطمینان
کردیا جانتا ہون۔ اب مؤلف صاحب فرض کرین کہ مباہلہ کے معنی مجادلہ
اور جنگ کے ہین اور نصرانیون نے آپس مین یہ کہا کہ اگر آنحضرت صلعم کل عرب
سے لڑنے فقط بمعیت حضرت علی کے آوین تو اُنسے ہرگز نہ لڑنا اور اگر جملہ
اصحاب کو ساتھ لیکر آوین اور حضرت علی اُمین نہون تو ہرگز مت ڈرنا۔
اسکی یہ وجہ ہی کہ جسقدر غزوات و معارک آنحضرت صلعم نے کفار سے کئے اونکے
مفصل حالات تمام عرب مین منتشر ہوگئے تھے اور سب لوگ جان گئے تھے کہ فقط
آنحضرت صلعم کے اقربا وقت کام آتے ہین اور اصحاب یعنی یار لوگ وقت
سختی کے حضرت کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہین اور تقسیم غنیمت کے وقت جمع ہوجاتے
ہین کیونکہ سبنے دیکھلیا کہ جب پہلے پہل بدر پر لڑائی ہوئی اور لشکر قریش سے تین
کافر طالب جنگ نکلے اور لشکر اسلام سے انصار اُنکے مقابل ہوئے تو انھون نے
انصار کو واپس کرکے کہا کہ ہمارے کفو والون کو بھیجو مگر یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر
و عمر پسینہ پسینہ ہوگئے اور مہاجرین مین سے کوئی نہ نکلا مجبور حضرت کے اقربا یعنی
ایک تو وہی مرد میدان شجاعت و ولایت جسکے نام اور ذکر سے مولف کے
تن اور بدن مین آگ لگتی ہی دوسرے عم رسول مختار حمزہ نامدار تیسرے
ابوعبیدہ بن حارث بن عبد المطلب چچازاد بھائی آپکے نکلے اور کافرون کو

مار آپ بھی زخمی اور شہید ہوئے جنگ احد مین بھی سب نے دیکھ لیا کہ یار غار ون
مین جا چھپے فقط ایک بھائی خون کا شریک باقی رہگیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب اور
مدارج النبوت کو کہ سوائے حضرت علی کے سب بھاگ گئے اور بھاگنے والے کافر
ہوگئے جیسا کہ درج ہے کہ آنحضرت نے پوچھا کہ ای علی تم مثل اور اصحاب کے کیون
نہین بھاگے تو آپنے فرمایا کہ کیا مین بھی بعد ایمان لانے کے کافر ہوجاتا
بدرستیکہ مجھے آپ سے اقتدا ہے یارون سے مجھے کیا کام جو آپ کو تنہا
چھوڑ کر بھاگ گئے۔
جنگ خندق مین سب نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے کئی کئی بار زبیر
وغیرہ کو اور خصوصاً حضرت عمر کو حکم دیا کہ عمر بن عبدود کا مقابلہ کرو مگر
صاف منکر ہوگئے اور کانون پر ہاتھ رکھ گئے مجبور وہی بھائی کام آیا جو
خون اور گوشت مین شریک تھا اور جاتے ہی اُس الکفر کو جو برابر ایک
ہزار سوار کے سمجھا جاتا تھا قتل کیا چنانچہ فرمایا مخبر صادق نے المبارزت
علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم
القیمہ۔ یعنی البتہ علی کی یوم خندق میری تمام امت کے اعمال سے
افضل ہے جو کچھ کہ وہ قیامت تک کرین منصف لوگ حضرات شیخین کے
مرتبہ کو اس موقعہ پر قیاس کرین کہ اگر وہ تمام الزامات سے بری ہوکر
صاف اور خالص مسلمان اور داخل زمرۂ امت محمدی قرار دیجاوین
تو شاید کوہ ابو قبیس کے آگے ایک دانہ خردل سے تجاوز نکرین۔ قدر شناسان
نہین اس موقعہ پر کچھ تدبر فرمائین فقط زبانی جمع خرچ سے کچھ کام نہین

چلتا کہ فلان سے فلان افضل ہے۔
اسکے بعد خیبر مین دیکھا اُسکے بعد حنین مین دیکھا کہ اقربا رجدید الاسلام مثل ابنا رعباس تک رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر نہ بھاگے اور بدستور قائم رہے اور حضرت ابوبکر وعمر وجملہ اصحاب خصوصًا شرکاء بیعت الرضوان ایسے فرار ہوئے کہ بیعۃ الرضوان کی نکث کا بھی خیال نہوا جسکی بابت صاف حکم تھا کہ دیکھو یہ بیعت ایسی ہی کہ گویا خدا کا ہاتھ بیعت کنندگان کے ہاتھ کے اوپر ہی جو کوئی اس بیعت کو توڑیگا وہ اپنے نفس پر توڑیگا یعنی اپنے کئے کی سزا پاویگا۔ مگر بھاگنے والون کو اسکا بھی ہوش نرہا یہانتک کہ رسول صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ آواز بلند پکارو اور بیعت یاد دلاؤ اور اس طرح پکارو یا اصحاب السمرۃ سمرہ نام اُس درخت کا تھا جسکے نیچے بیعت واقع ہوئی۔
منشی صاحب ہی فرمائین کہ نصارائی نجران پھر ایسے اصحابون سے کیون ڈرتے۔
واما قولہ اب سنیئے کارگزاران شریعت محمدی کی جد وجہد کا حال تفسیر آیۃ۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحات لیستخلفنھم فی الارض۔ الخ
اقول مطلب مؤلف صاحب کا یہ ہی کہ یہ آیت خلافت خاصہ یعنی خاص اُن لوگون کی ذات سے متعلق ہی جو سریر خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور تمکین خلافت کو دلیل ایمان اور عمل صالح قرار دیا یہ دلیل کمال التفسیر دانی کی ہی مگر اس تمکین خلافت سے شیخین کو اُسیقدر فائدہ پہونچتا ہے

جسقدر معاویہ یزید مروان عبد الملک ولید وغیرہم کو پہونچا اور جبکہ باعتقاد
اہلسنت یزید وغیرہ چند خلفا مومن کامل اور عامل عمل صالح نہ تھے تو پھر
اس آیت کے معنی کس طرح درست ہونگے اور درمیان شیخین اور یزید کے
فرق ما بہ التمیز کیا رہا اسی سے تو کہتے ہین کہ نادان کی دوستی بھی بری
ہوتی ہی۔ علاوہ اسکے جب یہ آیت دلیل قطعی صحت ایمان خلفا کی ہے
تو پھر اُنکے کافر ہوجانیکا اندیشہ خداتعالی کو کیون ہوا کہ یہ فرمایا ومن کفر
بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔

قولہ دیکھو شیعو اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول خدا کا برحق
ہونا بسبب اشاعت دین وحمایت اسلام اصحاب ذوی الکرام کی ہی
سعی بلیغہ سے خلق اللہ پر محقق ہوا۔

اقول شیعون پر عنایت رکھئے آپ نے متکلم ہوئے ہو علما تقریظ اولیاں نے
آپکو متکلم مان لیا ہی اُنکو ہی یہ کلمہ کفر سنائیے۔ خداتعالی تو بقول تقدمین
اہلسنت دروازہائے بہشت اور پایہائے عرش اور جناح ملائکہ پر یہ رقم فرمائے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی۔ وایدتہ بعلی۔
ونصرتہ بعلی۔ پس اگر آپ لوگون کو آسمان تک رسائی ہی اور افلاک
پر جانے کی ممانعت نہین ہوئی ہی تو بجائے نام علی خلفاء ثلثہ کا نام لکھ
آئیے۔ اشاعت اسلام حمایت رسول انام ابھی ہم مشروحًا لکھ آئے ہین
اُسکو غور سے ملاحظہ فرمائیے اور ذرا شرم وحیا کو بھی کام مین لائیے۔
دیکھیے اپنی صواعق محرقہ کو قال احمد ماجاء لاحد من الفضائل

ماجاء بعلی یعنی امام احمد بن حنبل نے کہا ہی ایسے حق مین وہ فضائل وارد نہین ہین جو حضرت علی کے حق مین وارد ہوئے ہین۔
واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا الا وعلی امیرھا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر۔ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ نہین نازل ہوا قرآن مین لفظ یا ایہا الذین آمنوا الایہ کہ علی مرتضی سردار اور بزرگ اس زمرہ مومنین کے قرار دیے گئے ہین۔ اور البتہ بارہا خدا تعالی نے اصحاب محمد علیہ السلام پر عتاب کیا ہی مگر اس موقع عتاب مین ذکر حضرت علی کا نہین اور جہان کہین انکا ذکر ہی وہ نیکی کے ساتھ ہی۔
واخرج ابن عساکر عنہ قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالی ما نزل فی علی۔ یعنی قرآن پاک مین جو کچھ حق علی مرتضی مین نازل ہوا ہی وہ کسیکے حق مین نازل نہین ہوا۔ واخرج الطبرانی عنہ قال کانت لعلی ثمانیۃ عشر منقبتہ ما کانت لاحد من ھذہ الامۃ۔ یعنی کہا ابن عباس نے کہ حضرت علی مین اٹھارہ ایسے منقبت ہین کہ اس اُمت محمدی مین کسی مین بھی نہین ہین۔
قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہوکر آیۃ مباہلہ مین کوئی لفظ ایسا دکھائین جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاین تو شاید ملا صاحب کے دعوی کی کوئی تکذیب نکر سکے۔
اہلسنت

اقول یہ تو ہر طرح پر کسیکی مجال نہین کہ ملا صاحب کے دعوی کی تکذیب کر سکے۔ اب رہی یہ بات کہ آیت مباہلہ سے خلافت جناب امیر ثابت ہوتی ہی یا نہین سو یہ بہت ظاہر اور روشن بات ہی محتاج کسی تاویل کی نہین کہ آیت مباہلہ سے خلافت بلا فصل جناب امیر کی مثل آفتاب نصف النہار روشن ہی۔ دیکھو اس بات کو تو تم مانے ہوئے ہو کہ آیت مین نفس رسول اللہ سے مراد علی مرتضی ہین۔ اور شاید یہ بھی تمنے کسی سے سنا ہوگا کہ شی اور نفس شی مین جدائی اور فصل کی گنجائش نہین پھر اثبات خلافت بلا فصل مین سوائے جاہل یا کم علم کے اور کسیکو کلام نہین ہو سکتے۔ اگر خدا نے سمجھ عطا فرمائی ہی تو سمجھو حدیث منکنت مولاہ فعلی مولاہ اسی لفظ نفس کی تفسیر ہی ورنہ کب ممکن ہی کہ وہ ہر شخص جسکے مولا رسولخدا ہین علی اُسکے مولا ہون۔ یعنی رسولخدا فرماتے ہین کہ تم لوگ جیسا اپنا مولا مجھکو سمجھتے ہو ویسا ہی علی کو اپنا مولا سمجھو کچھ فرق مت سمجھو یہی معنی نفس کے ہین۔ دیگر احادیث بھی بطریق اہلسنت اس بارہ مین مروی ہین دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۳۴ قال النبی صلعم علی کنفسی۔ یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مثل میری ذات خاص کے ہی۔

قولہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ دیکھو شیعو اس آیت مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ جس سے اکمال دین اور تمام نعمت کے مصداق جناب امیر ہون اور شیعہ دعوی اسلام نہین کرتے کوئی آپکو شیعہ کوئی امامیہ کوئی جعفریہ اثنا عشریہ کی

پہلوون مین سے آپ کو کہتا ہے۔
اقول یہ بات تو آپ اہلسنت سے دریافت کرین کہ وہ کیون روایت کرتے ہین کہ یہ آیت بعد خطبہ یوم غدیر اُسی مجلس مین نازل ہوئی اور آن حضرت صلعم نے سب مجلس کے روبرو بعد نزول اس آیت کے فرمایا الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمت ورضی الرب برسالتی والولایت علی ابن ابی طالب من بعدی۔ یعنی جمیع حمد ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر کامل کرنے دین اور اتمام کرنے نعمتون کے اور خوشنودی اُسکی کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن ابی طالب کے بعد میرے مفصل پتہ اور نشان آپکی کتب معتبرہ کا چند اوراق پیشتر بحث حدیث غدیر مین لکھ چکا ہون اور شیعہ لوگ جو اپنے آپ کو امامیہ جعفریہ وغیرہ کہتے ہین اسکا یہ باعث ہی کہ عوام بدمذہبان نے اپنے آپکو مسلمان کہنا شروع کر دیا است تو ابوسفیان و مروان کی اور نام مسلمان چلے تو خلیفون کے نام مسلمان مرید تورزوندیہ اور عبدالوہاب وغیرہ کے نام مسلمان اسلیئے شیعون نے اس بات کی تمیز کے لئے کہ ہم امت محمدی اور خیر البریہ مین اپنے آپکو لفظ مومن و شیعہ و امامیہ وغیرہ القاب مقدس و طاہرہ سے موسوم کرلیا۔ اور چونکہ لفظ مسلمان منافقین پر بھی شامل ہی جیسا کہ قرآن مجید مین اعراب و منافقین کو حکم ہوا ہی کہ تم اپنے آپ کو مومن کیون کہتے ہو قولوا اسلمنا یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہین پس امت محمدی دو قسم پر منقسم ہی ایک مومن کامل جو صدق دل سے ایمان رکھتے ہین دوسرے

منافق اور بد دین جو مصلحتاً اظہار فرمانبرداری دین محمدی کا کرتے ہیں اور
فقط مسلمان کہلا سکتے ہیں نہ کہ مومن۔ اسلیئے شیعون کا لقب مومن اور
سنیون کا لقب مسلمان یا اہل اسلام ہوگیا فقط تخصیص وتعمیم کا فرق ہی
مولف نے صفحہ ۳۰۸ مین جو کچھ تحریر فرمایا ہی بالکل مخبوطون کے بڑ ہی اور قابل
اسکے ہی کہ جواب اسکا بلا لحاظ لیس و پیش ترکی بہ ترکی دیا جائے تاکہ سنکر
مولف صاحب کے دل کو تسکین و آرام ہوجاوے اور وہ تعصب کا جوش
جو بادۂ جہالت سے تقویت پاکر دل و دماغ مین غلیان و جوشش کہا رہا ہی
گنوار کی عقل کیطرح گدی کے نیچے سکون پائے لیکن ہم پہر تہذیب کو
ہاتھ سے نہین دیتے مگر مولف سے التجا کرتے ہین کہ ایسی ناشایستہ
عبارات و الفاظ تحریر کرنیکی عادت کو ترک کرین۔ مناظرہ کا کام علما
اور اہل دانش کا ہی گفتگو اور مباحثہ ایسا ہونا چاہیے کہ کسی کے دل کو
ناگوار ہو۔ اگر بحث شوری مین آپ عاجز آگئے تھے تو جواب لکھا کیا
ضرور تھا۔ یہ تو مناظرہ کا قاعدہ نہین کہ جب اصل بحث مین عاجز آوین
تو اسکو چھوڑکر خصم کو گالیان دینے لگین تاکہ وہ غصہ مین بھر جائے
اور اصل معاملہ سے توجہ جاتی رہے اس بحث شورے مین کیا
موقعہ ان الفاظ کا تھا۔ جعفریہ اثنا عشریہ کے چیلے۔ امام صادق
کا لقب کا ذب ہوگا۔ ملا صاحب کے استدلال بیجا پر طفل دبستان
بھی قہقہہ لگا سکتا ہی۔ وغیرہ وغیرہ۔
پہر خدا کی قدرت ہی کہ دبستان کے اطفال تو قہقہہ لگائین یا نہ لگائین

بدبیون اور چرواہون کے چھوکرے قہقہہ لگاتے ہین۔ مگر عاقلان خود میدانند کا مضمون ہی۔ یہ بھی ہم مولف کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ ملا صاحب کے استدلال کو مضحکہ طفلان نادان قرار دیا۔ اگر خدانخواستہ اُسکو مضحکہ علماء و حکماء لکھتے تو ضرور ہمکو بھی جواب دینا پڑتا۔ اب نادانو نکی بات کا کیا بڑا ماننا۔

قولہ سیوم ایہ انما ولیکم اللہ **ترجمہ** خبر این نیست کہ اولی بتصرف و حاکم بر امور دینی و دنیوی شما خداست و فرستادہ او کہ محمدست آن کسانیکہ ایمان آوردہ اند و متصف اند باین کہ ایشان بپائے میدارند نماز را باشرائط و ارکان و میدہند زکواۃ را و حالانکہ ایشان رکوع کنندگانند در نماز۔ انتہی۔ قول ملا صاحب۔ امامیہ باین استدلال کردہ اند کہ خلافت منصب آنحضرت ست زیرا کہ ولی درین آیت بمعنی اولے بتصرف ست الخ قول مولف شیعہ بجائے انما ولیکم اللہ کے انما اولیکم علی پڑھا کرین تاکہ تصرف کی ضرورت نرہے کیونکہ اس آیت مین تو ولی صفت خدا و رسول و جملہ اہل ایمان کی ہے نہ تنہا جناب امیر کی اگر ملا صاحب میزان الصرف بھی پڑھے ہوتے تو واحد و جمع کے صیغہ کا ضرور ہی خیال رکھتے اور ہرگز معنی اولی بتصرف کو آیہ موصوفہ مین دخل ندیتے چونکہ ملا صاحب نرے فارسی خوان ہین اس سبب سے اُنکو عربی کی مبتدا سے بھی خبر نہین۔

ہان اسقدر تو صحیح ہوسکتا ہی کہ خدائے تعالی نے اس آیت مین البتہ جناب امیر کی سخاوت کی تعریف فرمائی ہے کہ اے مسلمانون

تمھارا دوست خدا ہے اور اوسکا رسول اور ایمان والے لوگ
یعنی اصحاب با صفا کہ بعض مومنین کا ایسا بھی ہی جو حالت نماز مین
بھی خیرات کرتا ہی تا آخر ہزلیات۔
اقول بحولہ تعالی مؤلف صاحب کی اس تحریر اور بحث کا لطف تو صاحب
ذی علم ہی اوٹھائینگے یا حضرات تقریظ نویسان نے ہم اوٹھایا ہوگا کیونکہ عالمونکی
باتون سے عالمون کو ہی لطف آتا ہی ملا کاشانی علیہ الرحمہ تو نرے
فارسی خوان تھے اور میزان الصرف بھی اونھون نہ پڑھے تھے اور مؤلف
صاحب تو ماشاء اللہ عربی اور فارسی بلکہ اردو کے بھی فاضل اجل
ہین۔ میرے نزدیک مؤلف صاحب کی اس واہیات تقریر سے کوئی
ذی علم یاد انا شخص خواہ سنی ہو یا شیعہ راضی نہوا ہوگا بلکہ اپنے
ذہن مین سنی عالمون نے بھی ضرور خیال کیا ہوگا کہ مؤلف صاحب
ضرور بڑے عالی ظرف اور بلند حوصلہ ہین کہ ملا کاشانی علیہ الرحمہ جیسے
عالم کو بھی اپنے ہی برابر پڑھا ہوا سمجھتے ہین۔
اب مؤلف صاحب کی تفسیر دانی اور معنی فہمی بھی خیال فرمائی
جاوے۔ کہ اول تو اونکو اب تک اولی بتصرف کے معنی سے ہی
آگاہی نہین ہی نہ ولی کے معنی جانتے ہین نہ مولا سے خبردار ہین۔
اور معنی جو آیت قرآنی کے لگائے ہین وہ بھی قابل غور ہین کہ خداوند
تعالی مخاطب بھی جمیع مومنین سے ہی جو اوسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے
اور ولی بھی صفت جمیع مومنین کی ہی جو اوسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے

اس لیاقت پر شیعون سے اُلجھتے ہین۔
بحث اس آیت مین تو فقط یہ ہی کہ مسلمانون کے جو تین اولیا۔ یعنی خدا
و رسول اللہ۔ اور مسلمانون مین سے ایسے آدمی جو نماز ادا کرتے ہین اور بحالت
رکوع خیرات کرتے ہین (خواہ ایسا ایک ہی ثابت ہو یا دو یا زیادہ) قرار
دیئے گئے ہین وہ کون کون ہین پس خدا او رسول کے ولی ہونے مین
شاید مؤلف کو بھی اعتراض نہوگا اب باقی رہا تیسرا ولی یہ البتہ قابل
بحث ہی کہ مومنین مین سے وہ کون شخص ہی کہ جسکو خدا نے ولی مومنان
قرار دیا اور جسکی شناخت کے لئے تعریف بھی کردی ہی کہ وہ جسکا دل ایمان سے
بھرا ہوا ہی مومن کامل ہی نماز بشرائط و ارکان ادا کرتا ہی۔ سب سی بڑی
کھلی ہوئی شناخت اُسکی یہ ہی کہ جسنے حالت رکوع مین سائل کو خیرات
دی ہی۔ پس اس واقعہ سے تو مؤلف کو بھی انکار نہین کہ یہ قصہ رکوع
مین خیرات کرنے کا فقط حضرت علی مرتضی کا ہی کسی دوسرے صحابی کی
اسمین شرکت نہین پھر باوجود اس اقرار کے کہ جو صفت ولی کی درج آیت
ہی اُسکے مصداق اکیلے علی مرتضی ہین یہ کہنا کہ اس آیت مین ولی
صفت مین جمیع مسلمانون کی ہی کسقدر نادانی اور جہالت پر دلالت
کرتا ہے۔ جملہ مفسران اہل سنت اس امر مین متفق البیان ہین
کہ یہ آیت حق علی مرتضی مین نازل ہوئی اور مؤلف صاحب کو بھی
اس سے اقبال ہی لیکن اب برخلاف اسکے جو یہ کہہ رہی ہے کہ
ولی صفت جملہ مومنین کی ہی اگرچہ یہ قول خود اسی آیت کے خطاب سے

ہو گیا کہ مخاطب بھی جمیع مومنین ہیں لیکن تاہم مؤلف صاحب کو ہم اجازت دیتے ہیں کہ اگر انکے ذہن میں واقعی یہ وسوسہ جاگزین ہو گیا ہی کہ سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے اور صحابہ بھی ولی مومنان ہیں تو اپنے کتب احادیث سے ہی اس بات کو ثابت کریں کہ فلان صحابی کے حق میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ وہ ولی مومنان ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت میں ہی۔

علی منی وانا منه وهو ولیکم بعدی۔ یا حدیث۔

منکنت ولیه فهذا علی ولیه۔ یا حدیث منکنت مولاه فعلی مولاه

یا حدیث انه سید المومنین۔ امام المتقین۔ یعسوب المومنین

قاید الغر المحجلین۔ امام البررة۔ قاتل الفجرة۔

اگر عوام صحابہ کے حق میں ثابت نکر سکیں تو خلفاء ثلثہ کے حق میں ایسی حدیث ثابت کردیں لیکن یہ بات قطعاً محال ہی پس متحقق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جملہ اصحاب محمد صلعم کو یہ حکم دیا کہ بجز اس نیست کہ ولی تمھارے خدا اور رسول اور علی ابن ابیطالب ہیں۔

معنی ولی میں جو توجیہات نکالتے ہیں رکاکت اسکے اہل فضل وکمال پر پوشیدہ نہیں حدیث منکنت مولاہ کی بحث میں تو فرماتے ہیں کہ حضرت صلعم نے لفظ ولی کیوں نفرمایا کہ صاف معنی اولی بتصرف کے ہوتے اب لفظ ولی پر بھی اعتراض ہی تو گویا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہم حکم خدا ورسول کو نہیں مانتے۔ دیکھیے یہ عام دستور ہی کہ جب لفظ کے متعدد معنی ہوتے ہیں تو ان موقعہ اور قرینہ کو دیکھکر معنی لگائے جاتے ہیں مثلاً ولی بمعنی

حاکم اولی متصرف کارساز دوست ہی پس جب کبھی یہ لفظ بمقابلہ خدا و سنہ گاران و پیغمبر و امت و بادشاہ و رعایا مستعمل ہوگا وہان معنی اولی تصرف اور حاکم کے لئے جاوینگے اور جب بمقابلہ نابالغ کے بولا جائیگا بمعنی کار پرداز سمجھا جائیگا۔ اور جب مساوی الدرجہ شخصوں مین اسکا استعمال ہوتا ہی تو وہان بمعنی دوست لیا جاتا ہی پس جبکہ خدا و رسول و امام کے حق مین لفظ ولی وارد ہی تو کیا وجہ ہی کہ بمعنی حاکم و اولی متصرف نہین اور کونسی ایسی دلیل و حجت ہی کہ بمقابلہ خدا و رسول و امام کے بمعنی دوست لی سمجھ لیا جاوے اور قطع نظر اس بات کے کہ ولی کے کیا معنی قرار دیے جاوین یہ بات تو ظاہر ہوگئی کہ دین اسلام مین سب سے بڑے تین شخص ہین۔ خدا۔ محمد۔ علی خواہ انکو حاکم و کارساز سمجھو اپنا دوست سمجھو مگر بعد خدا و رسول کے علی کو سمجھو اور یہی خلافت بلافصل ہی والسلام۔

اسکے بعد مؤلف نے حوالہ تفسیر آیہ کریمہ الذین ان مکنٰھم فی الارض کا ذکر اپنے ذہن مین ولایت علی مرتضی پر طعن کیا۔ اور فقط اہل تمکین فی الارض حاصل ہونی سمجھا یعنی اُنکے نزدیک معاویہ و یزید و مروان ائمہ اہلبیت ع سے افضل ہین اُنکو تمکین فی الارض حاصل ہوئی اور یہ نئی بات کچھ مؤلف نے ہی نہین کی بلکہ قدیم سے فرقات گمراہان کا یہی دستور رہا ہی کہ انبیا و مرسلین غیر مسلط کو ترک کرکے جابر اور ظالم اور کافر بادشاہون کے مطیع فرمان ہوئے ہین جسطرح امت ابراہیم خلیل کی نمرود کی تابع تھی اور قبطی فرعون کی اور امت دانیال وغیرہ تابع بخت نصر کی۔

قولہ چہارم قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ۔
اس آیت کے معنی مندرجہ تفسیر کاشانی پر۔ اعتراض کیا ہی۔ دیگر مطلب بکلیم از شماد دستی ثابت ستمکن دراہل قرابت) مولف نے یہ قرار دیا ہی کہ قریش کو ہدایت کیگئی ہی کہ تم اپنے قریبون سے محبت رکھو۔ پھر تفسیر پر اعتراض کیا ہی کہ اول فقرات ترجمہ ملا صاحب کا یہ مطلب ہی کہ ای محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ ای قوم قریش تم آپس مین ایک دوسرے سے محبت رکھو اور مجھسے اور تمسے قرابت ہی اسکا بھی پاس و لحاظ رکھو۔ اور بعد اسکے یہ فقرہ لکھا ہی (محبت اہلبیت پیغمبر تکلیف ست از جانب خدا تعالی بر بندگان) یہ اجتماع نقیضین ہے۔
اقول یہ اجتماع نقیضین نہین ہے بلکہ تعصب اور خبط تالیف کا اجتماع ضدین معترض کے دماغ مین ہو رہا ہی۔ معترض درحقیقت فارسی ترجمہ کو سمجھ نہین سکتے ورنہ شروع ترجمہ آیت تفسیر مین یہ ہی (بگو ای محمد مر اہل ایمان را) جسکو معترض صاحب سمجھ رہے ہین (ای محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ ای قوم قریش) اب اہل انصاف فرما دین کہ عبارت تفسیر کا قصور ہی یا معترض کے فہم اور ادعا ر فارسی دانی کا ہی۔ جب عام مسلمانون کو قریش سمجھ گئے تو ظاہر ہی کہ نبی کے اقربا کو قریش کے اقربا سمجھنا پڑا اگے معنی اور مراد آیت معترض کو کچھ جو صلہ بحث کا ہو اور بجائے مودت ابو جہل و ابو مودت ابو جہل و ابو سفیان قرار دین تو میدان مین آئین۔
دیکھو صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۴ (الآیۃ الرابعۃ العشرہ)

قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ الخ۔
قال فی تفسیرہ۔ اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وحاکم
عن ابن عباس ان ھذہ الایۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من
قرابتك ھولاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی و
وفاطمہ وابناھما۔ وھکذا فی تفسیر الثعلبی والواحدی عن سعید
بن جبیر۔ واخرج البزار والطبرانی عن الحسن رضی اللہ عنہ من طریق
بعضہا حسان انہ خطب خطبۃ من جملتہا من عرفنی فقد عرفنی
ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلعم ثم تلا واتبعت ملۃ آبائی
ابراھیم الایۃ ثم قال انا ابن البشیر انا ابن النذیر ثم قال وانا من اھلبیت
الذی افترض اللہ عزوجل مودتھم وموالاتھم فقال فیما انزل علی محمد صلعم
قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً
نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا واقتراف الحسنات مودتنا اھلبیت یعنی

امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ جس وقت یہہ آیہ کریمہ یعنی قل لا اسئلکم نازل
ہوئی تو لوگوں نے رسول خدا صلعم سے عرض کی یا حضرت وہ قرابتدار
آپ کے کون ہیں جنکی مودت ہم لوگوں پر واجب کی گئی ہے فرمایا
آنحضرت صلعم نے وہ علی اور فاطمہ اور اونکے دونوں پسر ہیں ۔۔
اور بزار اور طبرانی نے کہ بڑے محدث اہلسنت کے ہیں امام حسن علیہ السلام
کا خطبہ کئی طریق سے روایت کیا ہے جنکے طرق بدرجہ حسن پہونچی ہوئی ہیں

بجملہ اوس خطبہ کے یہہ ہے - جو کوئی مجھکو جانتا اور پہچانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو کوئی مجھکو نہین پہچانتا اوسکو جاننا چاہئی کہ مین حسن ہون بیٹا محمد مصطفے صلعم کا بعد اسکے آیہ کریمہ و اتبعت الخ تلاوت فرمائی اور پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ مین بیٹا ہون اوس بشیر کا اور پسر ہون اوس نذیر کا یعنے پیغمبر خدا صلعم کا پھر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت مین سے ہون کہ جنکی مودت و موالات خدا تعالی نے فرض کی ہے - پھر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت مین سے ہون کہ جنکی حق مین محمد مصطفے صلعم پر یہہ آیت نازل ہوئی - قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ ومن یقترف حسنة نزد له فیها حسنا اور اس آیۃ مبارکہ مین مراد اقتراف حسنہ سے ہم اہلبیت کے مودت ہے -

افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت فرائض سے بھی آگاہ نہین ہین اور یہ کچھ خیال نہین ہے کہ خدا تعالے کے روبرو ان امور سے سوال کیا جائیگا

قولہ پنجم آیت ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریة جزاؤهم عند ربهم الخ -

اس آیت کے معنے پر مولف نے یہہ اعتراض کیا دیکھو شیعو تمام ترجمہ مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے کہ جس سے خیر البریہ کے معنے علی و شیعتہ کے سمجھے جاوین بلکہ فضیلت گروہ مومنین کے کہ وہ اصحاب رسالت مآب ہین بخوبی ثابت ہے -

اور اسی ضمن مین بہت کچھہ مولف صاحب نے علماء شیعہ کے توہین

کی کہ اس روایت کو کیون لکھا کہ مراد خیر البریہ سے علی اور اونکی شیعہ ہین۔ حضرت کے زمانہ مین وجود شیعہ کہان تہا۔ ابن سبا ۳۵ ہجری مین مسلمان ہوا وہ بانی مذہب شیعہ کا ہوا۔ اور بوجہ کمال جہالت اور تعصب کے اس روایت کو شیعون کے موضوعات سمجہا۔ اور براہ تعصب یہانتک ہزلیات کو بکا ہے کہ قابل نقل کرنے کے نہین بطور خلاصہ لکہدیا گیا۔

اقول لا حول لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سبحان اللہ معترض صاحب کو ابھی تک یہہ خبر نہین ہے کہ یہہ آگ تو اونہین کے گہر مین لگی ہوی ہے دیکھئے اسی لئے کہتے ہین کہ جب تک علم اور لیاقت کافی نہو کتاب کا تصنیف کرنا اچہا نہین ہے۔ مولف صاحب کو یہہ تو علم نہین کہ کون روایات سنیون کی ہین اور کون شیعون کے بس جس روایت اور حدیث کو کبہی نہین سنا یا ترجمہ شارق الانوار مین نظر نہین پڑی اوسکی نسبت عقیدہ کر لیا کہ یہہ روایت اہلسنت کی نہین ہوگی اور پہر جو کچہ موہنہ مین آیا بک دیا جو با غیرت لوگ ہوتے ہین اونکو کچہ تو خیال اس بات کا ہوتا ہے کہ اگر بر خلاف ہمارے تحریر کی یہہ روایت کتب اہلسنت مین سے نکل آئی تو پہر ہم کیا موہنہ دکہائینگے مولف صاحب ذرا متوجہ ہو کر ملاحظہ فرمائی آپ نا حق ملا صاحب کی تحریر پر غضبناک ہوگئی یہہ روایت تو مسلمہ اہلسنت ہے اور تمام مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے کہ مراد خیر البریہ سے اس آیت

مین حضرت علی مرتضی اور اونکی شیعہ ہین آپ کسکی بہکالی سے شیعون
کے دشمن ہوگئے بڑی بڑی معتبر روایات اہل سنت سے ظاہر ہے
کہ شیعیان علی کا دشمن جہنمی اور کافر ہے اکابر علمای اہل سنت نے
تو مناظرہ کی کتابون مین بھی اس لفظ کو شان علی اور شیعان مین
تسلیم کیا ہے افسوس ہے کہ آپ بغیر مطالعہ کتب اہلسنت تالیف
کتاب پر متوجہ ہوگئے۔ دیکھئے صواعق محرقہ ابن حجر کا نام تو آپ نے
بھی سُنا ہوگا اور اسکے تعصب کی کیفیت بھی شاید گوشزد ہوئی
ہوگی اور خود کتاب مذکور سے ہی ظاہر ہے کہ تعصب مین اونکا پایہ
بہرحال آپسے زیادہ ہے تھا لیکن چونکہ وہ عالم تھی اسلئے وہ روایات
اہل سنت سے انکار نہین کرسکے مشکل تو مناظرہ مین بمقابلہ جاہل اور
بے علم کے ہوتی ہے کہ اوسکو معاملات سے تو آگاہی نہین ہوتی یہہ خبر
نہین کہ ہمارے مذہب کی کتابون مین کیا لکھا ہے وہ تو فقط سنا سنائی باتون
پر ایسا جم جاتا ہے کہ پہر اوس خبط سے نکلنا اوسکا دشوار ہوجاتا ہے۔
دیکھو صواعق محرقہ خود کی صفحہ ۹۹ مطبوعہ مصر کو (یہہ وہ باب ہے جسمین
آیات قرانی متعلقہ اہلبیت پیغمبر کا ذکر ہے۔ (الآیۃ الحادیۃ عشرۃ
قولہ تعالی انّ الّذین امنوا وعملوا الصّالحات اولئک ھم خیر
البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباس رضی
اللہ عنہ ان ھذہ الایۃ لما نزلت قال صلعم لعلی ھو انت وشیعتک
تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضین وتاتی عدوک

عضباً مقمحین - قال ومن عدوی قال ومن تبرا منک ولعنک

یعنے تفسیر ایۂ خیر البریہ مین امام زرندی نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ جسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صاحب نے حضرت
علی سے کہا کہ خیر البریہ تو اور تیری شیعہ ہین - قیامت کے دن تو
اور تیری شیعہ اس شان سے آئینگے کہ خدا اونسے راضی ہوگا اور
خدا سے وہ راضی ہونگی اور تیرے دشمن اس شان سے کہ خدا اونپر غضب
ناک ہوگا اور سخت عذاب مین وہ ملاعنہ مبتلا ہونگی - پوچہا یا حضرت
میری دشمن کون ہین فرمایا جو تجہہ سے بیزار ہین اور تجہسے وہ ملعون لعنت
کرتے ہین -

اب اہل انصاف معترض سے ہماری داد لین کہ اونہون نے بغیر مطالعہ
اپنی کتب کے حضرت ملا کاشانی علیہ الرحمہ پر کیون زبان طعن درازکی
وہ اپنی مذہب کی خاص مرویات لکہنے سے بہی ملتزم نہین ہوسکتی تہی اور
جہ جائیکہ ایسی روایات جو مذہب مخالف مین بہی موجود ہین اونکی نسبت
ایسی ترش ردی اور غضب آلود الفاظ کے ساتہہ طعن کیا جاوے
افسوس ہے کہ کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہے اگر معترض صاحب ذرا
تعصب کو دور کرکے تہوڑی دیر کیلئے منصف ہوجاوین تو غالب ہے
کہ پہر کبہی مذہب تسنن کا نام نہ لین اور جنہے اونکو وسوسات مین ڈالا ہے
اوسکے صدرت نہ دیکہین -

ہان مولف صاحب کے دلمین ایک وسوسہ اور خلوص نہ تو لکہتے کہ جنا

متعصبین نے مذہب شیعہ کیطرف سے اونکے دلین بہت شکوک ڈال
دئی ہین اور یہہ سمجہا دیا ہے کہ مذہب شیعہ کا بانی عبد اللہ ابن سبا تہا
اور آنحضرت صلعم یا حضرت علی کے زمانہ مین مذہب شیعہ کا وجود نہ تہا
جیسا کہ وہ خود لکہہ رہے ہین۔
حالانکہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے جو شخص مذہب شیعہ کی نسبت
ایسا عقیدہ رکہے وہ کافر مطلق ہے کیونکہ بانی مذہب شیعہ در حقیقت
جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات اور حضرت علی مرتضیٰ ہین۔
اونکو ایک یہودی سے نسبت دینا مسلمان کا تو کام نہین۔
اب ہم ثبوت اسبات کا پیش کرتے ہین کہ زمانہ جناب رسول خداؐ
مین مذہب شیعہ تہا اور بشہادت حضرت پیغمبر خدا صلعم مومن کامل
اور اہل بہشت اور نجات پانے والے فقط شیعہ ہین۔ جو اصحاب
شیعہ علی نہین ہین اونکی نسبت صاف حکم ہے کہ اونکا بہشت مین جانا
ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ سوئی کے روزن سے اونٹ کا گذر جانا۔
اخرج احمد فی المناقب انہ صلعم قال لعلی اما ترضی انک معی فی
الجنۃ والحسن والحسین وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف
ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔
واخرج الطبرانی انہ صلعم قال لعلی اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت
والحسن والحسین وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا
وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ واخرج الدیلمی یا علی ان اللہ

قد غفر لك ولذريتك ولولدك ولاهلك وشيعتك و
لمحبی شيعتك وايضاً انت وشيعتك تردون علی الحوض
رواء مرويين مبيضة وجوهكم وعدوك مقمحين -
وآخرج الدارقطنی قال رسول الله صلعم يا علی يا ابا الحسن اما انت
وشيعتك في الجنة بفضله تعالے ہم ثابت کر چکے کہ جو کچہ
اعتراض مولف نے تقیہ کا ثانی پر کئی تہی وہ سب کم علمی اور تعصب پر
مبنی تہی اور مولف کو مطلق خبر نہ تہی کہ وہ سب روایات کتب صحیحہ اہل سنت
مین بہی موجود ہین اب اگر کچہ بہی اقتضای غیرت ہو تو مولف کو اپنی
افعال ناشایستہ سے توبہ کرنی چاہئی -
مولف پر ہم ایک اور یہہ احسان کر لے ہین کہ اونہون نے جسقدر
بیہودہ عبارات والفاظ کا استعمال نسبت مذہب شیعہ واکابر وعظمائے
ملت شیعہ پر کیا ہے اوسکا جواب ترکی بہ ترکی ہمنے نہین دیا بلکہ
اوسکو اور دن پر ہی چہوڑ دیا مگر یہہ خیال ہو کہ ہم ایسے الفاظ لکہہ
نہین سکتی نہین ہم تو یہانتک لکہہ سکتے ہین کہ مخالف چیخ اوٹہے اور
زندگی دشوار ہو جاسے فقط اس خیال سے کہ ایک شخص کے عقلمندی
کیوجہ سے کیون ہزارون آدمیون کو رنج دیا جاوے اور اپنی بیش
بہا کتاب کو ایسے بیہودہ ذکر سے کیون ملوث کیا جاوے ورنہ
اہل انصاف غور فرماوین کہ یہہ فقرات مندرجہ ذیل بہلی آدمیونکی
استعمال کے قابل ہین - ابن السبا صنعانی بانی مذہب شیعہ کا سے

وجود نابود شیعون کا حضرت کے زمانہ مین کیا - ملا صاحب کو سائل دخول فی الدبر لطیفہ و متعہ زنان عفیفہ و دیدار فرج شریفہ کا بدل اقرار ہے اور اونکی خط نفس کے واسطے بس ہے - نعوذ باللہ من شرور انفسہم -
مولف صاحب خاتمہ کتاب خود مین جواب مہذبانہ کے امیدوار ہین اونکو اپنی الفاظ پر ذرا غور کرنا چاہیے -

سوال سوم اہل تشیع

اگر ایسی حدیث صریح نہین ہے تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیون رکھا صاف صاف طور سے کیون نہین فرمایا کہ میری بعد فلان یکے بعد دیگری خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا -

جواب اہلسنت

حدیث بوجہ تطویل فقط ترجمہ پر اقتصار کیا جاتا ہے ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جہگڑے آدم اور موسی نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پہر غالب آئی آدم موسی پر کہا موسے نے تم آدم ہو کہ پیدا کیا تمکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پہونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور کیا تمکو بیچ جنت اپنی کے پہر اوتارا تمنے آدمیون کو ساتہ گناہ اپنی کی طرف زمین کے یعنی اگر گناہ نکرتے کاہیکو زمین مین آتے اور اولاد یہان پہیلے کیا

آدم نے تم وہ موسی ہو کہ برگزیدہ کیا تمکو اللہ نے ساتھ پیغمبری اپنی
کے اور ساتھ کلام اپنی کے اور دین تمکو تختیاں کہ بیچ اونکے بیان تھے
ہر چیز کا اور نزدیک کیا تمکو سرگوشی کرنیکو پس ساتھ کتنی مدت کے
پایا تمنے اللہ کو کہ لکھی توریت پہلے پیدا ہونے میرے کی کہا موسی
نے چالیس برس پہلے کہا آدم نے پس کیا پایا تونے بیچ اوسکی مضمون
اس آیت کا نافرمانی کے آدم نے رب اپنی کے پس بہکا کہا کہ ہان
کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھکو اوسپر کہ کروں مین وہ عمل
کہ لکھا ہے اوسکو اللہ نے مجھپر کرنا اوسکا پہلے پیدا کرنے میرے کے
چالیس برس فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے پس غالب آئے آدم موسی پر
ف زمرد کی تختیون پر توریت لکھی ہوئی اوتری تھی آسمانون سی شتر
اونٹون پر لدی تھی اور مضمون توریت قدیم ہے لیکن تختیون پر یا
غیر اوسکے پر چالیس برس پہلے پیدا ہونے آدم کے لکھی گئی تھی اور
یہہ جھگڑا اس جہان کا نہین ہے کہ جہان اعمال چھوڑنے درست نہین ہین
بلکہ عالم علوی کا ہے کہ وہان قید تکلیف مین نہین انتہی۔
دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اوسکے برخلاف نہ کوئی نبی کر سکتا
ہے اور نہ کوئی ولی جسطرح سے خالق اکبر نے پیدایش حضرت آدم سے
پہلے چالیس برس تقدیر مین لکھدیا تھا کہ آدم دنیا مین بھیجی جاوینگے پھر اونکی
اولاد سے تمام روی زمین بموجب زینت الارض من الانسان
کے آباد ان و معمور ہوگی اوسی طرح سے حضرت صدیق اکبر کی قسمت

زبردست ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مین مالک عرش بریں نے کتنی ہی ہزار برس پیشتر لکھ رکھا تھا کہ بعد خاتم النبیین کے اونکا یار غار ضروری ہے خلیفہ ہوگا جسکے آفتاب ہدایت کا نور شرق سے مغرب تک پھیل جائیگا۔ بعد اونکے درجہ بدرجہ تا ختمی خلافت ولایت دستگاہ سلسلہ خلافت علی الترتیب قایم رہیگا۔ سچ کہو شیعو تقدیر برحق ہے کہ نہین اگر حق ہے تو پھر نزاع خلافت بلافصل کیسا۔

اقول بحولہ تعالے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ و مباحثہ مین عاجز آتا ہے اور کوئی جواب معقول یا غیر معقول اوسکو نہین ملتا تب تقدیر پہ حوالہ کرکے اپنے عجز کا اظہار کیا کرتا ہے وہی کیفیت مولف کی ہوگئی آخر درجہ جب کوئی سند جواز خلافت خلیفہ اول کی اونکو دستیاب نہوئی تو اونکو حوالہ تقدیر کرکے آپ الگ ہو گئے اور یہ خیال اس امر پہ نہ کیا کہ نوشتہ تقدیر اس بحث مین مطلق کارآمد نہین ہے کیونکہ جس طرح کسی فعل کا ارتکاب تقدیر مین لکھا ہوا ہوتا ہے اوسیطرح اوسکی سزا اور جزا بھی تقدیر مین لکھی ہوتی ہے۔ اگر ہم قول مولف کو تسلیم کرلین کہ خدا تعالے نے خلیفہ اول کے تقدیر مین لکھدیا تھا کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے اہلبیت پیغمبر کا حق غصب کرکے خود خلافت پر تسلط ہوجائیگی اور اوسکے باداشن بھی ضرور نوشتہ تقدیر مین ثبت ہوگی تو مولف صاحب کے بحث مین کیا مفید ہوگی اور جواز خلافت پر کسطرح نوشتہ تقدیر سند ہوگا۔ جامی عمر

سے ہے کہ جسطرح حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے اونکی خطا درج
تقدیر بلکہ الواح توریت پر بھی ثبت ہو چکی تھی تو ضرور شیطان کی گمراہی
اور سرتابی بھی پہلی سے اوسکی تقدیر مین لکھی گئی ہوگی۔ مگر ظاہر ہے کہ نوشتہ
تقدیر نے شیطان کے جرم مین کچھہ تخفیف نہین کی اور لعنت کا طوق
اوسکے گردن مین پڑ گیا۔ افسوس ہے کہ جو حجت مولف صاحب
کو دستیاب ہوئی ہے باوجود بڑا ذی علم ہونے کے بھی شیطان کو دستیاب
نہوئی اگر شیطان بروقت اپنی روبکاری کے اس حجت کو خدا تعالی
کے روبرو بیان کرتا تو ضرور بعقیدہ مولف شیطان بری ہو جاتا مگر افسوس
ہے کہ وہ وقت ہاتھہ سے جاتا رہا مگر اب بھی بڑی روبکاری کا دن آنے
والا ہے مولف صاحب ضرور شیطان کیطرف سے وکیل باختیار
ہوکر اس حجت پر خدا کے روبرو استدلال کرین اگر شیطان کی
حق مین اس حجت تقدیری سے کامیابی ہوگئی تو علاوہ خوشنودی شیطان
کی ایک عمدہ نظیر مولف صاحب کو ہاتھہ آئیگی اور اوس نظیر کے
بنا پر اسی قسم کی اور خطا کارون متمردون سرکشون کے مقدمات
مین بریت حاصل ہو جائیگی۔

مولف صاحب نے جو اس موقعہ پر حوالہ تقدیر دیا ہے اس سے
صاف ظاہر ہے کہ وہ تقدیر کے معنی سے مطلق آگاہ نہین ہین۔
فقط یہہ سن رکھا ہے کہ تقدیر کوئی شی ہی اور انسان اوسکی برخلاف
کچھہ نہین کرسکتا بلکہ امر تقدیری کے کرنے پر قطعی مجبور ہے گویا تقدیر

لکھنے والا اون افعال کا ارتکاب حکماً انسان سی کرتا ہے حالانکہ ایسا عقیدہ بالکل کفر ہے - کیونکہ جب ارتکاب افعال مین انسان بحکم تقدیر مجبور ہے تو سزا اور جزا لازم نہین اور درحالیکہ جزا و سزا کا دیا جانا مسلم ہے تو ذات باری تعالے پر ظالم ہونیکا اطلاق ہوگا اور یہہ صریحا کفر ہے - واقعی تقدیر کے معنی سمجہنے مین عوام لوگون نی سخت مغالطہ کہایا ہے اور اوسکی اصلی مفہوم اور مراد کو مطلق نہین سمجہتے یہہ ہم بہی کہتے ہین کہ کوئی شخص تقدیر کی برخلاف کچہ نہین کر سکتا - مگر یہہ نکر سکنا اسوجہ سی نہین ہی کہ ہم ہر کام کو نوشتہ تقدیر دیکہہ دیکہہ کرتی ہین - یا کوئی محرک ایسا ہی کہ ہمکو خواہ مخواہ اون افعال کی کرنی پر مجبور یا آمادہ و مستعد کرتا ہے بلکہ تقدیر ایک نوشتہ ہے اوس عالم الغیوب کا جسکو ہماری تمام و کمال حالات اور افعال اور حرکات و سکنات ہماری پیدائش سی پہلی معلوم ہو چکی ہین اور اوسنی اپنے علم قدیم کی ذریعہ سی معلوم کرکے لکہدیا ہے - پس یہہ سمجہنا چاہئی کہ ہمارا کوئی فعل ایسا نہین ہے جسکا علم خدا تعالے کو پہلی سی نہین ہوچکا ہے اور اوس نوشتی مین نہین لکہہ چکا ہی گویا ہر انسان جو کچہ دنیا مین پیدا ہو کر فعل کریگا الاہی اوسکی افعال کی فہرست بروی علم غیب لکہی جا چکی ہے - اس عقیدہ کی روسی تقدیر بہی مسلم ہے اور خدا تعالے بہی عادل رہتا ہے اور بہشت دوزخ سے بہی انکار کرنا نہین پڑتا - اگر نقصان ہے تو فقط یہہ ہی کہ ملحدون دہریون ظالمون گنہگارون کو اپنی مجبوری کی حجت اور خدا تعالے پر الزام لگانی کا

موقعہ باقی نہین رہتا ہے۔ وہ لوگ افعال بد کے الزام کی دفعیہ مین نہین کہہ سکتی کہ ہمارے تقدیر مین لکھنے والے نے یہہ ہی لکھدیا ہم اوسکے برخلاف کیسی کرتے۔

مولف صاحب نی اتنا بہی خیال نفرمایا کہ اگر انسان بوجہہ تقدیر کی مجبور ہوتا تو خدا تعالے کو انبیاء مرسلین کو مبعوث کرنیکی کیا ضرورت تہی کہ بدکام کی ممانعت نیک کام کی ہدایت کیون ہوتی جسکو تقدیرا خدا تعالے نے بد پیدا کر دیا ہے اوس سے نیکی کی کیون امید ہے اور جسکو تقدیرا نیک پیدا کیا ہے اوس سے صدور بدی کا خوف کیون ہے کہ جسکی وجہہ سے انبیاء کو مبعوث کیا کتابین نازل فرمائین۔ پس جبکہ تقدیر مانع جزا و سزا نہین تو افعال کی جواز و عدم جواز کا مدار بہی تقدیر پر نہا لہذا جواز خلافت خلیفہ اول غیر ثابت ہے مولف صاحب اگر نظیر حضرت آدم پر بہی قایم رہین تو ضرور راہ راست پر آجائینگی کیونکہ قصہ حضرت آدم سے ظاہر ہے کہ پہلی کا لکہا ہوا نوشتہ تقدیر اونکی الزام اور گناہ کو رفع نکر سکا جیسا کہ قرآن پاک مین اونکی نسبت نازل ہی فازلہما الشیطان یعنی بہکا دیا اون دونون کو شیطان نی اور بوجہ اغوار شیطان کی وہ درخت ممنوعہ کی پاس گئی اور ظلم کرنیوالونمین سے ہوگئی جیسا کہ صریح عقیدہ اہلسنت کا ہی۔ پس اسی پر قیاس کرو حضرت ابوبکر رح کی حال کو کہ جب اونکو نجوبی متنبہ کر دیا گیا کہ خلافت پیغمبر منصب حضرت علی کا ہی اور تم کسیطرح خلیفہ یا نائب پیغمبر خدا کی نہین ہو سکتی ہو اور

اونکی طرف سی تم ایک حکم کی بہی تبلیغ نہین کرسکتی ہو اور پہر اونہون
نی برخلاف حکم خدا کی خلافت حضرت علی کو نمانا اور خود متصدی امر
خلاف کی ہوگی تو نوشتہ تقدیر اس الزام کو رفع نہین کرسکتا۔
قولہ اور اگر آپ حق نہین جانتے اور بشل وید ار خدا کی تقدیر سے
بہی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے۔
اقول ماشاء اللہ آپ بی اپنی جواب کو بی وقعت سمجھی ہوئی ہین اور ظاہر
ہے کہ باوجود تسلیم تقدیر کی بہی الزام غصب خلافت رفع نہین ہوتا
پہر ایسی فضول اور ناقابل جواب سی مولف کو کیا فائدہ حاصل ہوا مگر
وید ار خدا کو خود ہی مولف نہین جانتی مسئلہ تقدیر سے زیادہ آمین
فاسد العقیدہ ہین پہر اسکا ذکر کیا ضرور تہا ناحق گنہگار ہوئی جب آپ
خدا کی ہاتہہ پیر آنکہہ موہنہ بدن وغیرہ کی قایل ہین تو پہر دیدار مین کون
امر مانع ہی حنابلہ بہی تو اہلسنت ہی ہین جنکو ہر شب جمعہ مین دیدار
دیدار خدا کی تمنا ہوتی ہے اور ہر شب جمعہ مین مساجد کے چہت پر سری
ہری گہانس اور دال نخود رکہتی ہین تاکہ خدا تعالےٰ کا مرکب بہوکا نہ رہی
اور خیال فاسد اونکا یہہ ہی کہ ہر شب جمعہ کو خدا تعالےٰ سونیون کی نعلین
پہنے ہوئی مرکب پر سوار ہو کر بام مساجد پر آتا ہے یہہ بہی ان حضرات
کا ہی کام ہے کہ تمام عقاید مین قرآن کی مخالفت کو ضروری جانتے ہین
قرآن مجید مین تو یہہ حکم ہے کہ بڑے سے بڑے اولو العزم کے بہی آنکہہ خدا تعالےٰ
کو نہین دیکہہ سکتے کہ حضرت موسےٰ جیسے پیغمبر کو دیدار کے سوال مین نتیجہ آ

بلا کن تراسے نے آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی اور کوئی دقیقہ آپکی اعزاز واکرام مین فرو گذاشت نہین کیا گیا مگر دیدار کی نسبت آنحضرت نے بہی نہین فرمایا اسلئے مسئلہ دیدار کی قایل ہونی سے ضرور ایمان مین فرق آتا ہے جو شئے آنکہ سے نظر آسکتے ہی اوسکی چگونگی اور کیفیت پر ضرور اطلاع ہوتی ہے اور خدا تیعالے اس سے مبرا ہے کہ کوئی آنکہ اوسکو دیکہ سکے اگر یون کہا جائے کہ عالم روحانی مین دیدار خدا ممکن الوقوع ہے حضرت موسیٰ کو انکار دیدار بہ حیثیت جسمانی ہوا تو مین یہہ بہی نہین کہہ سکتا کہ بموجب عقاید اہل تسنن بہشت مین عالم جسمانی نہین ہوگا محض روحانیت ہوگی کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے معتقد ہین اور بعث سے مراد جسمانی طور پر پیدا ہونا ہے کیونکہ روح کے موت کے قایل نہین۔ پس ظاہر ہے کہ جسطرح دیگر مسائل عظیمہ مین حضرات اہل تسنن ڈانوانڈول اور غلطان اور پیچان ہو رہے ہین اوسیطرح اس مسئلہ دیدار اور تقدیر مین بہی حیران و پریشان ہوکر بالکل مجسمہ اور جبریہ ہوگئے۔ اور مذہب حق سے بہت دور نکل گئے اور کیون مذہب حق سے دور نہوتے جبکہ حضرت مخبر صادق رح فرماچکے تہی کہ فقط علی مرتضیٰ کی تقلید اور پیروی گمراہی سے بچانی والی ہے۔ پس جن لوگون نے سوائے علی مرتضیٰ کے اوراون کی تقلید اور پیروی کی سنہے وہ ضرور گمراہ ہوگئے ہین۔ اب مولف صاحب کا دوسرا جواب سنئے۔

قولہ وہ یہہ ہی کہ خدا تیعالے نے حضرت رسول خدا صلعم کو جن احکام

شریعت کے تبلیغ پر مامور فرمایا تھا بموجب وما ینطق عن الھوے
ان ھو الا وحی یوحی کے پس یقیناً حضرت نے اوسکی تعمیل مین
ہرگز ڈھیل نہین کی حق یہہ ہے کہ جن معاملات مین حضرت کو علم مفصل
پہونچا اوسکی تبلیغ حضرت نے بھی مجمل کی اور بعض معاملہ مین حضرت
مطلق سکوت فرماتے تھے جیسے اکثر کفار اشرار حضرت سے
قیامت کا حال دریافت کرتے تھے مگر حضرت یہہ ہی فرماتے کہ مین
نہین جانتا اسکا علم خدا کو ہے پس یہہ سوال بھی حضرات شیعہ کا بسبب
انحراف باطنی کے نسبت حضرت ما ینطق عن الھوے کے طنزاً
ہے کہ حضرت نے کیون اسکو مجمل رکھا مفصل کیون نہ بیان کیا الخ
اقول یہہ جواب مولف کا پہلے جواب سے بھی زیادہ لغو اور پوچ
ہے اور صریحاً اونکی عدم واقفیت شرع کو ظاہر کر رہا ہے - یہہ
بیان مولف کا محض غلط ہے کہ آنحضرت صلعم نے احکام شرعیہ
مجملہ کی تشریح و تفصیل نہین فرمائی - مرسلین اور پیغمبرونکا اصلی کام
تو یہہ ہی ہے کہ جو احکام خدا تعالے کی طرف سے مجمل نازل ہوتے
ہین اونکی تشریح اور تفصیل کرکے امت کو سمجھا دین خصوصاً ایسے
امور کہ جنکا کرنا واجب ہے یا نکرنا فرض ہے اونکو تو ضرور ہے
ہر پیغمبر نے بہت شرح طور پر امت کو سمجھایا ہے دیکھو پہلا حکم
پانچ وقت کی نماز کا قرآن مجید مین مجمل ہے اوسمین کچھ تفصیل اور تشریح
اوقات اور رکعات کی نہ تشریح ارکان وغیرہ کی نازل ہوئی سمجگہ

۳ مفصل کی اور جن امور مین حضرت کو علم مجمل رہا اوسکو مجمل رکھا حضرت

قرآن مین آیا ہے کہ ظہر کے چار فرض ہین اور عصر کی چار رکعت ہین اور
مغرب کی تین اور عشاء کی چار اور صبح کی دو رکعت فرض ہین اور کسجگہ
قرآن مین نازل ہوا ہے کہ پہلی نیت باندھو پہر سبحانک اللهم پڑھو پہر
الحمد پڑھو پہر سورہ پڑہو پہر رکوع کرو اور سمع الله لمن حمده کہکر دو سجدہ
کرو اور دو دو رکعت کے بعد قعود کرو۔ جواب دیجیے کہ آنحضرت صلعم
نے نماز کی حکم مجمل کے اسقدر تفصیل کیون فرمائی پانچ وقت کیون مقرر کئے
رکعات ہر نماز کے کیون معین فرمای دوسرا حکم زکوۃ کا بہی قرآن مین
مجمل ہے اسکی تفصیل بہی حضرت صلعم نے کرکے قواعد مقرر کئے تیسرا حکم
حج کا ہے کہ قرآن مین کوئی تفصیل احرام اور روز تاریخ مقام کی نہین آنحضرت
صلعم نے تفصیل کرکے قواعد حج مقرر کئے چوتھا حکم روزہ کا ہے اسکی
نسبت بہی بہت کچھ تشریح اور تفصیل آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے۔
یہہ قول بہی مولف کا محض غلط ہے کہ قیامت کے بیان مین آنحضرت
صلعم نے سکوت فرمایا بلکہ یہہ مین کہتا ہون کہ تمام معاملات سی زیادہ
بیان قیامت کا قرآن مجید مین ہے و آنحضرت صلعم نے بہی ہر معاملہ سے
زیادہ قیامت کی تشریح اور توضیح کی ہے صدہا احادیث شرح حالات
اور علامات قیامت مین آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہین کبہی آنحضرت
صلعم نے قیامت کے حالات بیان کرنے سے عجز ظاہر نہین فرمایا۔
اگر مولف صاحب کو یہہ گمان ہو کہ تعین زمانہ قیامت مین آنحضرت
صلعم نے سکوت فرمایا ہے یہہ بہی غلط ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے

پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھ علامات صغری اور کبری خاص قیامت
اور قرب قیامت کے بیان فرمائی ہین کہ پہلی فلان علامت ظاہر ہوگی
اوسکے بعد فلان حادثہ ہوگا اوسکے بعد فلان واقعہ ہوگا اوسکے بعد قیامت ہوجائیگی
نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مولف صاحب بغیر کسی فکر اور غوض کے
جو کچہ زبان پر آجاتا ہے قلم سے نکالدیتی ہین اور اوسکی صحت وغلطی پر
کچہہ بہی توجہ نہین فرماتے مولف صاحب ایک حکم بہی ایسا مجمل بیان نہین
کرسکتے جسکی پوری تفصیل اور تشریح رسول خدا صلعم نے نفرمائی ہو خصوصاً
اون احکام مین کہ جنکے نازل کرنے سے خاص مقصود الہی یہہ ہی ہے
کہ امت آگاہ ہو اوسکی تعمیل کرے کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم اوسکو
مجمل چہوڑدین اور اوسکی تفصیل وتشریح کرکے اچہی طرح امت کو تعلیم نکردین
جو امور کہ مابین خدا تعالے اور اوسکی رسول کے راز واسرار ہین اور
خدا تعالے نے یہہ بات چاہی ہے کہ اس راز سے سوای میرے
رسول کی اور کوئی امتی آگاہ نہو ایسی امور کو احکام نہین کہتے ہین بلکہ وہ
اسرار ہین جیسی حروف مقطعات ہین مگر سوائے انکی حکم کوئی ایسا مجمل
نہین ہوا ہے کہ اوسکی پوری تشریح کرکے رسول خدا صلعم نے امت کو
نہ سمجہائی ہو۔ ابہی ہم اکثر آیات نقل کرچکے ہین کہ مثلاً آیتہ مودت نازل
ہوئی اور اوسمین فقط لفظ قربی نازل ہوا مگر حضرت نے اہل جہال کو
اسطرح کہولا کہ ای امت وہ قربی جنکی مودت تم پر فرض ہوئی ہی وہ علی
اور فاطمہ اور اونکی دونو پسر ہین۔ اسیطرح آیتہ تطہیر لفظ اہل بیت

نازل ہوا اگر آنحضرت صلعم نے اوسکی تشریح فرمائی کہ وہ علیؑ اور فاطمہ
اور حسنؑ وحسینؑ ہین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین اب رہا یہہ امر کہ ولایت
وامامت ایسے احکام مین داخل ہین یا نہین کہ اگر کوئی شخص اوسکی تعمیل
نکری تو اوس سے خدا کی حضور مین بازپرس کیجائیگی۔ اگر قابل بازپرس
ہے تو یہہ بات غیر ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکی تفصیل اچھی طرح
نکی ہو۔ دلیل قابل بازپرس ہونیکی یہہ ہے کہ اول تو یہہ حدیث مسلمہ اہل
سنت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ
جاھلیۃ دوسری حدیث ثقلین مین بحسب روایت صحیح مسلم عن زید بن
ارقم تین بار تکرار اس کلمہ ہے اذکرکم اللہ عزوجل فی اھلبیتی۔ تیسری
ان سب سے زیادہ مفصل یہہ ہے کہ ولایت علی ابن ابیطالب
کی بابت لوگون سے سوال کیا جاویگا کہ تمنے اسکی تعمیل کی یا نہین جیسا
کہ صواعق محرقہ باب تفصیل آیات قرانی متعلقہ اہل بیت رسالت مین
بذیل آیت نمبر چہارم درج ہے الآیۃ الرابعۃ قولہ تعالیٰ وقفوھم
انھم مسئولون اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی
صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی امام واحدی نے
بھی اسباب نزول مین لکھا ہے قولہ تعالیٰ وقفوھم انھم مسئولون
ای عن ولایت علی واھل البیت پس جبکہ ایسی حالت ہے کہ وحدانیت
خدا اور رسالت محمد مصطفےٰ کیطرح ولایت علی ابن ابی طالب بھی
مسلمانون سے سوال نکرین قبر مین یا بروز حساب پیش خدا پوچھی جائیگی

تو ثابت ہوا کہ بڑے اہم فرائض سے اور جملہ طاعات وعبادات سے
مقدم تر ہے تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے ایسے امر اہم اور
ضروری کو مہمل چھوڑا ہو۔ یہہ امر آخر ہے کہ خلفا ثلثہ کے نسبت کوئی
اس قسم کا حکم قرآن یا حدیث مندرجہ کتب اہلسنت مین پایا نہین جاتا
فقط اونکی بارے مین حکم نہونے سے یہہ فتوی نہین دینا چاہئے کہ خلافت
وامامت کے بارے مین کوئی حکم مفصل صادر نہین ہوا ممکن ہے کہ آپکے
گمان کے برخلاف کسی اور کے خلافت و امامت کی حکم ہوا اسکی خوب
تحقیقات کرنی چاہئے کیونکہ اگر مفصل احکام اسبارہ مین ظاہر معلوم
ہوگئی اور محض فقط اوسی گمانکی بہروسہ پر کچہہ خیال نہین کیا تو تمام طاعات
وعبادات رائگان جائینگے۔ اسبات کو اچہی طرح سمجہہ لینا چاہئے
کہ بغیر عقیدہ امامت و خلافت بلافصل مرتضوی کے توحید و رسالت پر
ایمان لانا کارآمد نہین ہے۔ یہہ معاملہ خلافت مابین فرقہای اسلام کے
خدا تعالے کی طرف سے ایک مشکل امتحان ہے بغیر افضال ایزدی
اس امتحان مین پاس ہونا ممکن نہین ہے وجہ ہے کہ جنپر فضل خدا ہے
اور اونکو فہم رسا اور بصیرت کامل عطا ہوئی ہے وہ صاف صاف شرح
احکام خلافت مرتضوی کے اپنے آنکہونسے دیکہہ رہے ہین اور جو فضل
ایزدی سے محروم ہین اونکو خاص اپنی مذہب کی کتابون مین بہی وہ
احکام نظر نہین آتے ابہی ہم مفصل طور سے احکام قرآنی اور احادیث
پیغمبر خدا صلعم کا ذکر کرینگے جو شرح طور سے کتب اہلسنت مین و ربارہ

خلافت و امامت حضرت علی مرتضی سے مروی ہین اور حضرات اہل سنت
کو نظر نہین آتے اور باوجود اس آگاہی سے کہ معاملہ خلافت حضرت امیر
مسلمانون کے لیئے امتحان قرار دیا گیا ہے پہر بہی متوجہ نہین ہوتے -
اس امتحان کی بابت کوئی مسلمان انکار نہین کرسکتا کیونکہ خدا تعالے
نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ای محمد اپنی امت سے کہدی کہ فقط ایمان
خدا و رسول پر لے آنا تمہارے نجات کے لیئے کافی نہین ہے بلکہ تمہارا
امتحان لیا جائیگا دیکہو ایام حجۃ الوداع مین نصب خلافت مرتضوی
سے پہلے اور حدیث ثقلین سے لگ بہگ اول آیات سورہ
عنکبوت ایام قیام مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم
الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ
وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا
وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا
سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ یعنی آیا لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ ہم یہہ کہکر کہ ایمان لے
آئے چہٹ گئے اور اونکی ازمایش نہ کی جائیگی اور بالتحقیق کہ ہمنے اون
لوگون کی بہی آزمایش کی ہے جو انسے پیشتر گذر گئے پس ہرآئینہ
خداوند تعالے ملاحظہ فرمائیگا اونکی حالات کو کہ دعوی ایمان مین صادق
ہین یا کاذب ہین یعنے خدا تعالی راست بازون اور کاذبون کا
ظاہر او رمتمیز کردیگا - آیا گمان کرتے ہین بد کام کے کرنیوالے یہہ
کہ ہم پر سبقت لیجائینگے - بہت برا ہے جو ایسا حکم کرتے ہین پس

جہانتک غور و فکر کیجائیگی سوائے معاملہ خلافت کے اور کوئی معاملہ قابل امتحان نظر نہ آئیگا - اسی معاملہ کے اختلاف نے بہت سے فرقات کو گمراہ کردیا - فقط وہ لوگ صراط المستقیم پر قایم رہے ہیں کہ جنہوں نے امام برحق کی تقلید اور پیروی کی ہے اور جنہوں نے امام برحق کو شناخت نہیں کیا وہ ایسے گمراہ ہو گئے کہ گویا ایمان و اسلام کے اونکو ہوا بھی نہیں لگی - دیکھو سوای امامت کے اور کون معاملہ ہے کہ جسمیں بغیر اوسکے ایمان بوحدانیت و رسالت ہرگز کافی و کارآمد نہیں وہ فقط عقیدہ امامت ہے کہ بموجب حدیث شریف کے کیسا ہی قایل وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفے صلعم کا ہو اور امام کو نہیں جانتا وہ جاہلیت کی موت مریگا گویا ایمان کے اوسکو ہوا بھی نہیں لگی کما قال علیہ الصلواۃ والسلام من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ پس جبکہ امامت ایسی ضروری شے ہے کہ بغیر اوسکے عقیدے کے ایمان بوحدانیت و رسالت کارآمد نہیں تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے اوسکا مفصل حال اسقدر نہ کہا ہو اور اگر کچھ اغلاق یا اجمال رکہا ہو تو اوسی کو امتحانی سوال سمجھنا چاہیے اور ہمیشہ امتحانی سوال کا قاعدہ ہوتا ہے کہ سارا حال بشرح بیان کردیا جاتا ہے اور کوئی ایک نکتہ دقیق ہی رکہدیا جاتا ہے کہ اوسکو ذی فہم سمجھ جاوین اور کند ذہن طبیعت کے غبی اوسمین سرگردان رہا کرین جیسا کہ حضرات اہل سنت قیامت تک مولا اور ولی کے معنی مین ہے

غلطان پیچان رہینگے اور خدا تیعالے کے روبرو امتحان مین ناکام رہیگی
رسول خدا صلعم نے یہانتک جتلا دیا کہ گمراہی سے بچانے والا اسکے
اہلبیت پیغمبر اور عقیدہ ولایت علی ابن ابیطالب ہے مگر غبی لوگ
جب بہی نہین سمجہتے۔

رجوع بمطالب اسرار الہدی مولف اسرار الہدا نے خارج
از آہنگ بجواب سوال سیوم چند آیات جو حق مین حضرت علی مرتضی و حمزہ
سید الشہدا علیہما التحیۃ والثنا و دیگر صالحین و مومنین مہاجرین و انصار
کے نازل ہوے ہین اور جنکا کچہ تعلق بہی اصحاب ثلثہ نہین ہے لکہہ کر
حضرت ابوبکر کے خلافت پر استدلال کیا ہے اگرچہ تردید استدلال
مولف کے لیئے خود وہ آیات ہے کافی ہین اور ہر شخص جسکو مولف کے
طرح قرآن سے مغایرت نہین ہے وہ سمجہ سکتا ہے کہ اون آیات
مین سند خلافت خلیفہ اول تو کجا اونکی تعریف بہی نہین ہے اس دلیل
کے ضمن مین مولف صاحب نے نہایت بیہودہ الفاظ نسبت
شیعان و علماء شیعیان استعمال کئی ہین مگر ہم بقرای مصرعہ۔
بہہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند سیر و تجدا کرتے نہین ادعاء
سررشتہ تہذب کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتے۔

مولف صاحب نے جسقدر آیات قرآنی پر استدلال کیا ہے وہ
سب کے سب امر مبحوث عنہ سے غیر متعلق ہین اسلئے ہم استدلال مولف
کے نسبت ذیل مین تردید کیجاتی ہے۔

قولہ ایۃ اول وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ؕ مولف نے بجای ترجمہ کے عبارت تفسیر خلاصۃ المنہج تحریر کی ہے۔ مطلب اس آیۃ کا صاف وصریح یہہ ہے کہ فرقہ مہاجرین و انصار مین سے وہ لوگ جنہون نے ایمان لانے اور نصرت پیغمبر کرتے مین اورون پر سبقت کی ہے اور اونکی علاوہ وہ لوگ جنہون نے ان سبقت کنندگان کی متابعت نیکی کی ساتھہ کی ہے اونسے خدا تعالے راضی ہوا ہے اور وہ خدا سے راضی ہوئی اور اراده کیا ہے خدا تعالے نے اونکی لئے بہشت کو جسکے نیچے نہرین بہتی ہین درحالیکہ ہمیشہ اوسمین رہین اور یہہ بڑی کامیابی ہے۔

اقول بحولہ تعالے حضرات اہلسنت مین سے جو منصف مزاج ہین ذرا دل مین غور کرکے فرمائین کہ اس آیت سے خلافت کو کیا تعلق ہے اور حضرت ابو بکر کو کیا واسطہ۔ اگر محض لفظ ہجرت پر ناز ہے تو صدہا آدمی مہاجرین اولین مین تھی کہ جنہون نے واقعی گھربار کو چھوڑ دیا تھا یہہ تخصیص حضرت ابوبکر کی کیا ہے انہون نے تو قطعی طور پر ترک وطن بھی نہین کیا انکے والد ماجد و پسران و دختران و ازواج ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ مین سکونت رکھتے تھے حتی کہ ابو قحافہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر جنگ احد مین کفار کی ساتھ شامل تھے۔ اب یہہ تو ظاہر ہوگیا کہ جس

مطلب کے لیے مولف نے اس آیت سے استدلال کیا تھا اوسمین اونکو
کامیابی نہین ہوئی کیونکہ اس آیت مین کوئی تاویل بہی حسب مراد دونت
چسپان نہین ہوسکتی رہی بحث اس بات کی کہ ان سابقون اولون
مین سب سے پہلے سبقت کرنیوالا کون شخص ہے تاکہ وہ اس فرقہ کا
مقدم اور سردار سمجہا جاوے۔ اسمین بھی مولف صاحب کو کامیابی
نہو گی کیونکہ تمام صحابہ ابرار اور محدثین معتبر اہل سنت کا اسپر اتفاق
ہے کہ مردون مین سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ ایمان لائے
اور عورتون مین حضرت خدیجہ کبرےٰ۔ دیکہو صواعق محرقہ ابن
حجر مکی باوجودیکہ مناظرہ کی کتاب ہے اور مطلب اوسکے مولف
کا ابطال مذہب شیعہ اور اثبات مذہب تسنن ہے اوسمین صاف
لکہا ہے الفصل الاول فی اسلامه وہجرتہ وغیرھما یعنے پہلی فصل
بیان مین ذکر اسلام وہجرت وغیرہ حضرت علی کی اسلم وھو ابن
عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان وقیل دون ذلک قدیما یعنی
اسلام لائے وہ حضرت دس برس کے عمر مین اور نو سال کی عمر بہی
بیان کی گئی اور آٹہہ سال کی بہی اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ آپ قدیم مسلمان
ہین بل قال ابن عباس وانس وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعۃ
انه اول من اسلم ونقل بعضھم الاجماع علیه یعنی بلکہ
ابن عباس اور انس بن مالک اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی
اور انکی علاوہ ایک جماعت صحابہ یہہ کہتے ہین کہ وہ یعنے حضرت علی

علیہ السلام سب سے پہلے ایمان لائے بلکہ بعضون نے اونمین سے
نقل کیا ہے کہ حضرت علی کی سابق الایمانی پر اجماع امت واقع ہے
اور خصائص امام نسائی مین بطرق متعددہ زید بن ارقم اور حبہ عرنی
اور عطیف و عمرو بن عباد و عبد اللہ بن ال الہذیل عن علیؑ متعدد روایات
مروی ہین کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے - حضرت ابو بکر
وغیرہ سب متاخرین مسلمانون مین سے ہین بمقابلہ حضرت علی کے
کیونکہ مابین اسلام حضرت علی مرتضی و اسلام حضرت ابو بکر کے سات
برس کا فاصلہ ہے - پس جبکہ بموجب عقاید اہل سنت اجماع امت
اس امر پر واقع ہے کہ سب سے مقدم اور پیشتر حضرت علی ایمان
لائے ہین پھر اگر کسی متعصب نے یہہ لکھدیا ہے کہ حضرت ابو بکر سابق
الایمان ہین تو صریح افترا پردازی اور موضوعیت اوس روایت
کی ظاہر ہے - اور جو بعض اذکیاء اہل سنت نے اخفاء اصلیت
کے لیئے کہ تاخیر اسلام حضرت ابو بکر ظاہر نہو یہہ تاویل عاطل کی ہی کہ لڑکون
مین سب سی پہلے حضرت علیؑ اور عورتون مین سب سی پہلے حضرت خدیجہ اور غلامون مین سب
سے پہلے زید بن حارثہ اور ادہیڑ عمر کے آدمیون مین سب سے پہلی
حضرت ابو بکر مسلمان ہوئے رکاکت اس تاویل کی عیان ہی کیونکہ
بہ دی اس تاویل کے شیخ مسٹر کیولم بہی جو چودہوین صدی مین مسلمان
ہوئی ہین سابق الایمان قرار پا سکتے ہین اور یہ کہہ سکتے ہین کہ لیورپول
واقعہ انگلستان کے آدمیون مین سب سے پہلے مسٹر کیولم مسلمان

ہوئے۔ امام نسائی کے روایات سے جنکے نقل عنقریب آئینگے بالکل
ثابت ہو گیا ہے کہ عرصہ سات برس تک سوای رسول خدا اور علے
مرتضی اور خدیجہ کبرے کے کوئی شخص اسلام مین داخل نہین ہوا اور
بعثت رسول اللہ صلعم سے سات یا نو سال تک کسی نے خدا کے
عبادت نہین کی سواے ان تین شخصون کے۔

قولہ حضرت ابو بکر کے سابق الایمان مجمع البیان تفسیر معتبر شیعیان
سے بہی ہوتی ہے کہ اوسمین درج ہے کہ نیکہ بیشتر ازہمہ ایمان آوردند
حضرت خدیجہ اند بعد ازان ابو بکر۔ مگر ملا فتح اللہ کاشانی قول علامہ
طبرسے کی مخالفت کرتے ہین۔

اقول دیکھئے یہہ قدرت خدا اور معجزہ پنج تن پاک ہے کہ اہل حق کے
کتب مین تحریف کرنیوالا بغیر کسی دیل کے خود فضیحت و ذلیل ہوجاتا ہے
اہل بصیرت کے روبرو ہمکو اصل [illegible] مجمع البیان پیش کرنے کے
بہی ضرورت نہین ہے خود عبارت [illegible] پکار رہی ہے کہ درمیان
نام حضرت خدیجہ اور حضرت ابو بکر کے چند نام مرقوم تہے جنکو مولف
صاحب نے نکال ڈالا ہے۔ دیکھئے عبارت تفسیر مجمع البیان کو
(کسانیکہ بیشتر ازہمہ ایمان آوردند حضرت خدیجہ اند) اگر اصل مین
فقط حضرت خدیجہ کا نام ہوتا تو لفظ کسانیکہ نہوتا بلکہ بلفظ کسیکہ
لکہا جاتا اور ایسا ہی (ایمان آوردند) کی جگہ (ایمان آورد) (اور بجای
حضرت خدیجہ اند) کے ضرور یہہ ہوتا (حضرت خدیجہ ہست) اور یہہ

سامنا فقرہ یون لکہا جاتا (کسیکہ بیشتر از ہمہ ایمان آورد حضرت خدیجہ آست)
ناظرین با انصاف مولف صاحب کے کارردائی پر غور فرما دین
کہ کیا اچہا طریق مناظرہ کا پیدا کیا ہے۔
اما قولہ اور ملا فتح اللہ کاشانی اس قسم کے الفاظ دور از قیاس جسکا یقین
طفل مکتب کو بہی نہو بہ نسبت جناب امیر کے تحریر فرماتے ہین اور
وہ یہہ ہین (بمذہب صحیح کہ طریق اہل بیت است اول کسی از مردان مہاجر
کہ تصدیق نبوت حضرت رسالت کرد امیر المومنین بود) (حضرت
رسالت فرمود کہ ہفت سال فرشتگان برمن و علی درود می فرستادند
زیرا کہ درین ہفت سال بغیر از من و علی کلمہ توحید کہ لا الہ الا اللہ ست
باسمان نرسید) اور یہہ کہ (از منہال بن عمرو روایت ست کہ گفت کہ من
از علی شنیدم کہ می فرمود من بندہ خدا ایم و برادر رسول خدا ایم و منم صدیق
اکبرم) اور یہہ کہ (دا ابو طلحہ گفت من در پیش ابو ذر رفتم در موسم حج و گفتم
در میان مردمان اختلافی پدید آمدہ من اقتدا بکہ کنم گفت متمسک بکتاب
خدا شو و بعلی ابن ابیطالب و ملازم این ہر دو شو بدرستیکہ من گواہی میدہم
کہ رسول خدا ای فرمودہ کہ علی ابن ابیطالب اول کسے ست کہ بمن تصدیق
کردہ و اول کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند و او صدیق اکبر ست
و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین ست) افسوس ملا صاحب
کو اس عبارت لکہنے مین شرم نہ آئی کہ جناب امیر کو ہم رتبہ خاتم المرسلین
ٹہرا دیا اور زبردستی آپکو صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور یعسوب مومنین بنا دیا

اور بمقابلہ حضرت صدیق اکبر کے بہی آپکو سابق الایمان سینہ زوری سے کہہ دیا خیر یون ہی سہی مگر کلمات صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین مین البتہ گنجایش کلام لا کلام ہے —

فاقول بحول اللہ العلی العظیم یہہ بات تو مولّف صاحب نے البتہ سچ لکہی ہے کہ ملا صاحب کی تحریر کا یقین طفل مکتب کو نہین آسکتا اور غالباً یہہ ہی وجہ ہے کہ مولّف صاحب کو یقین نہین آیا حالانکہ نیم ملا بنگئے۔ یہہ مقولہ جو عوام مین مشہور ہے کہ نیم ملا خطرہ ایمان واقعی سچا مقولہ ہے ہر شخص کہ جسکو معلومات مذہبی نہو حتے کہ اپنی مذہب کی کتب سے بہی آگاہ نہو اوسکے ذہن مین بطریق جہل مرکب یہہ بات سماجاے کہ مین خوب واقف ہوگیا ہون ایسا شخص ہمیشہ ہم چشمون مین ندامت اوٹہاتا ہے افسوس ہے مولّف صاحب اسرار الہدے کے حال پر کہ اونہون نے بغیر حصول واقفیت اور آگاہی کے ایسے نازک میدانمین قدم رکہا ہے کہ اچہے اچہے واقف کارون کے چہکے چہوٹ جائین۔ جو لوگ کچہہ شرم وغیرت رکہتے ہین وہ ایسے واقعہ پر ضرور اسبات کا خیال رکہتے ہین کہ ایسی بات ہماری زبان یا قلم سے نہ نکلے جو انجام کار باعث ندامت کا ہو جن جن روایات کے نسبت جناب مولّف صاحب نے ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا ہے اور اون روایات کو بلا علم اور واقفیت کے محض اس بنیاد پر کہ شیعون کے کتاب مین درج ہین دروغ قرار دیا ہے اگر وہ جملہ روایات بحسب و بلفظہ مسلمہ مرویہ محدثین اہل سنت

سے کے ہون اور کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہون تو فرمائی مولف صاحب کو کچھ غیرت آنی چاہئے یا نہین ـ ان اعتراضات مولف صاحب سے پایا جاتا ہے کہ اونکو اپنے مذہب کی کتابون سے مطلق آگاہی نہین اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اونکو اسبات کی بھی شرم نہین ہے کہ جن باتون کا ہم اعتراض کر رہے ہین وہ روایات ہمارے ہی مذہب کے ہین لوگ اسکو سنکر کیا کہینگے ـ کیا سب آدمی تقریظ نویسون کی طرح ہی آنکھہ بند کرکے کتاب کو مطالعہ کرینگے ـ
جسوقت ہم یہہ بات ثابت کرینگے کہ تحریر ملا صاحب علیہ الرحمہ لفظاً بلفظاً مطابق روایات اہل سنت کے ہے نہین کہہ سکتے کہ مولف صاحب کو بھی کچھہ ندامت ہوگی لیکن غالب یہہ ہے کہ حضرات تقریظ نویسان تو ضرور نادم ہونگے اور آیندہ بغیر دیکھے بھالے محض رعایت مذہبی سے کسی کتاب پر تقریظ تحریر نہ فرماینگے کیونکہ وہ حضرات مشاہیر علماے اہل سنت سے ہین ـ
اب مین روایات مندرجہ تفسیر ملا صاحب کو ثابت کرتا ہون کہ عین مطابق مرویات اہل سنت کے ہین پہلی روایت یہہ ہے کہ بموجب مذہب صحیح کہ طریق اہل بیت پیغمبر ہے حضرت علی سب مردون سے پہلے ایمان لائے مولف اسرار الہدے نے اسکو دور از قیاس لکھا ہے پس ظاہر ہے کہ جس جس نے دین اور نصوص مین قیاس کو دخل دیا ہے وہ کون لوگ ہین ـ فہو منہم ـ اب مین کہتا ہون کہ بموجب مذہب اہل سنت الحمد للہ علی ذلک

اجماع امت اس امر پر واقع ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان
لائے عبارت صواعق محرقہ مع ترجمہ اوپر ہی نقل ہو چکی ہے کہ قال بن عبا[س]
وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعت انہ اول من اسلم ونقل بعضہم الاجماع
علیہ - واخرج النسائی فی خصائصہ عن زید بن ارقم قال اول من
اسلم مع رسول اللہ صلعم ھو علی ابن ابی طالب - واخرج ایضاً عن
زید بن ارقم بطریق عبد اللہ بن سعد وھو یقول اول من صلے مع
رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب - وفی روایۃ اول من اسلم
مع رسول اللہ صلعم علے رضی اللہ عنہ -

مولف صاحب سے پوچھا جاسے کہ اب یہ اونکی قیاس مین آیا اور یہ
طفلان مکتب اب بھی یقین کرینگے یا نہین یا آیندہ بھی اونکو معلوم ہوگا [illegible]
دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سات برس تک
ملائکہ مجھپر اور علی پر درود بھیجتے رہے اور اس زمانہ مین تغیر میرے اور علی
کے کسیکا کلمہ توحید آسمان پر نہین پہونچا -

پس اگر ملائکہ کا درود بھیجنا مولف کے قیاس سے باہر ہو تو مولف
صاحب مسلمانی سے خارج ہین کہ صریح کلام ربانی اور آیات قرآنی کا
اونکو یقین نہین قولہ تعالی ان اللہ وملئکتہ یصلون علے النبی الخ
وقولہ تعالی سلام علی آل یس کی تفسیر پڑہنے چاہیے اور یہی ان
آیات کی تفسیر حسب منشاء جلد صواعق محرقہ آگے لکھی ہے کہ حسب الحکم ان
آیات کے تمام امت محمدی مامور کیا گئے ہے کہ محمد و آل محمد پر درود [illegible]

اور سلام بہیجا کرین کہ خدا تعالی اور ملائکہ بہی اوسپر درود وسلام بہیجتے ہین
اور اگر سات برس تک سوای حضرت علی کے اور لوگون کے مسلمان
نہونے اور نماز وعبادت خدا نکرنے پر یدِ یقینی ہے یہہ ہے تو صریح
ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ ملا صاحب نے تو سات ہی برس تک
حضرت ابوبکر وغیرہ کا مسلمان نہونا بموجب ایک روایت اہل سنت کے
لکھا ہے مگر اہل سنت وجماعت کے صحاح مین تو نو برس تک انمین سے
کسیکا سوا ے حضرت رسول خدا وعلی مرتضی کے نماز کا نہ پڑہنا درج
ہے۔ یہہ ہر دو روایات سات برس اور نو برس کے مندرجہ صحاح اہل سنت
والجماعت ہین اگر ملا صاحب نے بخاطر داری اہل تسنن سات برس کے
ہی روایت کو نقل کردیا تو کیا گناہ کیا ذرا ادہر متوجہ ہوجیے۔ اخرج
النسائی فی خصائصہ حدثنا احمد بن سلیمان الرہاوی قال حدثنا
عبد اللہ بن موسی قال ثنا العلاء بن صالح عن المنہال عن عمرو بن عباد بن
عبد اللہ قال قال علی رض انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق
الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین ولا یقولہا بعدی غیری الا
کاذب یعنی راوی باسناد خود کہتا ہے کہ فرمایا علی مرتضی نے کہ مین بندہ
خدا کا ہون اور بہائی رسول اللہ کا اور مین ہون صدیق اکبر اور اسلام
لایا مین سب آدمیون سے سات برس پہلے اور میری بعد جو شخص ایسا
دعوی کرے وہ جہوٹا ہے۔

فرمائین مولف صاحب کہ اب سبہے یقین آیا یا نہین ملا صاحب کی کیا خطا ہے

یہہ تو اہل تسنن کے صحاح سے ثابت ہے اور حضرات آخری فقرہ حدیث پر بہی ذرا توجہ ہو جاے اور یہہ تو فرمائی کہ آیندہ کسی اور کو بہی صدیق اکبر کا خطاب دیجیگا ۔ خدانخواستہ کبہی حضرت ابوبکر نے تو اپنی زبان مبارک سے یہہ نہین فرمایا کہ مین صدیق اکبر ہون ۔ اگر ایسا ہو تو ضرور حضرات اہل سنت کو اتباع روافض کا کرنا پڑیگا ورنہ قرآن پاک کے مخالف ہونگے حضرت ابوبکر کی سابق الایمانی اور صدیقیت کا حال تو معلوم ہو چکا اب اگر فرمائی تو وہ روایت بہی عرض کرون جو آپکی صحاح مین مروی ہے کہ بعثت رسول اللہ صلعم سے نو سال تک سوای حضرت علی کے اور کسی نے حضرت کے ساتہ نماز نہین پڑہی ۔ دیکہو خصائص نسائی کی اوسی صفحہ کو کہ بعد نقل حدیث متذکرہ بالا کے ذکر عبادتہ رض کی سرخی دیکر روایت نقل کی ہے عن علیؑ قال لا اعرف احدا من ھذہ الامۃ عبد اللہ مع نبینا صلعم غیری عبدت اللہ قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ تسع سنین یعنی فرمایا حضرت علی مرتضی نے کہ نہین پہچانتا مین اس امت مین سے کسی کو کہ اوسنے عبادت کی ہو خدا تعالی کی ہمراہ ہمارے نبی صلعم کے سوای میری ۔ مین نے عبادت کی ہے خدا تعالے کی نو برس پہلے ہر عبادت کرنے والے سے اس امت کے ۔

تیسری روایت ملا صاحب نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے لکہی ہے جسمین تمسک کرنا قرآن اور علی علیہ السلام سے اور القاب آپکے

کے درج ہین۔ صدیق اکبر۔ فاروق اعظم۔ یعسوب مومنین۔ اور یہہ
جملہ امور مسلمات اہل تسنن سے ہین بلکہ صحاح ستہ کے متواتر روایات
سے ثابت ہین۔ تمسک قرآن و علیؑ کے بابت حدیث متواتر سند صحیح
صحیح مسلم و صحیح بخاری و بقیہ کتب صحاح موجود ہے قال رسول اللہ صلعم
انی تارک فیکم الثقلین الخ جو چند بار اس رسالہ مین نقل ہو چکی ہے
علاوہ اسکے یہہ روایت صواعق محرقہ سے نقل ہوی ہے۔ اخرج الطبرانی
فی الاوسط عن ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول
علیؑ مع القران والقران مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض
اور نیز صواعق محرقہ سے ثابت ہے کہ اس حکم کا چند بار رسول خدا صلعم نے
تکرار فرمایا ہے خصوصًا بعد حجۃ الوداع و ایام مرض الموت مین بلکہ ابن عمر
سے روایت ہے آخرما تکلم بہ النبی صلعم اخلفونی فی اہل بیتی۔
نسبت القاب جناب امیرؑ کے اگرچہ کلام ہے تو ابھی ایک روایت
اہل تسنن کی صحاح سے نقل ہو چکی کہ خود فرمایا جناب امیرؑ نے کہ مین
صدیق اکبر ہون اور میرے سوا جو کوی صدیق اکبر ہونیکا دعوی کرے
وہ کاذب اور مفتری ہے۔ دوسرے صواعق محرقہ مین یہہ مروی ہے
کہ آنحضرت صلعم نے یہہ فرمایا کہ دنیا مین فقط تین شخص صدیق گذری ہین
ایک حزقیل مومن آل فرعون دوسری حبیب نجار صاحب یٰسین اور
تیسرے علی ابن ابیطالب۔ اور علی افضل ہین ان تینون سے ان دونون سے
اخرج ابن نجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون

ثلثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب یٰسین وعلی
ابن ابی طالب۔ اور حافظ ابونعیم اور ابن عساکر نے بھی اس روایت
کو بازدیاد اس فقرہ کے لکھا ہے وعلی ابن ابی طالب وہ افضلہم پس
جبکہ بحکم جناب رسول خدا صلعم دنیا مین فقط تین آدمی صدیق ہوئے ہین
وہ امم سابقہ مین اور ایک حضرت علی علیہ السلام اس امت مرحومہ مین
تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اہل سنت نے محض براہ کذب وافترا حضرت
ابوبکر کے نام کے ساتھہ یہ لقب لگا دیا ہے۔ علی ہذا القیاس فاروق اعظم
بھی لقب حضرت علی کا ہے اور یعسوب مومنین بھی اُنکا ہے لقب ہے
دیکھو صواعق محرقہ کو اخرج ابن عدی عن علی ان النبی صلعم قال علی
یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین یعنی فرمایا نبی
صلعم نے کہ علی یعسوب مومنین ہین اور منافقون کا یعسوب مال ہے
یعسوب شہد کے مکھی کی بادشاہ کو کہتے ہین جسکی سب مکھیان مطیع
وفرمان بردار ہوتے ہین۔

علاوہ اسکے جس روایت مندرجہ تفسیر ملا صاحب پر مولف صاحب
نے اعتراض کیا ہے وہ روایت بلفظہا اہل سنت والجماعت کے
معتبر محدثون سے ہے مولف صاحب نے محض ناواقفیت سے اوپر
اعتراض کیا ہے۔ طبرانی جو اجلہ محدثین اہل سنت سے ہین اونہون نے
اس حدیث کو بلفظہ حضرت سلمان فارسی اور نیز حضرت ابوذر غفاری
رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ہے اخرج الطبرانی عن سلمان

وابی ذر رضی اللہ تعالی عنہما معاً ان النبی صلعم قال لعلی ان ھذا اول من امن وھو اول من یصافحنی یوم القیامۃ وھذا الصدیق الاکبر وھذا فاروق ھذہ الامۃ یفرق بین الحق والباطل وھذا یعسوب المؤمنین یعنے روایت کی ہے طبرانی نے حضرت سلمان اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کی نسبت فرمایا کہ یہہ سب سے پہلے ایمان لایا اور یہہ ہی سب سے پہلے قیامت کے دن مجھہ سے مصافحہ کریگا۔ اور یہہ ہی ہے صدیق اکبر اور فاروق اس امت کا کہ فرق کرنیوالا ہے حق اور باطل مین اور یہہ ہی ہے یعسوب مومنین کا۔

افسوس منشی جوہر علیصاحب کو اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔ دیکھیے یہہ وہی نقل ہوی کہ اولٹا چور کو توال کو ڈانڈے کیا خوب آپ تحریر فرماتے ہین کہ ملا صاحب کو اس عبارت لکھتے ہوے شرم نہ آئی۔ حالانکہ منشی صاحب کی تحریر نہایت قابل شرم ہے۔ خیر یہہ اعتراض تو منشی صاحب نے بوجہ ناوانی اور لاعلمی کے ملا صاحب پر کیا تھا جس مین اونکو خود نادم ہونا پڑا لیکن آیہ کریمہ السابقون الاولون مین بحث کرنا کہ صحابہ مین سے سابق تر کون شخص ہے ہرگز سلمان کا کام نہین کیونکہ خود رسول خدا صلعم اس امر کا فیصلہ کرچکے ہین کہ اس امت محمدی مین سابق یعنے (ایمان لانے مین سب پر سبقت کرنیوالا) حضرت علی مرتضی علیہ السلام ہین اور نیز اکابر فضلاء و محدثین

اہل سنت ان روایات کو لکھتے ہین تو ظاہر ہے کہ بموجب عقیدہ اہل سنت
جو شخص سوائے حضرت علی کے کسی اور کو سابق تبلادے تو وہ کافر مطلق
ہے کیونکہ وہ مخالفت حکم پیغمبر خدا کی کرتا ہے -
اگرچہ مراد سابق سے وہی اول من اسلم ہے اور ہم چند روایات
مندرجہ صحاح اہل سنت سے ابھی لکھہ چکے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ سب سے پہلے ایمان لانے والا علی ہے مگر اس خیال سے کہ شاید لفظ
سابق مین کوئی اور باریکی اُسکے سوا رہو اور منشی صاحب کو پھر کوئی
وسوسہ دامن گیر ہو اسلئے ہم صاف طور سے جتلاتے ہین کہ بموجب روایات
اہل سنت کے سابق اور سبقت کرنیوالا بھی کوئی شخص سوائے علی
مرتضے کے نہین ہے دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ اوس مین بڑے بڑے
اکابر محدثین اہل سنت سے یہہ روایت درج ہے - اخرج الدیلمی
عن عائشۃ والطبرانی - وابن مردویہ عن ابن عباس ان النبی
صلعم قال السبق ثلاثۃ فالسابق الی موسی یوشع ابن نون
والسابق الی عیسی صاحب یٰس والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب
یعنی روایت کی ہے دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ
نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ سابقون
یعنی ایمان لانے مین سب پر سبقت کرنیوالے تین شخص ہوئی ایک
سابق الی موسی یعنی حضرت موسی پر ایمان لانے مین سبقت کرنیوالا
یوشع بن نون ہے اور عیسے پر معرفت سبقت کرنیوالا صاحب

ایس یعنی شمعون پطرس ہے اور محمد صلعم کیطرف سبقت کرنیوالا علی ابن ابیطالب ہے علیہ السلام۔
اب منشی صاحب تلاوت فرماوین آیہ کریمہ السابقون الاولون الخ کو اور اگر اونکے نزدیک یہہ آیت خلافت بلافصل سے متعلق ہے تو ایمان لاوین خلافت بلافصل حضرت علی المرتضی علیہ السلام پر اور باطل ذناحق تجہیں خلافت اغیار کو۔ غور تو کیجئے کہ مرسلین سلف کے خلفا بہی وہی لوگ ہوئے ہین جنہون نے پیغمبر پر ایمان لانے مین سب پر سبقت کی دیکہئے یوشع بن نون حضرت موسی کے خلیفہ ہوئے اور شمعون الصفا حضرت مسیح کے خلیفہ ہوے تو پہر کیا وجہ ہے کہ سابق الی محمد صلعم خلیفہ بلافصل محمد صلعم کا نہوگا منشی صاحب نے حدیث منزلت ہارون من موسی پر یہہ حجت فرمائی تہی کہ اگر بجاے ہارون کے حضرت یوشع کی نظیر حضرت علی سے دیجاتی تو دلیل خلافت بلافصل حضرت علی کی ہوسکتی تہی اب خدا کی فضل سے حضرت یوشع کی نظیر بہی مل گئی دیکہئے منشی صاحب کیا قدر دانی فرماتے ہین اگر اونکی دل مین کچہہ بہی انصاف ہوگا تو اپنی وعدہ کو ایفا کرینگی
ناظرین بالانصاف غور فرماوین کہ اگرچہ منشی صاحب نے یہہ رسالہ اسرار الہدی محض بنظر تعصب مذہب لکہاہے تو بہت بیجا اور نامناسب کیا اونکو ایسی حالت مین کہ اتبک وہ ہرگز اپنی مذہب کے کتابون اور اپنے مذہب کے حالات سے واقف نہین ہین ہرگز تصنیف کتاب کیطرف توجہ

کرنی لازم نہ تھی ہر معاملہ اور ہر بحث مین اونکی لاعلمی اور ناواقفی ظاہر
ہوتی چلی جاتی ہے اور یہہ طرفہ او سپر یہہ ہے کہ آپکی ذہن مین یہہ بہی سمایا
ہوا ہے کہ مجہی اپنے مذہب سے پوری آگاہی ہے حالانکہ معمولی منشی
لوگون سے بہی اونکے معلومات کا پایا برتر نہین سطرفہ یہہ کہ جب آپ
قرآن وحدیث سے سبقت وفضیلت حضرت ابوبکر کی ثابت نکرسکے
تو روضۃ الصفا خاوندشاہی کو شیعون کے تاریخ قرار دیکر اوس سے استدلال
فرمایا حالانکہ خاوندشاہ ایک متعصب سنی المذہب ہے اور ماخذ اوسکی
تاریخ کا جو کچہ ہے وہ بہی اوسنے لکہا ہے کوئی قصہ یا روایت اس کتاب
مین کتب شیعہ سے ماخوذ نہین ہر قصہ بر حوالہ کتب درج ہین اگر کوئی
شیعہ بہی اس طرح بحوالہ کتب اہل السنن لکہتا تو مولف صاحب حجت
نہین کر سکتے تہے اور یہہ جائیکہ مولف کتاب بہی سنت جماعت
اور حوالہ بہی کتب اہل سنت کا ہی پہر ایسے اقوال لغو و پوچ پر سند
لانا عقلمندونکا کام نہین ہے۔

مولف صاحب نے جو آیہ کریمہ محمد الرسول اللہ والذین معہ الخ
پر استدلال کیا ہے اوسکو بہی اصحاب ثلثہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ
ہر معرکہ مین کافرون سے ڈرکر بہاگ گئے۔ کسی جنگ مین انکے
نسبت ایک کافر کا بہی قتل کرنا ثابت نہین۔ احد خیبر حنین وغیرہ شاہد
عظیمہ سے ایسے بہاگے کہ بعضون کا تین روز مین پتہ لگا۔ مومنین صلحا
پر البتہ جو کچہ غلظت و شدت ان صاحبان نے فرمائی ہے وہ مشہور ہے

حتی کہ مسلمان لوگ پکار او ٹھے کہ ہم پہ فلان فظ غلیظ القلب کیون
سردار کیا جاتا ہے باقی ہتک خالد و احراق بیت سعد در کو فہ و
اخراج ابوذر و ضرب عمار و ابن مسعود علاوہ ستم بر اہل بیت رسالت
مشہور کارنامے ہین حضرت ابوبکر کے شدت جو اس قصہ سے نکالی
ہے کہ اونہون نے احد کے دن حضرت سے پوچھا تھا کہ اگر آپ کہو
تو مین اپنے باپ کو مار دون۔ اول تو او سروزہ اونکو یہہ ہوش کہان
تہے مع حضرت عمر کے فرار ہو کر ایک غار مین پوشیدہ تہے دوسرے
والد صاحب انکے کیا ہمراہیون سے الگ تہی کہ جاتی ہی مار ڈالتی
لیکن مین عرض کرتا ہون کہ اگر آپکو قتل والد منظور ہی تھا تو حضرت
سے پوچھنا کیا ضرور تہا موقع پاتے ہی فورًا قتل کر ڈالنا تہا۔ اور آنحضرت
صلعم دراںحالیکہ ہادی برحق تہی تو وہ ایسے فعل کی اجازت کیون دینے
لگے تہے کہ بیٹا باپ کو مار ڈالے اگر اسکے برعکس ہو تو مضایقہ نہین
مگر جو لوگ مرنے اور مارنے والے ہوتے ہین وہ ایسی باتون کے
مشورے نہین کیا کرتے۔ بہلا صاحب فرض کیا جاوے کہ اپنے ابوقحافہ
کو تو حضرت کے منع کر دینے سے قتل نہ کیا لیکن اور کافرون کے قتل
کرنے سے کسنے منع کیا تہا اور بہاگ جانے کا مشورہ کسنے دیا تہا۔ اور
عبد الرحمن اپنے پسر کو جو ہمراہ کفار تہا کیون قتل نہ کر ڈالا
ایۃ ثانی اثنین کے جو استدلال کیا گیا ہے وہ آیتہ دراصل مذمت
حضرت ابوبکر رضی اللہ مین نازل ہوئی ہی نہ کہ منقبت مین خود سیاق

آیہ شاہد ہے کہ خدا تعالے اپنے رسول کی تعریف کرتا ہے اور مسلمانون
کو تہدید فرماتا ہے کہ اگر تم میرے نبی کا ساتھ نہ دوگے تو وہ محتاج تمہاری
نصرت کا نہین کیا تمنے نہین سنا ہمارے رسول کی بہادری اور سکون و وقار
کو کہ جب وہ فقط ایک آدمی کے ساتھ غار مین تہا اور وہ ہمراہی بہی بخوف
جان خود رو رہا تہا تو ہماری پیغمبر کو اوس ہمراہی کے جبانت اور اپنی تنہائی
سے کچہ ہراس نہوا بلکہ اوسکو دلاسا دیا کہ تو کیون روتا ہے خدا ہمارے
ساتھ ہے ایسی ہی اگر تم لوگ بہی ہمارے رسول کے مدد نکروگے تو تمہاری
امداد کی کچہ پروا نہین جسطرح ہمنے غار مین اپنے نبی پر تسکین نازل فرمائی
تہی اوسیطرح اب بہی ہم غیب کے لشکرون سے اوسکی مدد کرسکتے
ہین - انوار الہدے دشمس الضحے مین پوری بحث ان آیات کے
بابت ہم لکہ چکے ہین اور مولف صاحب کے معاون نے اوسکو بذریعہ
سکوت تسلیم کر لیا ہے اور جواب اوسکا نہین دیا ہے جسکو ضرورت
ہو اون کتابون مین اس بحث کو دیکہ لے -

اگر کوئی منصف مزاج اس آیہ کریمہ کے معنے اور مطلب پر غور کرے تو اسی سے
عدم صدیقیت حضرت ابو بکر کے صاف ظاہر ہو رہی ہے یعنے رسول خدا نے
بیشتر سمجہا دیا تہا کہ مین بحکم خدا ہجرت کرتا ہون خدا تعالی ہمکو ہرگز ضایع
نکریگا لیکن صدیق اہل سنت نے ہرگز یقین نہ کیا اور غار مین بیٹہ کر بخوف جان کی رونے لگے
رونے لگے صدیق اکبر ایسے ہوتے ہین کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے یہہ فرما دیا
کہ تم میری بستر پر آرام کرو ہرگز کچہ خوف اور ڈر نہین ہے فوراً صدق دل سے یقین

کر لیا اور بلا خوف و خطر بستر رسول خدا پر سو رہے دونون کا مذکور قرآن مین موجود صدیق برحق کی شان مین من یشری نفسہ الخ نازل ہے کہ جس سے کمال اصلیت ظاہر- اور صدیق بر آنام کی نسبت یہہ آیت مستدلہ بیان کرتے ہین جس سے کامل طور پر نفی صدیقیت کی ہوتی ہے -

مولف صاحب نے از راہ تعصب تذہیب عبد الرحمن بن ابو بکر کو جناب امیر پر ترجیح دی ہے حالانکہ بزمانہ ہجرت وہ مشرک ور کافر تہا اور اسکے بعد بہی زندگی لی سی عناد و بغض آنحضرت صلعم کا نہین گیا یہانتک کہ جنگ حد مین یہہ عبد الرحمن بن ابو بکر شریک کفار کی شامل ہو کر آنحضرت صلعم سے لڑنے کو گیا دیکھو مغازی واقدی کو -

بعض اوقات اسبات سے زیادہ تعجب ہوتا تہا کہ حضرات خلفاء ثلثہ ہر معرکہ اور جنگ مین کیون طرح دیجایا کرتی تہی اب معلوم ہوا کہ ہمیشہ جنگ سے طرح دیجانا نہ فقط جبانت سے ہی نہ تہا بلکہ بعض معارک مین برعایت مخالفین طرح دیجاتی تہے باپ اور پسر کو کفار کے شامل کیا آپ رسول خدا کی ساتھ رہی جس طرف فتح حاصل ہو اپنا کام بنائے سبحان اللہ کیا خوب صدیقیت ہی گویا ہر دم یہہ ارادہ تہا کہ اگر حضرت رسول خدا شہید ہو جاوین تو پہر مرتد ہو کر بشمول پدر و پسر کفار مین جا ملین جیسا کہ خداوند کریم خود ایسے اصحاب سے خطاب فرماتا ہی افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم طرفہ یہہ ہی کہ حضرات اہل سنت کو اب تک قول خدا و رسول کا یقین نہین ہے - مولف صاحب تحریر فرماتے ہین (البتہ اگر کفار اشرار ان دونون کو پالیتے ضرور ہی جان سی مار ڈالتی) پہر اسکے کہنے کی وجہ بہی کیسی ہی تہی کہ رسول خدا صلعم ہمراہ ہیں فرماتے ہین کہ مین بحکم خدا ہجرت پر مامور ہون اور ہمکو کفار کچہہ بہی ایذا نہین دیسکینگے مگر حضرت صدیق بخوف کفار برابر گریہ و زاری مین مصروف

قال صاحب اسرار الہدیٰ سے اگر باوصف اثبات آیات بینات کے بھی اہل لغض کا اطمینان نہوا ہو اور زبردستی یہی کہی جاوین کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث مفصل درباب خلافت بلافصل حضرت صدیق برحق نہ کہا دینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نمانینگی اور اوسمین بھی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت کیکے بعد دیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بھی صحیح حدیث اہل سنت کے طرف سے لیجئے لیجئے اور اہل سنت کے حق بجانب ہونیکے کچہ بھی تو داد دیجئے وہ حدیث پاک یہہ ہے **حدیث** عن ابوھریرۃ بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیھا دلو فنزعت منھا ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحافہ فنزع بھا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم استحالت غربا فاخذھا فاخذھا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تہا کہ مین نے اپنی تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اوسپر ایک ڈول پڑا ہی سو مین نے اوس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پہر اوسکو ابن قحافہ نے لیا تو اوس نے ایک یا دو ڈول نکالی اور اوسکے کہینچنے مین کچہ سستی و آہستگی تہی اور خدا اوسکو معاف کریگا پہر وہ ڈول ایک بل بن گیا پہر اوسکو عمر خطاب نے لیا سو نہین دیکہا گیا آدمیون مین عبقری کہ جسکا کہینچا عمر کی کہینچی کے موافق ہو یہانتک کہ لوگون نے آپ کو اونکی نشست کا ہون پر بٹہلا دیا تا آخرہ۔ اسکے بعد مؤلف صاحب نے ف لکہکر تشریح فرمائی اور بعد اسکی تحریر فرمایا جو حضرت کی بعد ہونا تہا اوسکو خدا نے اونکو خواب مین دکہلا دیا

اقول بحولہ تعالیٰ ماشاء اللہ چون کار از تو گردد مردان چنین کنند - اہل انصاف منشی صاحب کے اس کارنمایان پر غور کرین کہ اپنی مذہب کا اثبات اپنی کتابون سے کرنے پر طالب داد ہین اور آپکو اسپر بہت بڑا ناز ہے کہ ہمنے ایک حدیث خواب وخیال کے بڑی تلاش سے دو خلافت کے اثبات کے لیئے پیدا کی ہین - یہہ بزرگی اور تفوق تو خدا نے حضرات اہل سنت کو ہی بخشا ہے کہ اپنی عقاید اور مذہب کو اپنی ہی روایات اور کتب سے ثابت کرنے مین مثل خر در گل افتادہ ہین - اول تو داد کے قابل منشی صاحب نے یہہ کام کیا ہے کہ باجماع اہل سنت چار خلافت برحق ہین منشی صاحب نے دو خلافت کو تو پہلی ہی اڑا دیا اور دو خلافت کے برحق ہونیکی سند پیش کی - اسلیئے وہ دائرہ تسنن سے تو خارج ہو چکی - اب رہی بحث صحت وسقم حدیث پر سو ظاہر ہے کہ یہہ حدیث بالکل موضوعی ہے اور مخالف مذہب اور اجماع اہل سنت کے ہے اور پایا جاتا ہے کہ خوارج کے وضع کی ہوی ہے - راوی اول حضرت ابوہریرہ جنکا کوئی تعلق رسول خدا سے ایسا نہ تھا کہ آنحضرت کوئی راز کی بات انسے کہتے یہہ متاخرین مسلمانون مین داخل ہین آنحضرت صلعم نے انکے حرکات وسکنات دیکھکر انکو اپنے پاس روز مرہ آنے سے منع کر دیا تھا اور آنحضرت صلعم کا اخلاق ایسا وسیع تھا کہ سوای ابوہریرہ کے اور دیگر منافقین کو بھی کسی حیلہ سے اپنے پاس آنے سے منع نہین کیا - استیعاب مین فقط یہہ حضرت ابوہریرہ ہی منصرف ہین کہ آنحضرت صلعم نے انکے لقاء شریف کو مکروہ جان کر اس حیلہ سے انکے

روزمرہ کی حاضری اور رد کا ایک عبارت سعدی - ای ابوہریرہ ہر روز میا تا محبت زیادہ شود - حالات ابوہریرہ درباب وضع روایات بین الانام مشہور عام ہین یہانتک کہ ایک دفعہ اپنے نفع کے لیئے پیاز کی فضیلت مین حدیث وضع کے اور عرب کے جاہل لوگ تمام پیاز کو اوسنے بقیمت گران خرید لیگئے بی بی عائشہ نے یہہ حال سنکر انکو تنبیہ کی کہ کیون ایسے دروغ روایت بیان کی تو اونہون نے جواب دیا کہ ای بی بی جب مینے تمہارے والد کے حق مین بہت سے روایات وضع کین تو کبھی اپنے منع نہ کیا اب فقط ایک حدیث مین نے اپنی پیاز فروخت ہونے کے لیئے وضع کی تو آپ مانع ہوتے ہین یہہ بات سنتے کے سنکر ام المومنین بہی خاموش ہوگئین - علاوہ ازین ابوہریرہ کا نام اوس گروہ کی فہرست مین داخل ہے جو بمعیت حضرت ابوبکر عقبہ پر تشریف لیگئے تھے اور شتر حضرت رسولؐ خدا کو رم کرنا چاہتا تھا اور جنکی نام آنحضرت نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتلائی تھی اور جنکی نسبت اہل سنن مین یہہ حدیث مروی ہے کہ شتر کا سوراخ سوزن مین ہو کر نکلنا آسان ہے اور ان لوگون کا بہشت مین جانا دشوار ہے - پھر ایسے لوگون کی روایات پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے مضمون حدیث اجماع اہلسنت کے خلاف ہے اسلئے وہ خود استدلال نہین کر سکتے - اگر اس حدیث کو ماول بخلافت کیا جاوے تو کوئی وجہ مضمون حدیث مین ایسے نہین کہ حضرات اہل سنت اس حدیث کو صحیح تصور کرین کیونکہ اگر مراد دلو دچاہ سے خلافت ہوتی تو ضرور چار خلیفون کا تذکرہ ہوتا اور جبکہ ایسا نہین تو کیون ماول بخلافت سمجھا جاوے یا ان خوارج کے

مذہب کے موافق کہ وہ فقط حضرت ابو بکر و عمر کے خلافت کو برحق جانتے
ہین اور خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی کو باطل قرار دیتے ہین یہ حدیث
صحیح ہو سکتی ہے اور وہ خوارج سے فقط اسکو مآل خلافت کہہ سکتے ہین -
لیکن چونکہ مولف صاحب نے اس حدیث پر استدلال کیا ہے اور آخر رسالہ
مین اکثر اعتراضات نسبت ایمان و اسلام و خلافت حضرت امیر کے کئے ہین
ہمکو تردید کرنا لازم آیا ورنہ بمقابلہ حضرات اہل سنت ہمکو اس حدیث کے
تردید کرنیکی حاجت نہ تھی -

اگر ہم وضع و افترا اور نامعتبری راوی سے درگذر کر کے مضمون خواب
غور کرین تو خلافت کا کہین ذکر یا نشان یا اشارہ تک پایا نہین جاتا - بلکہ کسی
ایسے معاملہ کی خبر معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اپنے مرتبہ کو نہ پہچان
کر کسی بڑے کام مین جسکے وہ قابلیت نہ رکھتے تھے بیجا طور پر دست اندازی
کی اور پھر اوس کام کو وہ انجام نہ پہونچا سکے اور اوسکے انجام نہ پہونچانے مین
گنہگار رہوئے اگر دلو سے مراد امارت سلطان ہے تو ثابت ہے کہ حضرت
ابو بکر اسکام کی قابلیت نہ رکھتے تھے بعد ازان وہ دلو صورت بدل کر بل بنگیا
یعنے خلافت پیغمبر باقی نہ رہی فقط سلطنت کی سرداری رہ گئی اور وہ دلو جس
سے رسول خدا نے پانی کھینچا تھا اور ابو بکر نے بلا استحقاق و بغیر قابلیت
از خود اوٹھا لیا تھا حضرت عمر کے ہاتھ نہ آیا بلکہ وہ دلو مستحیل بہ بل ہو گیا
جس سے حضرت عمر نے پانی کھینچا اور البتہ خوب کھینچا مگر ناجایز بلا قابلیت
و استحقاق کے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ مین نے تو آدمیون مین ایسا عبقری

نہین دیکھا جو عمر کے طرح پاے کہینچتا ہو ۔ مولف صاحب نے
عبقری کے معنی شتر مرد غلط لکھے ہین بلکہ عبقری منسوب بعبقر کی
اور عبقر ایک وہہ ہے وادی عرب مین جہان کے بہوت اور
خبیث مشہور ہین اور اہل عرب اپنے اصطلاع مین عبقر سے
بہوت نسبت کو کہتے ہین ۔ اس اعتبار پر جو کچہہ معنے حدیث
کے ہوسکے سو ذکر ہوا مولف صاحب نے معلوم نہین اس حدیث
کو کس غرض سے ظاہر کیا ہے اونکو کوی فائدہ اس سے نہین پہونچتا
کیونکہ گفتگو نص خلافت پر ہے نہ اخبار خلافت پر اس سے تو شیعہ
بہی انکار نہین کرتے کہ پیغمبر خدا کے وفات کے بعد اول حضرت ابوبکر
پہر حضرت عمر پہر حضرت عثمان خلیفہ ہوے مگر بلا مرضی اور بغیر حکم پیغمبر
خدا کے یہہ لوگ بطریق غلبہ وتسلط جبریہ کے خلیفہ بنگئے اور شیعہ
اسبات کا بہی اقرار کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم کو بذریعہ وحی و
خواب و دیگر علوم نبوت جملہ حالات کی پیشتر خبر ہوچکی تہی کہ میرے
وفات کے بعد میری امت ایسا ایسا کریگی ۔ اور فلان فلان
خلیفہ بنجائینگے یہانتک کہ تمام خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے نام و کنیت
و لقب بہی آپکو معلوم تہے پس اگر حضرت ابوبکر و عمر کے تسلط کی
خبر آنحضرت صلعم کو اسی خواب کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہو تاہم
ان دونون بزرگون کے خلافت کا جواز اس سے ثابت نہین ہوسکتا
ہان اگر خواب مین حضرت صلعم یہہ دیکھتے کہ مین نے اول

ڈول سے پانی کہینچا اور پہر وہ ڈول مین نے اپنے ہاتہہ سے ابوبکر کو دیا اور
بعد ابوبکر کے وہ ڈول مین نے اپنے ہاتہہ سے عمر کو دیا تو البتہ خلافت
پیغمبر صلعم کے نسبت نکل سکتی تہی لیکن خواب مین تو صاف یہہ درج ہے
کہ ابوبکر نے اوس ڈول کو لیلیا۔ پہر وہ ڈول صورت بدل کر بل بن گیا اور اوسکو
عمر نے لیلیا آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتہہ سے دینا بیان نہین فرمایا۔ اسلئے
یہہ حدیث جواز خلافت کے دلیل نہین ہو سکتی بلکہ حسب مصرحہ بالا شیخین
کا تغلب و تصرف ناجائز صاف صاف ثابت ہوتا ہے اور یہہ معجزہ جناب
پیغمبر آخر الزمان صلوۃ اللہ والسلامہ علیہ کا ہے کہ کوئی شیخین موضوعی روایت
بنا کر کامیاب نہین ہو سکتا۔

حضرات منصف مزاج غور فرماوین کہ مذہب برحق وہ کہلاتا ہے جو اپنے
حقیت کو دوسری مذہب کے کتب سے ثابت کر دی مگر وای بر حال
حضرات اہل تسنن کہ باوجود کوشش بلیغ اپنے مذہب کو اپنی کتب سی بہی
ثابت نہین کر سکتی۔ ہمیشہ مناظرہ شیعہ و سنی مین دیکہا ہو گا کہ شیعہ اپنی
مذہب کا اثبات کس زور شور سے کتب مخالفین سے کرتے ہین اور برابر
حوالہ کتب فریقثانی کا دیتے ہین کہ دیکہو تمہاری بخاری مین یہہ لکہا ہے اور
بقیہ صحاح مین یہہ درج ہے۔ اور حضرات اہل سنت جب مناظرہ کرینگے
تو فریقثانی سے یہہ فرما دینگے کہ ہماری صحیح بخاری مین یہہ لکہا ہے اور ہمارے
صحاح مین یہہ درج ہے لیکن پہر بہی ہمیشہ اونکا استدلال غلط نکلتا ہے اور
فریقثانی کو کبہی اس جواب کے دینے کی نوبت نہین پہنچتی کہ اگر تمہارے

صحیح بخاری مین لکہا ہے تو ہم پر کیونکر حجت ہو سکتی ہے بلکہ جہانتک ہوتا ہے برابر اونکے استدلالات کو اونکے ہی کتب سے رد کر دیتے ہین اور یہہ بات بالضرور بوجہ امداد روح القدس کے ہے - اور یہہ ہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے وقت حضرات اہل سنت کے ہوش وحواس درست نہین رہتے ڈر کے مارے اپنی کتب کو دوسرون کے تبلا دیتی ہین احادیث کا حوالہ تواریخ مین دینی لگتی ہین اسیکو ماری رعب کے ہاتہہ پیر بہول جانا کہتے ہین - جیسا کہ مولف صاحب کے فقرہ آیندہ سے ظاہر ہے -

قال صاحب اسرار الہدی جو حضرت کے بعد ہونا تہا سو خدا نے آپکو خواب مین دکہلا دیا اگر کہین کہ اہلسنت کے حدیث کو شیعہ تسلیم نہین کر سکتے ہین عجب کہ اپنی کتب معتبرہ مین ایسی کوئی حدیث صحیح نہ دیکہہ لین تو بفضل خدا وببرکت سید الانبیاء اہل سنت پر یہہ بات بھی کچہہ دشوار نہین بلکہ بہت آسان ہے کیونکہ جملہ تواریخ اہل تشیع مین مثل حملہ حیدری وروضۃ الصفا وطبری وکشف الغمہ وغیرہ کی خلافت خلفا اربعہ کے علی الترتیب مرقوم ہے اگر شیعہ آنکہہ رکہتی ہون تو دیکہہ لین اگر کان رکہتے ہون تو سن لین الی آخر الہزلیات - نبی

اقول بحولہ - کیون انصاف والو کچہہ سُنا - واقعی اگن کے بچے کچہرین تبلاد حضرات اہلسنت پر کچہہ دشوار نہین - دیکہئے کس فخر اور ناز سے کتنا بڑا دعوی کیا ہے کہ ایسے حدیث صحیح کتب شیعہ مین تبلائینگے اور وہ حدیث صحیح کیا نکلے کہ تواریخ شیعہ مین خلفاء کا ذکر ترتیب وار لکہا ہوا ہے ایسا نہین کیا کہ یزید کے خلافت کا ذکر پہلے لکہتے پہر حضرت عمر کے

پھر حضرت عثمان کے اور پھر حضرت ابو بکر کے مولف صاحب نے اثبات
خلافت کے لئے اس ترتیب وار ذکر کو غنیمت سمجھا - اور طرہ یہہ ہے کہ پھر
اپنے کتابوں کو شیعوں کی کتابین تبلانے لگے لیکن روضتہ الصفا یا طبری
کے انکار سے مولف صاحب کا کام نہین چلتا تواریخ کے کتب کا حوالہ
مناظرہ مین کون دیتا ہے دراصل اہل سنت کے مذہب کا استیصال اونکی
حدیث کی کتابین کر رہی ہین مولف کو چاہئے کہ اول اونکو بلادین کتب
تواریخ کے سر کیون ہوئی ہین اگر مولف صاحب روضتہ الصفا اور طبری سے
ہی ڈرتے ہین تو اونکی ماخذ کا کیا علاج کرینگے اور کس کتاب سے انکار
کرینگے - شواہد النبوت کو بھی دیکھئے کہ بذکر جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہین
(که وی امام اول ست از ائمہ اثنا عشریہ) اور اس فقرہ سے بالکل ابطال
امامت خلفاء ثلثہ کا ہوتا ہے کیونکہ حدیث ائمہ اثنا عشر و دوازدہ خلفاء
در حق اہلسنت کے متواتر اور مندرجہ صحیحین ہے ہی اور خلفا ثلثہ کا کہین نام
ونشان تک نہین تو مولف صاحب کو لازم ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم اور
شواہد وغیرہ کو بھی تصانیف اہلسنت سے خارج کرین -
اس سے بڑھکر کارگزاری مولف صاحب کی یہہ ملاحظہ فرمائی کہ آپ احقاق
الحق کے اس مسئلہ کو - (کہ بنی ہاشم نے جو خلافت خلفاء ثلثہ پر صبر و سکوت
کیا یہہ بوجہ وصیت پیغمبر خدا کے تہا کہ وہ حضرت علی کو صبر کی وصیت کر گئی
تہے تاکہ ضعیف مسلمان نہ ناری جاوین اور دین محفوظ رہے) حدیث
صحیح نص خلافت خلفاء ثلثہ کی تصور کرتے ہین - واقعی ڈوبتے ہوئے کو

تنکہ کا سہارا ہوتا ہے خواہ وہ تنکہ غرق کرنے ہیں اور سرعت کا ہی باعث نقل مسئلہ اسطرح لکھی ہے کانوا فی ھذا السکوت مراعین لما وصی به النبی علیا من الصبر وعدم مجادلة الثلثة ایفاء فی ذلک علی المسلمین المستضعفین وحفظ اللدین اور مطلب اسکا صاف یہہ ہے کہ رسول خدا اور علی مرتضی اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک خلفاء ثلثہ واجب القتال تھے مگر بخیال ضعفا مسلمین و بنظر حفاظت دین آپنے ترک جدال کرکے صبر و سکوت فرمایا۔ اس سکوت کو مولف صاحب دلیل حقیت خلافت اصحاب ثلثہ کے قرار دیتے ہیں اور ماشاء اللہ اس مسئلہ کو حدیث سمجھے ہوے ہیں۔ ان ہمیں شک نہیں کہ مسئلہ ضرور کسی حدیث سے ہے اخذ کیا گیا ہے مگر مولف صاحب کو وہ حدیث دستیاب نہیں ہوئے وہ حدیث اس مسئلہ سے زیادہ شرح اور تفصیل وار ہے اور چونکہ وہ حدیث مرویات اہلسنت سے ہے اس لیئے مولف صاحب کو اوسپر ایمان لانا بھی ضرور ہوگا اور بیشتر اسی رسالہ میں ہم نقل بھی کرچکے ہیں۔ دیکھئے وہ حدیث صحیح مرویہ اہلسنت یہہ ہے۔

فی مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ بسندھما الی ابی الطفل عامر بن واثله قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات بینہم فسمعت علیا یقول بایع الناس ابوبکر وانا والله اولی بالامر واحق منه فسمعت واطعت مخافة ان ترجع الناس کفارا یضرب بعضہم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر لعمر وانا

واللہ اولی بالامر منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان ترجع الناس کفارًا ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع ولا اطیع ثم قال انشدکم اللہ الی آخر مناشدہ یعنے مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ مین بسند ہاے خود جو منتہے ہوتے ہین طرف ابی الطفیل عامر بن واثلہ کے مروی ہے کہ کہا عامر بن واثلہ نے کہ بروز شوری مین دروازہ پر تہا کہ آوازین بلند ہوئین اور مینے حضرت علی کو یہہ کہتے ہوی سنا کہ وہ فرماتے ہین کہ دیکہو لوگون نے ابو بکر سے بیعت کی اور بخدا مین اوسے تر اور مستحق تر خلافت کا تہا ابو بکر سے لیکن مین سنکر اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ لوگ مرتد ہوکر کافر ہو جائینگے ایکدوسرے کی گردن تلوارون سے کاٹینگے۔ بعد اسکی بیعت لی ابو بکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا کی مین بہ نسبت عمر کے اولی تر تہا لیکن اوسے خوف ارتداد مسلمانان سے کہ پہر کر کافر ہو جائینگے مین خاموش ہو گیا اب تم لوگ یہہ ارادہ کرتے ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو مین نہ مانونگا اور نہ اسمع قبول و رضا اصغا کرونگا پہر اسکے بعد آپ نے لوگون کو متوجہ کر فرمانا شروع کیا کہ تم لوگون کو قسم ہے خدا کی تم مین سے کوئی ایسا میرے سوا ہے کہ جسمین یہہ فلان صفت ہوتا آخر سوال۔

تو یہ نقیض بحال اگر شروع ہی سے جناب امامت دستگاہ خلیفہ بلا فصل نمانی جاتے تو ترقی درکنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بہی دنیا مین سے مٹ جاتا جیسا کہ دستور العمل جناب امام المشارق والمغارب اظہر من الشمس ہے اور مجہول تعالی ہے ہمکو اسبات کا جتلا دینا بہی ضرور ہے کہ رسالہ

پر مولوی محمد لطف اللہ صاحب کے تقریظ ثبت ہے اب اس قول کو فقط سید جوہر علیصاحب کا ہی قول نہین سمجھنا چاہئی بلکہ یہہ قول جمہور اہلسنت کا قرار پا گیا۔ اگر یہہ قول فقط مولف کا ہی ہوتا تو شاید ہم تردید سے قطع نظر کرجاتے کہ اونکو ادعائے سیادت بھی ہے۔

مولف نے یہہ صریح طعن کیا ہے دستور العمل جناب امیر علیہ السلام پر کہ اونھون نے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو کیون قتل کیا اور اپنی نزدیک انہین لوگون کو مسلمان اور اہل اسلام خیال کیا ہے۔

مطلب مولف کا یہہ ہے کہ حضرت علی نے اپنی زمانہ خلافت مین اون لوگون سے قتال کیا جو دعوی مسلمانی رکہتے تھے اگر اول بار علی آپ خلیفہ کردیے جاتے تو سب مسلمان آپ کے ہاتھ سے قتل ہوجاتے۔

مولف کے اعتقاد مین حضرت علی محافظ دین اور حامی ملت اور ولی مومنان اور مولای مسلمان نہ تھی لیکن بروی عقاید صحیحہ اہل سنت ایسے عقیدہ کا آدمی قطعی کافر ہے کیونکہ اوسنے بحمایت کفار و منافقین مولای مومنین سے بداعتقادی پیدا کی اسلئے وہ منکر قرآن اور تکذیب کرنے والا قول پیغمبر کا ہے قرآن مین تو صاحب یہہ حکم ہے کہ علی مرتضیٰ مثل خدا و رسول کے سب مومنین کا ولی جیسا کہ اٰیہ انما ولیکم اللہ سے روشن ہے اور مولف برخلاف اسکے آپکو کشندہ اور دشمن مسلمانان کہتا ہے۔ رسول خدا صلعم فرماتے ہین انہ ولی کل مؤمن من بعدی کہ علی میری بعد سب مومنین کا ولی ہے اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ جسکا مین مولا ہون علی اوسکا مولی ہے۔ جیسے فرمایا من انتقص

فقد ابغضنی ومن احبہ فقد احبنی جسنے علی سے بغض وعناد رکہا
اوسنے مجہسے بغض رکہا جسنے علی سے محبت رکہی اوسنے مجہسے محبت رکہی پہر
فرماتے ہین کہ علی امام البررۃ قاتل الفجرۃ - علی امام ہے ابرارونکا اور
قاتل ہے فاجرونکا - پس ان تمام آیات و احادیث سے ثابت ہوگیا کہ جو لوگ
حضرت علی کے مخالف یا دشمن یا عداوتی تہے یا جنسے حضرت علی نے قتال کیا
وہ منافق اور فاجر اور کافر تہے -

علی باب حطۃ من دخل منہ کان مؤمنا ومن خرج منہ کان کافرا
وحدیث دیگر لا یحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ الا منافق یعنے علی باب
حطہ ہے جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن ہوا اور جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا
اور علی کو سوا ے مومن کے کوئی دوست نہین رکہتا اور علی سے سوای
منافق کے کوئی بغض نہین رکہتا - پس جن لوگون سے حضرت علی نے
قتال کیا وہ بشہادت مخبر صادق سب کے سب منافق اور فاجر اور
کافر تہے - اون لوگون کے جو دوست ہین وہ بہی منافق اور کافر اور فاجر ہین
اور نیز دشمنان علی کو یا علی سے لڑنے والون کو یا علی کے ہاتہ سے مارے
گئے لوگون کو جو شخص مومن یا مسلمان سمجہے وہ بہی اونہین مین سے ہے
اور کوئی حضرت علی پر طعن کرے اور اونکو مسلمانون کا دشمن سمجہے وہ قطعی کافر ہے
یہہ عقیدہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے ہے - ہم نہین کہہ سکتے کہ مولف
صاحب یا مولف صاحب کے ایسے عقاید کے مدح وثنا کرنے والے
کس مذہب کے آدمی ہین -

پس جبکہ یہہ بات تو بروے قرآن اور احادیث ثابت ہوگئی کہ حضرت علی مومنین کے ناصر ومعین وخیر خواہ اور ولی اور مولا اور گمراہی سے بچانے والے اور اونکے پشت پناہ تھے اور جنسی اونہون نے قتال کیا ہے وہ لوگ کافر و فاجر منافق تھے تو ظاہر ہے کہ اگر حضرت علی اول ہی مرتبہ خلافت پر متسلط ہوجاتے تو مومنین کے نصرت و اعانت وخیر خواہی اور ولایت کرتی اور منافقون فاجرون کافرون کا نام ونشان دنیا سے مٹا دیتے اور اسی سے مراد روی زمین پر اسلام کا پھیل جانا اور کفر کا سٹ جانا ہے مگر مسلمانون کی شامت اعمال نے یہہ نہونے دی درمیان مین ناقابل خلافت لوگ حایل ہو جاتے اسلام قسطنطنیہ کے حد پر سے پہونچکر کیون رک جاتا اور اسلام ایسا ذلیل وخوار کیون ہوتا کہ پچانوے فیصدی پانچ مومن اور پچانوی ۹۵ منافق شامل ہین منافقون اور فاجرون کا کہین نشان بہی نہ ملتا اور تمام روی زمین پر ایک مذہب برحق شیعیان علی کا جاری ہو جاتا۔

قال صاحب اسرار الہدی دوم مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیر نے حضرت رسول خدا سے سنا تہا کہ خلافت بلافصل حق حضرت صدیق اکبر کا ہے بعد اونکے عمر فاروق کا بعد حضرت عثمان کا بعد اونکی حضرت علیکا۔

اقول وبہ نستعین دوم سے مراد مولف کے حدیث دوم ہے مگر اوس حدیث کو کسی جگہہ نقل نہین کیا بندہ نے احتیاطاً اسوجہہ سے حاشیہ کو

بہی دیکہا کہ لفظ مجمع البحرین پر نشان حاشیہ کا اسطرح دیا ہے (مجمع البحرین) لیکن حاشیہ پر بہی وہ حدیث نقل نہ پائی بلکہ برخلاف اوسکے خلاصۃ المنہج کے حوالہ سے تفسیر آیۃ اٰمنوا باللّٰہ ورسولہٖ لکہہ رکہی ہے۔ معلوم نہوا کہ مجمع البحرین کو کس لغت مین خلاصۃ المنہج کہتے ہین۔ اور اس لفظ پر نشان دیکر کیون تفسیر اس آیت کے لکہی ہے۔ اور حدیث کے نقل کرنے سے کس مصلحت سے گریز کیا۔ جبکہ مولف نے حدیث کی نقل ہے ہنین کی پہر ہم جواب کس بات کا دین۔ شیعہ البتہ جس کتاب اہلسنت کا نام لیکرکہین کہ اوسمین یہہ روایت ہے کہ رسول خدا نے حضرت ابو بکر وعمر وعثمان کو فہمایش کردیا تہا کہ خلافت بلافصل حق حضرت علی کا ہے اور سوای میرے اہلبیت کے اور کوئی شخص خلیفہ و امام وپیشوا نہین ہوسکتا تم لوگ غصب حقوق اہلبیت کے مظلمہ سے بچنا تو البتہ ثابت کرسکتے ہین یہانتک کہ قرآن مجید اور تفاسیر اہلسنت اور جملہ کتب احادیث اہل سنت سے اسبات کو ہر وقت ثابت کرسکتے ہین۔ جیسا کہ ہم عنقریب اسی رسالہ مین مفصل طور پر اثبات اس امر کا کرینگے۔ استدلال مولف کے وقعت اسی سے ظاہر ہے کہ جس موقع پر آپ نے نقل روایات بہی کی ہے وہ بالکل اونکی حجت اور استدلال کے خلاف ہے اور جس موقعہ پر نقل رویت سے گریز کیا ہے لہٰذا مولف صاحب خود ہی نقل کرنے سے شرماتے ہین وہ استدلال حضرت قابل تعریف ہوگا۔

تو اسوقم نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک متواتر کتاب ہے

یہہ خطبہ منقول ہے جسکے ہر حرف سے بوی خلافت بلافصل حضرت صدیق اکبر کے آتے ہی۔ تا آخر ہزلیات ولغویات۔ اسکے بعد فرماتی ہین (اگرچہ نقل خطبہ جناب کے کتاب الموافقہ ابن سمان عالم اہلسنت سے کیجاتے ہے مگر اہل تشیع خطبہ موصوفہ کو بلفظہ نہج البلاغت سے ملا دیکھین امید قوی ہے کہ جب دم اہل انصاف اس خطبہ شریف کو عدالت کے آنکھہ سے ملاحظہ فرمائینگے ضرور ہے کہ جناب امیر کے ہر ایک کلمہ دردناک پر آنسوؤن کا دریا بہائینگے۔

اقول وبہ نستعینہ بقول شخصے برائے بہروسہ کیلا جوا۔ اج بمنوا کل سوا کجا کتاب الموافقہ ابن سمان اور کجا نہج البلاغت۔ اہل انصاف ہی کچھ خیال فرمائینگے کہ جب مولف نے بچشم خود اس خطبہ کو نہج البلاغت مین معاینہ فرما لیا تہا پہر ابن سمان کے حوالہ سے کیون زیب رقم فرمایا ہے۔ آیا تالیف ابن سمان کی کچھ زیادہ وقعت شیعون کے نزدیک سمجھے تی یا نہج البلاغۃ پر شیعہ اعتبار نہ رکھتے سمجھے بہر حال کوئی وجہ تو ضرور ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مولف صاحب نے افترپردازی سے حوالہ نہج البلاغت کا دیا یا اومین یہہ خطبہ کسی دوسرے عنوان سے ہے ممکن تہا کہ ہم نہج البلاغۃ مین اس خطبہ کو اور بہی تلاش کرتے مگر جبکہ خود مولف کو بہی اطمینان اسبات کے نہین ہے اور واقعی اونہون نے نہج البلاغۃ مین اس خطبہ کو نہین دیکہا ہے اور نہ بحوالہ نہج البلاغۃ نقل کیا ہے پہر ہمکو زیادہ تلاش مین سعی کرنا کیا ضرور ہے خصوصًا جبکہ ہم اسے خطبہ کو اہل سنت کے بڑے معتبر کتاب سے ینابیع المودۃ مین بلفظہ بہ تبدیل بعض کلمات ونام

حضرت علی کے حق مین حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا درج پاتے ہین
پہر نہج البلاغۃ سے اسکو کیا سروکار رہا۔
یہہ عجیب بات ہے کہ ایک عالم اہل سنت تو اس خطبہ کے نسبت لکہتے ہین
کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے جنازہ جناب امیر علیہ السلام پر بیان کیا۔ دوسرے
صاحب براہ تدلیس و تلبیس فرماتے ہین کہ حضرت علی نے نعش ابوبکر سے
مخاطب ہوکر بیان فرمایا پہر منشی جوہر علیصاحب کسکے قول پر اعتبار کرکے
اس خطبہ کو تحریر کرتے ہین جبکہ خود اونکے ہی عالم مختلف البیان ہین تو ظاہر
ہے کہ منشی صاحب اس خطبہ پر استدلال نہین کرسکتے۔ ہان البتہ ہم لوگ بالیقین
ضرور اہل سنت پر اس خطبہ سے حجت لاسکتے ہین اور اونکو ساکت کرسکتے
ہین کہ تمہارے ایک بہت بڑے عالم نے لکہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام
نے جنازہ جناب امیر پر یہہ خطبہ پڑہا جس سے اثبات خلافت بلافصل
جناب امیر کا ہوتا ہے۔ اور اہل سنت کے دیگر کتب معتبرہ مین بھی اس
قسم کے خطابات ہواتف مروی ہین کہ جو جنازہ جناب امیر پر گوینده غیبی
بیان کرتے تہی از انجملہ شواہد النبوت جامی ہین سے ایک یہہ فقرہ گوینده
غیب کا مجہی یہی زبانی یاد ہے۔ (گوینده غیبی میگفت کہ می علیہ السلام
درگذشت و وصی دی شہید شد نگہبانے است کہ تو اندکرد۔ دیگری جواب
داد ہر کہ پیروی ایشان کند وسیرت ایشان درزد) دیکہیے خلافت بلافصل
کا اثبات اسکو کہتے ہین تردید رسالہ اسرار الہدے اتمام ہوے۔ اسکی بعد
مولف نے ایک تتمہ رسالہ لکہا ہے گویا اسرار الہدے کے دو حصے ہین ایک

ازجانب اہل سنت اور دوسرا ازجانب نواصب وخوارج جسکے تردید آیندہ لکہی جاتی ہے مگرہم،، قبل تردید اقوال ناصبی ملعون کے کچہہ مختصر ذکر اون آیات واحادیث مندرجہ کتب اہلسنت کا کرتے ہین جو صریحا خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السلام پر دلالت کرتے ہین اور جنسے خلافت اغیار صریحا باطل قرار پاتے ہے۔

مقالہ در اثبات خلافت بلافصل
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اس مقالہ کو ہم دو باب پر منقسم کرتے ہین **باب اول** دربیان آیات قرآنی وال برخلافت بلافصل جناب امیر المومنین علیہ السلام **باب دوم** دربیان احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت درباب اثبات خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السلام۔ اور ہمنی اس تحقیقات مین التزام کامل اسبات کا کیا ہی کہ جملہ آیات کی تفسیر تفاسیر معتبرہ اہل سنت سی اور جملہ روایات احادیث کو کتب صحیح حدیث اہلسنت سی لکھا ہی اور کوئی روایت یا حدیث کتب اہل تشیع سی نقل نہین کی ہی

باب اول دربیان آیات قرآنی وال
برخلافت بلافصل جناب امیر ع

اگرچہ اس بارہ خاص مین بہت آیات قرآنی وارد ہین اور اگر تفاسیر اہل سنت مین تلاش کیا جاوے تو کم سے کم تین چار سو آیات قرآنی اسی مطلب مین نکلین مگراس موقعہ پر نہ زیادہ حاجت ہے نہ ایسی زیادہ فرصت ہے خوف طوالت کتاب کا ہی ہے اسلئے بعض آیات کا ذکر

تفاسیر معتبرہ اہل سنت سے کیا جاتا ہے۔

آیت اول قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون یعنی اللہ جلشانہ سب مسلمانان سے جو خدا کی واحدانیت اور محمد صلعم کی رسالت پر ایمان لائی ہین یہ خطاب فرماتا ہے کہ سوای اسکے نہین ہے کہ تمہاری ولی یعنی حاکم و اولی بتصرف فقط تین ہین اللہ جلشانہ اور اوسکا پیغمبر اور وے مومن جو برپا کرتی ہین نماز اور ادا کرتے ہین زکوٰۃ درانحالیکہ رکوع مین ہین پس خدا اور رسول کو تو سب جانتے ہین۔ تیسرا ولی مومنان وے شخص یا اشخاص ہین جو مومن اور برپا کنندہ نماز اور ادا کنندہ زکوٰۃ بحالت رکوع ہین۔ اب دیکھنا فقط اسبات کا رہا کہ وہ شخص ایک ہے یا چند اشخاص ہین جنہون نے بزمانہ نزول اس آیت کے بحالت رکوع زکوٰۃ دی تھی اور بموجب تفاسیر صحیحہ اہل سنت منجملہ اصحاب پیغمبر علیہ السلام کے وہ شخص کون ہے پس جمیع مفسرین اہل سنت کا اتفاق اور جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ اس آیہ کریمہ مین مراد خیرات کنندہ بحالت رکوع سے فقط حضرت علی مرتضیٰ ہین۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین بطرق متعدد عطا اور عبد اللہ بن سلام اور ابو ذر غفاری سے روایت کرتی ہین اور ابن اثیر جامع الاصول مین عبد اللہ بن سلام سے۔ اور رجیع ہین الصحاح الستہ کے جزو ثالث کے اواخر مین در تفسیر سورہ مائدہ صحیح نسائی سے بذیل قولہ تعالےٰ انما ولیکم اللہ الخ عبد اللہ بن سلام سے۔ اور امام ثعلبی

اپنی تفسیر مین ابن عباس اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے۔ اور تفسیر زاہدی
مین مجاہد سے۔

علامہ جلال الدین السیوطی تفسیر در منثور مین بطریق متعدد۔ روایت کرتے ہیں
اور علاوہ انکے زمخشری۔ بیضاوی نیشاپوری۔ ابن سبع و احدی واقدی
سمعانی بیہقی نطنزی اجلہ واکابر مفسرین ومحدثین اہل سنت بالاتفاق
اس امر کو لکھتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام نے بحالت رکوع مسجد نبوی کے
اندر سائل کو انگشتری عطا فرمائی تہی اسلئے خیرات کنندہ بحالت رکوع مراد
حضرت علی سے ہے۔ اب اہل انصاف فرمائین کہ اس سے زیادہ نص
صریح اور حکم قطعی خلافت بلافصل کا اور کیا ہوسکتا ہے۔ لفظ انما سے
ولایت مومنین منحصر خدا اور رسول وعلی پر ہوچکی اسکے برخلاف عقیدہ رکہنے
والا منکر قرآن اور کافر مطلق ہے۔

آیت دوم صریح حکم استخلاف ونصب ولیعہدی حضرت علی مرتضی صلوٰۃ
اللہ علیہ کا ہے۔

قولہ تعالی۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی
فرمایا اللہ جلشانہ نے ای رسول پوہنچا دے اوس پیغام کو جو تیرے
رب کیطرف سے تجپر اوترا ہے اور اگر یہہ نہین کرتا ہے پس نہین
پوہنچای تو نے رسالت اپنے پروردگار کے اور اللہ جلشانہ تجکو
آدمیون سے بچا دیگا۔ فی تفسیر در منثور للعلامہ جلال الدین

۲ السیوطی - اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابی سعید الخدری نزلت ہذہ الآیۃ بلغ ما انزل الیک الخ یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب و زاد انہ اخرج عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علی مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس - علامہ سیوطی تفسیر درمنثور میں روایات ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر عن ابوسعید الخدری اسطرح لکھتے ہیں کہ کہا ابوسعید خدری نے کہ یہہ آیہ بلغ ما انزل الخ غدیر خم میں حضرت علی کی حق میں اتری - اور زیادہ کیا اس فقرہ کو کہ ابن مسعود سے یہہ روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول خدا میں اس آیت کو اسطرح پڑہا کرتے تھے کہ من ربک کے بعد ان علیا مولی المومنین قرات کیا کرتے تھے - یعنی ای رسول پہونچادی اوس پیغام کو جو تیری رب کیطرف سے تجہپر اوترا کہ علی جملہ مومنین کا مولا ہے اور اگر تبلیغ اس پیغام کی نکریگا تو نہیں پونہچائی تو نے رسالت پروردگار کی اور اللہ تجہکو آدمیوں سے بچاویگا امام واحدی اسباب نزول میں بسند خود مرفوعا ابوسعید خدری سے اور تفسیر ثعلبی اور شواہد التنزیل حسکانی میں یہہ نازل ہونا اس آیہ کا حق علی مرتضی میں یوم غدیر درج ہے اور امام فخر الدین رازی بہی تفسیر کبیر میں دسوین وجہ نزول میں لکہتے ہیں نزلت ہذہ الآیۃ یوم غدیر خم فی حق علی ابن ابیطالب - یعنی یہہ آیت یوم غدیر خم حضرت علی کی حق میں

نازل ہوے —

آیت سیوم قولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم

نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی فرماتا ہے اللہ جلشانہ کہ آج کی دن

پورا کیا میں نے تمہارے لئے دین کو اور تمام کیا مین نے تم پر اپنی نعمتون

کو اور راضی ہوا مین تمہارے لیئے دین اسلام سے —

علامہ سیوطی تفسیر در منثور مین بروایت ابن مردویہ وابن عساکر عن

ابو سعید الخدری روایت کرتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم نے

حضرت علی کو غدیر خم مین نصب کیا اور ولایت علی مرتضی کی اصدا بلند

کی تو جبرئیل امین نازل ہوئی اور یہہ آیت لائے الیوم اکملت لکم

دینکم الخ اور نیز روایت کی ابن مردویہ وخطیب بغدادی وابن

عساکر نے ابوہریرہ سے کہ یہہ آیت بروز خم غدیر حق علی ابن ابیطالب

علیہ السلام مین نازل ہوئی —

اور ابن المغازلی اور خطیب بغدادی تشریح کرتے ہین کہ قبل برخاست

جلسہ ولایت علی اوسی مجلس مین یہہ آیت نازل ہوئی - اور خوارزمی ابن

مردویہ تشریح کرتے ہین کہ بعد خطبہ سننے سوا اور قبل دعای اللھم

انصر من نصرہ کے نازل ہوئی اور نیز لکھتے ہین کہ بعد نزول آیہ پیغمبر

خدا صلعم نے یہہ دعا کی اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام

النعمت ورضی الرب برسالتی والولایت علی ابن ابی طالب

من بعدی یعنی خدا بزرگ و برتر ہے (یہہ نعرہ خوشی ہے) اور سب تعریف

ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر اکمال دین واتمام نعمت ورضامندی پروردگار کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن ابی طالب کے میرے بعد۔

آیہ چہارم۔ تائید ولایت علی ابن ابیطالب کے نازل ہوئی ہے اور امت کو تنبیہ کی گئی کہ درباب ولایت علی ابن ابیطالب خدا تعالیٰ کے روبرو پوچھے جاؤ گے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی مین ہی (الآیۃ الرابعۃ)

قولہ تعالے وقفوھم انھم مسئولون اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی ابن ابی طالب یعنی مسلمانونکو مطلع کرو کہ تم ولایت علی کی بابت پوچھے جاؤ گے۔

آیہ پنجم۔ یہ کہ خدا تعالے نے علی ابن ابیطالب اور باقی ائمہ اہلبیت کو حبل اللہ قرار دیا ہے اور مسلمانونکو اونکی تمسک کا حکم دیا جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے الآیۃ الخامسۃ۔

قولہ تعالے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اخرج الثعلبی فے تفسیرہا عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال نحن حبل اللہ الذی قال اللہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی امام ثعلبی نے اس آیت کے تفسیر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ وہ حبل اللہ ہم ہین جسکے بارہ مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ مضبوط پکڑو حبل اللہ کو سب کے سب اور پراگندہ مت ہو۔ اور نیز دیگر صحاح مین

بضمن حدیث ثقلین یہہ ہے لفظ حبل اللہ الممدود من السماء حق اہل بیت علیہم السلام من مروی ہے—

آیۃ ششم خداتعالے نے مسلمانون کو حکم دیا کہ خدا سے ڈرو اور صادقون کے ساتھ رہو اور مراد صادقین سے علی ابن ابیطالب اور دیگر ائمہ اہل بیت ہین—

کما قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی ای وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خداتعالے سے ڈرو اور صادقون کے ساتھ رہو—

علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین— اور امام ثعلبی اپنی تفسیر مین حضرت عبداللہ ابن عباس سے اور نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ اس آیۃ مین مراد صادقون سے علی ابن ابیطالب اور اونکے اہل بیت ہین—

آیۃ ہفتم خداتعالے نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ خدا انہین عذاب کریگا لوگون پر جبکہ اہل بیت محمد صلعم اونمین موجود ہون— گویا اہل بیت محمد صلعم امان ہین دنیا کے لیئے ایسی ہی جیسے رسول خدا صلعم امان تہی دنیا کے لیئے— یعنے بعد پیغمبر خدا صلعم اہلبیت پیغمبر قایم مقام پیغمبر صلعم کے ہین اور مراد اہلبیت سے علی و فاطمہ و حسنین اور ائمہ ذریت اونکی ہین جیسا کہ اکثر احادیث سے مستفاد ہوتا ہے دیکہو صواعق محرقہ ابن حجر کے فصل ذکر ایات متعلقہ اہل بیت رسالت مین الآیۃ السابعۃ

قولہ تعالے وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اشار صلعم الی وجود ذلک المعنی فی اھلبیتہ وانھم امان لاھل الارض کما کان ھو صلعم امانا لھم وفی ذلک احادیث کثیرۃ ومنھا النجوم امان لاھل السمآء واھلبیتی امان لامتی ومنھا صحیحھا الحاکم علی شرط الشیخین النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھلبیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتھا قبیلۃ من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس ومنھا ماجاء من طرق عدیدۃ یقوی بعضھا بعضا۔ انما مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق ومنھا اھلبیتی کباب حطۃ من دخلھا کان مؤمنا ومن خرجھا کان کافرا

یعنی صاحب صواعق محرقہ ذکر آیات متعلقہ اہل بیت رسالت مین لکھتے ہین کہ آیت ہفتم یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ البتہ خداوند کریم اونکو عذاب نہین کریگا جبکہ تو اونمین ہے اشارہ کیا آنحضرت صلعم نے وجود اس معنی کا اپنی اہل بیت مین اور اہل بیت پیغمبر صلعم امان ہین واسطے اہل ارض کے جیسے کہ رسول صلعم امان تھے واسطے اونکے اور اس بارہ مین بہت سی حدیثین وارد ہین از انجملہ یہہ کہ ستارے امان ہین واسطے اہل سماء کے اور اہل بیت میری امان ہین واسطہ امت میری کے وازانجملہ وہ حدیث ہے کہ صحیح کے جسکے امام حاکم نے شرط شیخین پر کہ نجوم امان ہین اہل ارض کے لیئے غرق ہونے سے اور اہلبیت میری امان ہی واسطے امت میری کے اختلاف سے پس جسوقت مخالفت کے

میری اہلبیت سے کسی قبیلہ عرب نے تو وہ مخالف ہوکر شیطان کا لشکر بنگئے وازانجملہ وہ حدیث ہے جو متعدد طرق سے مروی ہے اور بعض طرق اوسکے موید بعض طرق کے ہین کہ مثال اہل بیت میری سکے مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو اوسپر سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جسنے اوس سے تخلف کیا وہ غرق ہوگیا۔ وازانجملہ یہہ ہے کہ اہل بیت میری مثل باب حطہ کے ہے کہ جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن رہا اور جو اوس سے خارج ہوا وہ کافر ہوا۔ اور بعض روایات مین بجاے اهلبیتی کباب حطۃ کے یہہ ہے

علی کباب حطة

واضح ہو کہ اس آیات اور نیز آیہ نمبر ششم سے پایا جاتا ہے کہ صادقان آل محمد اور اکابران اہل بیت پیغمبر جو مثل رسول صلعم کے باعث امن از عذاب الہی واسطے امت کے ہین ہمیشہ امت محمدی مین رہنے چاہئین کیونکہ ہر دو آیات کے احکام دوام کے لیئے ہین چنانچہ فرمایا حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فی کل خلف من امتی عدول من اهل بیتی۔ ونیز لایزال امر الاسلام قائما الی یوم القیامت ما و لیهم اثنا عشر خلیفة۔ اور یہہ بات بغیر عقیدہ امامت ائمہ اثنا عشر علیہ السلام کے منطبق نہین ہوسکتی ہے

آیہ ہشتم یہہ کہ خداوند تعالے نے قرآن مجید مین وعدہ بخشش کا شخص تائب و مومن صالح سے بایں شرط کیا ہے کہ وہ مہتدی بہ ولایت اہل بیت پیغمبر صلعم کے ہون جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے ---

الآية الثامنة

قولہ تعالی وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی
قال ثابت البنانی اهتدی الی ولایت اهلبیتہ صلعم وجاء ذلک عن ابی جعفر
الباقر رضی اللہ عنہ ایضا۔ یعنی آٹھوین آیتہ یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جلشانہ
نے کہ مین البتہ بخشنے والا ہون واسطے اوس شخص کے جسنے توبہ کی
اور ایمان لایا اور عمل صالح کئے پہر مہتدی ہوا کہا ثابت بنانی نے
کہ مراد اهتدی سے مہتدی ہونا طرف ولایت اہل بیت رسالت کے
ہے اور حضرت امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے بہی یہہ مروی ہے
ایہ نہم مباهلہ هی قال فی الصواعق قولہ تعالی قل تعالوا ندع
ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل
لعنت اللہ علی الکاذبین۔ قال فی الکشاف لا دلیل اقوی من هذا علی
فضل اصحاب الکساء وهم علی وفاطمہ والحسن والحسین صاحب کشاف
کہتے ہین کہ اس سے زیادہ اور کیا قوی دلیل ہوگی اوپر فضیلت آل عبا
کے جو علی اور فاطمہ اور حسن حسین ہین۔ اس آیتہ مباہلہ کی تفسیر مین
کسی سنی یا محدث اہل سنت کو کلام نہین کہ مراد نفس رسول صلعم سے علی
مرتضی ہین اور دیگر روایات بہی اسکے موید ہین جیسا کہ امام نسائی خصائص
مین روایت کرتے ہین قال رسول اللہ صلعم علی کنفسی پس ظاہر ہے
کہ بموجودی نفس رسول صلعم کوئی شخص امام امت اور خلیفہ رسول صلعم
کا نہین ہوسکتا۔
آیتہ دهم یہہ ہے کہ خدا تعالے نے جمیع اہل بیت محمد یعنے اصحاب کساء اور اونکی

ذریت پر آتش دوزخ کو حرام کیا کما قال فی الصواعق الآیۃ العاشر
قولہ تعالٰی ولسوف یعطیک ربک فترضٰی نقل القرطبی عن ابن
عباس انہ قال رضی محمد صلعم ان لا ید خل احد من اھلبیتہ النار
یعنے خدائے تعالے نے اپنے حبیب محمد مصطفے صلعم سے فرمایا کہ مین تجھکو
ایسی چیز عطا کرونگا جس سے تو راضی ہو جائیگا (پس کیا چیز ہے وہ کہ
جس سے آنحضرت صلعم راضی ہوئی) نقل کی قرطبی نے ابن عباس سے
کہ راضی ہونا آنحضرت صلعم کا اس چیز سے ہے کہ اونکی اہل بیت مین سے
کوئی متنفس داخل نار نہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ موجودی لیسے افضل گروہ
کے اور کون قابل خلافت ہو سکتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ عشرہ مبشرہ
بھی مبشر بہ بہشت ہین سوا اول تو سواء حضرت علی کے انہین سے
کسی کے لیئے بشارت دخول جنت بروی قران وسنت ثابت نہین جس شان
و شوکت سے یہہ بشارت سورہ ہل اتے مین نسبت جناب امیر نازل ہوئی
ہے اس طرح پر کسیکی حق مین نازل نہین ہوے سواے اسکی احادیث
کثیرہ صریحہ اہل سنت مین جو تفصیلوار حال داخلہ بہشت کا درج ہے
اونمین اول پنج تن پاک کے جانے کا اور اونکے عقب ہن ذریت اونکی
کا اور اونکے محب وراست اونکے شیعون کا جانا مروی ہے حضرات
تسعہ مبشرہ کا بہشت مین جانا اون احادیث مین ذکر نہین کیا گیا بلکہ حضرت
علی کے ساتھہ مین حضرت عمار و سلمان رضی اللہ عنہم کے نسبت مشتاق
ہونا بہشت کا مروی ہے۔ اور اگر بطریق تنزل ہم اقوال اہل سنت ملنسبت

بشارت شیعہ ان کہی لین تو بہشت مین جانا مانع دخول نار نہین بہت لوگ
اپنے اعمال کے سزا پاکر بہشت مین داخل ہونگی لیکن طرہ یہہ ہے کہ اصحاب
عقبہ کے نسبت صاف طور پر صحاح اہل سنت مین یہہ روایت ہے کہ اونٹ
کا سوراخ سوزن مین ہوکر گذر جانا اسان ہے اور اصحاب عقبہ کا بہشت
مین جانا دشوار ہے فافہم۔

آیۃ یازدھم یہہ ہے کہ خداوند تعالے جل شانہ نے حضرت علی مرتضی اور
اونکی شیعون کو خطاب مستطاب خیر البریہ عطا فرمایا پس بمقابلہ خیر البریہ
کے غیر خیر البریہ مستحق خلافت نہین ہوسکتے

قال فی الصواعق

قولہ تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ
خرج حافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباسؓ ان ھذہ الایہ لما
نزلت قال صلعم بعلی ھو انت وشیعتک یعنے فرمایا اللہ جلشانہ
نے کہ بتحقیق ایمان والے اور صالحین یعنے جو لوگ ایمان لائے
اور جنہون نے عمل صالح کئے یہی لوگ خیر البریہ ہین (اور مراد خیر البریہ
سے کون ہین) روایت کی حافظ جمال الدین ذرندی نے ابن عباسؓ
کہ جسوقت یہہ آیۃ نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے فرمایا
کہ اے علی خیر البریہ تو ہے اور تیری شیعہ ہین وقال صلعم تاتی انت وشیعتک
یوم القیامۃ راضین مرضیین وتاتی عدوک غضابا مقمحین۔

آیۃ دوازدھم قران شریف مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مقام اعراف

مین اہلبیت محمد صلعم اپنے دوستون اور دشمنون کو چہرہ کے رنگ سے پہچان لینگے یعنے اونکے دوست نورانی چہرہ ہونگے اور اونکی دشمن سیاہ رو ہونگے کما فی الصواعق

قولہ تعالی وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم اخرج البخاری فی تفسیر ھذہ الآیۃ عن ابن عباس انہ قال الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس والحمزۃ وعلی وجعفر ذوالجناحین یعرفون محبیہم ببیاض الوجوہ ومبغضیہم بسواد الوجوہ یعنے امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا عبد اللہ ابن عباس سے کہ اعراف ایک بلند مقام ہے صراط کی اوپر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار اپنے دوستون کو سفید چہرون سے اور دشمنون کو سیاہی چہرون سے پہچان لینگے۔ اس آیت شریف مین مراد دوست اور دشمن سے پنجتن پاک اور اونکی ذریت کے دوست و دشمن ہین کیونکہ اسلام مین کوئی فرقہ ایسا نہین ہے کہ وہ مخصوص ہو دوستی یا دشمنی عباس و حمزہ وجعفر مین رضی اللہ عنہم جو فرقہ محب اہلبیت ہے وہ شیعیان علی ہین باقی جملہ فرقات اسلام دشمنان اہل بیت مین داخل ہین خواہ بعضے اونمین سے خاص ذات بابرکات حضرت علی سے دشمنی نرکھتے ہون کیونکہ دشمنی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ایک خاص دشمن۔ ایک دوست کا دشمن ایک دشمن کا دوست بہرحال سوای شیعیان کے اور کوئی فرقہ دشمنی اہل بیت سے بری نہین

تفسیرین ذکر عباس و حمزہ و جعفر علیہ السلام قادح مقصود نہین کیونکہ وہ
حضرات نہایت عزیز و قریب حضرت علی کے ہین اگر وہ دشمنان علی
کو پہچان پہچان کر جہنم کیطرف روانہ کرین اور اونکی دوستون کی مدارات
کرین تو کچھ تعجب کے بات نہین ورنہ دوستی و دشمنی سے اونکا ذاتی
تعلق نہین۔ اور نیز دیگر روایات کثیرہ مرویہ اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ یہہ خاص حضرت علی کے متعلق کام ہے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت
علی کو خطاب دیا قائد الغر المحجلین غر المحجلین اونکو کہتے ہین جنکے چہرے
پیشانیان اور ہاتھ پیر نورانی سفید چمکتے ہوئے ہین۔ اور یہہ لوگ
وہ ہین جنہون نے حضرت علی کو اپنا امام اور سردار مانا ہے پس
بموجب اس لقب کے ظاہر ہوا کہ جن لوگون نے حضرت علی کو خلیفہ
بلا فصل مانا ہے وہی لوگ غر المحجلین ہین اور اور حضرت علی غر المحجلین
کے سردار ہین۔ اور جبکہ تخصیص واقع ہو گئی کہ سفید چہرہ والون کے
سردار تو حضرت علی مرتضی ہین تو ضرور ہے کہ اور لوگ سیاہ چہرون
کے سردار ہون جیسا کہ فرمایا مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے
الائمۃ من القریش ابرارہا امراء ابرارہا وفجارہا امراء فجارہا۔ یعنی
سردار تو قریش ہین سے ہے ہونگی مگر ابرار ابرارون کے سردار
اور فجار فجارون کے سردار ہونگے۔

دوسری حدیث موید اس آیۃ کے یہہ ہے قال فی الصواعق وروی
ابن السماک ان ابابکر رض قال لہ رضی اللہ عنہما سمعت رسول اللہ
ای علی ؓ

صلعم تقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب له علی الجواز
مروی ہے ... روایت کی ابن سمان نے کہ ... ابوبکر نے حضرت
علی کی نسبت فرمایا کہ مین نے سنا ہے رسول اللہ صلعم سے کہ کوئی
نہین گذر سکیگا کوئی شخص صراط سے مگر جسکے پاس ... پروانہ راہداری
... اسکے پاس حضرت علی کا لکھا ہوا -

تیسری حدیث شاہد اس آیت کی یہ ہے قال فی الصواعق - اخرج
الدارقطنی ان علیا قال للستة الذین جعل عمر الامر شوری بینہم
کلاما طویلا من جملته انشدکم باللہ ہل فیکم احد قال لہ
رسول اللہ صلعم یا علی انت قسیم الجنة والنار یوم القیامة غیری
قالوا اللہم لا یعنی ... روایت کی دارقطنی نے
کہ حضرت علی نے ان چھ شخصون سے کہ درمیان جنکے حضرت عمر نے
امر شوری قرار دیا تھا بہت طول طویل گفتگو فرمائی ازانجملہ یہ ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ مین تمکو قسم خدا کی دیتا ہون سچ کہو کہ آیا میرے سوا کوئی اور
شخص ہے جسکی نسبت رسول خدا صلعم نے یہہ فرمایا ہو کہ ای علی تو تقسیم
کرنیوالا بہشت اور دوزخ کا ہے قیامت کے دن - سب لوگ بولے
کہ بخدا آپکے سوا اور کوئی نہین اب اہل انصاف غور کرین کہ سردار
اور امام و پیشوا کون ہے وہ شخص جو ہر ایک کو صراط سے گذرنے
کا جازہ دیتا ہے اور اپنے دوستون تابعدارون کو بہشت مین اور
مخالفون اور دشمنون کو جہنم مین بہیجتا ہے یا ایسے لوگ ہی سردار

ہو سکتے ہین کہ جو محتاج جائزہ ہون اور بحالت ثبوت اطاعت و مخالفت کے بحکم علی مرتضیٰ بہشت یا دوزخ مین بھیجے جا دین۔

آیت سیزدہم قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یعنے فرمایا حضرت باری تعالےٰ نے کہ بجز این نیست کہ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ البتہ دور کرے تم سے رجس یعنے گناہ و نجاست و برائی ظاہری و باطنی کو ای اہل بیت رسالت اور پاک کرے تمکو جیسا کہ پاک کرنیکا حق ہے قال فی الصواعق اکثر المفسرین علی انہا نزلت فی علی وفاطمہ والحسن والحسین۔ واخرج احمد عن ابی سعید الخدری انہا نزلت فی خمسۃ النبی صلعم وعلی فاطمہ والحسن والحسین۔ واخرجہ ابن جریر مرفوعاً بلفظہ انزلت ہذہ الایۃ فی خمسۃ فیّ وفی علیّ والحسن والحسین والفاطمہ۔ واخرجہ الطبرانی ایضاً۔ صواعق محرقہ مین ہے کہ اکثر مفسرین اسپر ہین کہ یہہ آیت حضرت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے حق مین نازل ہوئی اور امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری سے یہہ روایت کی ہے کہ یہہ آیت پنجتن کے حق مین نازل ہوئی یعنے نبی صلعم اور علی و حسنین و فاطمہ کے حق مین اور روایت کی ابن جریر نے مرفوعاً بلفظہ پیغمبر خدا صلعم کہ فرمایا آپنے یہہ آیت نازل ہوئی پنجتن کے لیئے۔ میرے اور علی اور حسن و حسین و فاطمہ کے حق مین۔

بعض متعصبین نے ازواج النبی صلعم کو بہی اس آیت مین شامل کیا ہے

تمہیہ او عا اونکا بچند وجوہ باطل ہے اول یہہ بروایت صحیح مسلم ثابت ہے کہ حضرت ام سلمہ نے اوسوقت تحت کسا رداخل ہونیکی آرزو کی اور وہ درخواست منظور نہوئی - دوسری زوجہ داخل اہل بیت نہین ہوسکتی کیونکہ جب عورت کو طلاق دیدیا جاتا ہے تو اوسکو شوہر کے خاندان سے کچھہ علاقہ نہین رہتا - تیسرے آیت مین تمام ضمائر مذکر کے ہین اگر ازواج شامل ہوتین تو ضمایر تانیث مستعمل ہوتین جیساکہ دیگر آیات ملحقہ مین ہین -

پس طہارت وعصمت کے عطا ہونے کے وجہ بجز پیشوائی امامت کے نہین ہے خداوند تعالے فقط اوسیکو طاہر ومعصوم کرتاہی جسکے اطاعت وفرمان برداری مین مخلوق خدا کو سپرد کرتا ہے کسی ماموم ومحکوم کے لیئے حاجت طہارت وعصمت کی نہین ہے - ایسا ہی خدا تعالے کسی غیر معصوم وغیر طاہر کو ایسا سردار نہین بناتا جسکی اطاعت وفرمان برداری امت پر فرض کردیجاوے پس جو معصوم ہے وہ ضرور مفترض الطاعت ہے اور جو مفترض الطاعت ہے وہی معصوم ہے اور اوسیکو امام برحق کہتے ہین -

آیۂ چہارم هو قوله تعالی قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی فرمایا خداوند تبارک وتعالی نے کہ کہدے ای محمد صلعم اپنے امت سے کہ مین تم سے ہدایت اور تبلیغ رسالت کا کچھہ عیوض نہین مانگتا بجز اسکے کہ محبت رکھو میرے اہل قرابت سے - قال فی الصواعق

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی وفاطمہ وابناھما

یعنے صواعق محرقہ مین ہے کہ روایت کے امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے کہ یہہ آیت جس وقت نازل ہوئی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ آپکے اہل قرابت کون ہین جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ وہ علی اور فاطمہ اور دونون پسر انکے ہین۔

پس واجب ہونا محبت اہل بیت پیغمبر کا بے سبب نہین ہے بلکہ دلیل سرداری اور پیشوائی کی ہے

آیۃ پانزدھم یہہ کہ بحکم خدا تعالے جمیع امت محمدی مامور کیے گئے کہ نبی صلعم اور آل نبی صلعم پر درود اور سلام بھیجا کرین اور یہہ دلیل قوی ہے پیشوائی اور سرداری اہلبیت پیغمبر کی قال فی الصواعق الآیۃ الثانیہ قولہ تعالیٰ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۵ صح عن کعب بن عجرہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ قلنا یا رسول اللہ صلعم قد علمنا کیف نسلم علیک وکیف نصلی علیک فقال علیہ السلام قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اخرہ وفی روایۃ للحاکم فقلنا یا رسول اللہ کیف الصلوۃ علیکم اھل البیت قال قولوا

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ۔ فسئوالهم بعد نزول الاٰیة واجابهم باللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد دلیل ظاهر علی ان الامر بالصلوٰة علی اهل بیته وبقیه اٰله مراد من هذه الاٰیة والا لم تسئلوا عن الصلوٰة علی اهلبیته واٰله عقب نزولها ولم یجابوا بما ذکر فلما اجیبوا به دل علی ان الصلوٰة علیهم من جملة المامور به۔ وانه صلعم اقامهم فی ذلك مقام نفسه۔ یعنے کعب بن عجرہ سے روایت صحیح یہہ ہے کہ کہا اونہنے جسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو ہمنے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ آپ ہمکو تبلا دین کہ ہم کسطرح آپ پر درود و سلام بہیجین فرمایا یون کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ۔ اور امام حاکم کے تتمہ جو روایت مین اسطرح ہے کہ ہمنے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کیونکر تم اہل بیت پر درود بہیجین تو فرمایا کہ کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ۔ بعد اسکے شیخ ابن حجر لکھتے ہین پس سوال اون لوگونکا بعد نزول آیة اور وہ جواب جو ساتہہ کلمہ اللّٰھم صل الخ کے اونکو دیا گیا دلیل ظاہر اس امر کے ہے کہ آل محمد پر درود بہیجنے کا حکم دیا جانا خاص مراد اوس آیت کی ہے ورنہ وہ لوگ درود بر اہل بیت کے بابت سوال نکرتے اس آیت کے نازل ہونے پر۔ اور نہ وہ جواب اونکو دیا جاتا جسکا ذکر کیا گیا پس چونکہ جواب دیا گیا اونکو یہہ تو صریح دلالت اثبات کی ہے کہ درود بہیجنا اہلبیت محمد صلعم پر منجملہ اون امور کے ہے جنکا است کو حکم دیا گیا اور تیسری دلیل اثبات کی بہی یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے

اپنے اہل بیت کو قایم مقام اپنے نفس کا گردانا۔

آیۃ شانزدھم قال فی الصواعق قولہ تعالے سلام علی آل یٰسین فقد نقل جماعت من المفسرین عن ابن عباس ان المراد بذلک سلام علی آل محمد۔

یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ سلام ہو اوپر آل یس کے۔ ایک گروہ مفسرین کا ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ سلام ہو اوپر آل محمد کے۔ پھر اونکی سرداری مین کیا شک ہے علاوہ ان آیات کے اور بہت آیات شان علی مرتضی و اہل بیت مین وارد ہین کہ اس مختصر مین گنجایش اونکی ذکر کی نہین ہے۔ تمام آیات جنمین صفت مومنین اور سابقین و اولین ومجاہدین کے وارد ہین وہ سب حضرت علی کے شان مین ہین مثل آیات سورہ دہر و آیات خدمت شب ہجرت و آیات اذن واعیۃ و آیۃ ولکل قوم ھاد وغیرہ حتی کہ اکثر محدثین اہل سنت نے کہا ہے کہ ہر آیۃ جسکے سر پر کلمہ یاایھا الذین امنوا نازل ہے اور عتاب سے خالی ہے وہ شان مین حضرت علی اور اونکی اتباع کے ہے۔

باب در ذکر احادیث دالہ بر خلافت بلا فصل حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

چونکہ اس باب مین مختلف مضامین کے احادیث منقول ہین اسلیئے ہمنے اس باب کو چند فصول پر منقسم کیا ہے فصل اول

فصل اول در بیان سبقت در ایمان و اسلام و عبادت واضح ہو کہ جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے اور عبادت خدا کرنے میں سب پر سبقت لیگئے اور پیغمبر کا وصی و خلیفہ وہی شخص ہوا ہے کہ جسنے ایمان لانے میں سب پر سبقت کی ہو اور اوسیکو صدیق اکبر کہتے ہین قال فی الصواعق قال ابن عباس وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعۃ انہ اول من اسلم ونقل بعضہم الاجماع علیہ صاحب صواعق محرقہ لکھتے ہین کہ قول ابن عباس وزید بن ارقم وسلمان فارسی وغیرہم ایک جماعت صحابہ کا یہہ ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان لایا ہے وہ علی مرتضیٰ ہین صلواۃ اللہ علیہ۔ اور بعض محدثین سنے نقل کی ہے کہ جمیع صحابہ و است کا اجماع اسی پر ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے۔ واخرج النسائی فی خصائصہ عن زید بن ارقم قال اول من اسلم مع رسول اللہ صلعم ھو علی ابن ابی طالب واخرج ایضاً عن سلمہ بن کہیل قال سمعت حیہ العرنی قال سمعت علیا یقول انا اول من صلی مع رسول اللہ صلعم۔ وعن زید بن ارقم قال اول من صلے مع رسول اللہ صلعم وھو علی۔ ومن طریق عبد اللہ بن سعد عن زید بن ارقم وھو یقول اول من صلے مع رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب وقال فی موضع اخر اول من اسلم مع رسول اللہ صلعم علے رض یعنے روایت کی امام نسائی نے

اپنی کتاب خصائص مین زید بن ارقم سے کہ جو شخص سب سے پہلے
رسول خدا کے ساتھ ایمان لایا وہ علی ابن ابیطالب ہین - اور نیز سلمہ
بن کہیل سے روایت کی ہے کہ کہا اوسنے سنا مین نے حبہ عرنی سے
کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ مین وہ ہون جس نے سب سے پہلے رسول
خدا صلعم کے ساتھ نماز پڑھی اور نیز روایت کی زید بن ارقم سے کہ سب سے پہلے
جس نے رسول خدا صلعم کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ علی ہین - اور اسکو بطریق عبداللہ بن
سعد بھی روایت کیا - اور دوسری جگہہ روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے ہین
اس سبقت اسلام سے یہہ ہی نہ سمجھنا چاہئے کہ اور اصحاب کے ایمان
لانے سے دس پانچ دن یا دو چار برس پہلے آپ ایمان لائے ہین
اور دیگر صحابہ آپکے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ایمان لائے ہون -
نہین بلکہ آپکے ایمان لانے کے بعد ایک مدت دراز تک کوئی شخص
ایمان نہین لایا - بعض روایات اہل سنت مین یہہ مدت سات برس
ظاہر ہوئی ہے اور بعض سے نو برس -
خصائص نسائی مین جو روایت طولانی یحیےٰ بن عفیف عن ابیہ درج
ہے اوسمین کوئی مدت محدود نہین بلکہ جب اوسنے حرم مین رسول خدا
صلعم و خدیجہ الکبریٰ و علی مرتضیٰ کو نماز پڑھتے ہوئی دیکھ کر براہ تعجب
حضرت عباس سے دریافت کیا تو آپنے سب حال بیان کرکے
فرمایا کہ سوا ان تین شخصون کے اور کوئی اس مذہب کا آدمی روی
زمین پر نہین - اور دوسری روایت مندرجہ خصائص مین مدت سات سال

کے درج ہے اخرج النسائی فی خصائصہ عن علی قال علی انا
عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر واسلمت
قبل الناس بسبع سنین ولا تقولہا بعدی الا کاذب یعنی فرمایا
حضرت علی نے کہ مین بندہ خدا کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا اور مین ہون
صدیق اکبر اور اسلام قبول کیا مینے سب آدمیون سے سات برس
پہلے اور میری سوا جو شخص یہہ بات کہے وہ کاذب ہے وایضاً فی
الخصائص عن عبد اللہ بن ال الھذیل عن علی قال لا اعرف
احدا من ھذہ الامۃ عبد اللہ مع نبینا غیری عبدت اللہ
قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ تسع سنین یعنی خصائص
مین عبد اللہ بن آل الہذیل سے روایت ہے کہ اونسے روایت کی حضرت
علی سے کہ فرمایا آپ نے کہ مین اس امت مین کسی شخص کو نہین پہچانتا کہ
جسنے میری سوا پیغمبر خدا صلعم کے ساتھہ نماز پڑھی ہو مین نے عبادت
کی خدا کی سب آدمیون کے عبادت شروع کرنے سے نو برس پیشتر
وقال فی الصواعق- اخرج الدیلمی عن عائشۃ والطبرانی وابن
مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلعم قال السبق ثلاثۃ
فالسابق الی موسیٰ یوشع ابن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب یٰس
والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب یعنی صواعق محرقہ مین ہے
کہ روایت کی دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ نے
ابن عباس سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ سب پر سبقت لیجانی والی

تین شخص ہین - ایک سبقت کرنیوالا طرف موسیٰ کے یوشع بن نون ہے اور دوسرا سبقت کرنیوالا طرف عیسیٰ کے صاحب یٰس یعنی شمعون الصفا ہے - تیسرا سبقت کرنیوالا طرف محمد صلعم کے علی ابن ابیطالب ہے - اسبات کو تو ناظرین خوب جانتے ہونگے کہ حضرت موسیٰ کے وصی اور خلیفہ بلافصل حضرت یوشع بن نون تھے - اور حضرت مسیح کے خلیفہ حضرت شمعون ہوئے گویا خلیفہ ہر پیغمبر کا وہ شخص ہوا ہے جسنے اوس پیغمبر پر ایمان لانے مین سبقت کی ہو پس کوئی وجہ نہین کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل پیغمبر خدا کے نہون - پس یہہ حدیث صریح نص خلافت بلافصل حضرت علی کے ہے -

فصل دوم اس بیان مین کہ حضرت علی نے کبھی بت کو سجدہ نہین کیا کیونکہ جسنے کبھی خدا کے ذات مین کسی کو شریک کیا ہے وہ ظالم ہے اور قابل امامت نہین کیونکہ شرک اور بت پرستی بدترین اقسام ظلم سے ہے اور حق تعالےٰ نے حضرت ابراہیم سے اسی شرط پر وعدہ عطائے امامت اونکی اولاد مین کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ لاینال عہدی الظالمین پس خلیفہ بلافصل اور امام برحق وہ ہے جسنے کبھی بت وغیرہ کو پرستش نکیا ہو اوسپر اطلاق ظلم کا کبھی نہوا ہو اور یہہ بات بجز عترت پیغمبر صلعم کے اورون مین از قبیل ممتنعات سے کیونکہ حضرت مخبر صادق فرماتے ہین فی کل خلف من امتی عدول من اہل بیتی کما فی الصواعق یعنے میری امت کے ہر زمانہ مین میری اہل بیت سے

تما وا موجود ہونگے - اسلئے سوای اہل بیت پیغمبر کے اور کوئی شخص
لایق خلافت نہین پس خلافت و امامت منحصر ہوئے اہل بیت
پیغمبر - ثبوت عدم پرستش اصنام نسبت حضرت علی کے یہہ ہے
قال فی الصواعق - اسلم وهو ابن عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان
وقیل دون ذلک قدیما یعنے اسلام لائے حضرت علی دس برس
کے سن مین اور نو سال بہی کہتے ہین اور آٹھہ سال بہی اور اس سے
کمتر بہی یہانتک کہ آپ قدیمی مسلمان اور یہ بید الیتسی مومن ہین - اور
یہہ ہی حق ہے - واخرج ابن سعد عن حسن بن زید قال لم یعبد
الاوثان قط لصغره - روایت کی ابن سعد نے حسن بن زید سے
کہ حضرت علی نے کبہی بت کو نہین پوجا بوجہ صغر سنی مین مسلمان ہوئے

فصل سیوم - دربیان اسکے کہ خلیفہ بلافصل اور امام برحق کامل
الایمان اور صدیق اکبر ہونا چاہیے اور اوسکے تکمیل ایمان کا امتحان
خدا نے لیا ہو - محبوب خدا و رسول ہو امت اوسکی محبت و نصرت
پر مامور ہو اوسکی بغض و دشمنی اور ترک نصرت سے امت منع کی گئی
ہو - رسول صلعم سے ظاہرا و باطنا قربت قریبہ ہو - اکثر صفات
نبوت مین شرکت ہو اور شرکت بہی ایسی کہ مثل نفس پیغمبر کے
ہووے - پس ظاہر ہے کہ یہہ سب باتین حضرت علی مین موجود
ہین اور اصحاب ثلثہ مین سے کسی صاحب مین یہہ صفات نہین ہین
ازانجملہ صدیقیت واضح ہو کہ امت محمدی مین سوای حضرت

علی کی کوئی صدیق نہین ہے نص قطعے اسپر وارد ہو چکے کہ امت محمدی مین فقط حضرت علی صدیق ہین۔ اہل تسنن نے جو نام حضرت ابو بکر کا صدیق رکھ لیا ہے یہ بطور خود ہے ورنہ خود انکی روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی سوا ے حضرت علی کے دعوے صدیقیت کرے وہ کاذب ہے جیسا کہ ایک روایت خصائص امام نسائی پہلی فصل مین مرقوم ہو چکی کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام انا الصدیق الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین ولا تقولہا بعدی الا کاذب۔ دو روایات صدیقیت کے بابت صواعق محرقہ سے نقل کیے جاتے ہین اخرج ابن النجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون ثلثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب آل یس وعلی ابن ابی طالب یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ فقط دنیا مین تین شخص صدیق گذرے ایک حزقیل دوم حبیب نجار سوم علی مرتضے واخرج ابو نعیم وابن عساکر عن ابی لیلی ان رسول اللہ صلعم قال الصدیقون ثلثۃ۔ حبیب النجار مومن آل یس قال یا قوم اتبعو المرسلین وحزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی ابن ابی طالب وہو افضلہم۔ اس سے ثابت ہوا کہ جملہ امم سابق وحال مین فقط تین صدیق ہوے حبیب وحزقیل امم سلف مین اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس امت مرحومہ مین اور حضرت [illegible]

ہین اون دو صدیقون سے یعنے یہ صدیق اکبر ہین لفظ اکبر سے یہ گمان نہین کرنا چاہئے کہ جب حضرت علی صدیق اکبر ہین تو اسے محمدی ہین اور صدیق اصغر ہون گے یہ بات ہرگز نہین بلکہ آپ کا لقب صدیق اکبر بمقابلہ دو صدیقان امم سابقہ کے ہے اور صدیقیت بحکم مخبر صادق علیہ السلام عدد میں اور منحصر ہوچکی تمام عالم مین فقط تین شخصون پر۔

تکمیل ایمان اس کا حال ہے کہ حضرات اہلسنت وجماعت روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے بمقابلہ حضرت ابوبکر وعمر کے حضرت علی کی نسبت فرمایا قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان یعنے خدا تعالے نے امتحان کرلیا ہے علی کے دل کا واسطے ایمان کے۔ اخرج النسائی فی خصائصہ اخبرنا ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن مبارک المخزومی قال حدثنا الاسود بن عامر قال اخبرنا شریک عن منصور عن ربعی عن علی قال جاء النبی صلعم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفائک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لهم رغبة فی الدین ولا رغبة للفقه انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم جیرانک وحلفائک فتغیر وجهه النبی صلعم وقال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم جیرانک وحلفائک فتغیر وجه النبی صلعم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبه للایمان یضربکم علی الدین او لیضرب بعضکم قال ابوبکر انا هو یا رسول اللہ قال لا قال

عمر انا ہو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعلہ یخصفہا] یعنے رسول خدا صلعم کے پاس قریش سے چند شخص آئی اور عرض کیا کہ یا محمد صلعم ہم تمہارے ہمسایہ اور حلیف ہین اور ہمارے چند غلام تمہارے پاس چلے آئی ہین سو اونکو دین مین تو کچہہ رغبت نہین نہ فقہ کیطرف راغب ہین بجز این نیست کہ ہماری کہیتی باڑی اور مال کو چہوڑ کر تمہارے پاس بہاگ آئے ہین سو اونکو آپ ہمین واپس دیدین۔ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو ابوبکر بولے کہ ہان یہہ لوگ سچ کہتے ہین آپکے ہمسایہ اور حلیف یعنے ہم قسم ہین (یعنے جو انکے غلام مسلمان ہو گئے ہین اونکو واپس کردو کہ پہر کافر ہو جائین) یہہ بات سنکر چہرہ رسول خدا صلعم کا غصہ کے مارے بدل گیا اور حضرت عمر سے پوچہا کہ تم کیا کہتے ہو اونہون نے بہی وہی کہا کہ ہان یہہ قریش سچے ہین آپکے ہمسایہ اور ہم عہد ہین (یعنے مسلمانونکو کافر ہو جانے کے لیئے اونکے حوالہ کردو) یہہ سنکر پہر دوبارہ چہرہ جناب رسول خدا صلعم کا غصہ کے مارے متغیر ہو گیا پہر قریش سے خطاب کرکے فرمایا ای گروہ قریش قسم خدا کی البتہ خداوند تعالے تم پر مبعوث کریگا ایک مرد کو قریش مین سے کہ جسکے قلب کا امتحان لیلیا ہے خدا تعالے نے واسطے ایمان کے اور وہ مار یگا تمکو دین پر یا یون فرمایا کہ وہ ماریگا بعضون تمہارے یہہ سنکر ابوبکر بولے کہ کیا مین ہونگا وہ مرد ای رسول خدا کے آپنے فرمایا

نہین پہر عمر بولے کہ کیا وہ مرد مین ہونگا یارسول اللہ آپنے فرمایا نہین بلکہ وہ مرد یہہ ہے جو میری کفش کی مرمت کررہا ہے اور اوسوقت اپنے کفش مرمت کرنیکو حضرت علی کو دی تہی - یہہ صاف صاف خبر خلافت و امامت حضرت علی کے ہے اور صریح انکار ہے خلافت شیخین کا -

تعجب ہے شیخین کے اس آرزو اور طمع ریاست پر کہ افعال و اقوال تو ایسے کہ جنسے غصہ آئی رسول صلعم کو تکمیل و تصدیق ایمان کی وہ کیفیت کہ حضرت صلعم نے اونکے ایمان قلبی کی تصدیق سے انکار کردیا اور رسول دور از مجال یہہ کہ انا ہو یا رسول اللہ عجب دانائی ہے کہ صریحا چند مومنین کے کافر ہو جانی کی رای دی رہے ہین اور پہر تکمیل ایمان کا اعلی محبوبیت خدا اور رسول کی یہہ کیفیت ہے کہ باجماع محدثین و اہل سیر ثابت ہے کہ جنگ خیبر مین انحضرت صلعم نے تین روز تک اول حضرت ابوبکر و بعدش حضرت عمر کو علمدار لشکر کرکے یہودیون کے مقابلہ پر بہیجا اور یہہ دونون ہر روز بحالت ناکامی واپس آتے رہے تیسرے دن انکے بہاگ آنے پر یہہ فرمایا کہ کل کے روز مین علمدار لشکر ایسے جری اور بہادر کو کرونگا جو ہرگز بہاگنے والا نہین اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکہتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکہتے ہین نہ لوٹیگا وہ بغیر فتح کئی - اور یہہ حدیث متواترات اہل سنت سے ہے - لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ لا یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ اس حدیث

سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر عمر غیر کرار اور معرکہ جنگ سے بھاگ
جانے والے ہیں نہ محبوب خدا ہیں نہ خود خدا و رسول کو دوست رکھتے
ہیں سو اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ ہرگز سزاوار خلافت نہیں ہو سکتے
پس یہہ حدیث نص صریح ہے انکار خلافت شیخین اور اثبات خلافت
دیگر آیۃ مودت بضمن آیات منقول ہو چکی کہ محبت علی مرتضی تمام امت
پر فرض ہوئی۔ حدیث طیر جس سے حضرت علی کا خدا کے نزدیک تمام
مخلوقات سے زیادہ محبوب ہونا ثابت ہے احادیث مشتہرہ اہل سنت
سے ہے اور خصائص نسائی میں بھی مروی ہے بوجہ غایت شہرت
ضرورت نقل کی نہیں ہے۔ واخرج الترمذی عن عائشة کانت
فاطمة احب الناس الی النبی صلعم وزوجها علی احب الرجال الیه
واخرج الترمذی والحاکم عن بریدة قال قال رسول الله صلعم
ان الله امرنی بحب اربعة واخبرنی انه یحبهم قیل یا رسول الله سمهم لنا
قال علی منهم یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ تعالے نے مجکو چار شخصوں
کے محبت کا حکم دیا اور خبر دی مجکو کہ خدا تعالے ان سب سے اونکو دوست رکھتا
ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اونکے نام ہمکو بتلائیے فرمایا اونمیں سے
ایک علی ہے۔ واخرج الطبرانی عن ام سلمه من احب علیا فقد احبنی
ومن احبنی فقد احب الله ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی
فقد ابغض الله یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ جسنے دوست رکھا علی
کو اوس نے مجھے دوست رکھا اور جسنے مجھے دوست رکھا اوسنے خدا کو

دوست رکھا اور جسنے علی سے بغض و دشمنی رکھی اوسنے مجھسے دشمنی رکھی اور جسنے مجھسے دشمنی رکھی اوس سنے خدا سے دشمنی رکھی واخرج احمد والحاکم عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من سب علیا فقد سبنی۔ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے جسنے علی کو برا کہا اوسنے مجھی برا کہا واخرج الخطیب عن انس ان النبی صلعم قال عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی۔ واخرج الخطیب عن البراء والدیلمی عن ابن عباس قال صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من بدنی۔ واخرج الطبرانی والحاکم عن ابن مسعود ان النبی صلعم قال النظر الی وجہ علی عبادہ یعنی خطیب نے روایت کی انس سے کہ فرمایا نبی صلعم نے عنوان صحیفہ مومن کا حب علی ہے اور فرمایا آنحضرت سنے علی مجھسے بمنزلہ سر کے ہے میری بدنسے۔ اور فرمایا علی کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے قریت روی فی الخصائص علی منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی یعنے فرمایا آنحضرت نے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ یعنے علی تمہارا والی وحاکم ہے میرے بعد واخرج احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی۔ روایت کی امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے اور نہین ادا رسالت کرسکتا ہے میری طرف سے کوئی شخص بجز میری اور علی کے۔ یہہ دونون روایت نص صریح ہین اوپر

خلافت بلا فصل علی مرتضی کے اور نیز نفی کرتے ہین واسطے خلافت حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کے۔ واخرج الترمذی والحاکم قال النبی علیہ السلام ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی و انا منہ وھو ولی کل مؤمن بعدی ومومنۃ یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے بالتحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے اور وہ ہر مومن ومومنہ کا ولی ہے میرے بعد۔

فقال علیہ الصلواۃ والسلام انا وعلی من نور واحد۔ وقال النبی صلعم الناس من شجر شتے وانا وعلی من شجرۃ واحدۃ۔ واخرج الترمذی عن ابن عمر قال لعلی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ

علاوہ انکی صدہا روایات اس قسم کی کتب اہل سنت مین موجود ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ ذات نبی وعلی مین ہرگز گنجائش فصل نہین۔ امت محمدی ماموری کی گئی نصرت علی پر اور یہہ امر سوای امام واجب الاطاعت کی دوسری سے متعلق نہین ہوسکتا۔ اصحاب ثلثہ کی نصرت کا ہرگز امت کو حکم نہین دیا گیا فقط حضرت علی مرتضی اس امر مین منفرد ہین۔ قال فی الصواعق اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرۃ ومخذول من خذلہ یعنی علی امام ہے صالحین وابرار کا اور قاتل ہے فاجروں کا پس نصرت کرنیوالا اوسکا منصور من اللہ ہے اور ترک نصرت کرنیوالا اوسکا مخذول من اللہ ہے اور نیز خطبہ یوم غدیر مین ہے۔ اللھم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ

بار خدایا نصرت کر اوسکی جو علی کے نصرت کرے اور مخذول کر اوسکو جو علی کے نصرت ترک کرے - یہہ حدیث بھی نص صریح امامت مرتضوی کی ہے - ✠ صفات متعلقہ رسالت مین شرکت ✠

واضح ہو کہ جب تک صفات رسالت مین شرکت نہو وصی یا خلیفہ پیغمبر کا نہین ہوسکتا - اور یہہ شرکت ممتنع ہے خلفاء ثلثہ مین - اور مجتمع ہے ذات مرتضوی مین بحسب مندرجہ ذیل - اول طہارت و عصمت ہے کہ بڑا لازمہ رسالت و نبوت کا ہے - اخرج احمد عن ابو سعید الخدری ان آیۃ التطہیر نزلت فی خمسۃ النبی صلعم و علی و فاطمہ و الحسن والحسین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین دوم صلوٰۃ و سلام مین حضرت علی شریک رسولخدا کے ہین جیساکہ آیات مین گذرا سیوم محبت و مودت مین امت مامور کے گئے کہ مثل پیغمبر خدا کے حضرت علی سے محبت رکھین - ثبوت اسکا باب آیات و احادیث مندرجہ فصل ملحقہ سے ہوتا ہے چہارم ولایت بموجب آیۃ انما ولیکم اللہ کے حضرت علی مثل رسول صلعم ولی مومنان قرار پائی - پنجم بموجب نص غدیر و آیۃ بلغ حضرت علی نفس رسول اللہ قرار پائی ششم قال صلعم لعلی لایحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک یعنی فرمایا حضرت نے کہ ای علی تیری اور میری سوای کسی پر حلال نہین ہے کہ بحالت جنابت مسجد مین جاوے - ہفتم اوار رسالت مین حضرت علی کو شرکت ہے جیساکہ اوپر گذرا ہشتم نظام اخروی مین

حضرت علی کے مداخلت بھی کذا فی الصواعق قال علی فی یوم الشوریٰ
انشدکم باللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلعم یا علی انت قسیم
الجنۃ والنار یوم القیامۃ غیری قالوا اللھم لا۔ وروی ابن السماک
ان ابا بکر قال لہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یجوز احد الصراط
الا من کتب لہ علی الجواز یعنی ثابت ہوا کہ حضرت علی تقسیم کرنے والی
بہشت اور دوزخ کے ہیں۔ اور بغیر اونکے پروانہ راہداری کے کوئی
شخص صراط سے گذر نہ سکیگا۔ واخرج احمد والحاکم عن ابی سعید
ان رسول اللہ صلعم قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القران کما
قاتلت علی تنزیلہ۔

فصل دربیان علم۔ دین کی پیشوائی منحصر بر علم ہے جو دعلم ہی وہی
امام ہے۔ اعلم ہونا حضرت علی کا جملہ صحابہ سے متفق علیہ ہے قولہ صلعم
انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب رواہ
البزاز والطبرانی فی الاوسط عن جابر والطبرانی والحاکم عن ابن عمر والترمذی
والحاکم عن علی وفی روایت ابن عدی علی باب علمی یعنے علی میرے علم کا دروازہ
ہے اور دوسرے انا دار الحکمۃ علی بابھا۔ یعنی حکمت کا گہر ہوں علی
اوسکا دروازہ ہے علم قران کی یہہ کیفیت ہے اخرج ابن سعد عنہ
قال واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی
من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا ابن
سعد نے خود حضرت علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ قسم خدا کے

کوئی ایسی آیت نہین اوتری الا یہہ کہ مین اوسکو جانتا ہون کہ کس بارہ
مین اوتری کہان اوتری کب اوترے کیونکہ میری رب نے مجھے قلب
عقول اور زبان ناطق عطا فرمائی - وعن ابی الطفیل قال قال علی سلونی
عن کتاب اللہ فانہ لیس من اٰیۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام
بنہار ام فی سبیل ام جبل ابی طفیل سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
علی نے کہ سوال کرو مجھسے کلام مجید کے بابت پس تحقیق یہہ ہے کہ کوئی آیت
ایسی نہین کہ جسکا علم مجھی نہو کہ رات کو اوتری تھی یا دن کو یا نچی زمین مین اوتری
تھی یا اونچی زمین پہ - اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ام سلمہ قالت
سمعت رسول اللہ صلعم یقول علی مع القراٰن والقران مع علی لا یفترقان
حتی یردا علی الحوض - وفی روایۃ ابن ابی شیبہ عن عبد الرحمن
بن عوف ایضاً یعنے ام سلمہ کہتے ہین کہ مین نے سنا
رسول خدا کو یہہ کہتے ہوئی کہ علی قرآن کے ساتہہ ہے اور قرآن علی کے
ساتہہ ہے یہہ آپس مین ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہون گی تا آنکہ وارد
ہون اوپر حوض کے اور ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن ابن عوف سے یہہ ہی
روایت کی ہے - علم قضا - جو اہم امور متعلقہ خلافت سے ہے
اسکا یہہ حال ہے کہ ہر سہ خلفاء اس فن سے قطعاً عاری تھی یہی حضرت
ابو بکر کا عجز مسئلہ میراث جدہ مین مشہور ترین وقایع سے ہے حضرت عمر کا
عجز بہت مسائل اور قضایا مین مشہور ہے چنانچہ تشتر مقام پر حضرت
علی نے اونکو سمہانا اور اونہون نے یہہ لفظ کہا لولا علی لہلک عمر

اور بالآخر یہہ کہا کہ بار خدایا اوس مشکل سے مجھے بچا یا حسین علی مرتضی
اوس مشکل کے کہولنے والے ہون کما فی الصواعق اخرج عن سعید
بن المسیب قال عمر بن الخطاب یتعوذ باللہ من معتضلۃ لیس لھا ابو الحسن
ای علیا حضرت عثمان کو اسکی ضرورت ہی نہ ہتی صد ہا معاملات مین
مخالفت حکم خدا اور رسول کے ہوتے ستہے اور مطلق لحاظ نہین کیا
جاتا تہا بیگناہ قتل ہوتے ستہے فتوی سے پیشتر قتل ہو جاتے ستہے
اخرج ابن سعد عن ابوھریرۃ قال قال عمر ابن الخطاب علی اقضانا
یعنی عمر ابن خطاب نے کہا کہ ہم سب مین علی بڑے قاضی اور فیصل کنندہ
قضایا و ہین قال رسول اللہ صلعم اقضاکم علی یعنی فرمایا رسول خدا
صلعم نے کہ تم سب مین بڑا قاضی علی ہے وجہ نزول اس حکم کے صاحب
صواعق محرقہ نے یہہ لکہی ہے کہ ایکروز رسول خدا صلعم معہ ایک جماعت
صحابہ کے بیٹہے ہوئی ہتی کہ اتنی مین دو شخص جہگڑتے ہوئی آئی اور اونمین
سے ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری پاس ایک گدہا تہا اور
دوسری کی گائی تہی اسکی گائی نے میری گدہی کو مار ڈالا۔ اصحاب حاضرین
مجلس بولے کہ بہائم پر ضمان نہین اسپر رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو
حکم دیا کہ ان دونون متخاصمین کے درمیان مقدمہ کا فیصلہ کرو۔ حضرت
علی نے متخاصمین سے اول یہہ سوال کیا کہ دونون جانور بندہے ہوئی تہی
یا کہلے ہوئی یا اونمین سے ایک بندہا ہوا اور ایک کہولا ہوا۔ متخاصمین
بولے کہ حمار بندہا ہوا تہا اور گائی کہلی ہوئی تہی اور مالک اوسکا اوسکے

ساتھہ تہا پس حکم دیا علی مرتضی نے کہ گائی والے پر ضمان ہے یعنی وہ حمار
کے قیمت مالک حمار کو ادا کرے پس قایم رکہا رسول اللہ صلعم نے اس
حکم کو علی کے اور جاری کیا اس فیصلہ کو اور فرمایا اصحاب سے اقضاکم علی
اور نیز منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعا کی تہی حضرت علی کے حق مین
اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ اور اوس روز سے قضا یا فیصل
کرنے مین کبہی غلطی نہ کہائی اور فرمایا آنحضرت صلعم نے امت سے حضرت
علی کے حق مین ــ
انہ لن یخرجکم من ھدی ولن ید خلکم فی ضلال یعنے علی تمکو ہدایت
سے نہ نکلنے دینگے اور گمراہی مین نہ پڑنے دینگے یہہ بہی نص ہین آپکی امامت
کے اور نفی ہے امامت اغیار کے کیونکہ منحصر ہو گئی ہے ہدایت فقط
بتمسک علی پر اور اغیار کے تمسک سے ضرور گمراہی ہوتی ہے ــ

فصل در بیان احادیث متعلقہ استخلاف مرتضوی

اس فصل مین وہ احادیث مرویہ اہلسنت منقول ہین کہ جنمین صریحاً خبر
بالنص خلافت مرتضوی مروی ہے یا بانعقاد مجلس استخلاف واقع ہوا ہے
احادیث مرویہ اہلسنت متعلق بہ اخبار و نص خلافت مرتضوی ہی
اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررۃ وقاتل
الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ ـ اخرج البزاز عن انس
قال صلعم علی یقضی دینی وقال النبی صلعم قد اوحی الی فی علی
انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین ـ واخرج

الحافظ ابو نعیم فی حلیۃ بسندہ ان علیا دخل علی رسول اللہ صلعم فقال صلعم مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین۔ واخرج ابن عدی عن علی ان النبی صلعم قال علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین وروی الحافظ ایضاً۔ فی حلیۃ بسندہ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم لابی برزہ وانا اسمع یا ابا برزہ ان اللہ عہد الی فی علی ابن ابی طالب انہ رایۃ الہدی ومنار الایمان وامام اولیائی ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزہ علی ابن ابی طالب امینی غدا فی القیامہ وصاحب رایتی فی القیامہ علی مفاتیح خزائن رحمۃ ربی وھو الکلمۃ النبی الزمتھا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذالک۔

نقل الترمذی بسندہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلعم جیشاء استعمل علیہم علی ابن ابیطالب فمضی فی السریہ فاصاب جاریہ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ اخبرناہ بما صنع علی ابن ابیطالب فکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالھم فلما قدمت السریہ فسلموا علی رسول اللہ فقام رجل من الاربعۃ فقال یا رسول اللہ صلعم الم تر الی علی ابن ابیطالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال

مثل ما قالوا فاقبل الیھم رسول اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجھہ فقال ماتریدون من علی ماتریدون من علی - ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مومن بعدی خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہہ ہے کہ ایک کنیز جو خمس مین واقع ہوئی تھی حضرت علی نے کہ سردار لشکر تھے بعد تقسیم غنیمت اوسپر تصرف کیا ہمارے حضرت کے اصحاب باصفا مین سے چار شخصون نے سریہ سے واپس آکر حضرت سے شکایت کی آنحضرت نے تین شخصون کے بات تو سنکر موہنہ پہیر لیا جب چوتھی نے بھی شکایت کی تو آپ متوجہ ہوئی مگر چہرہ سے آثار غضب نمودتھی فرمایا اون لوگون سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتی ہو علی سے بہ تحقیق کہ علی مجہسے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ میری بعد سب مسلمانون کا ولی یعنی حاکم و مالک ہے - امام نسائی نے خصایص مین بھی عمران بن حصین سے بعینہ انہین الفاظ سے روایت کی ہے = ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن بعدی -

دوسری روایت خصایص مین عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ درج ہے جسمین بریدہ نے خالد بن ولید کا خط بہ شکایت علی مرتضی پاس رسول خدا کے لیجانا اور حضرت کا غضبناک ہوکر یہہ فرمانا درج ہے - ·

لاتعصبین یابریدۃ فی علی فان علیا منی وانا منہ وھو ولیکم بعدے اخرج النسائی فی الخصائص عن بریدۃ قال رسول اللہ صلعم ماکان احد بعد رسول اللہ افضل من علی یعنی بعد رسول خدا کے

علی سے افضل کوئی شخص نہین ہے۔ اخرج الدارقطنی فی الافراد عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطة من دخل منه کان مومنا ومن خرج منه کان کافرا یعنی علی دروازہ حطہ ہے جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن رہا جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا۔

اخرج حافظ ابو نعیم فی حلیة عن الحسن ابن علی علیہ السلام قال قال لی رسول اللہ صلعم ادع لی سید العرب یعنی علیا فقالت عائشة الست سید العرب فقال انا سید ولد ادم وعلی سید العرب فلما جاء ارسل الی الانصار فاتوہ فقال لهم یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدہ ابدا قالوا بلی یا رسول اللہ قال هذا علی فاحبوہ بحبی واکرموہ بکرامتی فان جبریل امرنی بالذی قلت لکم عن اللہ عز وجل وعلا۔

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ مجھسے فرمایا رسول خدا صلعم نے سید عرب یعنی علی کو میرے پاس بولاؤ عایشہ بولی کہ کیا آپ سید العرب نہین ہین فرمایا مین سید اولاد آدم ہون اور علی سید عرب ہے پس جسوقت حضرت علی آ گئے تو حضرت رسول خدا صلعم نے انصار کو بولایا اور جب وہ حاضر ہوئی تو آنحضرت نے انصار سے فرمایا کہ آیا مین تمکو دلالت ایسے امر کی نکرون کہ اگر تم اوس سے تمسک کرو تو پھر کبھی بعد اسکے گمراہی مین نہ پڑو سب نے عرض کی فرمائی یا حضرت تب آپ نے فرمایا کہ یہ علی ہے محبت کرو اس سے ایسی کہ جیسے محبت

مجھسے کرتے ہو اور برزگذشت کرو اسکی جیسے کہ میری کرتے ہو بہ تحقیق
کہ جبرئیل کے حکم سے مین سنے تمکو کہا جو کہ وہ خدا تعالی کے حضور سے
لای تھی - وروی الامام الی نقظ المذکور فی حلیتہ بسندہ عن انس بن
مالک قال قال رسول اللہ صلعم یا انس اسکب لی وضوءًا ثم قام
فصلی رکعتین ثم قال یا انس اول من یدخل علیک من ھذا الباب
امیر المومنین وقائد الغر المحجلین - وخاتم الوصیین قال انس قلت
اللھم اجعلہ رجلا من الانصار وکتمتہ اذ جاء علی فقام مستبشرا
فاعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجہہ بوجہہ وعرق وجہ علی
بوجہہ فقال علی یا رسول اللہ لقد رأیتک صنعت لی شیئا ما
صنعت لی قبل قال وما یمنعنی وانت تودی عنی وتسمعہم صوتی
وتبین لھم ما اختلفوا فیہ بعدی روایت ہے انس بن مالک سے کہ فرمایا
آنحضرت سنے ای انس مجھکو وضو کرا پھر حضرت کھڑی ہوگئی اور دو رکعت
نماز پڑھی اور فرمایا کہ ای انس جو کوئی شخص اول اس دروازہ سے
تجھپر داخل ہو وہ امیر المومنین اور سید المسلمین اور قائد المحجلین اور خاتم
الوصیین ہے انس کہتے ہین کہ اپنے دلین مین مین سنے کہا بار خدایا ایک
شخص انصار مین سے ہو کہ اتنی مین حضرت علی تشریف لائی اور پیغمبر
خدا صلعم نے فرمایا کہ انس یہہ کون ہے مین سنے عرض کی کہ علی ہین پس
رسول خدا صلعم بشارت دیتی ہوی اوٹھہ کھڑی ہوئی اور علی سے
معانقہ کیا بعد اسکے اپنی چہرہ کا عرق اپنے چہرہ سے مسح کیا حضرت علی

علی چہرہ سے اور علی کے چہرہ کا عرق

سے نےعرض کی کہ یارسول اللہ آگے کبھی آپ نے نہین کیا یہہ کیا بات
ہے آپ نے اسکی وجہ ارشاد فرمائی کہ یہہ بات اسلئے کی ہے تاکہ سننے
کہ تو میریطرف سے اداء رسالت اور اتمام دعوت کریگا اور
امت کو میرے آواز سنائیگا اور جبکہ امت میرے بعد جن جن امور
مین اختلاف پیدا کریگی اون امور کو اونپر ظاہر و آشکارا کریگا —
اور فی الواقع یہہ ایک طریقہ وصیت ہے کہ پیغمبران سلف بھی
اپنے خلفاء کو ایسی ہی برکت اور اختیار بخشتے تھے —
اس قسم کی صدہا روایات کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہین
اور ظاہر ان احادیث سے مطلب رسول خدا صلعم کا یہہ ہے تاکہ
سب امت واقف ہو جاوے کہ بعد نبی صلعم کے اونکا جانشین برحق
علی مرتضی ہے —
مگر وای برحال امت کہ نبی صلعم کے ایک نہین سنتے لیں نتیجہ ان روایات
کا دو صورت کے سوا اور کچھہ نہین کہ یا تو حضرات اہل سنت اسکے
قائل ہون کہ نبوت وغیرہ کچھہ نہ تھی اور نعوذ باللہ حضرت نے دنیا طلبی
اور حصول سلطنت کے لئے یہہ نبوت کا ڈہنگ ڈالا تھا اور اپنے
خاندان مین سلطنت قایم رکھنے کو اپنے داماد کے تعریفین کیا کرتے
تھے - یا یہہ کہین کہ نبی صلعم برحق نبی تھے اور سوای حکم خدا کے اپنی طرف
سے یا اپنی غرض اور منفعت کے لئے کچھہ نہین کہتے تھے اور جو کچھہ وہ
فرماتے تھے وہ سب برحق ہے لیکن امت ناہنجار حضرت کی وفات

یا تی ہی طمع دنیاوی مین پہنس کر خدا اور رسول سے منحرف ہو گئی اور
خدا و رسول کے کسی ارشاد کو نہ مانا - اسی پر تمام نزاعات کا فیصلہ ہے
اور بعد ان دونون صورتون سے درگذر کرنا چاہتے ہین تو یہ اقرار کرن
کہ اہل سنت کے تمام تفاسیر و کتب احادیث کذب و افترا اور دروغگوئی
سے مملو ہین اور کوئی کتاب قابل اعتبار نہین —

ذکر احتلافات مرتضوی

معائنہ کتب اہل سنت سے واضح ہے کہ جسقدر کثرت سے آنحضرت
صلعم نے نسبت خلافت حضرت علی کے امت کو حکم دیا یا مطلع کیا
ایسی کثرت اور کسی قسم کی حکم یا معاملہ کے پائی نہین جاتی مین سنے
جو کچھہ مختصراً گذارش کیا ہے بلا مبالغہ عرض کرتا ہون کہ مشتے نمونہ
از خروارے بھی نہین ہے اول تو جس موقعہ پر مین سنے گذارش کیا ہے
وہ اس سے بھی زیادہ مختصر لکہنے کا موقعہ تھا اسکے لیئے تو ایک جداگانہ
مبسوط کتاب درکار ہے - دوسری ایسا ذخیرہ کتب کا مجھی کہان
میسر اور ایسے استعداد اور فرصت کہان کہ اس بیان مین کوئی مبسوط
کتاب لکھہ سکون - اسموقعہ پر مجھکو اسکے لکہنے کی یون ضرورت ہوئی
کہ مولف اسرار الہدی سنے خلافت کے بارہ مین حدیث صریح
ہونے سے گویا بالکل انکار کیا ہے حالانکہ اونکو تشریح کے ساتھہ انکا
کرنا چاہیئے تھا یعہ فرماتے کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت کے لیئے کوئی صریح
حدیث نہین ہے —

ان احادیث و روایات کو دیکھکر کوئی منصف مزاج کیا یہہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے معاملہ خلافت کو مہمل چھوڑ دیا ہرگز نہین بلکہ مین کہتا ہون کہ اس سے زیادہ تشریح کسی معاملہ مین نہین ہوے مگر تعصب اور نادانی کا کچھہ علاج نہین۔ آنحضرت صلعم نے فقط خبر و رنص خلافت مرتضوی پر ہی اکتفا نہین کیا بلکہ صاف طور پر عام اعلان کر کے چند بار حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنایا ہے مگر امت نا ہنجار جو آنکہہ سے نظر آتی ہوی شئے کا بہی انکار کرے تو اسکا کیا علاج مگر آنحضرت پر الزام عاید نہین ہو سکتا اپنی اپنی زندگی مین کوئی دقیقہ اظہار و اعلان خلافت مرتضوی کا اوٹہا نہین رکہا۔

اب ہم شروع سے آخر تک اون مجالس استخلاف کا ذکر کرتے ہین جو کتب اہل سنت مین مندرج ہین اگرچہ کتاب انوار الہدے مین بندہ نے بارہ مرتبہ استخلاف ہونا بمقالات مستقلہ جدا جدا درج کیا ہے اس موقع پر اعادہ کے چندان حاجت نہین مگر اطلاع ناظرین کے لئے اونمین سے چند استخلاف بطور اختصار بیان کئے جاتی ہین

استخلاف مرتضوی نمبر تبہ اول یہہ استخلاف عین قریب زمانہ بعثت پیغمبر خدا صلعم کے واقع ہوا خاص مکہ معظمہ مین جبکہ حضرت علی بہت صغیر سن تہی اور ابو طالب بہی اوسوقت زندہ تہی یہہ وہ زمانہ ہے کہ جب ایہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوی۔ آنحضرت صلعم نے تمام بنی عبد المطلب کو بولا کر ضیافت کے اور حضرت علی سی

ایک ران بکری کا کہانا پکوایا جس سے بڑی برکت و اعجاز تمام قبیلہ سیر
ہو گیا اور تین مرتبہ اسیطرح ضیافت ہوئی کیونکہ دو مرتبہ حضرت کو
موقع گفتگو کا بوجہ ابو لہب کے دخل در معقولات کے نملا تیسرے
روز اپنے تناول طعام کے بعد فرمایا کہ ای بنی عبد المطلب اگرچہ مین عوام
پر مبعوث ہون لیکن بالتخصیص تم پر میری بعثت ہے تمکو چاہیے کہ میری
معاضدت کرو اور میرے وزیر اور وارث اور ساتھی اور خلیفہ بنو
مگر کسینے قبیلہ مین سے جواب ندیا سواے علی مرتضیٰ کے کہ عرض کے
یا رسول اللہ مین آپکے خدمت مین حاضر ہون اور آپکے فرمان کو اجابت
کرتا ہون یہانتک یہہ قصہ بروایات محمد بن اسحق و ابن جریر و ابن ابی حاتم
و ابن مردویہ و ابو نعیم و بیہقی یکسان ہے اور خصائص نسائی مین بہی سواے
ذکر نزول آیۃ بجنسہ یہہ قصہ بروایت ربیعہ بن ناجد درج ہے اور یہہ
نقرہ جملہ روایات مین ہے فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون
اخی ووصیی وخلیفتی فیکم یعنے تم مین سے کون ہے جو معاضدت
اور رفاقت میری کرے اس امر رسالت مین اور اس بات سے کہ ہو وے
وہ بہائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا تم مین - ابن جریر کہتے ہین
کہ جب قبیلہ مین سے کوئی نہ بولا تو حضرت علی نے فرمایا کہ مین نے
یون عرض کی قلت یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم
قال ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فاسمعوا لہ واطیعوا -
یعنے عرض کی مین نے کہ یا رسول اللہ صلعم مین ہوتا ہون آپکا پشت

بناہ اور معاضد اس امر رسالت پر پس آپنے میری گردن پکڑی اور فرمایا یہہ ہے بہائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا ای قبیلہ بنی ہاشم تم سب اسکی بات کو سنو اور اسکی اطاعت کرو۔ اور روایت ابن اسحق و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابو نعیم و بیہقی مین اسطرح منقول ہے فاخذ برقبتی ثم قال ھذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا فقام القوم یضحکون لابی طالب ویقولون قد امرک ان تسمع وتطیع لعلی یعنے (فرمایا حضرت علی نے) کہ حضرت نے میری گردن پکڑ کے فرمایا یہہ ہی بہای میرا اور خلیفہ میرا تم مین اسکی بات سنو اور اسکی اطاعت کرو پس اوٹھہ کہڑی ہوی قوم ہستی ہوی حضرت ابو طالب سی اور یہہ کہتی ہوی کہ ای ابو طالب تمکو حکم ہوا ہے کہ علی کی بات مانو اور اطاعت کرو روایات نسائی احمد مین لفظ وارث زیادہ ہے۔ واقعی خلافت حقہ وہی ہے کہ جسکا استخلاف بعثت رسالت کے ساتہہ ساتہہ ہووے۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ ثانی ۔ یہہ ہے کہ جب سید عالم صلعم نے مکہ معظمہ سے طرف مدینہ مکرمہ کیطرف ہجرت کی تو حضرت علی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا تا کہ آنحضرت کیطرف سے ادای ودایع وامانات کرین قال فی الصواعق ولما ھاجر النبی صلعم الی المدینه امره ان یقیم بعده بمکة ایاما حتی ودی عنه امانته والودایع والوصایا التی کانت عند النبی صلعم ثم یلحقه باھله کہا ہے صاحب صواعق

حضرت نے جبکہ ہجرت کے نبی صلعم نے طرف مدینہ منورہ کے حکم دیا
علی مرتضی کو کہ پیچھے میری بعد چند روز مکہ مین قیام کرو تاکہ حضرت کیطرف
سے ادا کرین امانتون کو اور ودیعتون کو جو نبی صلعم کے پاس
تہین پھر بعد ادا امانات و ودائع و وصایا کے آپ معہ اہل و عیال
نبی صلعم حضرت سے جا ملے اس ضمن مین ایک خاص خلافت بھی
واقع ہوئی جسکو سنکر اہل معرفت کو وجد آجائے اور وہ یہہ ہے
کہ جب بوقت شب رسول خدا صلعم راہی غار ہوئی تو حضرت علی
کو اپنی بستر پر اپنی چادر اوڑہا کر سلا گئے وزعم الناس انہ
رسول اللہ صلعم۔

استخلاف سیوم نزول آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین
امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون
ترجمہ اور تفسیر اسکی باب آیات مین لکھی گئی ہے مطلب آیت کا یہہ
ہے کہ مسلمانون کے تین ولی قرار دی گئی خدا اور رسول اور رکوع
مین خیرات کرنیوالا مومن نمازی یعنی علی مرتضی۔ یقین ہے کہ ولایت
خدا اور رسول کا کوئی انکار نکریگا اسلئے خدا اور رسول نے بعد نزول
آیت ہذا ہمیشہ امت کو آگاہ کیا ہے کہ تیسرا ولی تمہارا علی مرتضی ہے
ذکر آیات مین گذرا کہ ہر مسلمان سے خدا کے روبرو ولایت علی کا سوال
ہوگا۔ باب احادیث مین چند روایات منقول ہوچکین کہ فرمایا آنحضرت
صلعم نے انہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی دیگر یا علی انت منی

وانا منك وانت ولی کل مومن ومومنة من بعدی ویگر با بریدہ لا تعصبین فی علی انه منی وانا منه وهو ولیکم بعدی - و دیگر من کنت ولیه فهذا علی ولیه - اگر کتب اہل سنت کو بغور ملاحظہ کیا جاوے تو صدہا روایات اس آیۃ قرآنی کی تائید مین باظہار ولایت علی ابن ابی طالب نکلین گے - ازانجملہ خصایص نسائی مین متعدد روایات ولایت درج ہین کہ جنمین سے بیشتر چند روایات نقل ہوچکی ہین - ویگر عن عائشة بنت سعد ان رسول الله خطب وقال اما بعد ایها الناس فانی ولیکم قالو صدقت ثم اخذ بید علی وقال هذا ولیی و یودی عنی وال الله من والاه وعاد من عاداه وعن سعد قال اخذ رسول الله صلعم بید علی فخطب فحمد الله واثنی علیه ثم قال الم تعلموا انا اولی بکم من انفسکم قالوا نعم صدقت یا رسول الله ثم اخذ بید علی فرفعها فقال من کنت ولیه فهذا ولیه وان الله لوال من والاه وعادی من عاداه -

استخلاف مرتضوی مرتبہ چہارم

بوقت تبلیغ سورۂ برات کے ہے اور قصہ اوسکا یہہ ہے کہ تبلیغ احکام سورۂ برات بوقت حج ضرور تھی مگر اوس سال حضرت کا جانا نہوسکا اور معاملہ خفیف سمجھکر حضرت نے سورۂ برات حوالہ حضرت ابوبکر کے کردی کہ مکہ معظمہ مین جاکر بوقت حج تبلیغ احکام سورہ کے کرین بعد ازان وحی الہی نازل ہوئے کہ یہہ تبلیغ رسالت ہے

یا تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو کیونکہ کار تبلیغ رسالت تمہارے طرف سے سوای تمہارے اور علی کے اور کوئی انجام نہین دی سکتا

نقل النسائی فی الخصائص عن انس قال بعث النبی صلعم ببرات مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا واعطاہ ایاہ یعنی حضرت نبی صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو مع سورۂ برات مامور کیا اور پھر واپس بولا کر فرمایا کہ اسکی تبلیغ سوای میری اہل کے اور کوئی نہین کر سکتا پس بولایا علی مرتضی کو اور سورۂ برات آپکی حوالہ کی۔ بلکہ دیگر روایات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر چند منزل قطع مسافت کر چلے تھے اوسکے بعد بموجب حکم وحی واپس بولا کر حضرت علی کو تعینات فرمایا۔

اخرج النسائی عن علی ان رسول اللہ صلعم بعث ببرات الی اھل مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ لعلی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ الی اھل مکۃ قال فلحقتہ فاخذت الکتاب منہ فانصرف ابوبکر وھو کئیب فقال یا رسول اللہ انزل بی شی قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی روایت کی امام نسائی نے حضرت علی سے کہ نبی صلعم نے متعین کیا ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورۂ برات طرف اہل مکہ کے پیچھے اونکی حضرت علی کو بھیجا اور حکم دیا ابوبکر سے کتاب لیکر تم مکہ کو جاؤ اور تبلیغ سورہ برات کرو فرمایا حضرت علی نے کہ مین جا ملا ابوبکر سے اور کتاب رسول صلعم اون سے واپس لیلی پس

لوٹ آئے ابو بکر مگر نہایت غمگین و رنجیدہ اور عرض کی یا رسول
اللہ میرے حق مین کوئی حکم اوترا فرمایا نہین مگر مجھی حکم ہوا ہے کہ یا تو خود
مین اسکے تبلیغ کرون یا مرد میرے اہلبیت کا —

یہہ بات صاحبان عقل پر پوشیدہ نہین کہ خلافت پیغمبر مراد اوسی منصب سے
ہے کہ غیبت پیغمبر مین پیغمبر کے طرف سے تبلیغ رسالت کیجاوے پس
جبکہ حضرت ابو بکر قابل اس منصب کے قرار نہ پائی اور تمام اصحاب
کیلئے ممانعت ہوگئی کہ کوئی شخص سوائی اہلبیت پیغمبر کے پیغمبر کیطرف
سے ادای رسالت نہین کرسکتا تو ثابت ہوگیا کہ خلافت پیغمبر فقط
اہلبیت پیغمبر سے متعلق ہے جو غیر لوگ خلیفہ مقرر ہوئے اونکی
خلافت قطعی باطل اور ناجایز ہے —

امتناع خلافت جملہ صحابہ
و انحصار خلافت بر اہلبیت پیغمبر

[illegible] کے استحقاق خلافت کا امتناع بروی روایات مندرجہ بالا
[illegible] دیگر روایات مین اس سے زیادہ تشریح ہوی ہے یعنی
[illegible] بالا سے تو یہہ ہی پایا گیا کہ حضرت ابو بکر قابلیت تبلیغ رسالت
تنہا تنہا بعن الہی صلعم نہین رکھتے خود پیغمبر خدا انجام دین یا اونکی جگہ حضرت علی
[illegible] تنہا تنہا انجام دے سکتے ہین مگر جو روایات آیندہ لکھی جاتی ہین اونسی علی العموم ہر غیر اہلبیت
کو ہر حکم ہر معاملہ کے تبلیغ سے ممانعت ہوئی ہی۔ انہین روایات کے بعد
خصایص نسائی مین جو روایت سعد سے کیگئی ہے اوسمین یہہ لفظ ہے

فلا یودی عنی الا انا او رجل منی یعنی انہین ادا رسالت
کرسکتا میری طرف سے کوئی شخص الا مین یا وہ مرد جو مجھہ سے ہے
اور ظاہر ہے کہ وہ مرد علی ہین کیونکہ فرمایا ہے حضرت نے انہ عنی
وانا منہ یعنے وہ مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون - یہہ امتناع
اگرچہ فقط تبلیغ سورہ برات کے لیے واقع ہوا لیکن یہہ حکم عام تبلیغ
رسالت سے متعلق ہے خواہ کوئی معاملہ ہو کیونکہ بعینہ یہہ سے
حکم علاوہ تبلیغ سورہ برات کے عام امورات متعلقہ رسالت کے
تبلیغ کی بابت صادر ہوا ہے اور اوسکو قصہ سورۂ برات سے کچھہ
علاقہ نہین عام احکام کی بابت ہے کما نقل النسائی فی خصائصہ
اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا اسمعیل عن ابی اسحاق عن حبشی بن
عبادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ فلا یودی عنی
الا انا او علی یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجھسے ہے اور مین اوس سے
پس کوئی شخص ادا رسالت میری طرف سے نہین کرسکتا بجز میری
اور علی کے -

استخلاف مرتضوی بمرتبہ پنجم - ایک بہت بڑا استخلاف ہی اور
قصہ اوسکا یہہ ہے کہ جسوقت نبی صلعم بارادہ جنگ قیصر روم عازم تبوک
ہوئے تو علی مرتضی کو مدینہ منورہ مین اپنا خلیفہ مقرر کر گئے جن لوگون
کو عقل و فراست سے کچھہ بہی حصہ ملا ہے وہ اس خلافت کی ضرورت
اور اوسکے وقعت کو خوب جان سکتے ہین - کیونکہ فن سیر و تاریخ

کے ماہر خوب جانتے ہین کہ حضرت علی کے شجاعت اور دلاوری کا درجہ
کہانتک مرتبہ بلند پر پہونچا ہوا ہے تمام غزوات نبی صلعم مین ہمیشہ اپنی
کارنمایان کئیے یہانتک کہ سب اصحاب اکثر مقامات پر نبی صلعم کو تنہا چہوڑ
کر بہاگ گئے مگر وہ کرار غیر فرار نبی صلعم کو کبہی تنہا چہوڑنے کا روادار
نہوا۔ اصحاب فہم وذکا اسبات کو دریافت کرسکتے ہین کہ نبی صلعم کو حضرت
علی پر کہانتک بہروسہ تہا۔ یہہ عزم جنگ تبوک کسی قبیلہ یا قوم سے
لڑائی نہ تہی یہہ ایک بڑی جلیل القدر شہنشاہ کا مقابلہ تہا ایسے وقت
مین حضرت علی کو مدینہ مین چہوڑنا صاف صاف اوس ضرورت کو
ظاہر کر رہا ہے جو نبی صلعم کو اوسوقت اونکی مدینہ مین چہوڑنے پر
داعی ہوئی تہی۔ جو لوگ طریقہ حکومت اور انتظام سلطنت کو
جانتے ہین اونسے پوچہئے۔ کہ واقعی یہہ وقت ایسا ہے تہا کہ نبی صلعم
اپنی وارث جائز کو اپنی تخت گاہ پر قایم کرین اور جو کچہہ حضرت
علی کے ساتہہ رکہنی سے بوجہ اونکی شجاعت اور دلاوری کے آنحضرت
کو تقویت اور دلجمعی تہی اوسکا کچہہ خیال نکرین چنانچہ آنحضرت صلعم
نے اوسی قانون حکومت پر خیال کرکے حضرت علی کو مدینہ مین اپنا
جانشین کردیا۔ گویا فی الواقع نبی صلعم نے سب امت پر اسبات
کو جتلا دیا کہ محمد صلعم کے تاج وتخت کا وارث حقیقی علی مرتضی ہے
جسکو ایسی بڑی عظیم مہم پر جاتے وقت اپنا خلیفہ کردیا۔
یہہ حدیث بوجہ غایت شہرت اور تواتر کے محتاج کسی ثبوت کے

نہین خود مولف نے بہی اسکو نقل کیا ہے اوپر ہمنی بہت تشریح کی ساتہ
اسی رسالہ مین اس حدیث اور اسکے معنی کو لکہا ہے اس موقعہ پہ زیادہ
ضرورت تحریر روایات سکے نہتی مگر چونکہ مولف نے براہ عداوت لفظ
خلافت کو ترک کرکے بطور محافظ زنان مقرر کرنا لکہا ہے اسلئے ہم کو یہہ
عبارت صواعق محرقہ کے لکہنی پڑی۔ (باب ماثر علی) کے شروع کے
عبارت ہم پیشتر نقل کر چکے ہین ذکر ہجرت تک اور اوسکے بعد یہہ لکہا ہی
وشهد مع النبی صلعم سائر المشاهد الا تبوك فانه صلعم استخلفه
علی المدینة وقال له حینئذٍ انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی
یعنے حضرت علی تمام مشاہد مین سوای تبوک کے ہمراہ رسول خدا صلعم کے
رہے اور تبوک مین ہمراہ نجانے کے یہہ وجہ تہے کہ آنحضرت صلعم نے
اونکو مدینہ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا اور اوسوقت حضرت علی کے شان
مین یہہ فرمایا کہ تو میری نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون تہا موسی کے نزدیک
الا یہہ کہ بعد میری کوی نبی نہین ہے۔

استخلاف ششم۔ اگرچہ نبی صلعم نے بارہا امت کو اس امر سے آگاہ
کردیا کہ خلافت وامامت حق اہل بیت پیغمبر کا ہے اور سوای اہل بیت
کے اور کوی شخص صحابی ہو یا غیر صحابی منصب خلافت کو نہین پاسکتا مگر پیغمبر خدا نے
امت کے بشرہ سے اور اونکی حرکات وسکنات سے اس امر کو دریافت
کرلیا کہ ان لوگون کے دل مین فساد ہے اور اون احکام کو گوش ہوش
سے نہین سنا اسلئے آخر زمانہ حیات مین جبکہ آنحضرت صلعم بارادہ ادای

حج مکہ کو تشریف لے چلے تو آپنے تمام قبایل عرب مین منادی کرادی
کہ جسکو نبی صلعم کے ساتھہ حج کرنا ہو وہ مکہ کو چلے اس حج کو حجۃ الوداع
کہتے ہین اگرچہ عوام لوگ خیال کرتے ہین کہ اس سال حج کے لئے رسول
خدا کا جانا واسطے تعلیم مسائل حج کے تھا لیکن درحقیقت آپ فقط انتظام
خلافت کے لیئے تشریف لیگئے تھے۔ کہ وہان تمام قبایل عرب پر ظاہر ہوجائیگا
کہ بعد نبی صلعم کون پیشوای امت ہوگا۔ مضمون آیۂ کریمہ یاایھا الرسول
بلغ سے آشکارا ہے کہ اس عزم حج سے پیشتر نبی صلعم مامور ہوچکے تھے
کہ حضرت علی کو اپنی جگہ خلافت پر نصب کردین اور آنحضرت صلعم اسی وجہ
سے حج کو تشریف لیگئے مگر اس خیال سے کہ منافق لوگ طعنہ دین کہ اپنی
عزیز برادر و داماد کو سلطنت کا مالک کئے جاتے ہین یا بروی امر
تقدیری کہ امت کے ایمان کا امتحان اسی معاملہ پر منحصر کیا گیا ہے عرفہ کے
دن اگرچہ اس امر کو قرار دیدیا کہ میری وفات کے بعد امام اور پیشوای
برحق جنکے تمسک سے امت ہدایت پائی۔ اور ترک تمسک سی گمراہ
ہوجاسے قران اور اہل بیت پیغمبر ہین اور امت کے یہہ اطمینان بہی
کرادی کہ مری اہل بیت ہمیشہ قران کے ساتھہ رہینگے۔ اور قران ان
کے ساتھہ رہیگا آپس مین ایک دوسری سے جدا نہونگے اگرچہ یہہ اشارہ
بہی ابلغ من التصریح تھا۔ اور درحقیقت یہہ بہی صریح استخلاف مرتضیٰ کا
تھا۔ لیکن کسی ضرورت یا مصلحت سے اوسوقت آپنی بطریق معہودہ
اہل حکومت و ریاست سند نشین نہین لیا۔ فقط امت کو ہدایت کی

انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی
ان تمسکتم بھما لم تضلوا بعدی فانھما لم یفترقا حتی یردا علی
الحوض یعنے مین اپنی بعد تم مین دو شئی جلیل القدر جو ایک دوسری سے
بڑی ہین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا کے دوسری اہل بیت میری
اگر ان دونون سے تم تمسک کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے
اور یہ تحقیق کہ یہہ دونون باہم ایکدوسرے سے جدا نہون گے تا آنکہ
حوض کوثر پر میری پاس پونہچین –
اگرچہ جاننے والے جانتے ہیتے کہ اہل بیت وعترت سی بھی علی ابن
ابیطالب ہے مراد ہین کیونکہ بارہا آنحضرت نے لفظ اہل بیت
کی تشریح فرمائی جیسا کہ آیۂ تطہیر آیہ مودت آیۂ مباہلہ آیۂ صلواۃ مین مرقوم ہوچکا
اور یہہ بھی بارہا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ القران مع علی وعلی مع القران
لا یفترقان حتی یردا علی الحوض رواہ الطبرانی فی الاوسط
لیکن اسی موقعہ پر فقط اسیقدر ہدایت پر اکتفا کیا گیا – کہ جس سے
امت پر یہہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا دینی پیشوا سوا ای اہل بیت پیغمبر کے
اور کوئی نہین ہوسکتا – مگر خدا تعالے کو یہہ کارروائی پسند نہین آئی
یہانتک کہ حضرت نے مکہ معظمہ سے کوچ کر دیا – اور نواحی جحفہ مین
سر راہ آنحضرت معہ لشکر چلے ہوی جاتے تھے جس وقت خم غدیر کے
موقع پر پہونچی اوسیوقت یہہ آیت نازل ہوی کہ آپنے ہمارا حکم
امت کو کیون نہین پونہچایا یعنے علی کو اپنا جانشین کیون نہین کردیا

اگر اشرار امت سے خوف ہی تو تمہارے محافظت کرینگے او سو قت رسول خدا صلعم مجبور رہے گئے اور چلتے چلتے ٹہیر گئے۔

استخلاف ہفتم ذکر نزول آیۂ بلغ الخ معہ حوالہ تفاسیر باب آیات مین گذرا۔ اور خطبہ غدیر شروع ہوگا اس رسالہ مین چند بار نقل ہوچکا اور خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ منجملہ روایات صحیحہ متواترہ اہل سنت کے ہے اور کتب ستہ و دیگر جمیع کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہے یہانتک کہ شیخ ابن حجر صواعق مین لکھتے ہین۔

وانہ رواہ عن النبی صلعم ثلثون صحابیاً وکثیر امن طرقہ صحیحاً او حسن

یعنے یہہ حدیث غدیر وہ حدیث ہے جسکو تیس ۳۰ کس اصحاب پیغمبر خدا نے پیغمبر خدا صلعم سے روایت کی ہے اور بہت سے طرق اس حدیث کے صحیح اور الحسن ہین۔

امام نسائی نے قریب دس بارہ طرق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اکثر طرق مین بجاے لفظ مولا کے ولی مستعمل ہے جس سے وہ گنجائش بہی اہل سنت کو جاتی رہے کہ کہا کرتے تہے کہ مولا بمعنے غلام بہی ہے اب ہم حدیث کی نقل کرتے ہین اگر جدا جدا ہر کتاب کی روایت کو لکہا جاوے تو طول کے سوای کوئی فائدہ نہین۔

اخرج احمد عن براء بن عازب والنسائی بطرق عدیدہ فے الخصائص۔ عبارت تمہید یعنے نزول غدیر خم ودیتاری منبر و گفتگوی تمہیدی رسول خدا صلعم انی اولی بالمومنین من انفسہم وغیرہ

کو چھوڑ کر اصل عبارت حدیث نقل کیجاتی ہے

ثم قال کانی قد دعیت فاجبت وانی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی فانظروا کیف یخلفون فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ تعالی عزوجل مولای وانا ولی کل مومن ثم انہ اخذ بید علی وقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ گویا مین خدا کے حضور بولایا گیا ہون یعنے پیام اجل آیا ہے اور مین نے اوسکی اجابت کی ہے اور بہ تحقیق کہ مین اپنے بعد تم مین دو بھارین چیزین چھوڑتا ہون ایک دوسری سے بڑے ہے کتاب خدا کی اور عترت واہلبیت میری اگر تم لوگ ان دونون سے تمسک کروگے تو میری بعد ہرگز گمراہ نہوگے۔ پس نگاہ رکھو کہ میری پیچھے اونسے کیا سلوک کروگے پس تحقیق کہ وہ ایک دوسری سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون پھر فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ تعالے جلشانہ میرا مولا ہے اور مین ولی جملہ مومنین کا ہون پھر آنحضرت نے علی مرتضی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا بارالہا جس کسی کا کہ مین مولا ہون پس علی اوسکا مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ اور نصرت کر اوسکے جو علی کی نصرت کرے۔ اور مخذول کر اوسکو جو علیؑ کی نصرت ترک کرے اور

پہیر دے حق کو اوسکے ساتہ جدہر کو وہ پہرے۔
بعد اسکے ذکر مبارکباد دینی حضرت عمر کا ہے بخ بخ لک یا ابن ابی طالب
الخ یہہ روایت امام احمد بن حنبل کی ہے جسکو صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا
اور روایت مندرجہ خصائص نسائی عن زید بن ارقم اسی سکے قریب قریب
ہے فقط یہہ تبدیلی ہے۔ ثم انہ اخذ بید علی فقال من کنت
ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال من والاہ الی اٰخرہ۔ یعنے خصایص مین بجای
مولا کے ولی روایت کیا گیا ہے۔
قد نقل فی الصواعق انہ صلعم قال حدیث الثقلین فی حجۃ الوداع
بعرفۃ وقال بالمدینۃ فی مرضہ وقد امتلاءت الحجرۃ باصحابہ
وایضا انہ قال ذلک بغدیر خم۔ وایضا قال لما قام خطیبا بعد
انصرافہ من الطائف وفی روایۃ عند الطبرانی عن ابن عمر اٰخر ما تکلم بہ
النبی صلعم اخلفونی فی اہلبیتی یعنے بقول صاحب صواعق حدیث ثقلین بمواقع
ومقامات مندرجہ ذیل مین آنحضرت صلعم نے فرمائی۔ حجۃ الوداع مین بمقام
عرفات۔ مدینہ منورہ مین بوقت بیماری جبکہ حجرہ ادمیون سے بہرا ہوا تہا
غدیر خم مین جسکا تذکرہ شروع ہو چکا بوقت واپسی از طایف خطبہ فرماتے
ہوئے۔ بحسب روایت طبرانی عن ابن عمر ثابت ہوتا ہے کہ بوقت رحلت
نبی صلعم جو اٰخر کلمہ آپ کے زبان سے واسطے ہدایت امت کے نکلا
یہہ تہا اخلفونی فی اہلبیتی

تمام شد کتاب لاجواب الموسوم بہ اعلان الہدیٰ جواب اسرار الہدیٰ بتاریخ یکم ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۱ ہجری

مطابق ۷ جون ۹۴ء

قطعہ تاریخ از تصنیف شاعر عالی فکر نازک خیال و مورخ با استعداد ناظم و نثار باکمال جناب سید جواد علی صاحب متخلص بہ جواد مصنف مثنوی فسانہ عشق شاگرد ارشد عالیجناب فیض مآب شاعر شیرین کلام مداح امام علیہم السلام جناب منشی سید باقر علی صاحب متخلص بہ ہنر دام افضالہم و زاد اقبالہم

نسخۂ اہدای ہدایت شعار — تازہ کن مزرعۂ ایمان نوشت

گفت بدیہہ ہاتف غیب از جواد — عقدہ کشا نو گل خندان نوشت

۱۳۱۱ ہجری

صحت نامہ کتاب اعلان الہدیٰ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳	۱۲	الامتہ	۱۹	۱۹	دروازہ کھولا	۲۶	۱۲	حضرات	۳۴	۱۱	مغلق
〃	۱۶	السعید بن	۲۰	۶	روایت کرتے ہیں	۲۷	۱۴	مرجاؤ	〃	۱۴	ارادہ
۴	۳	اواخر	〃	۹	نسائی	〃	۱۶	آپ	۳۵	۱۶	کرانا
〃	۶	تیں	۲۲	۴	ممبر	۲۸	۱۵	ہمت	۳۶	۵	ولی
〃	۱۰	کئے گئے	〃	۱۴	مضمون پر	۳۰	۱۵	بندوبست کرنا	〃	۷	خلافت
〃	۱۳	پھلی شہری	۲۳	۱۷	لان یکون	۳۱	۱۴	پیش رفت	〃	۱۱	دے سکتا
۶	۱	رشیقہ	〃	〃	ھمر	〃	۱۵	قرار اون	〃	۱۷	ہوتیں
۹	۱۴	چھوڑا	۲۴	۱	اس روایت کو	〃	〃	روم	۳۷	۹	عائشہ
۱۴	۱	بالکل موضوعی	〃	۲	خصلتیں	〃	۱۸	تیمنی	〃	۶	روایت
〃	۴	پچھانی	〃	۱۲	فاتبعتہ	۳۲	۳	کہے	۳۸	۳	کہ لوگون
۱۷	۶	پاک سمجھ	۲۵	۷	حلال نہیں	۳۳	۱	تو	〃	۱۰	راویان
〃	۹	یا سہل	۲۶	۷	قاتی	〃	۴	تو	〃	۱۲	علیہ الصلوٰۃ
۱۸	۶	یہ قصہ	〃	〃	جبیر بن	〃	۱۹	موقع تھا	۳۹	۳	ہوگا
۱۹	۱۶	ثقات سے	〃	۹	جبیر بن	۳۴	۶	کو چار ناچار	〃	۴	اور جبکہ جملہ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳۹	۵	بیخ کنی	۵۵	۷	دبہ	۹۰	۱۱	نہیں ہے	۱۲۵	۲	پکہہ
〃	۱۴	معزول کردیا	۵۸	۸	مضحکہ	۹۱	۳	بڑے درجہ کے	〃	۶	بزدلی
〃	۱۵	کی	۶۶	۱۵	جنب تبوک	〃	۷	فی نسلی	〃	۱۷	درمیان مین
〃	۱۶	صحاح اہل سنت	۶۷	۶	ہوسکتا	〃	۱۲	فرق	۱۲۶	۸	باطل ہوگی
۴۰	۱۴	گرو	〃	۹	رازداری کی	۹۲	۱۲	نمائید	〃	۱۰	پیغمبری
〃	۱۵	جہیر الصوت	۶۸	۴	کہ رسول صلعم	۹۳	۳	کے شروع	۱۲۷	۹	تشیع
〃	۱۸	ذلیل کرایا	〃	۶	جبین جبات	〃	۸	بحران	۱۳۰	۱۲	اور حسینؑ اور علیؑ
۴۱	۱۲	پاپہاے	۷۰	۷	ان جملہ	〃	۱۲	کہ آو بلاوین	۱۳۱	۱۲	اعمام
〃	۱۷	پیشنمازی	۷۲	۱۴	برعکس	۹۴	۱۳	مخلوقات	۱۳۳	۱۰	حاکم
۴۲	۱۸	مخصوص	۷۴	۸	وانصر	۹۵	۱۶	بھائی	〃	۱۵	گناہون
۴۳	۵	مخصوصہ	۷۹	۱	براہ	۱۰۱	۱۲	کا صاف	〃	۱۹	شرعی
〃	۹	تمہارا	〃	۱۸	عائشہ	۱۰۲	۱۱	زمرہ	〃	〃	زمانہ رسولخدا
۴۴	۱۲	دے سکتے	۸۰	۸	اسوقت	۱۰۳	۱۶	اس سے	۱۳۶	۱۳	وہ
〃	〃	بطریق اخبار	〃	۱۳	ہون	۱۰۵	۱	بخاص	۱۳۸	۱۴	حوامل
〃	۱۹	اللہ	۸۳	۲	کہ	〃	۶	خلیفہ	〃	۱۶	حمل
۴۵	۸	بزاز	〃	۳	علف	〃	۱۶	انبیا	۱۳۹	۶	گھرون مین
〃	۹	قالوا	۸۴	۸	عنوان	۱۰۷	۸	ہنوز	۱۴۴	۱۲	استیصال
〃	۱۰	علیکم الفدا	〃	۱۸	دوسرے سے	۱۰۸	۱۶	ویدان	〃	۱۳	خارج
			۸۵	۱	رہوگے	۱۰۹	۱	گردانید	۱۴۶	۳	گشتہ
۴۶	۷	بمنزلتہ	〃	۱۵	علی	۱۱۰	۱۳	بخلافت	〃	۹	بوسے
۴۸	۱۹	انّہ	۸۶	۳	الیوم	〃	۱۶	نہ خلافت	〃	۱۶	خلیفہ
۵۰	۱۶	بالحرف	〃	۴	دنیا	۱۱۱	۱۰	کو اپنا	〃	۱۹	علیحدہ علیحدہ ہین
〃	[illegible]	جز دروغ گفتند	۸۷	۲	مابعد	〃	۱۹	مخلص	۱۴۷	۱۲	بن کعب کے
۵۱	۴	اون مین	۸۸	۵	کسی کے	۱۱۲	۵	عاد	〃	۱۹	اور بدل ج
۵۴	۷	وزیرا	〃	۹	تمکو	۱۱۳	۶	یہ نہین	۱۴۹	۱	کسینے
〃	۱۵	قد اوتیت سؤلك	〃	۱۵	انتظام	۱۱۴	۷	رسول خدا	۱۵۳	۱۴	کا محالات
		یاموسٰی سوقال	۸۹	۲	بدرجہ اوسے	۱۱۵	۵	حکم کی	۱۵۶	۱۰	نمونہ
		فی سورۃ الاسرے	〃	۴	اتنی	۱۱۷	۱۰	ہوگئی با[illegible]	〃	۱۳	فی سبیل
		ولقد اتینا موسٰی	〃	۱۰	کاہو	۱۱۸	۱۸	[illegible]	۱۵۷	۱۷	عثمان نے
		الکتاب و	〃	۱۸	لکہا ہے	۱۲۱	۱۰	فرمایا ہے [illegible]	۱۵۹	۱۷	پوچھ پوچھ کر

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۱۶۱	۶	آخر	۱۹۹	۳	غلاۃ	۲۳۰	۱۴	پاوے	۲۵۱	۱	تسجد
〃	۷	سورتون	۲۰۲	۷	کا	〃	۸	تجارتی	〃	۹	دعا
۱۶۲	۱۰	قرآن	۲۰۳	۱۴	کا	〃	۱۹	مین	〃	۱۵	یامر الرب رب
۱۶۳	۱۷	تطویل	۲۰۵	۱۱	بلکہ مین	۲۳۱	۷	انہون نے	۲۵۲	۱	فتطیبہ
۱۶۴	۸	مین بیان	۲۰۷	۱۰	مشورہ	۲۳۳	۱۲	فانغذہ	〃	۳	اسرائیل
۱۶۶	۸	علی ابن	〃	۱۹	اشارہ	۲۳۴	۱۴	متنبہ	〃	۵	البعا
〃	۱۵	بخمیس	۲۰۸	۱۵	اجماع اور قیاس پر	۲۳۵	۶	مرتد ہوکر	۲۵۵	۱۱	نبوت
۱۶۷	۱	حکم کو	۲۱۱	۱۵	موتہ	〃	۱۲	ضرور	〃	۱۹	کھیلنے کودنے
۱۷۰	۴	سمرہ	۲۱۴	۳	مین بیٹھہ	〃	〃	ساری	۲۵۹	۱	الزبیر
۱۷۱	۶	اسراف	〃	۴	کر نیکی	〃	۱۸	تجہیز	〃	۱۰	زید بن
۱۷۲	۱	تخلف	۲۱۵	۷	تقرر	۲۳۶	۲	اہل	۲۶۴	۵	کافرا
〃	۱۷	بڑے	〃	۱۹	بدبختی سے	〃	۵	مشکواۃ	〃	۱۲	بہ یوم
〃	۱۸	مخالفت	۲۱۸	۱۴	تبع	۲۳۷	۳	شخصون	〃	۱۷	مولاہ
۱۷۴	۱	قطنی	۲۱۹	۵	وہ کون	〃	〃	خلافت تھے	۲۶۷	۱	۱۶۹
۱۷۶	۴	دعوی	۲۲۰	۷	غلام	〃	۱۲	دو یار	〃	۱۹	جمہور
〃	۱۱	معنی	〃	۸	اور مال	۲۳۸	۲	بیوم	۲۶۸	۱	کہ احق
۱۷۹	۵	جواب	۲۲۳	۱۹	نبی	۲۳۹	۱	یحب	۲۶۹	۱۰	تقدم
۱۸۲	۷	منقول ہین	〃	〃	ساتھ	〃	〃	ورسولہ	۲۷۰	۱۰	شجاعت
〃	۱۴	صاحب نے	〃	〃	اپنی	۲۴۰	۴	یہ نہ سمجھے کہ حق تو	۲۷۱	۱۱	جنہون
۱۸۳	۳	مفضول	۲۲۵	۸	سہ	۲۴۱	۹	وجہہ	۲۷۲	۴	استحقاق
۱۸۵	۱۰	گذرتا	۲۲۶	۳	جو کچھہ	۲۴۲	۱۸	کہ	۲۷۳	۱۲	افضلہم کو
۱۸۷	۱۹	ہاجرہ خاتون	۲۲۷	۱۴	کہ یہ اپنے	〃	۱۹	گمان دے	〃	۱۹	بشیر
۱۹۱	۱۱	مشرب	۲۲۸	۴	کردیا جاوے	۲۴۳	۱	مقاتلہ	۲۷۴	۶	خویلش
۱۹۲	۱۲	توآپ نے	〃	۱۴	وہی صورت	〃	۱۵	احق	۲۷۵	۱۳	مدارا
۱۹۳	۱۹	خزاعی			نکرے گا	〃	۱۹	الی	۲۷۶	۴	ناواقفیت
۱۹۵	۷	السجادی	〃	۱۹	پریشان	۲۴۸	۹	افقتلتموہ	〃	۱۳	آپ
۱۹۷	۱۹	روتاہے کیا	۲۲۹	۳	ہوتا ہو	۲۴۹	۵	ہوالذی	۲۷۹	۱	جب
〃	〃	ہے کیا	〃	۱۶	بنائی	〃	۶	بجعلہم	〃	۱۳	جوکہ حضرت
۱۹۸	۵	یادہ ہین اور	۲۳۰	۳	المال	〃	۷	بجعلہم	۲۸۰	۱۵	غدار
۱۹۹	۳	طغاۃ	〃	۱۲	یہ حکم	۲۵۰	۱۳	جاعلک	۲۸۲	۱۴	وسائر

اعلان